DATA ENTRY

بی ضرورت کے وقت ہندوستان کے مشہور و معروف کتب خانہ اعزازیہ دیوبند یوپی سے طلب فرمایئے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ط

علم الفقہ

جلد اوّل

مصنّفہ

حضرت حجۃ الاسلام امام
اہل سنت مولانا الحاج الشاہ محمد عبدالشکور صاحب فاروقی مجددی نقشبندی

جس کو

(مولوی) سید احمد مالک
کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے

اپنے کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع کیا

(اجازت طبع ہو بنفیسہ)

ہر قسم کے حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

طبع اول، فارسی، اردو اور حما
طابع اللہ عمد
مکاتبہ (مولوی) سید احمد مالک

DATA ENTERED

۲۹۲۶۱۳
ع ۱۳۹۵ ج
۱۳۲۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کما یلیق بجلالہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ مظہر کمالہ عبدہ و
سیدنا و مولانا محمد و آلہ واصحابہ المتحلین بخصالہ۔

چونکہ اس کتاب کے مقدمہ میں فقہ کی تعریف اور اس کے پڑھنے پڑھانے کی فضیلت اور
احتیاج اور ضرورت جو ہر مسلمان کو ابتدائے پیدائش سے آخر وقت تک رہتی ہے نہایت مج
تقریر اور بہت دلکش تحریر میں ہدیۂ ناظرین ہوگی اور اس کے متعلق دوسری مفید اور کارآمد
نہایت عمدہ تفصیل سے پیش کی جائیں گی۔ اس لئے اس مقام پر صرف بعد ظاہر کرنے ان امو
جن کا التزام اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ اصل مقصود کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔

اس کتاب میں جن امور کا لحاظ کیا گیا ہے

(۱) ہر شے کے متعلق جس و
احکام ہیں وہ سب ایک جگ
کر دیئے جاویں تاکہ ہر شخص کو مسئلہ نکالنے میں آسانی ہو۔

(۲) ہر مسئلہ میں وہی قول لکھا جائے گا جس پر فتویٰ ہے مختلف اقوال اور روایات کا ذ
جائے گا تاکہ دیکھنے والے کے ذہن کو انتشار نہ ہو۔

(۳) وہ بہت سے مسائل جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں حالانکہ اُنکے
یا بعض کمزور مسائل کو مفتیٰ بہ لکھدیا گیا ہے اس کی بھی تحقیق کی جائے گی۔

(۴) بعض مسائل کی بلحاظ ضرورت دلیل بھی بیان کی جائے گی۔

(۵) زمانہ کے بدلنے سے جو احکام بدل گئے ہیں اور تجارت کے نئے اسباب مثل ریل، تار
بنک، ٹکٹ، اسٹامپ، نوٹ وغیرہ کے احکام کا بھی بیان ہوگا۔

(۶) جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آوے کہ جس کا حکم کتب فقہ میں نہیں یا سخت اختلاف کیو
ایک دو شخص فیصلہ نہ کر سکیں تو علمائے عرب و عجم سے مشورہ کر کے محقق قول لکھدیا جائے گا

(۷) جن کتب معتبرہ سے مسائل نقل کئے جاویں گے ان کے نام بحوالہ صفحہ و سطر یا فصل و
لکھدئے جائیں گے تاکہ اگر کسی کو اصل کا دیکھنا منظور ہو تو اس کو دقت نہ ہو۔ ہاں جو
متفق ہے یا مشہور ہیں ان کا حوالہ نہ دیا جائے گا۔

[illegible] اور اصطلاح کی بھرت نہ ہوگی تاکہ عام

Marfat.com

خداوند تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے پوری پوری امید رکھتا ہوں کہ میری اس کتاب سے عام اہل اسلام کو نفع ہوگا علم والوں کو بھی اور بے علموں کو بھی عورتوں کو بھی مردوں کو بھی اس لئے کہ اس کی عبارت اسقدر آسان اور سادی ہے جس کا سمجھنا کسی جاہل کو بھی مشکل نہیں ہے۔ وہ معتبر نایاب کتابیں جن سے اس کتاب میں کام لیا گیا ہے غالباً ہر شخص کو نہیں مل سکتیں۔ خدا نے چاہا تو اس کتاب کے بعد مفتی بہ اور محقق مسئلہ دریافت کرنے کے لئے پھر کسی اور فقہ کی کتاب ضرورت نہ رہے گی۔ چونکہ فقہ میں عبادات اور عبادات میں نماز کا رتبہ سب سے زیادہ ہے اور وہ بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی اور طہارت پانی پر موقوف ہے اس لئے پہلے پانی کے مسائل لکھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ (آمین)

پانی کے مسائل

مقدمہ :- اس میں ان اصطلاحی الفاظ کے معنے بیان کئے جائیں گے جو پانی کے مسائل میں بولے جاتے ہیں۔ پانی کو عربی زبان میں ماء کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں مطلق، مقید۔

مطلق :- وہ پانی جس کو محاورہ میں پانی کہتے ہیں اور پانی کے لفظ سے بغیر کسی خصوصیت کے جو عام لوگ سمجھتے ہیں۔

پانی :- لطیف شے ہے اگر گرد و غبار کی آمیزش اس میں نہ ہو تو جس برتن میں رکھا جاتا ہے اسکی تمام اندرونی چیزیں اس میں دکھلائی دیتی ہیں۔ رقیق اور پتلا ایسا ہے جس کو کپڑے سے بخوبی نچوڑ سکتے ہیں اور جسم اور اعضاء پر بہت آسانی سے بہا سکتے ہیں۔ جاندار چیزوں کی زندگی اور زمین سے اشیاء کا اگنا بڑھنا باقی رہنا اس پر موقوف ہے۔ بیرنگی اس کا رنگ ہے۔ مزہ اس کا اس سے پوچھئے جس نے گرمی کی شدت اور پیاس کی حالت میں اس کو پیا ہو۔

مقید :- وہ پانی جس کو محاورہ میں پانی نہیں کہتے جیسے گلاب، کیوڑہ، عرق وغیرہ کہ یہ پانی کے ساتھ کوئی اور خصوصیت نکلتے ہیں جیسے تربوز کا پانی، ناریل کا پانی۔

مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں

طاہر مطہر غیر مکروہ :- وہ پانی جو خود پاک ہو اور اس سے وضو اور غسل وغیرہ بغیر کراہت کے درست ہو۔

طاہر مطہر مکروہ :- وہ پانی جو خود پاک ہو مگر طاہر مطہر غیر مکروہ کے ہوتے ہوئے اس

سے وضو، غسل وغیرہ مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر وہ نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

طاہر غیر مطہر: - وہ پانی جو خود پاک ہے مگر وضو یا غسل اس سے جائز نہیں۔

مشکوک: - وہ پانی جو خود پاک ہے مگر مطہر یا غیر مطہر ہونا اس کا یقینی نہیں یعنی اگر اس سے وضو یا غسل کیا جائے تو اس کو نہ جائز کہہ سکتے ہیں نہ ناجائز۔

ف - طاہر غیر مطہر اور مشکوک میں فرق یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس پانی طاہر غیر مطہر ہو تو اسکو صرف تیمم کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس پانی سے وضو اور غسل کا ناجائز ہونا یقینی ہے اور اگر کسی کے پاس ماء مشکوک ہو تو اس کو وضو و تیمم دونوں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ ماء مشکوک ہے وضو اور غسل کا جائز یا ناجائز ہونا یقینی نہیں۔

پانی کی یہ چاروں قسمیں ناپاک کو پاک کر دیتی ہیں۔ مذکورۂ بالا فرق صرف وضو اور غسل کے احکام میں ہے۔

نجس: - وہ پانی جو خود ناپاک ہو اور وضو اور غسل اس سے جائز نہیں ناپاک چیزیں اس سے پاک نہیں ہوتیں بلکہ پاک چیزوں کو ناپاک کر دیتا ہے۔ چونکہ اس کے تین قسموں کا سمجھنا پانی کی دوسری قسموں کے معلوم کر لینے پر موقوف ہے۔ اس واسطے پہلے وہ دوسری قسمیں لکھی جاتی ہیں

پانی کی دوسری قسمیں

جاری: - وہ پانی جو بہتا ہوا ہو جس کو عام طور پر محاورہ میں بہتا پانی کہتے ہیں۔

راکد: - وہ پانی جو ایک جگہ ٹھیرا ہوا ہو بہتا ہوا نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ کثیر۔ قلیل۔

کثیر: - اس[ع] قدر پانی کہ جس کی نجاست ایک طرف گرے تو دوسری طرف اس کا کچھ اثر نہ ہو نجاست کا رنگ، بو، مزہ پانی کے اور طرفوں میں معلوم نہ ہو۔

قلیل: - وہ پانی جو کثیر نہ ہو یعنی اگر اس کے ایک طرف نجاست گرے تو دوسری کسی طرف نجاست کا رنگ یا بو یا مزہ معلوم ہو۔

نجس پانی کی تینوں قسمیں

(۱) وہ ماء جاری جس کے رنگ، بو، مزہ کو نجاست نے بدل دیا ہو۔

کثیر راکد: جس کے تمام طرفوں کے رنگ، بو، مزہ کو نجاست نے بدل دیا ہو۔

قلیل راکد: - جس میں نجاست گری ہو خواہ تھوڑی یا بہت اور پانی کے رنگ، بو، مزہ

ع علماء نے کثیر کی کئی تعریفیں لکھی ہیں لیکن امام اعظمؒ اور ان کے صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مذہب ہے۔ (شامی جلد اول)

Marfat.com

میں[۵] فرق ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

مستعمل:۔ وہ پانی جس سے زندہ آدمی فرض ادا کرنے یا ثواب حاصل کرنے کے لئے وضو کرے یا نہائے یا کسی عضو کو دھوئے بشرطیکہ وہ پانی اس کے جسم سے ٹپک چکا ہو اور جسم پر کوئی نجاست[۵] حقیقیہ نہ ہو۔

نبیذ تمر:۔ وہ پانی جو کھجوروں کے بھیگنے سے شیریں ہو گیا ہو مگر اس کی اصلی رقت وسیلان میں کوئی فرق نہ ہوا ہو اور نہ اس کے پینے سے نشہ پیدا ہو۔

دریائی جانور:۔ جن کی پیدائش اور زندگی پانی میں ہو۔ خواہ پانی سے جدا ہو کر زندہ رہ سکیں یا نہیں جیسے گھڑیال اور مچھلی وغیرہ۔

خشکی کے جانور:۔ جن کی پیدائش پانی میں نہ ہو خواہ پانی میں زندہ رہ سکیں یا نہیں جیسے بط وغیرہ۔

دموی جانور:۔ جن میں ذبح کرنے یا کسی عضو کے کاٹنے سے خون بہے یا ٹپکے۔

غیر دموی جانور:۔ جن میں بالکل خون نہ ہو یا ایسا خون نہ ہو جو بہے بلکہ گاڑھا ہو جو نہ بہ سکے۔

کنواں:۔ پانی کا وہ چشمہ جو کثیر کی حد تک نہ پہنچا ہو۔

اسراف:۔ بے ضرورت یا ضرورت سے زائد پانی کو خرچ کرنا۔

پانی کے مسائل میں کارآمد اصول

(اصل ۱) اَلْاَصْلُ فِی الْمَاءِ الطَّهَارَةُ۔ (اصل پانی میں پاکی ہے۔)

پانی اصل میں پاک ہے اور جب تک کسی دلیل سے اس کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو پاک سمجھا جائے گا۔ **مثال:** جنگل میں گڑھوں میں جو پانی بھرا رہتا ہے تاوقتیکہ قرائن سے اسکے ناپاک ہونے کا یقین ہو جائے پاک ہے۔

(اصل ۲) اَلْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّكِّ

(یقین شک سے نہیں جاتا)

جس بات کا یقین ہو اس کو محض وہم یا شک سے چھوڑنا نہ چاہیے۔

---

[۵] (جلد) اور آج کل جو یہ مشہور ہے کہ جو پانی دس گز طول دس گز عرض مربع میں ہو وہ کثیر ہے اس سے کم ہو تو قلیل یہ قول متاخرین کا ہے اصل مذہب میں اس کا کچھ پتہ نہیں نہ حدیث سے کوئی سند ہے ۱۲۔

[۵] جیسے پیشاب، پاخانہ، اور نجاست حقیقیہ کی تعریف انشاء اللہ تعالیٰ نجاستوں کے بیان میں آئے گی۔ ۱۲۔

Marfat.com

مثال :- کسی مکان میں پاک پانی رکھا ہوا ہے وہاں سے کتا نکلتے ہوئے دیکھا کتے کو پانی پیتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ کسی قرینہ سے اس کا پینا معلوم ہوا۔ ہاں گمان ہوتا ہے کہ شاید کتے نے پانی پی لیا ہو تو وہ پانی پاک ہے اس لئے کہ پانی کا پاک ہونا یقینی ہے۔ ناپاک ہونے کا شک ہوا تو اس شک سے یقین نہ جائے گا۔

(اصل ۳) غَالِبُ الظَّنِّ مُلْحَقٌ بِالْيَقِيْنِ۔

(گمان غالب یقین کا حکم رکھتا ہے)

یقین کی طرح گمان غالب بھی محض وہم وخیال سے چھوڑا نہ جائے گا۔

مثال :- کسی پانی کو دو مسلمان پاک کہیں اور ایک عورت یا کافر اس کو ناپاک بتائے تو وہ پانی پاک ہے دو مسلمانوں کے کہنے سے اس کے پاک ہونے کا گمان غالب ہے اور ایک عورت یا کافر کے کہنے سے اس کے ناپاک ہونے کا شک ہے۔ اس لئے اس کے پاک ہونے کا حکم دیں گے۔

(اصل ۴) اَلْاَصْلُ بَقَاءُ مَا كَانَ عَلٰى مَا كَانَ

(اصل یہ ہے کہ ہر چیز اپنی پہلی حالت پر باقی رہتی ہے)

ہر چیز اپنی پہلی حالت پر باقی سمجھی جائے گی جب تک کہ اس کی پہلی حالت کا چلا جانا کسی دلیل سے معلوم نہ ہو۔ **مثال** :- گھڑے سے گلاس میں پانی لیا گلاس کے پانی میں نجاست دیکھی تو گھڑے کے پانی کو ناپاک نہ کہیں گے۔ گھڑے کا پانی پاک تھا اب بھی پاک رہے گا اور نجاست شاید گلاس میں ہو۔ ہاں گلاس دھو کر دیکھ کر پانی لیا جائے تو پھر یقیناً نجاست گھڑے میں سمجھی جائیگی۔

(اصل ۵) اَلْاَصْلُ اِضَافَةُ الْحَادِثِ اِلٰى قُرْبِ اَوْقَاتِهٖ

(اصل یہ ہے کہ نئی پیدا ہوئی چیز کو کہینگے کہ اسی وقت پیدا ہوئی ہے)

جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی ہو اور اس کے پیدا ہونے کا وقت معلوم نہ ہو تو اس کو سمجھیں گے کہ ابھی پیدا ہوئی ہے۔ **مثال** :- کنویں میں مرا ہوا چوہا دیکھا جائے اور گرنے کا وقت کسی قرینہ سے معلوم نہ ہو تو اس کنویں کے پانی کو دیکھنے کے وقت سے ناپاک کہیں گے اور اس سے پیشتر جو اس پانی سے وضو یا غسل کیا گیا ہے سب کو جائز رکھیں گے۔

(اصل ٦) اَلْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيْرَ

(سختی سے آسانی ہو جاتی ہے۔)

Marfat.com

قیاسی احکام ضرورت اور حرج کے وقت بدل سکتے ہیں۔

مثال:۔ پرندوں کی بیٹ ناپاک ہے کنویں میں گر جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا اس لئے کہ اگر کنویں کے پانی کو ناپاک کہیں تو بہت دقت ہوگی کیونکہ پرندوں کی بیٹ سے کنویں کی حفاظت مشکل ہے۔

(اصل ۷) لَا مَسَاغَ لِلِاجْتِهَادِ فِي مَوْرِدِ النَّصِّ

شرعی حکم میں عقل کو دخل نہیں۔

شرعی حکم کو عقل کے خلاف سمجھ کر رد نہیں کر سکتے۔

مثال:۔ کنویں میں مرا ہوا چوہا نکلے تو بیس ڈول کھینچنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ بیس ڈول سے تمام پانی کا پاک ہونا سمجھ میں نہیں آتا تو یوں نہ کہیں گے کہ بیس ڈول سے پانی پاک نہیں ہوتا۔

(اصل ۸) مَا ثَبَتَ عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ فَغَيْرُهُ لَا يُقَاسُ عَلَيْهِ۔

جو حکم قیاس کے خلاف ہو اس کو دوسری جگہ جاری نہیں کرتے۔

شریعت کا جو حکم خلاف قیاس کے ہو اس کو دوسری چیزوں کے لئے ثابت نہیں کر سکتے۔

مثال:۔ پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ عرق سے جو پانی کے مثل ہے وضو اور غسل کو درست نہ کہیں گے۔

(اصل ۹) الضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ

حاجت ناجائز چیزوں کو جائز کر دیتی ہے۔

ممنوع اور ناجائز چیزیں ضرورت کے وقت جائز ہو جاتی ہے۔

مثال:۔ تشنگی میں جان پر آنے تو ناپاک پانی پینا درست ہے۔

(اصل ۱۰) اَلْعِبْرَةُ لِلْغَالِبِ لَا لِلْمَغْلُوْبِ

اعتبار غالب کا ہوتا ہے نہ مغلوب کا۔

چند چیزیں جب مل جائیں تو ان میں جو غالب ہے اسکا حکم اور مجموعہ کا حکم ایک ہے۔

مثال:۔ مستعمل اور مطہر پانی اگر مل جائیں اور مستعمل زیادہ ہو تو یہ کل پانی مستعمل سمجھا جائیگا اور اگر مطہر زیادہ ہو تو یہ کل پانی مطہر سمجھا جائے گا۔

پاک شے اگر پانی میں مل جائے اور پانی کی رقت وسیلان کو کھو دے یا پانی کے مزے اور رنگ یا رنگ اور بو یا بو اور مزے کو بدل دے تو سمجھا جائے گا کہ وہ شے پانی پر غالب ہے اور اس پانی کو ماء مطلق نہ کہیں گے۔

مسائل

ماءِ مطلق طاہر غیر مکروہ کا بیان

(۱) بارش[ع]، دریا، سمندر، نہر، تالاب، چشمہ، کنویں کا پانی، شبنم، برف اور اولہ کا پانی جو گرمی سے پگھل کر ٹپکے۔ یہ تمام پانی پاک ہے۔ وضو اور غسل ان سے بلا کراہت درست ہے۔

(۲) نجاست جیسے پاخانہ، گوبر، لید وغیرہ سے پانی اگر گرم کیا جائے تو اس سے پانی میں کچھ نقصان نہ آئے گا وضو اور غسل بلا کراہت درست ہے۔

(۳) پانی کا زیادہ ٹھیرے رہنے، رکنے، بند رہنے سے یا برتن میں بہت دن رکھنے سے رنگ بدل جائے یا بدمزہ ہو جائے یا بو کرنے لگے تو وضو اور غسل بلا کراہت اس سے جائز ہے جیسے تالاب، حوض کا پانی زیادہ روز رکھنے سے بو کرنے لگتا ہے۔ حاجی پیپوں میں زمزم کو لاتے ہیں تو اس کا رنگ و مزہ بدل جاتا ہے۔

(۴) جنگل میں چھوٹے گڑھوں میں جو پانی بھرا رہتا ہے تاوقتیکہ قرائن سے اس کے ناپاک ہونے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو اس وقت تک اس کو پاک ہی کہیں گے۔

(۵) راستوں پر مٹکے گھڑے وغیرہ میں پانی پینے کو رکھ دیتے ہیں اور اس سے ہر قسم کے لوگ شہری دیہاتی چھوٹے بڑے مرد و عورت پانی لے کر پیتے ہیں اور احتیاط نہیں کرتے تو یہ پانی پاک ہے ہاں اگر ناپاک ہونے کا کسی طور سے یقین ہو جائے تو پھر پاک نہ ہوگا۔

(۶) کافروں کے برتن کا پانی بھی پاک ہے اس لئے کہ نجاست سے ہر مذہب و ملت کے لوگ بچتے ہیں۔ ہاں جو کافر کہ نجاست سے نہیں بچتے اور کسی طرح قرائن سے معلوم ہو جائے کہ ان کے برتن پاک نہیں تو پھر ان کے برتن کا پانی پاک نہ ہوگا۔

(۷) چھوٹے بچے جن کے ہاتھوں کا کچھ اعتبار نہیں نجاست سے وہ احتیاط نہیں کرتے اگر

ع وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ دوسرے مقام میں ہے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا دونوں آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ خدا نے تمہارے پاک کرنے کو مینھ برسایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بارش کا پانی پاک ہے اور ناپاک چیزوں کو پاک کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ایک اور مقام میں ہے فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا تمہیں پانی نہ ملے تو تیمم کر لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ پانی پاک ہے اس سے وضو و غسل درست ہے یہ اگر نہ ہو تو تیمم کرنا چاہئے۔ حدیث میں ہے اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ پانی پاک کر دیتا ہے۔ ۱۲

Marfat.com

پانی میں ہاتھ ڈال دیں تو پانی پاک ہے۔ ہاں اگر ان کے ہاتھ کا ناپاک ہونا یقینی طور سے معلوم ہو جائے تو پانی ناپاک ہے۔

(۸) وہ کنویں جن سے ہر قسم کے لوگ پانی بھرتے ہیں اور میلے گرد و غبار آلود برتن اور ہاتھوں سے بھرتے ہیں ان کا پاک ہے تاوقتیکہ برتنوں اور ہاتھوں کا ناپاک ہونا یقیناً معلوم نہ ہو۔

(۹) گھڑے یا مٹکے سے لوٹے یا آبخورے میں پانی لیا جائے اور پانی پیتے وقت اور اس کے قبل لوٹے اور آبخورے کو نہ دیکھا جس سے معلوم ہوتا کہ ان میں کچھ تھا یا نہیں ہاں پانی لینے کے بعد دیکھا تو لوٹے میں یا آبخورے میں نجاست پائی تو ایسی حالت میں مٹکے اور گھڑے کا پانی پاک[۵] ہے۔ اس لئے کہ اس صورت میں اس کا یقین نہیں کہ یہ نجاست گھڑے یا مٹکے میں تھی۔ ممکن ہے کہ لوٹے یا گلاس ہی میں ہو اور اسی طرح ڈول سے بلا دیکھے ہوئے پانی بھرا جائے اور کھینچنے کے بعد ڈول میں نجاست نکلے تو پانی کنویں کا پاک ہے۔

(۱۰) درخت[۵] کی پتی گرنے کی وجہ سے پانی اگر بو کرنے لگے یا بدمزہ ہو جائے یا رنگ بدل جائے یا مزہ اور رنگ اور بو تینوں بدل جائیں تو یہ پانی پاک ہے۔ وضو اور غسل اس سے درست ہے۔

غیر مستعمل پانی

(۱) باوضو شخص بلانیت وضو کے ہاتھ پیر ٹھنڈا کرنے یا گرد و غبار دھونے کی غرض سے یا دوسرے شخص کو وضو سکھلانے کیلئے اگر وضو کرے تو اس وضو کا پانی مستعمل نہ ہوگا اور استعمال شدہ پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔

(۱۲) باوضو مرد یا عورت جسکو نہانے کی ضرورت نہ ہو اور غسل نہ کرنا مسنون ہو اور نہ جسم پر کسی جگہ نجاست لگی ہو اور پھر نہائے تو یہ پانی مستعمل نہ ہوگا اور اس سے وضو اور غسل درست ہے اور اسیطرح وہ شخص جسکو نہانے کی ضرورت ہو اگر اس عضو کو جو وضو میں نہیں دھویا جاتا دھوئے بشرطیکہ یہ عضو پاک ہو تو یہ پانی بھی مستعمل نہیں خواہ وہ سر کے بال ہی کیوں نہ دھوئے۔

---

[۵] جس پانی کے ناپاک ہونیکا شبہ ہو اور پاک ہونا یقینی ہو اس سے وضو اور غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ اچھا پانی موجود ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے دع ما یریبک الی ما لا یریبک یعنی شبہ کی چیز کو چھوڑ دو اور یقینی چیز کو لیلو (نسائی ص ۱۵ ج ۱)

[۵] بعض کتابوں میں ہے کہ اس سے وضو اور غسل درست نہیں یہ قول صحیح نہیں اس لئے کہ پتوں کے گرنے سے پانی پانی ناپاک نہیں ہوتا اور محاورے میں لوگ اسکو پانی کہتے ہیں اور جب یہ پانی مطلق اور طاہر ہوا تو یہ وضو اور غسل اس سے درست نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں اسیطرح گدلا مٹی پانی میں ملی ہو جیسے بارش کا پانی برسات میں دریا کے پانی سے ہو جاتا ہے وہ بھی عرفاً پانی کہلاتا ہے۔

Marfat.com

(۱۳) حائضہ یا وہ عورت جسکو بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہے خون بند ہونے سے پہلے اگر نہائے اور جسم اس کا پاک ہو تو یہ پانی مستعمل نہیں اور وضو اور غسل اس سے درست ہے۔

(۱۴) چار[ع] پانچ سال کا ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔

(۱۵) پاک کپڑا، برتن اور دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جائیں اس سے وضو اور غسل درست ہے۔ بشرطیکہ محاورے میں اسکو ماء مطلق کہتے ہوں اور پانی کے تین وصفوں سے دو وصف باقی ہوں اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں مثال چاول دھوئے جائیں یا ترکاری وغیرہ دھوئیں تو اگر رنگ، بو، مزہ تینوں بدل جائیں یا رنگ، مزہ بدل جائے یعنی دو وصف بدل جائیں تو وضو اور غسل درست نہیں۔ ہاں اگر کچھ نہ بدلے یا ایک بدلے تو درست ہے

(۱۶) سور، کتے کے علاوہ کوئی زندہ جانور جس پانی سے نہلایا جائے وہ پاک ہے بشرطیکہ جسم پر نجاست لگی ہوئی نہ ہو اور لعاب دہن نہ ملا ہوا اور اسیطرح سور، کتے کے سوا زندہ جانور جس پانی میں جائے یا گر پڑے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہونچے اور جسم پر نجاست بھی نہ ہو تو یہ پانی پاک ہے اور وضو اور غسل اس سے درست ہے۔ ہاں گھوڑا اور وہ جانور جن میں دم سائل نہیں اور وہ جانور جن کا گوشت درست ہے ان کا لعاب دہن بھی اگر پانی میں ملجائے تو پانی پاک ہے درمختار۔

(۱۷) بدن[ع] یا کپڑا صاف کرنے کیلئے یا خود پانی ہی صاف کرنے کی غرض سے کوئی شے مثل صابون وغیرہ کے پانی میں جوش دی جائے تو اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی کی اصلی رقت میں کچھ فرق نہ ہوا ہو اور پانی گاڑھا نہ ہو جائے خواہ مزہ، بو، رنگ تینوں جاتے رہے ہوں.....

(۱۸) پاک پانی میں خشک چیز مثل آٹے، ستو، ناج وغیرہ کے ڈال دی جائے یا خشک روٹی بھگو دی جائے یا گاڑھی چیز مثل شربت بنفشہ نیلوفر معجون گلقند کے ڈال دی جائے اور پانی کے تینوں وصف مزہ بو رنگ جاتے رہیں لیکن جوش نہ دیا جائے اور پانی کی رقت[ع] و سیلان اصلی میں کچھ فرق نہ آئے اور محاورے میں اسکو پانی بھی کہتے ہوں تو اس سے وضو

ع پاک ہونا ان کے جسم کا اگر پہلے سے مشتبہ ہو تو پھر اس کا مکروہ طاہر پانی کا حکم ہوگا۔ ۱۲

ع اسلئے کہ محاورے میں اسکو ماء مطلق بولتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ مردے کو بیری کی پتی پانی میں جوش دے کر غسل دو اور ظاہر ہے کہ اس سے تینوں وصف بھی بدل جائینگے ۱۲۔ ع رقت کے باقی رہنے کی یہ علامت ہے کہ کپڑے سے نچوڑیں تو نچوڑا جائے اور سیلان کی علامت یہ ہے کہ اعضاء پر پانی کی طرح بہے۔ ۱۲

Marfat.com

درست ہے اور اگر محاورے میں پانی اسکو نہ کہیں بلکہ اس کا دوسرا نام ہو تو وضو درست نہیں خواہ رقت وسیلان پانی کا سا ہو۔ **مثال** شکر گھول کر پانی میں شربت بنائیں تو اس سے وضو درست نہیں اگرچہ اس میں پانی کی سی رقت باقی ہو اس لئے کہ اس کو محاورے میں پانی نہیں کہتے بلکہ شربت کہتے ہیں۔

(۱۹) ایسی رقیق[ع۵] سیال شے جو پانی سے رنگ، بو، مزہ تینوں وصفوں میں مخالف ہو جیسے سرکہ، دودھ رس کہ ان کا مزہ، بو، رنگ تینوں مخالف ہیں اگر پانی میں مل جائے اور پانی کے کسی ایک وصف کو کھو دے خواہ مزہ بدل جائے یا رنگ یا بو تو اس پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ ہاں اگر دو وصف جاتے رہیں تو درست نہیں۔ اور جو رقیق شے پانی سے دو وصف یا ایک میں مخالف ہو اور ایک یا دو میں موافق ہو جیسے عرق بادیان، کیوڑہ وغیرہ کہ ان کی بو، مزہ مخالف ہے اور رنگ میں موافق ہے تو یہ اگر پانی میں مل جائیں اور پانی کے مزہ رنگ بو میں کچھ تغیر نہ ہو تو اس سے وضو درست ہے ورنہ نہیں یعنی اگر ایک وصف بدل جائے گا تو وضو درست نہ ہوگا

(۲۰) رقیق[ع۵] وسیال شے جو پانی سے کسی وصف میں مخالف نہیں اس کا مزہ، رنگ، بو سب پانی کا سا ہے تو یہ اگر قلیل پانی میں مل جائے اور اس سے قلیل پانی وزن میں زیادہ ہو مثلاً یہ رقیق اگر ایک سیر ہو اور قلیل سوا سیر ڈیڑھ سیر ہو تو اسوقت اس قلیل سے وضو درست ہے۔

مثال مستعمل پانی ایک سیر جو کہ پانی سے کسی وصف میں مخالف نہیں دو سیر پانی میں مل جائے تو تمام پانی غیر مستعمل ہو گا اور اس سے وضو اور غسل درست ہے۔

(۲۱) جس جانور میں دم سائل نہ ہو یا دریائی جانور پانی میں مر جائے یا پھول پھٹ جائے تو یہ پانی پاک ہے وضو اور غسل اس سے درست ہے۔

(۲۲) کثیر یا جاری پانی میں نجاست گرے یا کوئی جانور گر کر مر جائے اور پانی کا مزہ، رنگ، بو

ع۵ پانی سے تینوں وصف میں جو مخالف ہے اگر وہ دو وصف کو کھو دے تو سمجھا جائے گا کہ وہ پانی پر غالب ہے اور پانی فنا ہو کر ہی ہو گیا اور جب پانی فنا ہو گیا اور دوسری شے بن گیا تو پھر اسکو پانی کا حکم نہ رہیگا جیسے پانی برف بنکر جم جائے۔ ۱۲

ع۵ اس سے معلوم ہوا کہ وہ شخص جسکو نہانے کی ضرورت ہے اگر حوض یا کنویں میں نہائے اور اس کے جسم پر نجاست ہو تو پانی کنویں کا پاک ہے اور اسطرح وضو کیوقت کنویں میں مستعمل پانی کے قطرے ٹپکیں تو بھی کچھ حرج نہیں اس لئے کہ مستعمل پانی بہ نسبت غیر مستعمل کے تھوڑا ہے اور اس تھوڑے پر فقہا نے جو نجس ہونے کو لکھا ہے وہ مفتی بہ نہیں۔ ۱۲

ع۵ ایسا جانور اگر پانی میں پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا ہے تو اسکا پینا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی صفحہ ۱۳۵ ج ۱) ۱۲

Marfat.com

ان تینوں سے ایک بھی نہ بدلے اور پانی اپنی اصلی حالت پر رہے تو ان سے وضو اور غسل درست ہے۔ ہاں اگر تینوں سے ایک بھی بدل جائیگا تو درست نہیں۔

(۲۳) جاری یا کثیر پانی میں مستعمل یا نجس پانی جو کہ جاری اور کثیر سے زیادہ ہو مل جائے تو اس سے جاری اور کثیر ناپاک نہ ہوگا۔

(۲۴) کنواں، چشمہ ناپاک اگر خشک ہو جائے اور پھر دوبارہ اس میں خشک ہونے کے بعد پانی نکلے تو یہ پانی پاک ہے بشرطیکہ اس میں اس وقت نجاست نہ ہو۔

(۲۵) نجس پانی گھڑے، پیالے، گلاس وغیرہ میں ہو اور نجاست کیوجہ سے پانی کا رنگ، مزہ، بو تینوں میں سے کوئی بھی نہ بدلا ہو تو ایسی حالت میں پاک پانی اوپر سے برسے یا اُن برتنوں میں اس قدر ڈالا جائے کہ پانی کنارے سے نکل کر نیچے بہ جائے تو اس سے پانی و برتن دونوں پاک ہو جائیں گے۔ (شامی صـ۱۴۳ ج ۱)

(۲۶) ناپاک زمین پر اگر اسقدر پانی ڈالا جائے کہ ایک گز بہ جائے یا اسقدر بارش ہو کہ ایک گز بہ جائے تو زمین اور پانی دونوں پاک ہیں۔ (شامی صـ۱۳۷ ج ۱)

(۲۷) جاری پانی سے چند آدمیوں کو برابر متصل ہو کر وضو غسل کرنا درست ہے خواہ یہ پانی جاری کسی چھوٹے سے نالے میں ہو جیسا کہ ہندوستان میں چھوٹے چھوٹے بڑے نالے ہوتے ہیں جس سے کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔

(۲۸) جاری[ع] پانی اگر ناپاک ہو جائے یعنی نجاست اس کے کسی وصف کو بدل دے تو نجاست کا جب اثر جاتا رہے گا پانی پاک ہو جائے گا۔

(۲۹) طاہر مطہر[ع] پانی میں مستعمل پانی برابر یا زیادہ مل جائے تو تمام پانی کو مستعمل کا حکم ہوگا۔ ہاں اگر مطہر زیادہ ہو

ع کثیر اور جاری پانی نجاست سے ناپاک نہیں ہوتا اس لئے کہ اگر اسکو ناپاک ہونے کا حکم دیدیں تو انسان کی معاشرت بہت دشوار ہو جائے گی۔ دوسرے نجاست کا مدار طبائع نفیسہ پر ہے نفیس طبیعت والے میں پانی کے استعمال کو برا جانیں اور گوارا نہ کریں تو وہ ناپاک ہو اور ظاہر ہے کہ کثیر یا جاری پانی میں اگر نجاست گرے اور اسکا اثر معلوم نہ ہو تو ایسی طبیعت کے لوگ اسکے استعمال سے احتراز نہ کرینگے ہاں اگر نجاست پانی کے کسی وصف کو بدلے تو ضرور اس کے استعمال سے کراہت ہوگی اور اسوقت یہ ناپاک بھی ہے۔ اس موقعہ پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی نہر میں اگر جانور مر جائے اور سر کے پانی کا اکثر حصہ جانور پر ہوتا ہوا ہے اور پانی کا کوئی وصف اسکی وجہ سے متغیر نہ ہو تو یہ پانی پاک ہے اور جانور کے پیچھے کی طرف وضو اور غسل کرنا درست ہے جو اس کے خلاف لکھتے ہیں اسکی وجہ معلوم نہیں ہوتی ۱۲

ع ہمارے فقہانے یہاں بہت جزئیات بیان کئے ہیں جن کا مدار اس پر ہے کہ مستعمل پانی ناپاک ہے۔ مثلاً یہ لکھتے ہیں کہ ایسا شخص جو نہانے کی ضرورت رکھتا ہے اور اس کے جسم پر کہیں نجاست نہیں اگر کنویں میں (بقیہ حاشیہ صـ۱۳ پر)

تو تمام کو مطہر کہینگے۔

(۳۰) حائضہ یا نفساء عورت خون بند ہونے کے بعد نہائے تو یہ پانی مستعمل ہے۔

(۳۱) جس شخص کو نہانے کی ضرورت ہو اور جسم پر اس کے کہیں نجاست نہ ہو وہ اگر نہائے یا اپنے کسی پاک عضو کو دھوئے یا کلی کرے یا ناک میں پانی ڈالے یا بلا ضرورت پیر کو یا ہاتھ کو پانی میں ڈال دے تو یہ مستعمل ہو جائیگا لیکن ہاتھ یا پیر کو اگر پانی میں ڈالے گا تو اسی قدر پانی مستعمل ہوگا جسقدر ہاتھ یا پیر کو لگا ہے نہ تمام اور اگر کسی ضرورت سے ہاتھ کو یا پیر کو پانی میں ڈالے مثلاً پانی نکالنے کے لئے یا رکھنے کی وجہ سے تو پانی مستعمل نہ ہوگا۔ اور اسیطرح سنت ادا کرنے کیواسطے اگر نہائے جیسے عیدین، جمعہ حج، طواف وغیرہ کیلئے تو یہ بھی مستعمل ہوگا۔

(۳۲) بے وضو اگر وضو کرے یا اپنے کسی ایسے عضو کو دھوئے جس کا وضو میں دھونا فرض یا سنت ہے تو یہ پانی مستعمل ہوگا۔ اور اسی طرح باوضو وضو کے ارادے سے اگر وضو کرے لیکن دونوں وضو ایک مقام پر نہوں تو یہ پانی بھی مستعمل ہو جائے گا ہاں اگر ایک جگہ وضو کیا اور پھر بلا فصل اسی جگہ دوسرا وضو کیا تو دوسرے وضو کا پانی مستعمل نہ ہوگا۔

(۳۳) جس جگہ پانی کا استعمال مسنون یا مستحب ہے وہاں جو پانی استعمال کیا جائیگا وہ مستعمل کہلائیگا مثلاً کھانے کے پہلے اور پیچھے ہاتھ دھونا مسنون ہے تو جس پانی سے کھانے کے پہلے یا پیچھے ہاتھ دھویا جائے وہ مستعمل ہے۔

(۳۴) کافر کے بدن پر نجاست نہ ہو لیکن نہانے کی ضرورت ہو یا بے وضو ہو تو وہ جس پانی سے نہائے وہ مستعمل ہوگا ہاں اگر نہانے کی ضرورت نہو اور باوضو پھر نہائے تو مستعمل نہ ہوگا۔

(۳۵) باوضو شخص وضو کے ارادہ سے دوبارہ وضو کرے یا بے وضو شخص بے ارادہ وضو کے اعضائے وضو کو دھوئے تو وہ پانی مستعمل ہوگا۔

راکد قلیل

(۳۶) قلیل پانی تھوڑی نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے مثلاً ایک قطرہ شراب یا پیشاب یا خون یا نجس پانی کا پڑ جائے یا ایک رتی پاخانہ گر جائے تو سب پانی نجس ہو جائیگا اگرچہ نجاست سے پانی کے رنگ، بو، مزہ میں کچھ فرق نہ آیا ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) داخل ہو تو تمام پانی ناپاک ہے۔ بے وضو شخص اگر پانی کے برتن میں پہونچے سے زیادہ ہاتھ ڈالے تو تمام پانی ناپاک ہے۔ وضو کے برتن میں اگر مستعمل پانی ٹپکے تو سب پانی نجس ہو گیا۔ اسی قسم کے اور بہت مسائل ہیں اور فقہاء نے یہاں بڑی طبع آزمائیاں کی ہیں اور لاطائل بحثیں چھیڑی ہیں۔ زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ جب مستعمل پانی خود پاک ہے اگر مطہر ہیں جو زیادہ ہے تو کیا جائے تو لکھتے ہیں کہ مفتی بہ یہ ہے کہ سب مطہر ہوگا۔ ایسی بحثوں کا کیا موقع تھا۔ ۱۲

Marfat.com

(۳۷) خون سائل جن جانوروں میں ہوتا ہے ان کا بدن مرجانیکے بعد ناپاک ہوجاتا ہے تو اگر ایسا جانور قلیل پانی میں گر کر مرجائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا اور جن جانوروں میں خود خون سائل نہیں ہوتا مگر جب دوسرے جانوروں کا مثل انسان وغیرہ کے خون پیتے ہیں تب ان کا خون سائل ہوجاتا ہے جیسے بڑا کھٹمل جونک بڑا مچھر پسو وغیرہ پس اگر یہ جانور ایسے وقت میں کہ ان میں خون سائل ہو قلیل پانی میں گر کر مرجائیں تو پانی ناپاک ہوجائیگا جنگلی مینڈک جن میں خون سائل ہو پانی میں مرجائیں یا مرے ہوئے گرجائیں تو پانی ناپاک ہوجائیگا[۱]

(۳۸) پاخانہ یا اور کسی نجاست سے جو کیڑا پیدا ہوتا ہو وہ نجس ہے قلیل پانی میں گرجائے تو ناپاک ہوجائیگا۔ (شامی ص۱۲۵ ج۱)

(۳۹) قلیل ناپاک پانی میں اسقدر پانی چھوڑا جائے کہ وہ کثیر ہوجائے تو وہ پانی پاک نہ ہوگا بلکہ تمام ناپاک ہوجائے گا۔ اور اسیطرح نجس حوضوں میں جنمیں پانی نہ ہو تھوڑا تھوڑا چھوڑا جائے یا حوض میں نالی کے ذریعہ سے پانی بھرا جائے تو ان دونوں حالتوں میں پانی ناپاک ہوگا۔ حاصل یہ کہ تھوڑا پانی نجس پانی یا کسی دوسری نجس چیز سے ملے تو کل ناپاک رہے گا۔

طاہر مطہر مکروہ پانی

(۴۰) دھوپ سے جو پانی گرم ہوگیا ہو اس سے وضو غسل مکروہ ہے (شامی ص۳۲ ج۱)۔

(۴۱) جس قلیل پانی میں آدمی کا تھوک یا ناک مل جائے اس سے وضو غسل مکروہ ہے۔ (خزانۃ المفتین)

(۴۲) مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو غسل اس سے درست نہیں (شامی ص۴۷ ج۱)

(۴۳) جس پانی کے ناپاک ہونے کا یقین اور گمان غالب نہ ہو محض شک ہو اس سے وضو غسل مکروہ ہے

مثال چھوٹا بچہ جس پانی میں ہاتھ ڈال دے اور اس کے ہاتھوں کا ناپاک ہونا یقینی نہ ہو بلکہ ناپاک ہونے کا شک ہو تو اس سے وضو و غسل مکروہ ہے۔

(۴۴) مرد کو خوبصورت لڑکے اور غیر محرم عورت کا جھوٹا پانی پینا مکروہ ہے۔ بشرطیکہ اس پانی کے پینے سے شہوت کا گمان ہو اس میں وہ لطف ملے جو محبوبوں کے جھوٹے میں ملتا ہے۔ اور اسی طرح عورت کو بھی غیر مرد کا جھوٹا پینا مکروہ ہے۔ (طحطاوی و مراقی الفلاح)

(۴۵) زمزم کے پانی سے بے وضو کو وضو نہ کرنا چاہئے اور اسیطرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے (مراقی الفلاح ص۱۲)

(۴۶) عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو غسل مکروہ ہے۔ (شامی)

---

[۱] ہدایہ میں ہے کہ یہ پانی ناپاک نہیں ہوتا لیکن یہ صحیح نہیں۔ جنگلی مینڈک کی علامت یہ ہے کہ اس کے پیر کی انگلیوں میں جھلی اور کھال نہ ہو۔ البتہ وہ جانور جن میں خون سائل نہ ہو ان کے مرنے سے پانی نجس نہیں ہوگا۔ ۱۲

Marfat.com

(۴۷) دریائی یا غیر دموی جانور پانی میں مر کر پھٹ جائے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں مل جائے تو اس پانی کا پینا مکروہ ہے ہاں وضو غسل اس سے درست ہے اس لئے کہ ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ (شامی صـ۱۳۵ ج ۱) - (۴۸) وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔
(۴۹) جن مقاموں پر خدا کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم اس مقام کے پانی سے وضو اور غسل مکروہ ہے۔ (شامی صـ۹ ج ۱)

جانوروں کا جھوٹا پانی

(۵۰) آدمی کا جھوٹا پانی مطہر غیر مکروہ ہے خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا، چھوٹے کا ہو یا بڑے کا مرد کا ہو یا عورت کا یا ایسے شخص کا ہو جس کو نہانے کی ضرورت ہو یا حیض اور نفاس والی عورت کا بشرطیکہ کوئی ناپاک چیز مثل شراب اور سور کے کھا کر فوراً نہ پیا ہو۔ (طحطاوی شرح مراقی الفلاح)
(۵۱) گھوڑے کا جھوٹا، حلال جانوروں کا جھوٹا پرند ہوں یا پرند، غیر دموی جانوروں کا جھوٹا حرام ہوں یا حلال، دریائی جانوروں کا جھوٹا حرام ہوں یا حلال، طاہر مطہر غیر مکروہ ہے بشرطیکہ ان کا منہ اس وقت ناپاک نہ ہو یعنی نجاست کھا پی کر فوراً پانی نہ پیا ہو اور ایسا بھی نہ ہو کہ نجاست اکثر کھایا کرتے ہوں جیسا کہ بعض جانوروں کو نجاست کھانے کی عادت ہوتی ہے۔ اور دوسری چیزوں سے اس کو زیادہ کھاتے ہیں۔ (شامی)
(۵۲) جو جانور حرام ہیں اور مکانوں میں رہتے ہیں جیسے بلی، چوہا، سانپ اور حرام پرند اور اسیطرح وہ حلال جانور جو چھوٹے پھرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ کھاتے ہیں جس چیز میں چاہتے ہیں منہ ڈال دیتے ہیں ان کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے۔
(۵۳) پرندوں کے سوا حرام جانور جو مکانوں میں نہیں رہتے جنگل میں رہتے ہیں جیسے شیر بھیڑیا چیتا گوہ ہاتھی وغیرہ ان کا جھوٹا ناپاک ہے۔
(۵۴) جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہے اگر وہ ناپاک چیز کھا کر فوراً پانی پئیں تو یہ جھوٹا ناپاک ہے اس لئے کہ ناپاک چیز کے لگنے سے زبان ہونٹ وغیرہ ناپاک ہو جاتے ہیں۔ ہاں کچھ توقف کے بعد جس میں دو ایک دفعہ لعاب نکلنے سے منہ صاف ہو جائے اگر کسی پانی کو پئیں تو ناپاک نہ ہوگا۔
(۵۵) جس خچر کی پیدائش گدھی یعنی مادۂ خر سے ہو اس کا جھوٹا اور گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے۔

Marfat.com

کنوئیں[ع] کے احکام

کنوئیں میں گرنے والی چیزوں کی تین قسمیں ہیں۔
پہلی قسم وہ ہے جس سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔
دوسری قسم وہ ہے جس سے کل پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔
تیسری قسم وہ ہے جس سے کل پانی ناپاک نہیں ہوتا بلکہ تھوڑا پانی۔

پہلی قسم (۵۶) پاک چیز کے کنوئیں میں گرجانے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا اور وضو غسل اس کے پانی سے اس وقت تک درست ہے کہ اس کو پانی مطلق کہیں **مثال**:۔ کنوئیں میں شکر چھوڑ دی جائے تو اس سے وضو اس وقت تک درست ہے جب تک کہ وہ شربت نہ ہوجائے۔

(۵۷) حیوان غیر دموی یا دریائی کے کنوئیں میں گر کر مرجانے سے یا مر کر گرجانے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا بشرطیکہ ان کے جسم پر نجاست نہ ہو۔ **مثال**:۔ مچھلی، گھڑیال، وہ سانپ جس میں خون نہ ہو اگر کنوئیں میں گر کر مرجائیں یا مر کر گرجائیں تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

(۵۸) مسلمان[ع] کی لاش نہلانے کے بعد اگر کنوئیں میں گرجائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ بشرطیکہ جسم پر نجاست نہ ہو اور لاش پھولی پھٹی نہ ہو۔

(۵۹) شہید نہلانے کے قبل بھی گرجائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ جسم پر نجاست نہ ہو اور خواہ اس کا پانی میں نہ ملے۔

ع فقہائے کنوئیں کے پانی کو راکد قرار دیا ہے۔ اور راکد کی دو قسمیں ہیں۔ کثیر، قلیل، لیکن چونکہ کثیر کا حکم یہاں بھی وہی ہے جو دوسرے کثیر پانیوں کا ہے۔ لہذا فقہاء نے اس کا اعتبار نہیں کیا۔ بخلاف کنوئیں کے قلیل پانی کے کہ یہ دوسرے قلیل پانیوں کے مخالف ہے۔ دوسرے قلیل پانی ناپاک ہونے کے بعد پاک نہیں ہوتے اور یہ پاک ہوجاتا ہے۔ اس وجہ سے فقہائے کنوئیں کے قلیل پانی کے احکام علیحدہ بیان بیان کئے ہیں اور کنوئیں سے ان کی مراد وہی کنواں ہے جس میں قلیل پانی ہو۔ ۱۲

ع حیوان دموی کا جسم مرنے کے بعد نجس ہوجاتا ہے اسی کے موافق چاہیئے تھا کہ مسلمان کا جسم بھی مثل کافر اور دوسرے دموی حیوانات کے ایسا نجس ہوجاتا کہ نہلانے سے بھی پاک نہ ہوتا۔ لیکن اسلام نے اس کے دل و جسم کو ایسا پاک کردیا ہے کہ وہ مرنے بعد بھی ایسا نجس نہیں ہوتا۔

Marfat.com

(۶۰) زندہ آدمی کنویں میں گر جائے یا غوطہ لگائے اور پھر زندہ نکل آئے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ جسم پر نجاست ہونے کا یقین یا گمان غالب نہ ہو اور استنجا پانی سے کئے ہوئے ہو کافر ہو یا مسلمان مرد ہو یا عورت یا وہ شخص جس کو نہانے کی ضرورت ہو یا حیض و نفاس والی عورت بشرطیکہ گرتے وقت خون بند ہو۔

(۶۱) سور کے سوا کل جانوروں کی خشک ہڈی یا ناخن یا بال کے گر جانے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ (قاضی خاں)۔

(۶۲) جن[ع] جانوروں کا جھوٹا پاک ہے وہ اگر کنویں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں تو پانی ناپاک نہ ہوگا تاوقتیکہ ان کے جسم پر نجاست ہونے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو اور یہی حکم ان جانوروں کا ہے جن کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے ہاں احتیاطاً اگر بیس تیس ڈول نکال ڈالے جائیں تو بہتر ہے۔ (قاضی خاں)

(۶۳) سور کے سوا جو جانور ایسے ہیں کہ ان کا جھوٹا ناپاک یا مشکوک ہے وہ اگر کنویں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ بشرطیکہ ان کے جسم پر نجاست ہونے کا یقین یا گمان غالب نہ ہو اور منہ ان کا پانی میں نہ ڈوبے پانی سے علیحدہ رہے جس میں ان کے منہ کا لعاب پانی میں نہ ملنے پائے ہاں اگر احتیاطاً بیس تیس ڈول نکال ڈالے جائیں تو بہتر ہے۔

(۶۴) طاہر مطہر مکروہ پانی یا مستعمل پانی کنویں میں گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔

ایسا چھوٹا لڑکا جو نجاست سے احتیاط نہیں کرتا اور اس کے جسم کا پاک یا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو اگر کنویں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی پاک ہے ہاں احتیاطاً دس بیس ڈول نکال ڈالے جائیں تو بہتر ہے۔

(۶۶) مرغی کا یا کسی ایسے جانور کا انڈا جس کا گوشت حلال ہے اگر کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے۔ (قاضی خاں)

(۶۷) زندہ عورت بچہ جنے اور وہ بچہ اسی وقت کنویں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ اس کے جسم پر خون یا اور کسی قسم کی نجاست نہ ہو۔ (شامی)

(۶۸) مرغی اور بطخ کے سوا کسی پرند کے پاخانہ یا پیشاب سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا (طحطاوی

ع جانوروں کا جسم بالخصوص پیر ران وغیرہ گو نجاست غلیظہ ہوں مگر جو ان کے نجس ہونے کا یقین یا ظن غالب ہے اس لئے پانی ناپاک نہ ہوگا۔

(۶۹) چوہے اور بلی کے پاخانہ پیشاب سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

(۷۰) اونٹ یا بکری کی تھوڑی مینگنی کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ خواہ جنگل کے کنویں میں گرے یا آبادی کے پانی میں گر کر ٹوٹ جائے یا نہ ٹوٹے۔

(۷۱) جس کنویں میں لید اور گوبر سے احتیاط دشوار ہے جیسے ان لوگوں کا کنواں جو گائے بھینس پالتے ہیں یا وہ کنواں جس سے ہر قسم کے لوگ پانی بھرتے ہیں جن میں ایسے لوگ بھی جن کے برتنوں میں گوبر یا لید لگی ہوتی ہے یا وہ کنواں جس کے قریب جانور اٹھتے بیٹھتے ہیں تو ان سب صورتوں میں تھوڑی لید گوبر سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح۔ شامی)

(۷۲) آدمی کا گوشت یا کھال ناخن سے کم اگر گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ (طحطاوی شرح مراقی الفلاح)

(۷۳) جس شے کے ناپاک ہونے کا گمان غالب یا یقین نہ ہو وہ اگر کنویں میں چھوڑی جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ مثلاً آج کل کنویں میں انگریزی دوائیں چھوڑی جاتی ہیں اور انکی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید اس میں شراب ہو تو محض اتنے خیال سے پانی ناپاک نہ ہوگا تاوقتیکہ اس میں شراب ہونے کا یقین نہ ہو۔

(۷۴) بکری شیر سے بھاگ کر یا چوہا بلی سے یا وہ جانور جس کا ذکر نہیں ہوا کسی جانور سے ڈر کر کنویں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (شامی)

(۷۵) نلوں کا پانی جو آجکل ہندوستان کے اکثر شہروں میں رائج ہیں جاری پانی کے حکم میں ہے یعنی جاری چیز نجاست گرنے سے نجس نہیں ہوتا جب تک کہ مزہ، رنگ، بو میں فرق نہ آئے

دوسری قسم

(۷۶) جن جانوروں کا بیان اور جو صورتیں نمبر ۷۰ سے نمبر ۷۲ تک ہو چکی ہیں ان کے سوا اور کسی جانور کا پاخانہ یا پیشاب کنویں میں گر جائے تھوڑا پانی ہو یا بہت کنواں ناپاک ہو جائے گا اور اسی طرح نمبر ۷۲ میں جن جانوروں کا ذکر ہوا ہے ان کا پاخانہ زیادہ گر جائے تب بھی کنواں ناپاک ہو جائے گا۔

(۷۷) نجاست تھوڑی ہو یا بہت خفیفہ ہو یا غلیظہ کنویں میں گر جائے تو تمام پانی ناپاک ہو جائیگا۔ مثال (۱) ایک قطرہ خون کا یا شراب کا یا پیشاب کا یا پاخانہ کا گر جائے (۲) ایسا زخمی جانور جس کے زخم سے خون یا پیپ جاری ہو کنویں میں گر جائے زندہ نکلے یا نہیں۔ (۳) ناپاک شے جیسے ناپاک

علماء ان کے پاخانہ پیشاب کے پاک ہونے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ ناپاک ہے ۱۲ عفی عنہ تھوڑے کی مقدار میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ دیکھ لیں اور عرف میں جسکو لوگ تھوڑی کہیں وہ تھوڑی ہے۔ ۱۲

Marfat.com

کپڑا برتن کنویں میں گر جائے (۴) آدمی یا کسی جانور کے جسم پر نجاست ہو اور وہ غوطہ لگائے یا پانی سے استنجا نہ کئے ہوئے کنویں میں داخل ہو۔

(۷۸) جو بچہ کہ مرا ہوا پیدا ہو کنویں میں گر جائے تو تمام پانی ناپاک ہو جائیگا خواہ بچہ انسان کا ہو یا اور کسی کا۔

(۷۹) دموی[1] غیر دریائی جانور کنویں میں گر کر پھول پھٹ جائیں یا پھولے پھٹے ہوئے کنویں میں گر جائیں تو تمام پانی ناپاک ہو جائیگا۔

(۸۰) سور کے گرنے سے تمام پانی ناپاک ہو جائے گا خواہ مرا ہوا نکلے یا زندہ نکل آئے اس لئے کہ سور کا بدن پیشاب پاخانہ کی طرح نجس ہے۔

(۸۱) آدمی جوان[2] ہو یا بچہ کنویں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا اور اسی طرح بکری یا بکری کا بچہ یا بکری سے بڑا جانور جیسے ہاتھی، گھوڑا، اونٹ، بیل، یا ان کا بچہ اگر کنویں میں گر جائے تب بھی تمام پانی ناپاک ہو جائیگا۔

(۸۲) دو بلیاں[3] یا دو سے زیادہ ایک بلی اور تین چوہے یا چھ چوہے یا چوہے سے زیادہ اگر کنویں میں گر کر مر جائیں تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا اگرچہ ان میں سے کوئی بھی پھولا پھٹا نہ ہو۔

(۸۳) مشکوک پانی جیسے گدھے خچر کا جھوٹا پانی کنویں میں گر جائے تو تمام پانی ناپاک ہو جائیگا۔ (شامی صفحہ ۱۵۶ ج ۱)

(۸۴) جس کنویں کا تمام پانی ناپاک ہو گیا تھا اس کا پانی اگر کسی کنویں میں گر جائے تو اس کا بھی تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ (قاضی خاں)

(۸۵) کنویں کے قریب اگر کوئی نالہ یا گڑھا ایسا ہو جس میں ناپاک پانی جمع رہتا ہے اور اس کا کنویں کے پانی میں معلوم ہو تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر پاخانہ وغیرہ کسی گڑھے میں ڈال دیا جاتا ہو اور کسی طرح اس کا اثر کنویں میں معلوم ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔

تیسری قسم:۔ (۸۶) چوہا یا اس کے برابر کوئی اور جانور یا اس سے چھوٹا یا اس سے بڑا لیکن بلی سے چھوٹا

---

[1] پھولنے پھٹنے سے ان کے اندر کی نجاست پانی میں مل جاتی ہے جس سے تمام پانی ناپاک ہو جاتا ہے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ پانی میں گرنے والے کا جسم اپنی اصلی حالت سے بدل گیا ہو اور پھٹ جانے کی علامت یہ ہے کہ اس کے بال گر گئے ہوں۔

[2] کنویں میں گرنے والے جانور کی تین قسمیں ہیں۔ بکری، بلی جیسا جانور، بکری سے بڑے ہیں یا بکری سے چھوٹے ہیں یا بکری کے حکم میں ہیں۔ اسی طرح بلی جیسا جانور بلی کے برابر یا بڑے وہ بلی کے حکم میں ہیں بشرطیکہ کاٹنے والے ہوں۔ جانور چوہے کے برابر ہیں یا بڑے لیکن بلی سے چھوٹے ہوں وہ چوہے کے حکم میں ہیں۔

[3] اس لئے کہ دو بلیوں کو ایک بکری کا حکم ہے اور اسی طرح چھ چوہوں کو ایک بکری کا حکم ہے۔

Marfat.com

اگر کنوئیں میں گر کر مرجائے تو تمام پانی ناپاک نہ ہوگا بلکہ تھوڑا پانی اور یہی حکم ہے دو چوہوں کا ان سب صورتوں میں بیس ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جائیگا۔

(۸۷) بلی یا کبوتر یا ان کے برابر کوئی دوسرا جانور کنوئیں میں گر کر مرجائے یا مرا ہوا گر جائے مگر پھولا پھٹا نہ ہو تو تمام پانی ناپاک نہ ہوگا بلکہ تھوڑا پانی چالیس ڈول نکالنے سے پانی پاک ہو جائے گا۔ اور یہی حکم[۱] ہے اگر ایک بلی اور ایک چوہا گر جائے۔

(۸۸) جس کنوئیں کا کل پانی ناپاک نہیں ہوا بلکہ تھوڑا پانی ناپاک ہوا ہے اس کا پانی اگر کسی کنوئیں میں گر جائے تو اس کنوئیں سے بھی اسی قدر پانی نکالنا چاہیئے جسقدر اس کنوئیں سے نکالنا واجب ہے مثلاً ایک کنوئیں میں چوہا گرا تو اس سے بیس ڈول پانی نکالنا واجب ہے اب اگر اس کنوئیں کا پانی کسی دوسرے کنوئیں میں گر جائے تو اس سے بھی بیس ڈول پانی نکالنا واجب ہوگا اور اگر پہلے کنوئیں سے دس ڈول نکل چکے تھے صرف دس اور نکلنا باقی تھے اس وقت اس کا پانی دوسرے کنوئیں میں گرا تو اس دوسرے کنوئیں سے بھی صرف دس ہی ڈول نکالے جائینگے۔ حاصل یہ ہے کہ پانی گرتے وقت جسقدر ڈول ناپاک کنوئیں سے نکالنا واجب ہوگا اسی قدر اس دوسرے کنوئیں سے بھی نکالا جائے گا جس میں اس کا پانی گرا ہے۔ (عالمگیری)

(۸۹) جو کنواں کسی چیز کے گرنے سے ناپاک ہوا ہے اس کو گرنے کے وقت سے ورنہ جس وقت سے دیکھا ہے ناپاک کہیں گے اور اس سے پہلے اس کو پاک سمجھیں گے اگرچہ اس میں کوئی پھولا پھٹا جانور ہی کیوں نہ نکلے۔

کنوئیں کے پاک کرنیکا طریقہ

(۹۰) جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے پہلے اس چیز کو نکالنا چاہیئے بعد اس کے شریعت کے حکم کے موافق اس کا پانی نکالنا چاہیئے جب تک وہ چیز نہ نکالی جائے گی کنواں پاک نہ ہوگا۔ اگرچہ کتنا ہی پانی کیوں نہ نکالا جائے۔ (درمختار خزانۃ المفتیین)

---

[۱] چھوٹا جانور اگر بڑے جانور کے ساتھ گرے تو اس کا اعتبار نہیں بڑے جانور کے گرنے سے جتنا پانی نکالنا چاہیئے تھا اب بھی اتنا ہی نکالنا ہوگا۔ ۱۲

[۲] یہ مذہب صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کا ہے اور بعض فقہا کا فتویٰ بھی اسی پر ہے چونکہ یہ روایت درایت کے موافق ہے اور اس پر عمل کرنے میں سہولت ہے اس لئے یہی روایت اختیار کی گئی۔ ۱۲

(۹۱) اگر وہ نجاست ایسی ہے جو نکل نہیں سکتی تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کی ناپاکی دوسرے کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خود ہی ناپاک ہو جیسے مردہ جانور کا گوشت یا وہ جانور جو کنویں میں گر کر مر گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ناپاک چیز خود ناپاک نہ ہو بلکہ دوسرے کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہو جیسے ناپاک کپڑا اور لکڑی وغیرہ۔

پہلی صورت میں کنویں کو اتنی مدت تک چھوڑ دینا چاہیے جسمیں وہ ناپاک چیز مٹی ہو جائے جس کی مقدار فقہا چھ مہینے لکھتے ہیں پھر اس مدت کے بعد بقدر واجب پانی نکال ڈالا جائے تو کنواں پاک ہو جائے گا۔ (شامی)

دوسری صورت میں اسی وقت پانی نکال ڈالنے سے کنواں پاک ہو جائیگا۔ (شامی)

(۹۲) جن صورتوں میں تمام پانی ناپاک ہو جاتا ہے ان میں کنویں کے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ کل پانی نکال ڈالا جائے یعنی کنویں سے اسقدر پانی نکال ڈالا جائے کہ پھر اس میں اگر ڈول ڈالیں تو آدھا ڈول نہ بھر سکے۔ اس کے بعد کنواں ڈول رسّی کھینچنے والوں کے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے دھونے کی حاجت نہیں۔ (شامی۔ قاضی خاں)

(۹۳) جس کنویں کا تمام پانی نہ نکل سکے اس سے تین سو ڈول نکال لئے جائیں تو وہ پاک ہو جائیگا۔

---

۱ اس لئے کہ یہ شے خود ناپاک نہیں ہے بلکہ دوسری چیز کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہے۔ پس جیسے بقدر واجب پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے ویسا ہی چیز بھی پاک ہو جائیگی اور اگر یہ چیز خود ناپاک ہوتی تو البتہ پاک نہ ہو سکتی اس لئے کہ نجاست کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی۔ ۲ تمام پانی نکالنڈالنے سے فقہا کی مراد یہی ہے کہ اسقدر پانی نکل جائے کہ بعد اسکے آدھا ڈول بھی نہ بھر سکے۔ ۳ اس مسئلہ میں دو اختلاف ہیں پہلا یہ کہ آیا تین سو ڈول نکالڈالنے سے کنواں پاک ہو گا یا نہیں۔ بعضے فقہا اسطرف ہیں کہ پاک نہ ہو گا اسلئے کہ جب اسکا تمام پانی ناپاک ہو چکا ہے تو تین سو ڈول نکالنے سے کیا نتیجہ جبتک کہ کل پانی نہ نکالا جائے اور کل پانی نکالنے کی ان لوگوں نے چند صورتیں لکھی ہیں (۱) دو آدمیوں سے جنکو پانی پھینکنے میں مہارت ہو اندازہ کرا لیا جائے جتنے ڈول وہ بتائیں اتنے ڈول نکالدئے جائیں۔ (۲) کنویں میں رسی ڈالکر ناپا جائے کہ کتنے ہاتھ پانی ہے پھر کچھ ڈول پانی نکالکر رسی ڈالی جائے کہ کتنے ہاتھ پانی کم ہو گیا اسی حساب سے پانی نکال ڈالا جائے مثلاً رسی ڈالکر دیکھی تو دس ہاتھ پانی ہے سو ڈول نکالنے کے بعد پھر رسی ڈال کر دیکھا تو ایک ہاتھ پانی کم ہو گیا تو سو ڈول اور نکالدئے جائیں تو کل پانی کنویں کا نکل جائیگا (۳) کنویں میں جسقدر پانی ہے اتنا ہی گہرا لمبا چوڑا گڑھا کھودا جائے اور اسقدر پانی نکالا جائے کہ وہ گڑھا بھر جائے (۴) آدمی پانی کھینچنا شروع کریں جب وہ تھک جائیں تو کل پانی نکل جائیگا۔ اور بعضے اسطرف

(۹۴) تیسرے قسم نمبر ۶ میں بیس ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوجائیگا اور اس میں یہ شرط نہیں کہ بیس ڈول ایک ہی وقت میں نکال دئے جائیں بلکہ مختلف وقتوں میں بھی تیس ڈول اگر نکال دئے جائیں تب بھی پانی پاک ہوجائیگا اور اسی طرح اگر ایک دفعہ اتنی بڑی چیز سے جس میں تیس ڈول پانی سماتا ہو پانی نکال دیا جائے تب بھی پاک ہوجائے گا۔ اور یہی حکم ہے۔ تمام ان صورتوں کا جن میں گنتی اور شمار سے ڈول نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی اختیار ہے کہ ایک ساتھ سب ڈول نکال دئے جائیں یا مختلف وقتوں میں یا ایک ہی دفعہ اتنی بڑی چیز سے جس میں اس قدر ڈول پانی سماتا ہو۔ (شامی)

(۹۵) تیسرے قسم نمبر ۷ میں چالیس ڈول پانی نکالنا چاہیے۔

(۹۶) جسقدر پانی نکالنا واجب ہے اگر اسقدر پانی کسی نالے کے ذریعہ نکال دیا جائے تب بھی کنواں پاک ہوجائیگا۔ (درمختار)۔

(۹۷) ناپاک کنواں اگر بالکل خشک ہوجائے تب بھی پاک ہوجائیگا۔ اس کے بعد اگر اس سے پانی نکلے تو وہ ناپاک نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

متفرق احکام ۱۔ (۹۸) طاہر مطہر پانی کو ہر قسم کی ضرورت میں استعمال کرنا درست ہے مگر اسراف مکروہ ہے اگرچہ وضو

(بقیہ حاشیہ ۲) ہیں کہ تین سو ڈول نکالنے سے پاک ہوجائے گا جیسا کہ کتاب میں لکھا گیا ہے اور یہی قول صحیح ہے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مذہب ہے اور امام صاحب سے بھی اکثر کتب فقہ میں مثل کنز و ملتقی و خلاصہ تاتارخانیہ و معراج الدرایہ و عنایہ وغیرہ کے یہی منقول ہے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ جس ڈول سے پانی نکالا جائے وہ کتنا بڑا ہونا چاہیے۔ صحیح یہ ہے کہ جس ڈول سے اس کنویں کا پانی بھرا جاتا ہو اسی ڈول سے تین سو ڈول نکالدئے جائیں بشرطیکہ ڈول بہت بڑا نہ ہو اور اگر اس کنویں کا کوئی ڈول نہیں یا بڑا ڈول ہے یا بہت ہی چھوٹا اس کنویں کے مختلف ڈول ہیں تو ان سب صورتوں میں اس ڈول سے پانی نکالنا چاہیے جس میں ساڑھے تین سیر پانی آجائے۔ امام محمدؒ کی کتابوں میں امام صاحب سے یہی منقول ہے۔ ۱۲ ۱۲۴۰۰

۹۸ حدیث کی کتابوں میں مثل ابن ماجہ وغیرہ کے ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک نہر سے وضو کر رہے تھے اور ضرورت سے زیادہ پانی خرچ ہو رہا تھا اسی درمیان میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے سعدؓ اسراف نہ کرو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وضو میں بھی اسراف ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہاں خیال کرنا چاہیے کہ جب وضو میں جو خود بھی عبادت اور نماز جیسی عبادت کی شرط ہے۔ اسراف ناجائز ہوا تو اور چیزوں میں اللہ کرنا کیسا ہوگا۔ ۱۲۔

(۹۹) ناپاک پانی کا استعمال جس کے نینوں وصف نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکنا درست ہے۔ (عالمگیری)۔

(۱۰۰) دریا، ندی، وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو۔ اور وہ جس کو بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ کے استعمال سے منع کرے۔

(۱۰۱) جو تالاب یا کنواں کسی کی زمین ہو اس سے انسان اور دوسرے حیوانوں کو پانی پینے کا حق ہے اور مالک کو اس سے منع کرنے کا اختیار نہیں ہاں پانی پینے کے سوا اور کسی ضرورت میں بے اجازت مالک کے استعمال کرنا درست نہیں۔

(۱۰۲) دریا، تالاب، کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے، مشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائے گا۔ اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔

(۱۰۳) جو کنواں تالاب کسی کی زمین میں ہو تو مالک کو اختیار ہے کہ لوگوں کو اس کنویں تالاب سے پانی نہ بھرنے دے بشرطیکہ اس کے قریب زیادہ سے زیادہ ایک میل کی دوری پر کہیں اور پانی ہو۔ اور اگر اتنی دوری پر کہیں اور پانی نہ ہو تو مالک کو منع کرنا نہیں۔

(۱۰۴) جس شخص کا پیاس سے دم نکلتا ہو اور دوسرے شخص کے پاس پانی ہو جو اس کے پینے کی ضرورت سے زیادہ ہو اور وہ خوشی سے نہ دے تو اس کو زبردستی چھین لینا درست ہے۔

(۱۰۵) راکد قلیل میں پاخانہ پیشاب کرنا اور بلا ضرورت اس کو نجس کرنا اور اس میں نجاست ڈالنا حرام ہے اور راکد کثیر میں مکروہ تحریمی اور جاری میں مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح)

(۱۰۶) بلا ضرورت پانی میں تھوکنا ناک صاف کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار ص ۱۵ ج ۱)

(۱۰۷) صرف ڈھیلے سے جس نے استنجا کیا ہو اس کو کنویں میں وضو کرنا اس میں غسل کرنا حرام ہے اور راکد کثیر میں مکروہ تحریمی اور جاری میں مکروہ تنزیہی ہے۔

Marfat.com

(۱۰۸) دریا کے سفر کرنے والوں کو دریا میں پاخانہ پیشاب درست ہے۔
(۱۰۹) ناپاک پانی جیسے پاخانہ کی نالیاں ان کو نہر یا تالاب میں لانا اور چھوڑنا درست نہیں۔
(۱۱۰) لوگوں کے پینے کیلئے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھدیتے ہیں اس سے وضو غسل درست نہیں اور نہ دوسری ضرورت میں استعمال کرنا جائز ہے ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس سے پینا درست ہے۔

نجاستوں کا بیان اور ان سے پاکی کے طریقے

مقدمہ اس میں ان اصطلاحی الفاظ کے معنے بیان کئے جائیں گے جو نجاست کے مسائل میں بولے جاتے ہیں۔ (۱) نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ حکمیہ۔ حقیقیہ۔
(۲) **حکمیہ** انسان کی وہ حالت جس میں نماز اور قرآن مجید پڑھنا درست نہیں اور اس کو حدث بھی کہتے ہیں اور حدث کی دو قسمیں ہیں۔ **حدث اکبر، حدث اصغر**۔
(۳) **حدث اکبر** انسان کی وہ حالت جسمیں بغیر نہائے یا تیمم کئے نماز یا قرآن مجید کا پڑھنا درست نہیں۔
(۴) **حدث اصغر** انسان کی وہ حالت جسمیں بغیر وضو یا تیمم کئے نماز پڑھنا درست نہیں ہاں قرآن مجید پڑھنا درست ہے۔
(۵) **نجاست حقیقیہ** وہ چیز جس سے انسان نفرت کرتا ہے اور اپنے بدن اور کپڑوں اور کھانے پینے کی چیز کو اس سے بچاتا ہے اسی وجہ سے شریعت میں اس سے بچنے کا حکم ہوا اور اگر کسی چیز میں لگ جائے تو اس کے دور کرنے اور اس چیز کے پاک کرنے کا حکم کیا گیا۔ (حجۃ البلاغہ ص۱۹۸)
اور نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں غلیظہ[۱] خفیفہ۔ اور غلیظہ، خفیفہ کی بھی دو قسمیں ہیں اس لحاظ سے نجاست حقیقیہ کی چار قسمیں ہوئیں۔
(۶) **غلیظہ** وہ چیز جس کے ناپاک ہونے میں کسی قسم کا شبہہ نہ ہو تمام دلیلوں سے اس کا ناپاک ہی ہونا ثابت ہو کوئی دلیل ایسی نہ ہو جس سے اس کا پاک ہونا نکلے اور اس سے بچنے میں انسان کو کچھ دقت نہ ہو جیسے آدمی کا پاخانہ یا شراب وغیرہ۔ (خزانۃ المفتین)
خفیفہ وہ چیز جس کا نجس ہونا یقینی نہ ہو کسی دلیل سے اسکا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہو اور کسی دلیل سے اس کے پاک ہونے کا شبہہ ہوتا ہو۔ (مراقی الفلاح ص۸۲)

---

[۱] خفیفہ غلیظہ کے یہ معنی امام صاحب کہتے ہیں اور قاضی ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ غلیظہ وہ ہے جسکو تمام علماء ناپاک کہیں اور خفیفہ وہ ہے جسکو تمام علماء پاک بھی کہیں۔ ۱۲

Marfat.com

(۸) **نجاست مرئیہ** وہ ہے جو سوکھنے اور خشک ہونے کے بعد نظر آئے خواہ وہ خود ہی ایسی ہو جو خشک ہونے کے بعد معلوم ہوتی ہو جیسے پاخانہ، خون سائل یا خود ایسی نہ ہو۔ مگر جب کوئی دوسری چیز اس پر تری کی حالت میں پڑ جائے اور جم جائے تب وہ خشک ہونے کے بعد معلوم ہو اور اگر کوئی چیز نہ پڑے تو نہ معلوم ہو جیسے ناپاک پانی اگر کپڑے وغیرہ پر پڑ جائے تو خشک ہونے کے بعد معلوم نہ ہوگا ایسی حالت میں وہ نجاست مرئیہ میں داخل نہ ہوگا اور تری کی حالت میں اس پر مٹی وغیرہ پڑ جائے اور سوکھنے کے بعد معلوم ہو تو ایسی حالت میں وہ نجاست مرئیہ میں داخل ہوگا۔ (مراقی الفلاح ص ۸۷)

(۹) **نجاست غیر مرئیہ** وہ ہے جو خشک ہونے کے بعد نظر نہ آئے جیسے نجس پانی۔

(۱۰) جسم و کپڑے کا چوتھا حصہ۔ اگر کپڑے میں اجزا نہ ہوں جیسے عمامہ، دری، رومال، چادر وغیرہ تو کل کا چوتھا حصہ معتبر ہوگا۔ اور اگر کپڑے میں اجزا ہوں اور چند اجزا سے جوڑ کر بنایا گیا ہو جیسے کرتہ، پاجامہ کہ ان میں کلی، آستین، آگا، پیچھا اور پائنچے وغیرہ ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں جس چیز پر نجاست لگی ہوگی اسی کا چوتھا حصہ معتبر ہوگا نہ پورے کرتہ کا اور اسی طرح پاجامہ کے ایک پائنچہ میں نجاست لگ جائے تو اسی پائنچہ کا چوتھا حصہ معتبر ہوگا نہ پورے پاجامہ کا اور اسی طرح جسم کے جس عضو پر لگی ہو اسی کا چوتھا حصہ معتبر ہوگا بشرطیکہ عرف میں مستقل عضو سمجھتے ہوں (شامی ص ۲۳۲ ج ۱)

(۱۱) **درہم** وزن اسکا تین ماشہ اور ایک رتی ہے اور پیمائش اس کی یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو خوب اچھی طرح تان کر پھیلائے اور اس پر پانی ڈال کر دیکھے کہ کتنی دور تک پانی ٹھہرتا ہے جتنی دور تک پانی ٹھہرے وہی درہم کی پیمائش ہے۔ یہ پیمائش قریب قریب روپیہ مروجہ کے برابر ہوتی ہے اس سے کم نہیں۔

(۱۲) **منی** وہ پانی جس کے نکلنے سے انسان کی طبعی خواہش کا خاتمہ ہو جاتا ہے یا انسان کی اس جنبش و اضطراب خاص کو سکون ہو جاتا ہے۔ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور عورت کی مائل بزردی اور پتلی۔

ف زکوٰۃ کے مسائل میں درہم کا وزن دو ماشہ اور ایک رتی ہے لیکن یہاں مثقال یعنی دینار کے برابر جو درہم ہو وہ معتبر ہے یعنی تین ماشہ اور ایک رتی۔ علامہ ابن عابد شامی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ سو جو کے برابر ایک دینار ہوتا ہے اور چار جو کی ایک رتی ہوتی ہے اور آٹھ رتی کا ایک ماشہ ہوتا ہے تو اس حساب سے ایک دینار تین ماشہ اور ایک رتی کا ہوا۔ ۱۲۔

ف یہ لفظ ایسا مشہور اور متعارف ہے کہ سکو تمام لوگ جانتے ہیں اور ہمکو اس کے معنے بیان کرنیکی ضرورت نہ تھی لیکن مذی، ودی کی مناسبت سے اسکے معنے بھی لکھدئے گئے۔ ۱۲

(۱۳) **مذی** وہ سپید اور پتلا پانی جو انسان کی عین خواہش نفسانی اور خاص جنبش اور اضطراب کے وقت نکلتا ہے اور چونکہ انسان کو اس وقت ایک قسم کی بیخودی ہوتی ہے لہذا اس کے نکلنے کی خبر نہیں ہوتی اور اس کے بعد جب منی نکلتی ہے تو اس کا نکلنا بند ہو جاتا ہے۔

(۱۴) **ودی** وہ گاڑھا پانی جو اکثر پیشاب کے بعد نکلتا ہے اور منی مذی کے نکلنے کے جو اوقات ہیں اس میں نہیں نکلتا۔

(۱۵) **حیض** وہ خون جو جوان عورت غیر حاملہ کو کم سے کم تین روز آئے اور کسی مرض یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو

(۱۶) **نفاس** وہ خون جو عورت کو بعد بچہ پیدا ہونے کے آئے۔

(۱۷) **استحاضہ** وہ خون جو حیض و نفاس کے علاوہ عورتوں کو آئے۔

(۱۸) **منہ بھر قے** وہ ہے جو آدمی کے منہ میں بلا تکلف نہ سما سکے۔ (مراقی الفلاح)

(۱۹) **دباغت** کھال کی بدبو اور رطوبت کو دور کرنیکو کہتے ہیں خواہ مٹی سے ہو یا کسی دوسری چیز سے جیسے ببول کی چھال وغیرہ یا دھوپ میں رکھ کر۔ اور جس کھال کو دباغت دیں اسکو مدبوغ کہتے ہیں۔

(۲۰) **استنجا** جو نجاست کہ انسان کے اعضائے مخصوصہ سے نکلے اسکے انھیں اعضائے سے دور کرنے کو کہتے ہیں۔

نجاست کے مسائل میں کارآمد اصول

(اصل ۱) المشقۃ والحرج انما یعتبر فیما لا نص فیہ

مشقت و حرج کا اعتبار ان احکام میں ہے جو منصوصہ نہیں ہیں۔

جو احکام دلیل قطعی (جیسے قرآن مجید) سے ثابت ہیں وہ مشقت اور حرج کی وجہ سے نہیں بدل سکتے

مثال۔ سور، شراب، خون کا ناپاک ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے لہذا یہ کسی وقت پاک نہ ہونگے۔

(اصل ۲) المشقۃ تجلب التیسیر۔ سختی سے آسانی ہو جاتی ہے۔

احکام قیاسی کو ایسے وقت میں کہ اُن پر عمل کرنے سے حرج یا مشقت چھوڑ دینا درست ہے۔

مثال۔ مردہ آدمی اگر نہلایا جائے تو اس کے جسم سے جو پانی گرے وہ ناپاک ہے لیکن نہلانیوالے کے اوپر اس کی چھینٹیں پڑ جائیں تو چونکہ اس کا اس سے بچنا دشوار تھا اس لئے معاف ہیں۔

(اصل ۳) عموم البلوائ من المشقۃ۔ جس امر میں عام لوگ مبتلا ہوں اور اسکا چھوڑنا دشوار ہو وہ بھی مشقت ہے۔

تمام لوگ جس کام کو کرتے ہوں اور قیاس سے ناجائز ہو اور اس کا ترک کرنا دشوار ہو تو اس حکم پر عمل نہ کریں گے

ع۵ ان تینوں کی تفصیل علمی نجاست کے بیان میں ہوگی اور وہیں ان کے احکام بھی لکھے جائیں گے۔ ۱۲

مثال بارش کے موسم میں راستہ کے پانی اور کیچڑ سے بچنا دشوار ہے۔ لہذا وہ اگر کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو معاف ہے۔

(اصل ۴) المعدوم لا یعود۔ جو شے زائل ہو گئی ہے وہ پھر عود نہ کرے گی

شارع نے جس چیز کے چلے جانے کا حکم دے دیا ہے وہ پھر دوبارہ نہیں لوٹتی۔

مثال کپڑے سے منی کھرچ دیجائے تو کپڑا پاک ہو جاتا ہے اس کے بعد اگر کپڑا پانی میں بھیگ جائے یا پانی میں گر جائے تو کپڑا اور پانی ناپاک نہ ہوگا۔ اسی طرح نجس زمین خشک ہو جانے سے پاک ہو جاتی ہے اگر زمین بھیگ جائے تو پھر اس کی ناپاکی نہ لوٹے گی۔

(اصل ۵) ما ابیح للضرورۃ یتقدر بقدرھا۔

ضرورت سے جو شے جائز کی گئی وہ وہیں جائز ہوگی جہاں ضرورت ہے۔

جو امور کہ ناجائز ہیں اور ضرورت کی وجہ سے جائز ہو گئے وہ وہیں جائز ہوں گے جہاں ضرورت ہو اور بلا ضرورت جائز نہ ہوں گے۔

مثال کھلیان ماڑنے کے وقت اگر بیل غلہ پر پیشاب کر دیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر کھلیان کے ماڑنے کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائے گا اس لئے کہ یہاں ضرورت نہیں۔

(اصل ۶) اذا اجتمعا الحاظر والمبیح رجح الحاظر۔

جب منع کرنیوالی اور اجازت دینے والی دلیلیں جمع ہو جائیں تو منع کرنیوالی دلیل کو ترجیح دی جائیگی۔

جس چیز کے جائز اور ناجائز حرام اور حلال پاک اور ناپاک ہونے کی دلیلیں ہر طرح سے برابر ہوں تو منع کرنیوالی دلیل (جس سے ناجائز حرام ناپاک ہونا نکلتا ہے) کا اعتبار ہوگا۔

مثال نجاست پاک چیز میں اگر مل جائے تو تمام کو ناپاک کہیں گے۔ اسی طرح نجاست غلیظہ اور خفیفہ دونوں ایک شے پر لگ جائیں تو نجاست غلیظہ کا اعتبار ہوگا یعنی اس کے پاک کرنے میں وہی شروط معتبر ہونگے جو غلیظہ میں ہیں بشرطیکہ خفیفہ غلیظہ سے زیادہ نہ ہو۔

(اصل ۷) الحاجۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ عامۃ کانت او خاصۃ

حاجت اور ضرورت کا ایک حکم ہے۔

ناجائز شے ضرورت کے وقت جیسے جائز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حاجت کے وقت بھی جائز ہو جاتی ہے حاجت عام لوگوں کی ہو یا خاص لوگوں کی۔

Marfat.com

مثال نجاست لگی ہوئی ہو تو اس کا دھونا واجب ہے۔ لیکن جب اسقدر پانی ہو کہ جو پینے کی ضرورت سے زائد ہو اور اگر اس پانی کو دھونے میں صرف کیا جائے تو تشنگی سے اپنے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں حاجت کی وجہ سے یہ معاف ہے۔

(اصل ۸) لا عبرة للتوهم

یقین اور ظن کے مقابلے میں توہم اور شک کا اعتبار نہیں۔

جس شے کے پاک ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو یا اس کے ناپاک ہونے کا یقین اور ظن غالب نہ ہو تو محض وہم و شک سے اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہ دیں گے۔

مثال کافر کھانے کی شے جو بتاتے ہیں یا ان کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے۔ تاوقتیکہ اس کا ناپاک ہونا کسی دلیل سے یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔

(اصل ۹) الثابت بالبرهان كالثابت بالعيان

جو شے دلیل سے ثابت ہو جائے وہ واقع میں ثابت ہو جائیگی۔

جن چیزوں کا ہونا دلیل سے معلوم ہو جائے تو وہ حقیقت میں موجود سمجھی جائیں گی۔

مثال ناپاک ہوتے ہوئے ہم نے کسی شے کو نہیں دیکھا لیکن دو شخصوں نے اس کے ناپاک ہونے کی گواہی دی یا قرائن اور آثار سے اس کا ناپاک ہونا معلوم ہوا تو وہ شے واقع میں ناپاک سمجھی جائے گی۔

(اصل ۱۰) العَادَةُ مُحَكَّمَةٌ

عادت سے بھی حکم معلوم ہو جاتا ہے۔

رواج اور عادت جیسی ہو اسی کے موافق حکم دیا جائیگا۔

مثال عادت یہ ہے کہ اکثر آدمی طبعاً کھانے کو اور نیز دیگر چیزوں کو ناپاکی سے بچاتے ہیں تو کفار کی چیزوں کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ قرینہ یا دلیل سے اسکا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو۔

مسائل

ان چیزوں کا بیان جن میں نجاست غلیظہ ہے

(۱) جاندار چیزوں میں سور نجس ہے زندہ ہو یا مردہ۔ (مراقی الفلاح)

(۲) جن جاندار چیزوں میں خون سائل ہے وہ مرنے کے بعد نجس ہو جاتی ہیں بشرطیکہ دریائی

Marfat.com

نہ ہوں خواہ انسان ہو یا دوسرا حیوان مگر وہ مسلمان جو شہید ہوا ناپاک نہیں ہوتا (شامی مصری ص۱۵۲ ج۱)

(۳) وہ مردہ بچہ جس میں جان پڑی ہو انسان کا ہو یا کسی دوسرے حیوان کا اور اسی طرح خون بستہ اور وہ گوشت کا لوتھڑا جس میں اعضا نہیں ہیں۔ (شامی ص۱۵۵ ج۱)

(۴) جن جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے انکا پسینہ اور لعاب دہن بھی ناپاک ہے۔ (منیۃ المصلی)

(۵) مردہ جانور یعنی جو جانور بلا ذبح کے مرجائے اس کی ہڈی، سینگ، بال جو کاٹے گئے ہوں، پر، چونچ، کھر، پنجے دانت کے سوا یعنی ان اعضاء کے سوا جن میں خون سرایت نہیں کرتا تمام نجس ہیں جیسے گوشت، چربی، پٹھہ، کھال۔ مگر کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے بخلاف گوشت وغیرہ کے

(۶) جو چیزیں اور اعضا مردہ جانور کے پاک ہیں وہ حرام دموی جانور کے بھی پاک ہیں اور اس کے سوا تمام ناپاک ہیں جیسے گوشت، چربی وغیرہ اور جو ناپاک ہیں وہ شرعی طور سے ذبح کے بعد پاک ہوجاتی ہیں اور کھال سب کی سوا کے سوا دباغت کے بعد پاک ہوجاتی ہے۔ (شامی مصری ص۱۵۱ ج۱)

(۷) خون سائل نجس ہے خواہ انسان کا ہو یا اور کسی حیوان کا اور اس میں یہ شرط نہیں کہ بالفعل سیال ہو بلکہ اگر بالفعل جمد ہو لیکن ایسا ہو کہ اگر رقیق ہوتا تو بہ جاتا تب بھی نجس ہے۔ (مراقی الفلاح ص۸۳)

(۸) زندہ حیوان دموی کا کوئی عضو کٹ جائے یا ٹوٹ کر علیحدہ ہوجائے تو نجس ہے بشرطیکہ ان اعضا میں سے ہو جن میں خون سرایت کرتا ہے جیسے ہاتھ، پیر، کان، ناک اور اگر ایسا عضو ہو جس میں خون سرایت نہیں کرتا تو وہ نجس نہیں جیسے بال، ناخن وغیرہ۔

(۹) حرام جانور کا دودھ مردہ ہو یا زندہ اور مردہ جانور کا دودھ حرام ہو یا حلال نجس ہے۔ (عالمگیری)

(۱۰) حیوان دموی کے جسم سے مرنے کے بعد جو رطوبت نکلے وہ نجس ہے۔ (شامی ص۱۵۵ ج۱)

(۱۱) انسان کا پاخانہ پیشاب، منی، مذی، ودی نجس اور اسی طرح تمام جانوروں کی منی۔

ع۵ مشکوک پانی چونکہ پاک ہے لہذا جن جانوروں کا جھوٹا مشکوک ہے ان کا پسینہ اور لعاب دہن بھی پاک ہوگا جیسے خچر جسکو پانی کے احکام کے ص۵۵ میں بیان کیا ہے۔ ۱۲

ع۵ بعض لوگ جو چربی شیر وغیرہ کی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں۔ ہاں اگر طبیب حاذق کی رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوا چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں درست ہے۔ ۱۲

ع۵ مرد اور عورت کی منی میں کچھ فرق نہیں۔ ۱۲ ع۵ جانوروں کی منی حرام ہوں یا حلال نجس ہے اور بعضوں نے سوا سور اور کتے کے باقی جانوروں کی منی کو پاک لکھا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ (درمختار وشامی) ۱۲

(۱۲) عورت[ف۵] کی شرمگاہ سے جو رطوبت نکلے وہ نجس ہے۔ (شامی)

(۱۳) منہ بھر[ف۵] قے بڑے کی ہو یا بچہ کی اور حیض و نفاس و استحاضہ کا خون نجس ہے۔

(۱۴) ہر دموی جانور کا جگال (پاگر کرتے وقت جو کف منہ سے نکلتا ہے) ناپاک ہے۔ (مراقی الفلاح)

(۱۵) انسان کے جسم سے دم سائل یا پیپ وغیرہ نکلے یا اور کوئی رقیق[ف۵] یا غلیظ شے جو وضو کو توڑ دے وہ نجس ہے۔

(۱۶) شہید کا خون جب اسکے جسم سے بہہ کر گر جائے تو نجس ہے۔

(۱۷) جانور کے ذبح کرنے کے بعد رگوں پٹھوں میں یا گوشت اور ہڈی پر جو خون سائل لگجائے وہ نجس ہے بشرطیکہ جاہوا اور اسی عضو کا نہ ہو۔

(۱۸) حرام جانوروں کا پیشاب اور انڈا[ف۵] نجس ہے۔ پرندہوں یا غیر پرند چھوٹے ہوں یا بڑے۔ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح صـ۱۸۹، شامی صـ۱۳۲ ج ۱)

(۱۹) پرندوں کے سوا تمام جانوروں کا پاخانہ نجس ہے۔ (درمختار)

(۲۰) جو پردار[ف۵] جانور اڑتے نہیں ان کا پاخانہ نجس ہے جیسے مرغی، بطخ وغیرہ۔ (درمختار)

(۲۱) شراب اور تمام ایسی رقیق و سیال اشیاء جو نشہ لاتی ہیں نجس ہیں۔ (شامی صـ۲۳۲ ج ۱۔ مراقی الفلاح صـ۳ ج ۱)

(۲۲) نجاستوں[ف۵] سے جو عرق کھینچا جائے یا انکا جوہر نکالا جائے وہ نجس ہے۔ (شامی صـ۲۳۲ ج ۱)

(۲۳) جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہے خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا۔

ف۵ یہ مذہب صاحبینؒ کا ہے اور امام صاحبؒ کا مذہب یہ ہے کہ وہ پاک ہے۔ ۱۲ ف۵ منہ بھرنے سے کم اگر ہو تو نجس نہیں۔ ۱۲ ف۵ رقیق اور غلیظ اس لئے لکھا گیا ہے کہ وضو کی توڑنے والی ہر چیز ناپاک نہیں جیسے ریاح وضو کو توڑتی ہے مگر نجس نہیں۔ ۱۲ ف۵ چوہے بلی کے پیشاب کو بعض علمائے پاک لکھا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ ناپاک ہے اور یہاں ضرورت کی وجہ سے بعض چیزوں میں معاف کیا گیا ہے۔ ۱۲

ف۵ اور ان کے پاخانہ میں اکثر بدبو آیا کرتی ہے تو اگر یوں کہا جائے کہ جن پرندوں کے پاخانہ میں بدبو آئے وہ نجس ہے تو بھی صحیح ہے۔ ۱۲ ف۵ آج کل جو انگریزی دوائیں شراب کا جوہر ہیں یا جن میں شراب پڑتی ہے وہ نجس ہیں اسکا استعمال درست نہیں تاوقتیکہ طبیب حاذق مسلمان یہ نہ کہدے کہ اسکا علاج سوا اس کے اب کچھ نہیں ہے۔ ۱۲

Marfat.com

(۲۴) مردہ انسان جس پانی سے نہلایا جائے وہ پانی نجس ہے۔
(۲۵) سانپ کی کھال نجس ہے۔ (عالمگیری)
(۲۶) مردہ انسان کے منہ کا لعاب نجس ہے۔ (عالمگیری)
(۲۷) نجاست غلیظہ اور خفیفہ اگر مل جائیں تو مجموعہ کو غلیظہ کہیں گے اور اسی طرح پاک چیز میں اگر نجاست غلیظہ مل جائے تب بھی مجموعہ کو غلیظہ کہیں گے۔
(۲۸) کسی چیز پر مثل کپڑے وغیرہ کے اگر ایک جگہ نجاست غلیظہ ہو اور دوسری جگہ نجاست خفیفہ ہو اور ہر نجاست تنہا اسی[1] قدر ہو جس قدر شریعت میں معاف ہے یا اس سے کم لیکن اگر دونوں کو ملائیں تو اس مقدار سے بڑھ جائے تو ایسی حالت میں اگر نجاست غلیظہ خفیفہ کی برابر یا زیادہ ہو تو وہ خفیفہ بھی غلیظہ سمجھی جائے گی یعنی دونوں کا مجموعہ ایک درہم سے کم یا برابر ہو تو معاف ہے ورنہ نہیں اور اگر نجاست خفیفہ غلیظہ سے زیادہ ہے تو کل خفیفہ سمجھی جائیگی یعنی کپڑے کے چوتھائی حصہ تک معاف ہے اور اس سے زیادہ نہیں۔

جن چیزوں میں نجاست خفیفہ ہے انکا بیان

(۱) حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے اور اسی طرح گھوڑے کا پیشاب بھی۔
(۲) حرام پرندجو اڑتے ہیں ان کا پاخانہ نجس ہے اور ایسا ہی حلال پرندوں کا بشرطیکہ بدبودار ہو۔

معافی جو شریعت نے کی

شریعت کے احسانات اور اس کی معافیاں بے شمار ہیں نمونہ کے طور پر چند مسئلے یہاں لکھے جاتے ہیں کلیہ قاعدہ ان معافیوں کا اصل ۲ و ۳ میں بیان ہو چکا ہے۔
(۱) نجاست غلیظہ مرئیہ ہو تو درہم کی برابر وزن میں معاف ہے اور غیر مرئیہ ہو تو درہم کی برابر پیمائش میں معاف ہے یعنی کسی شخص کے جسم یا کپڑے پر اس قدر نجاست لگی ہو اور وہ بغیر اس کے دور کئے نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائیگی لیکن دھونا بہتر ہے[2] بشرطیکہ دھونے پر قدرت ہو اور باوجود قدرت کے نہ دھونا مکروہ ہے اور یہی حکم ہے اس نجاست غلیظہ کا جو درہم سے کم ہو۔ (شامی ص ۲۳ ج ۱)

---

[1] یہ قید اس واسطے لگائی گئی کہ اگر اس مقدار سے زیادہ ہو تو اس کا حکم کھلا ہوا ہے یعنی معاف نہیں ۱۲
[2] یہاں تک کہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ درہم کی برابر نجاست ہو تو نماز توڑ کر دھوئے ۱۲

Marfat.com

(۲) نجاست خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ اگر جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو چوتھائی حصہ کے بقدر معاف ہے
(۳) نجاست اسی قدر لگے جسقدر معاف ہے یا اس سے بھی کم مگر پھیل کر اس سے بڑھ جائے تو وہ معاف نہیں اور اس کا وہی حکم ہے جو اس نجاست کا ہے جو پہلے ہی سے زیادہ لگ جائے۔ (شامی صفحہ ۲۳۱ ج ۱)
(۴) اکہرے کپڑے میں ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہوگی ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو یا دو کپڑوں کو ملا کر اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی۔ (خزانۃ المفتین)
(۵) نجاست غلیظہ مرئیہ وزن میں درہم سے کم ہو مگر پیمائش میں درہم سے زیادہ ہو تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ اس میں درہم کا وزن معتبر ہے پیمائش کا اعتبار نہیں۔
(۶) کھلیان چلاتے وقت جو جانور غلہ پر پیشاب کر دے وہ معاف[ع] ہے۔
(۷) کسی نجاست کی چھینٹیں اگر کپڑے یا بدن پر پڑ جائیں اور اسقدر باریک باریک ہوں جیسے سوئی کی نوک تو وہ معاف ہیں اگرچہ مجموعہ ان کا اس مقدار سے زیادہ ہو جو شریعت میں معاف نہیں ہے اور اسی طرح اگر قصاب وغیرہ کے کپڑوں پر سوئی کی نوک کے برابر خون کی چھینٹیں پڑ جائیں اور اسی طرح جو لوگ گائے بیل بھینس وغیرہ پالتے ہیں جیسے گاڑی بان، یکہ بان وغیرہ تو ان پر بھی اگر ان کا پاخانہ، پیشاب قلیل متفرق طور سے لگ جائے کہ جس کا مجموعہ درہم سے زیادہ ہو تو معاف ہے۔ (شامی صفحہ ۱۳۶)
(۸) مردہ کو کوئی شخص نہلائے اور نہلانیوالے پر اس کے پانی کی چھینٹیں پڑیں تو یہ معاف ہے۔
(۹) راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ اسمیں نجاست کا اثر نہ معلوم ہو۔ (مراقی الفلاح)
(۱۰) فرش یا مٹی یا اور کسی ناپاک چیز پر بھیگے بدن سے لیٹ جائے یا ناپاک زمین پر تر قدم رکھے یا کسی ناپاک فرش پر سونے کی حالت میں پسینہ نکلے تو یہ سب معاف ہے بشرطیکہ نجاست کا اثر بدن پر نہ معلوم ہو۔ (مراقی الفلاح صفحہ ۸۵)

ع یہاں فقہا لکھتے ہیں کہ جب اس غلہ سے کچھ علیحدہ کر دیا جائے تو تمام پاک ہو جائے گا اور یہی اس کے پاک کرنے کا طریقہ ہے اس لئے کہ جب اس کے دو حصہ کر دئے تو کسی ایک کو بالتخصیص ناپاک نہیں کہہ سکتے لیکن یہ اسوجہ سے صحیح نہیں کہ ناپاک ہونا یقینی ہے اور پاک ہونے کا شک ہے لہذا شک یقین سے نہ جائیگا بحکم اصل (۱) مسائل اب بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ بحکم اصل ۳ حرج و مشقت کی وجہ سے شریعت نے معاف کر دیا۔ ۱۲

Marfat.com

(۱۱) ناپاک چیز پر اگر ترکپڑا پھیلا دیا جائے تو معاف ہے بشرطیکہ نجاست کا اثر اس پر نہ پایا جائے۔
(۱۲) دودھ دوھتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر گر جائے تو معاف ہے بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے۔ (خزانۃ المفتیین)
(۱۳) چوہے کی مینگنی آٹے میں پس جائے تو معاف ہے بشرطیکہ اس کا اثر آٹے میں نہ معلوم ہو اور اسی طرح اگر روٹی میں پک جائے وہ بھی معاف ہے بشرطیکہ گھلی نہ ہو اور ویسی ہی سخت ہو۔ (خزانۃ المفتیین)

یہاں اگرچہ ناپاک چیزوں کا بیان ہے مگر بعض وہ چیزیں جو پاک نہیں ہیں اور ان کا معلوم ہو جانا مفید ہے لکھی جاتی ہیں۔

(۱) شہید کا خون جو اس کے بدن پر لگا ہو پاک ہے۔ (شامی صـ۲۳۲ ج ۱)
(۲) خون پیپ وغیرہ جو جسم یا زخم سے نکلے اور اس قدر نہ ہو جو بہہ سکے پاک ہے خواہ وہ چند بار کے لگنے سے زیادہ درہم سے ہو جائے۔ (شامی صـ۲۳۲ ج ۱)
(۳) حلال ذبح کئے ہوئے جانور کے گوشت وغیرہ پر جو اسی جگہ کا خون ہوتا ہے وہ پاک ہے۔
(۴) خون سائل جن جانوروں میں نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی، پسو وغیرہ ایسے جانور اگر انسان کا خون پئیں تو وہ پاک ہے۔ بشرطیکہ سائل نہ ہو۔ (شامی صـ۱۳۵ ج ۱)
(۵) دریائی جانور اور وہ جانور جن میں دم سائل نہیں مرنے کے بعد بھی ناپاک نہیں ہوتے۔ حرام ہوں یا حلال جیسے مچھلی، بچھو، بعضے سانپ، چھپکلی، بھڑ۔ (مراقی الفلاح صـ۸۳)
(۶) یہ صحیح ہے کہ کتا اور ہاتھی نجس[۵] نہیں۔
(۷) حلال پرندوں کا پاخانہ پاک ہے بشرطیکہ بودار نہ ہو۔ (خزانۃ المفتیین و عالمگیری)
(۸) جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے جیسے آدمی مسلمان ہو یا کافر مرد ہو یا عورت خواہ حائضہ ہو یا نفساء یا وہ شخص جسکو نہانے کی ضرورت ہو۔ (شامی صـ۲۳۰ ج ۱)
(۹) نجاست اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست کے دھوئیں سے بنتا ہے۔ (شامی صـ۲۳۰ ج ۱)
(۱۰) نجاست کے اوپر جو گرد و غبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری نے اس میں اثر کر کے اس کو تر نہ کر دیا ہو۔ (شامی صـ۲۳۰ ج ۱)
(۱۱) نجس چیز جیسے پاخانہ، سور وغیرہ نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائے تو وہ پاک ہے اور اسی

[۵] قاضی ابو یوسف اور امام صاحب رحمہما اللہ نجس کہتے ہیں ۱۲

Marfat.com

طرح مٹی ہو جائے یا جل کر راکھ ہو جائے تو وہ بھی پاک ہے۔ حاصل یہ کہ نجس چیز کی اگر حقیقت بدل کر دوسری چیز بن جائے تو وہ پاک ہو جائے گی جیسے شراب سرکہ بن جائے یا نجاست جل کر راکھ ہو جائے۔ (شامی ص۲۳۷ ج۱)

(۱۲) نجاستوں سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں۔ (شامی ص۲۳۷ ج۱)

(۱۳) پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں۔ (شامی ص۲۵۵)

(۱۴) کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور لوبو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں جیسے گوشت، حلوا وغیرہ مگر نقصان کے خیال سے ان کا کھانا درست نہیں۔ (شامی ص۲۵۵ ج۱)

(۱۵) نجاستوں سے جو کیڑے پیدا ہوتے ہیں جیسے پاخانہ یا شراب وغیرہ سے وہ نجس ہیں۔ (شامی ص۱۴۵ ج۱)

(۱۶) سور کے سوا تمام جانوروں کے سینگ، بال، ہڈی، پٹھے، کھر، دانت یعنی وہ شے جن میں خون نہیں سرایت کرتا پاک ہے بشرطیکہ جسم کی رطوبت اس پر نہ ہو خواہ یہ چیزیں مردہ جانوروں کی ہوں یا مذبوح کی۔ (شامی ص۱۵۱)

(۱۷) مشک اور اس کا نافہ پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ۔

(۱۸) منہ بھر قے سے کم قے پاک ہے۔ (مراقی الفلاح ص۸۲)

(۱۹) سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔ (خزانۃ المفتین وعالمگیری)

(۲۰) گندا انڈا حلال جانور کا پاک ہے۔ (خزانۃ المفتین)

(۲۱) سانپ کی کینچلی پاک ہے۔ (عالمگیری)

(۲۲) گدھی کا دودھ پاک ہے مگر اس کا کھانا درست نہیں۔ (عالمگیری)

جو چیزیں نجس ہیں وہ کبھی پاک نہیں ہو سکتیں ہاں ان کی حقیقت اگر بدل جائے تو پاک ہو جائیں گی جیسے پاخانہ مٹی بن جائے۔ البتہ جو پاک چیزیں کہ نجس چیز کے لگنے سے ناپاک ہو جاتی ہیں پاک کرنے سے پاک ہو سکتی ہیں اور یہ پاک چیزیں چونکہ مختلف اقسام پر ہیں اور ہر قسم کے پاک کرنے کا طریقہ جدا جدا ہے اس لئے پہلے ان پاک چیزوں کی قسمیں لکھی جاتی ہیں جو نجاست سے ناپاک ہوں پھر ہر ایک کے پاک کرنے کا طریقہ لکھا جائے گا۔

ع۵ مگر ان کا کھانا درست نہیں۔ ۱۲

ناپاک ہونے والی چیزوں کی قسمیں

(۱) زمین اور زمین سے اُگنے والی چیزیں جو کہ اس پر لگی ہوئی ہوں جیسے درخت، گھاس وغیرہ اور وہ چیزیں جو زمین سے چسپاں کردی گئی ہوں جیسے دیوار، اینٹ، پتھر وغیرہ۔

(۲) وہ چیزیں جن میں مسام نہیں یعنی اس قسم کی چیزیں جو پانی کو جذب نہیں کرتیں جیسے لوہا، چاندی، تانبا، پیتل، شیشہ وغیرہ۔

(۳) وہ چیزیں جن میں کم مسام ہیں اور رطوبت کو جذب کرتی ہیں جیسے چمڑا وغیرہ۔

(۴) وہ چیزیں جن میں بہت مسام ہیں اور رطوبت کو خوب جذب کرتی ہیں جیسے کپڑا وغیرہ۔

(۵) رقیق چیزیں جیسے شربت، شہد، دودھ، تیل، گھی، عرق، سرکہ وغیرہ۔

(۶) گاڑھی اور بستہ چیزیں جیسے جما ہوا گھی، جما ہوا دہی، گلقند، گوندھا ہوا آٹا وغیرہ۔

(۷) کھال (۸) جسم (۹) پانی[۵]۔

زمین وغیرہ کی پاکی کا طریقہ

(۱) زمین اگر ناپاک ہوجائے خواہ نجاست مرئیہ سے یا غیر مرئیہ سے تو خشک ہونے سے پاک ہوجائے گی خواہ دھوپ سے خشک ہو یا ہوا سے یا آگ سے اور خشک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کی تری اور نمی جاتی رہے نہ یہ کہ سوکھ جائے۔

(۲) ناپاک زمین اگر خشک ہونے سے پہلے دھو ڈالی جائے تب بھی پاک ہوجائے گی لیکن اس کے دھونے کا یہ طریقہ ہے کہ اس پر اس قدر پانی چھوڑا جائے کہ پانی بہ جائے اور اس پانی میں کسی طرح نجاست کا اثر معلوم نہ ہو یا پانی ڈال کر اس کو کپڑے وغیرہ سے جذب کریں اسی طرح تین بار کریں۔ (شامی صـ۲۲۷ ج ۱)

(۳) مٹی کے ڈھیلے، ریت، کنکر بھی خشک ہونے سے پاک ہوجاتے ہیں اور اسی طرح وہ پتھر جو چکنا نہیں اور پانی کو جذب کرلیتا ہے خشک ہونے سے پاک ہوجاتا ہے۔ (شامی صـ۲۲۲ ج ۱)

(۴) زمین سے لگنے والی چیزیں جو اس پر جمی ہوئی کھڑی ہیں جیسے درخت، گھاس وغیرہ بھی خشک ہونے سے پاک ہوجاتے ہیں۔ (شامی صـ۲۲۲ ج ۱)

---

[۵] اس کے احکام چونکہ تفصیل کے ساتھ پہلے لکھے جا چکے ہیں اس لئے یہاں نہ بیان کئے جائیں گے۔ ۱۲

(۵) زمین پر جو چیزیں قائم ہیں جیسے دیوار، لکڑی کے ستون، ٹٹی وغیرہ یا وہ چیزیں جو زمین سے چسپاں ہیں جیسے اینٹ پتھر چوکھٹ کی لکڑی وغیرہ تو یہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ (شرح مراقی الفلاح صـ۲۲۲)

(۶) ناپاک زمین کی مٹی اوپر کی نیچے اور نیچے کی اوپر کر دینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (شامی صـ۲۲۹ ج ۱)

(۷) تنور اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا بشرطیکہ بعد گرم ہونے کے نجاست کا اثر نہ رہے۔ (شامی صـ۲۳۱ ج ۱)

(۸) ناپاک مٹی سے جو برتن بنایا جائے وہ پکانے سے پاک ہو جاتا ہے بشرطیکہ پکانے کے بعد نجاست کا اثر نہ معلوم ہو۔ (شامی صـ۲۳۱ ج ۱)

(۹) ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈالکر نجاست چھپا دیجائے اسطرح کہ نجاست کی بو نہ آئے تو وہ پاک ہے (خزانۃ المفتین)

جن چیزوں میں مسام نہیں ان کی پاکی کا طریقہ

(۱) آئینہ، تلوار، چھری، چاقو اور تمام وہ چیزیں جو لوہے سے بنتی ہیں یا چاندی سے جیسے زیور وغیرہ یا سونے سے یا تانبے پیتل سے یا اور کسی ایسی چیز سے جس میں مسام نہیں ہوتے یا چکنا پتھر جو رطوبت کو نہیں جذب کرتا یا روغن یا لک کئے ہوئے مٹی کے برتن جن میں پانی جذب نہیں ہوتا یا پرانے استعمال کئے ہوئے برتن ایسے جو پانی کو جذب نہ کریں تو یہ سب چیزیں اگر نجس ہو جائیں خواہ نجاست مرئیہ سے یا غیر مرئیہ سے تو زمین پر رگڑنے یا تر کپڑے سے پوچھنے سے پاک ہو جائیں گی بشرطیکہ نجاست تر ہو اور اس قدر رگڑی یا پوچھی جائے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے اور اگر نجاست خشک ہو تو مرئیہ رگڑنے اور پوچھنے دونوں سے اور غیر مرئیہ صرف پوچھنے سے پاک ہو گی اور ان تمام صورتوں میں یہ شرط ہے کہ یہ چیزیں نقشین نہ ہوں۔ (شامی صـ۲۲۶ ج ۱)

اور نجاست غیر مرئیہ تین بار دھونے سے بھی پاک ہو جائے گی اور اس میں یہ شرط نہیں کہ ہر مرتبہ دھونے کے بعد خشک بھی کر لیا جائے بلکہ بلا وقفہ دھونے سے بھی پاک ہو جائیگی اور نجاست مرئیہ اسقدر دھونے سے پاک ہو جائیگی کہ اسکا اثر جاتا رہے۔ (شامی صـ۲۲۳ ج ۱)

(۲) وہ چیزیں جو منقش ہوں جیسے زیور یا نقشین برتن وغیرہ تو بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی پس اگر ان میں نجاست مرئیہ لگ جائے تو اسقدر دھوئی جائیں کہ وہ نجاست دور ہو جائے اور اگر غیر مرئیہ لگ جائے تو تین مرتبہ دھو ڈالی جائیں۔ (شرح مراقی الفلاح صـ۸۸)

Marfat.com

(۳) چٹائی اگر نجس ہو جائے تو نجاست غیر مرئیہ تین بار دھونے سے اور مرئیہ تر کپڑے سے پونچھنے سے پاک ہو جائے گی۔ (خزانۃ المفتیین)

جن چیزوں میں کم مسام ہیں ان کی پاکی کا طریقہ

(۱) موزہ یا جوتہ اور کوئی ایسی چیز جو چمڑے سے بنائی گئی ہو یا پوستین اس طرف سے جس طرف بال نہ ہوں یا دباغت دی ہوئی کھال نجاست مرئیہ سے ناپاک ہو جائیں تو یہ نجاست چھیل کر یا مل کر دور کر دی جائے تو پاک ہو جائیں گی۔ نجاست خشک ہو یا تر اور اگر نجاست غیر مرئیہ سے ناپاک ہو جائیں تو بغیر دھوئے پاک نہ ہوگی اور ان کے دھونے کا یہ طریقہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئی جائیں اور ہر مرتبہ اتنا توقف کیا جائے کہ خشک ہو جائیں اور پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ (شامی ص۲۲۶ ج۱)

(۲) مٹی کے نئے برتن یا ایسے پتھر کے برتن جو نجاست کو جذب کرتا ہو یا ایسی لکڑی کے برتن جو نجاست کو جذب کریں تین مرتبہ اس طرح دھونے سے پاک ہو جائیں گے کہ ہر مرتبہ خشک کر لئے جائیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے اور اگر کوئی چیز اس پر رکھی جائے تو اس میں نمی نہ آئے اور یہ شرط اس وقت ہے کہ جب یہ چیزیں کسی برتن میں ڈال کر دھوئی جائیں اور اگر جاری پانی میں دھوئی جائیں یا پانی اوپر سے ڈالا جائے تو یہ شرط نہیں بلکہ جاری پانی میں صرف اتنی دیر تک رکھ دینا کافی ہے کہ پانی ایک طرف سے دوسری طرف نکل جائے اور اوپر سے پانی چھوڑنے میں صرف اسی قدر کافی ہے کہ سب دھل جائے اور پانی بالکل ٹپک جائے (طحطاوی شرح مراقی الفلاح)

اور اگر مٹی یا پتھر کے برتن کو آگ میں ڈال دیں تب بھی پاک ہو جائے گا۔

(۳) غلہ اگر ناپاک ہو جائے تو تین مرتبہ دھو ڈالا جائے اور ہر مرتبہ خشک کر لیا جائے بشرطیکہ نجاست غیر مرئیہ ہو اگر نجاست مرئیہ ہو تو نجاست دور کر دی جائے خواہ دھونے سے یا اور کسی طرح۔ (خزانۃ المفتیین)

مسام والی چیزوں کی پاکی کا طریقہ

(۱) کپڑے میں اگر منی لگ جائے تو ملنے اور منی کے کھرچنے سے

ف نجاست مرئیہ کا حکم یہاں بھی وہی ہے جو ان چیزوں کا ہے جن میں مسام نہیں البتہ غیر مرئیہ کا حکم یہاں دوسرا ہے۔ ۱۲

پاک[۵] ہو جائے گا بشرطیکہ منی خشک ہو کپڑا نیا ہو یا پرانا اکہرا ہو یا دوہرا روئی کا ہو یا بے روئی کا اور پھر اگر یہ کپڑا پانی میں بھیگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا اور اگر منی کے سوا کوئی دوسری نجاست لگ جائے تو بغیر دھوئے پاک نہ ہوگا۔

نجاست مرئیہ سے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس نجاست کو پاک پانی یا اور کسی ایسی رقیق سیال شے سے جو چکنی نہ ہو دور کر دیں خواہ ایک دفعہ دھونے سے یا کئی دفعہ دھونے سے اور جب تک وہ دور نہ ہوگی کپڑا پاک نہ ہوگا اور اگر نجاست کا دھبہ جس کا دور کرنا دشوار ہے باقی رہ جائے تو کچھ حرج نہیں صرف نجاست کی ذات کا دور کر دینا کافی ہے۔ مثلاً منی لگ جائے اور اسکو دھو ڈالیں مگر اس کا دھبہ باقی رہ جائے یا کوئی نجس رنگ لگ جائے یا خون لگ جائے تو صرف اسقدر دھوڈالنا چاہئے کہ پانی صاف نکلنے لگے۔ (شامی ص۲۱)

اور نجاست غیر مرئیہ سے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کو تین مرتبہ دھوئیں اور ہر مرتبہ پانی کو خوب اپنی طاقت کے موافق نچوڑ ڈالیں یہ اس وقت ہے جب کپڑے پر پانی ڈالکر دھوئیں اور اگر جاری پانی میں اتنی دیر تک ڈال دیں کہ وہ بھیگ جائے اور پانی ایک جانب سے دوسری جانب سرایت کر کے نکل جائے تو ایک مرتبہ دھوڈالنا بھی کافی ہے۔ (مراقی الفلاح)

(۲) باریک یا پرانے کپڑے میں اگر نجاست غیر مرئیہ لگ جائے اور زور سے نچوڑنے میں کپڑے کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو صرف تین مرتبہ دھوڈالنا کافی ہے زور سے نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) نجاست غیر مرئیہ اگر ایسی چیز میں لگ جائے جس کا نچوڑنا دشوار ہے جیسے ٹاٹ چٹائی بڑی دری تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہے اس طرح کہ ہر مرتبہ پانی خشک ہو جائے خشک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس پر کوئی چیز رکھ دیں تو وہ تر نہ ہو۔ (شامی ص۲۴۳ ج۱)

(۴) ناپاک تیل یا ناپاک گھی اگر کسی کپڑے میں لگ جائے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائیگا اگرچہ اس کی چکناہٹ باقی ہو اس لئے کہ تیل اور گھی خود ناپاک نہیں بلکہ کسی نجاست کے لگنے سے ناپاک ہوا ہے اور وہ نجاست تین مرتبہ دھونے سے جاتی رہے گی بخلاف مردار کی چربی کے کہ وہ خود ناپاک ہے لہذا جب تک اس کی چکناہٹ نہ جائے گی پاک نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح ص۸۶)

---

[۵] منی خواہ پتلی ہو یا گاڑھی ملنے سے پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ خشک ہو اور بعض فقہا نے یہ شرط بھی لکھی ہے کہ منی نکلتے وقت جہاں سے نکلی ہے کسی دوسری نجاست سے مل کر ناپاک نہ ہوئی ہو۔ ۱۲

Marfat.com

رقیق وسیال چیز کی پاکی کا طریقہ

(۱) ناپاک تیل یا چربی کا صابون[۹] بنالیا جائے تو پاک ہوجائے گا۔ (شامی ص۲۳۰)

(۲) تیل یا گھی ناپاک ہوجائے تو اس میں پانی ڈالا جائے جب یہ تیل یا گھی پانی کے اوپر آجائے تو وہ اتار لیا جائے اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہوجائے گا۔ (مراقی الفلاح ص۸۶)

(۳) شہد یا شربت اگر ناپاک ہوجائے تو اس میں پانی ڈال کر جوش دیا جائے جب تمام پانی خشک ہوجائے اور وہ اپنی اصلی حالت پر آجائے تو پھر پانی ڈال کر جوش دیا جائے اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہوجائے گا۔ (مراقی الفلاح ص۸۶)

گاڑھی اور بستہ چیزوں کی پاکی کا طریقہ

(۱) صابون یا اور کوئی گاڑھی جمی ہوئی چیز ناپاک ہوجائے تو جس قدر ناپاک ہے اسی قدر علیحدہ کردینے سے پاک ہوجائے گی جیسے جما ہوا گھی وغیرہ۔

کھال کی پاکی کا طریقہ

(۱) سور کے سوا تمام جانوروں کی کھال حرام کی ہوں یا حلال کی دباغت سے پاک ہوجاتی ہیں خواہ کافر دباغت دے یا مسلمان اور اگر حلال جانوروں کی کھال ہو تو صرف ذبح سے پاک ہوجائیگی دباغت کی ضرورت نہ ہوگی۔ (شامی ص۲۳۰ ج۱)

(۲) سور کی چربی اور ناپاک چیز سے کھال کو دباغت دیں تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائیگی۔

جسم کی پاکی کا طریقہ

انسان کا جسم دونوں طرح کی نجاست سے نجس ہوتا ہے یعنی نجاست حکمیہ اور حقیقہ۔ نجاست حقیقہ سے پاکی کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے اور نجاست حکمیہ سے پاکی کا طریقہ آئندہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) آدمی کی انگلی یا اور کوئی عضو اگر نجاست مرئیہ سے ناپاک ہوجائے تو وہ عضو تین بار پانی

---

[۹] اس لئے کہ صابون بنانے سے اس کی حقیقت بدل گئی اور حقیقت بدل جانے سے ناپاک چیز پاک ہوجاتی ہے ۱۲

کے دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اسی طرح اگر اس عضو کو تین بار کوئی شخص چاٹ[1] لے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان تو وہ پاک ہو جائیگا اور اگر نجاست مرئیہ سے ناپاک ہوا ہے تو تین بار دھونا یا چاٹنا شرط نہیں بلکہ اسقدر دھونا یا چاٹنا کافی ہے کہ وہ نجاست دور ہو جائے۔ (خزانۃ المفتیین

(۲) اگر آدمی کا منہ کسی نجس چیز جیسے شراب سور وغیرہ کے کھانے پینے سے نجس ہو جائے تو تین مرتبہ لعاب نکلنے سے پاک ہو جائے گا۔ (خزانۃ المفتیین وشامی ص۲۲۵)

(۳) آدمی کے کسی ناپاک عضو کو اگر کوئی ایسا جانور جس کا جھوٹا ناپاک نہیں چاٹ لے تب بھی پاک ہو جائیگا۔

(۴) عورت کے سر پستان پر اگر کوئی نجاست غیر مرئیہ لگ جائے تو جب لڑکا اس کو تین مرتبہ چوس[2] لے گا تو پاک ہو جائیگا اور نجاست مرئیہ میں صرف اسقدر چوسنا کافی ہے کہ وہ نجاست دور ہو جائے تین مرتبہ کی شرط نہیں۔ (خزانۃ المفتیین وشامی ص۲۲۵ ج۱)

(۵) انسان کے جسم پر اگر منی لگ جائے تو کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جائے گا اور یہ طریقہ صرف منی کے پاک کرنے کا ہے اور دوسری نجاست بغیر دھوئے یا چاٹے پاک نہ ہوگی۔ (شامی ص۲۲۶ ج۱)

(۶) فصد کے مقام یا اور کسی عضو کو جو خون، پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پوچھ دینا کافی ہے۔ (شامی ص۲۲۶ ج۱)

(۷) ناپاک رنگ اگر جسم میں لگ جائے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اسقدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو۔ (شامی ص۲۴۰ ج۱)

(۸) ناپاک چیز اگر جلد کے اندر بھر دی جائے جیسا کہ ہندو اور بعض دیہات کے جاہل مسلمان کیا کرتے ہیں جس کو ہمارے عرف میں گودنا کہتے ہیں تو وہ صرف دھو ڈالنے سے پاک ہو جائیگا جلد چھیل کر اس رنگ کو نکالنا نہ چاہئے۔ (شامی ص۲۴۱ ج۱)

(۹) اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا ہے اسکی جگہ پر رکھ کر جمایا جائے خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو پاک ہو جائے گا نہ یہ کہ ایسا کرنا جائز ہے اس لئے کہ جب وہ عضو نجس ہے تو اس کا چاٹنا مسلمان کو کسی طرح جائز نہیں۔ ۱۲

[2] لیکن بلا عذر لڑکے کے منہ میں نجس پستان بغیر دھوئے دینا جائز نہیں اس لئے کہ مسلمانوں کو نجس چیز سے خود بچنا اور اپنے بچوں کو بچانا واجب ہے۔ ۱۲

Marfat.com

تو اس کو نکالنا نہ چاہیئے بلکہ وہ[ع] خود بخود پاک ہو جائے گا۔ (شامی صـ۲۴۱ ج ۱)

اگرچہ ہم ناپاک چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ اور ان کی پاک کرنے والی چیزیں نہایت عمدہ تفصیل سے لکھ چکے ہیں جس کے دیکھنے کے بعد ہر چیز کے پاکی و ناپاکی اور اس کے پاک کرنیکے متعدد طریقے ہر شخص کو بہت آسانی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ ایک نقشہ اس قسم کا بنا دیں جس کو دیکھ کر ہر شخص پاک کرنے کے طریقوں کی تعداد اور جو چیز جس جس طریقہ سے پاک ہو سکتی ہے اس کی کیفیت سے بخوبی ماہر ہو جائے اور وہ مضامین جو اوپر لکھے گئے ہیں ایک اچھی صورت میں صفحۂ اوّل پر نقش ہو جائیں۔

وہ نقشہ یہ ہے

نمبر	پاک کرنیوالی چیزیں	پاک ہونیوالی چیزیں
۱	**دھونا** خواہ پاک پانی سے ہو یا کسی ایسی بہنے والی چیز سے جو نجاست کو دور کر دے جیسے کیوڑہ گلاب اور دوسرے عرقیات بخلاف دودھ تیل وغیرہ کے کہ یہ بوجہ چکناہٹ کے نجاست کو دور نہیں کر سکتے۔	اس طریقہ سے وہ چیزیں پاک ہو جاتی ہیں جنکی نجاست ذاتی نہیں ہے بلکہ کسی دوسری نجاست کیوجہ سے ناپاک ہو جاتی ہیں نجاست غیر مرئیہ میں یہ طریقہ تین مرتبہ عمل میں لانا چاہیئے اور مرئیہ میں صرف اسی قدر کہ وہ نجاست دور ہو جائے۔
۲	**حقیقت کا بدل جانا** خواہ جلانے سے یا کسی دوا سے یا اور کسی ترکیب سے۔	اس طریقہ سے تمام نجس چیزیں پاک ہو جاتی ہیں خواہ ان کی نجاست ذاتی ہو یا عارضی یعنی کسی دوسری نجاست کی وجہ سے۔
۳	**چاٹنا** خواہ انسان چاٹے کافر ہو یا مسلمان عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا بوڑھا یا کوئی ایسا جانور جانے جسکا جھوٹا پاک ہے۔	اس طریقہ سے صرف وہ ناپاک چیزیں پاک ہوتی ہیں کہ جن کی نجاست عارضی ہو جیسے عورت کا پستان ناپاک ہو جائے تو بچہ کے چاٹنے سے پاک ہو جاتا ہے۔
۴	**آگ سے جلا دینا**	مٹی اور مٹی کی چیزیں یا وہ چیزیں جن میں مسام ہیں۔

ع اگرچہ یہ ناپاک ہے لیکن چونکہ اس کے علیحدہ کرنے سے تکلیف اور نقصان ہوگا اس لئے معاف ہے۔ ۱۲

Marfat.com

نمبر شمار	پاک کرنیوالی چیزیں	پاک ہونیوالی چیزیں
۵	تخت (چھیلنا) خواہ چاقو، چھری، کھرپی وغیرہ سے یا ناخن سے یا اور کسی چیز سے یا رگڑ ڈالنے سے۔	اس طریقہ سے وہ چیزیں پاک ہوجاتی ہیں جو چمڑے سے بنی ہوں جیسے موزہ وغیرہ۔
۶	مسح (پوچھنا) تر کپڑے سے یا تر ہاتھ سے یا اور کسی تر چیز سے مثل روئی وغیرہ کے۔	اس سے وہ ناپاک چیزیں پاک ہوجاتی ہیں جو دھو نہ سکتے ہوں مثل اس زخم کے جس کو دھونا نقصان کرتا ہو۔
۷	دلک (ملنا) زمین پر ڈال کر یا خود اس پر مٹی چھوڑ کر۔	اس سے وہ ناپاک چیزیں جو چمڑے کے قسم سے ہوں پاک ہوجاتی ہیں۔
۸	فرک (ہاتھ سے کھرچنا)	یہ طریقہ صرف جسم اور کپڑے کو پاک کرتا ہے جو بوجہ منی لگ جانے کے ناپاک ہوگیا ہو منی خواہ مرد کی ہو یا عورت
۹	قلب (الٹ دینا) یعنی نیچے کے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دینا بشرطیکہ نجاست کی بدبو باقی نہ رہے۔	کی اس طریقہ سے صرف ناپاک چیزیں پاک ہوتی ہیں۔
۱۰	بیس (سوکھ جانا) خواہ دھوپ سے یا آگ سے یا ہوا وغیرہ سے۔	یہ طریقہ صرف ان ناپاک چیزوں کے پاک کرنیکا ہے جو زمین سے اگنے والی چیزیں ہوں بشرطیکہ اس پر لگی ہوں جیسے درخت گھاس چوبی ستون دروازہ کی چوکھٹ بازو وغیرہ۔
۱۱	نزح (کنویں سے پانی نکالنا)	اس طریقہ سے صرف کنویں کا باقی پانی اور کنویں کی مٹی اور اس کی اینٹیں اور وہ ڈول جس سے پانی نکالا گیا ہے اور پانی نکالنے والوں کے ہاتھ پیر پاک ہوجاتے ہیں۔
۱۲	ذبح (کسی جانور کو حلال کرنا) دموی جانور کا خون شرعی طور پر نکال ڈالنا اس کی تفصیل اور قسمیں آئندہ انشاء اللہ بیان ہوں گی۔	اس طریقہ سے سور کے سوا تمام جانوروں کی کھال پاک ہوجاتی ہے حرام ہوں یا حلال اور حلال جانوروں کا گوشت بھی پاک ہوجاتا ہے۔

Marfat.com

نمبر	پاک کرنیوالی چیزیں	پاک ہونیوالی چیزیں
۱۳	دباغت (چمڑے کی رطوبات کا دور کرنا) خواہ کسی دوا سے یا بغیر دوا کے اسطرح کہ اسکی بو جاتی رہے۔	اس طریقہ سے سور کے سوا تمام جانوروں کی کھال پاک ہوجاتی ہے حرام ہوں یا حلال مردہ کی کھال ہو یا زندہ کی۔

متفرق مسائل:۔(۱) جو چیزیں بغیر دھوئے پاک ہوجاتی ہیں خواہ ملنے سے یا خشک ہونے سے وہ اگر کسی طرح تر ہوجائیں تو ناپاک نہ ہوں گی اور اسی طرح اگر یہ چیزیں کسی قلیل پانی میں گر جائیں وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (شامی ص۲۲۹ ج۱)

(۲) نجاست نمازی کے جسم پر نہ ہو اور نہ اس کے جسم سے ملی ہوئی ہو اور نہ اس کپڑے پر ہو جس کو وہ پہنے ہوئے ہے اور نہ ایسی چیز پر ہو جس کا قیام و قرار نمازی کے جسم کی وجہ سے ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔ **مثال** (۱) کسی جانور کے جسم پر نجاست ہو اور وہ نمازی کے سر پر آ بیٹھے۔ (۲) خشک نجاست زمین پر ہو اور نمازی کا کپڑا اس پر پڑ جائے (۳) بڑا لڑکا جو خود اٹھ بیٹھ سکتا ہو اور اس کے جسم پر نجاست ہو وہ نمازی کی گود میں آکر بیٹھ جائے۔ (شامی ص۲۳۲ ج۱ و طحطاوی، مراقی الفلاح ص۸۵)

(۳) کوئی چیز اگر ناپاک ہوجائے اور نجاست کا مقام یاد نہ رہے اور نہ کسی مقام خاص پر گمان غالب ہو تو ایسی صورت میں وہ چیز پوری دھونی چاہیئے۔ (شامی ص۲۳۹ ج۱)

(۴) ناپاک چیز ایسی کہ جو چکنی ہو جیسے تیل، گھی، مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہوجائے گی اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔ (شامی ص۲۴۱ ج۱)

(۵) ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر پڑ جائیں تو وہ پاک ہیں بشرطیکہ اس نجاست کا کچھ اثر ان چھینٹوں میں نہ ہو۔ (مراقی الفلاح ص۸۵)

(۶) کپڑا اگر ناپاک ہو اور تر ہو مگر ایسا تر نہ ہو کہ نچوڑ سکیں تو اس میں اگر کوئی خشک کپڑا لپٹ جائے تو وہ ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ وہ ناپاک کپڑا عین نجاست سے ناپاک نہ ہو بلکہ ایسی چیز سے جس کو نجاست نے ناپاک کر دیا ہو جیسے ناپاک پانی اور اگر عین نجاست جیسے پیشاب وغیرہ سے ناپاک ہوا ہو تو پھر وہ خشک کپڑا جو اس میں لپٹ گیا ہے ناپاک ہوجائے گا۔ (مراقی الفلاح ص۸۵)

(۷) زمین یا اور کسی نجس چیز پر بھیگا کپڑا سوکھنے کو ڈال دیں یا ویسے ہی رکھ دیں تو ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ نجاست کا اثر اس میں نہ معلوم ہو خواہ زمین وغیرہ خشک ہو یا تر۔ (مراقی الفلاح ص۸۵ وعالمگیری)

(۸) بکری یا اور جانوروں کے سر اور پیر ذبح کرنیکے بعد جو خون ہوتا ہے وہ جلا دینے سے پاک ہو جاتا ہے (مراقی الفلاح ص۸۵)

(۹) کتے کا لعاب اگر کسی برتن میں لگ جائے تو تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ برتن خواہ مٹی کا ہو یا اور کسی چیز کا لیکن سات بار دھونا بہتر ہے اور ایک بار اسی سات بار میں مٹی سے دھونا چاہئے۔

(۱۰) دوہرا کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کل ناپاک سمجھا جائیگا نماز اس پر درست نہیں۔ (خزانۃ المفتیین)

(۱۱) پکتے ہوئے گوشت یا اور کسی پکتی ہوئی چیز میں نجاست پڑ جائے تو پاک نہیں ہو سکتا۔ (مراقی الفلاح ص۸۶)

(۱۲) مرغی یا اور کوئی پرند پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلایش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دی جائے جیسا کہ آجکل انگریزوں اور ان کے ہم منش ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی۔

استنجا کے مسائل

انسان کے اعضائے مخصوصہ پر پاخانہ پیشاب کے نکلنے سے جو نجاست لگ جاتی ہے اس کے پاک کرنے کے طریقے اور دوسری ناپاک چیزوں کے پاک کرنے کے طریقے میں کچھ فرق ہے اس لئے اس کے مسائل اور اس کے آداب علیحدہ بیان کئے جاتے ہیں۔

پیشاب پاخانہ جہاں درست نہیں

مسجد میں یا مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ ایسی جگہ پاخانہ یا پیشاب کرنا جہاں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا پڑے مکروہ تحریمی ہے خواہ جنگل ہو یا آبادی اور ایسی جگہ استنجا کرنا

اس بیان میں بعضے الفاظ اس قسم کے آئینگے جن کے معنی بیان کئے گئے جیسے سنت، مکروہ وغیرہ ان کے معنی نجاست حکمیہ کے بیان میں لکھے جائیں گے۔ ۱۲ حاصل یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے اگر کوئی شخص بھولے سے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھ جائے اور درمیان میں یاد آئے تو اسی حالت میں اسکو چاہئے کہ دوسری طرف پھر کر بیٹھ جائے قبلہ کی طرف ایسی حالت میں منہ یا پیٹھ کرنا قبلہ کی بے تعظیمی ہے ۱۲ (شامی)

Marfat.com

مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی، خزانۃ المفتیین، مجمع الانہر)

چھوٹے بچوں کو پاخانہ پیشاب کے لئے ایسی جگہ بٹھلانا جہاں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ ہونا جائز ہے۔ اور اس کا گناہ بٹھلانے والے پر ہے۔ (شامی، خزانۃ المفتیین، طحطاوی)

چاند، سورج کی طرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔ (شامی)

راکد قلیل پانی میں پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے اور راکد کثیر میں مکروہ تحریمی اور جاری میں مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح ص۲۹ وشامی و درمختار)

برتن میں پاخانہ پیشاب کرکے پانی میں ڈالنا یا ایسی جگہ پاخانہ پیشاب کرنا جہاں سے بہہ کر پانی میں چلا جائے مکروہ[۵] ہے۔ (شامی)

نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے اگر نجاست اس میں نہ گرے، اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں، اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے۔ جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں، جانوروں کے درمیان میں، مسجد اور عیدگاہ کے اسقدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہو، قبرستان میں، یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں، راستہ[۵] میں، ہوا کے رخ پر، سوراخ میں، راستہ کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ بیٹھتے اٹھتے ہوں اور ان کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے بہکر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔ (شامی۔ خزانۃ المفتیین)

پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہئے

بات کرنا، بلا ضرورت کھانسنا، کسی آیت یا حدیث یا اور متبرک چیز کا پڑھنا ایسی چیز جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتہ یا کسی معظم کا نام ہو یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا، بلا ضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا۔ (خزانۃ المفتیین، شامی، مراقی الفلاح)

---

[۵] البتہ جو لوگ دریا کا سفر کرتے ہیں ان کو بوجہ مجبوری کے جائز ہے۔ ۱۲ (شامی)

[۵] اس سے عام راستہ مراد ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا بہت لوگ اس راستہ سے گزرتے ہوں یا کم ۱۲

جن چیزوں سے استنجا درست نہیں

ہڈی، کھانیکی چیزیں، لید، اور کل ناپاک چیزیں، وہ ڈھیلہ یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہوچکا ہو، پختہ اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، لوہا، چاندی، سونا، پیتل وغیرہ کوئلہ، چونہ۔ (مراقی الفلاح) اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ۔ (طحطاوی وخزانۃ المفتین)

وہ چیزیں جس کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت[1] دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا، عرق[2] وغیرہ۔ آدمی کے اجزا جیسے بال، ہڈی گوشت وغیرہ، حیوان کا وہ جز جو اس سے متصل ہو، مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ، درختوں کے پتے، کاغذ خواہ لکھا[3] ہوا ہو یا سادہ، زمزم کا پانی، وضو کا بچا ہوا پانی، دوسرے کے مال سے بلا اسکی اجازت و رضامندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز روئی۔ تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں۔

ان تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ (شامی وطحطاوی)

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے

پانی، مٹی کا ڈھیلا[4]، پتھر، کپڑا اور کل وہ چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کر دیں بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں۔ (درمختار و مراقی الفلاح و خزانۃ المفتین)

استنجا کا طریقہ

جس شخص کو پاخانہ یا پیشاب کی ضرورت ہو اس کو چاہئے کہ اس سے پہلے کہ وہ اس کو مجبور کر دے اٹھے اور کسی علیحدہ مکان میں جائے اور اگر جنگل میں جائے تو اتنی دور نکل جائے کہ لوگوں

---

[1] قیمتی چیز سے استنجا کرنا اس وقت مکروہ ہے جب یہ خیال ہو کہ استنجا کرنے سے وہ چیز بالکل بیکار ہو جائیگی یا اسکی قیمت کم ہو جائیگی اور اگر استنجا کرنیکے بعد دھونے سے وہ چیز کام میں آسکے اور قیمت اسکی کم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ ۱۲

[2] عرق سے استنجا اگر کر لیا جائے تو درست ہے لیکن چونکہ اس میں مال ضائع ہوتا ہے اس وجہ سے مکروہ ہے۔ ۱۲

[3] خواہ اس پر انگریزی لکھی ہو یا ناگری یا فلسفہ یا اور کوئی چیز ہو ہر حال میں اس سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ ۱۲

[4] اس میں یہ شرط ہے کہ نہ بہت کھردرا ہو جو تکلیف دے نہ ایسا چکنا ہو جو نجاست کو دور نہ کر سکے۔ ۱۲ (مراقی الفلاح)

Marfat.com

کی نظر سے غائب ہوجائے اور ننگے سر نہ ہو جب پاخانہ کے دروازے پر پہونچے تو بسم اللہ[۵] اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثُ پڑھے اور پاخانہ میں پہلے بایاں پیر رکھے اور بیٹھنے کے بعد اپنے جسم کو کھولے اور بائیں پیر پر زور دیکر پیر پھیلا کر بیٹھے اور اپنے خیال کو پاخانہ کے سوا اور کسی طرف نہ لے جائے خاص کر دین کی باتوں کی طرف اور اس حالت میں کسی سے بات نہ کرے یہاں تک کہ سلام یا اسلام کا جواب یا چھینک کے بعد الحمد اللہ بھی نہ کہے اور اذان کا جواب بھی نہ دے اور اپنے جسم خصوصاً شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ پاخانہ پیشاب کو اور پاخانہ پیشاب میں نہ تھوکے اور بلا ضرورت زیادہ دیر تک نہ ٹھیرے اور نہ اپنے بدن سے شغل نہ کرے اور نہ نگاہ کو اونچا اٹھائے بلکہ نہایت شرم وحیا کی حالت میں بیٹھے اور اس امر کی کوشش کرے کہ اپنی ضرورت سے اچھی طرح فارغ ہوجائے اور فارغ ہونے کے بعد بقدر ضرورت ڈھیلوں کا استعمال کرے اس طرح کہ پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرا پیچھے سے آگے کو اور تیسرا پھر پہلے کی طرح بشرطیکہ گرمی کا زمانہ ہو ورنہ پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو اور دوسرا اس کے خلاف اور تیسرا پہلے کی طرح اور یہ صورتیں مردوں کے لئے ہیں عورتوں کو ہر زمانہ میں دوسری صورت کے موافق کرنا چاہئے اور کھڑے ہونے سے پہلے اپنے جسم کو بند کرلے اور نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالے اور بعد نکلنے کے یہ دعا پڑھے غُفْرَانَکَ اللّٰھُمَّ الحمد للہ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَمْسَکَ مَا یَنْفَعُنِیْ۔ اسکے بعد ڈھیلے سے اتنی دیر تک استنجا کرے کہ پھر قطرہ آنیکا شبہہ نہ رہے اور پورا اطمینان ہوجائے خواہ حرکت کرے اور چلنے سے یا اور کسی طرح پھر جب ڈھیلے سے استنجا کرچکے تو پانی سے استنجا کرے پانی سے استنجا کرنیکے لئے کسی دوسری جگہ جائے اور پہلے اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے اور جسم کھلنے سے پہلے یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ[۵] الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ الحمد للہ علیٰ دین الاسلام

---

[۵] ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے۔ اللہ کا نام لیکر اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے وسیلے سے ناپاکی اور ناپاک چیزوں سے ۱۲

[۵] ترجمہ اس کا یہ ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری بخشش چاہتا ہوں سب تعریفیں اسی اللہ کو جس نے دور کردی مجھ سے وہ چیز جو مجھ کو تکلیف دیتی اور باقی رکھی وہ چیز جو مجھ کو فائدہ کرتی ہے انسان بوقت کھانا ہے اس کا فضلہ دفع ہوجاتا ہے اور اگر نہ دفع ہو تو بیماری کا خوف ہے اور خون وغیرہ جو اس سے نکلتا ہے باقی بنا ہے اگر رہے تو زندگی کی کوئی صورت نہیں ۱۲ [۵] بزرگ خدا کا نام لیکر اور اسکی تعریف کرکے اللہ کا شکر ہے کہ دین اسلام پر اے اللہ مجھکو اس گروہ سے کر جو گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نجاستوں سے پاک رہتے ہیں (بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸ پر)

Marfat.com

اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین الذین لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ..... پھر پانی سے پہلے اپنے پاخانہ کے مقام کو دھوئے اس کے بعد پیشاب کے مقام کو اور مبالغہ کے ساتھ استنجا کرے اسطرح کہ نجاست کی بو جاتی رہے اس کے بعد اپنا ہاتھ زمین یا مٹی سے مل کر تین مرتبہ دھوئے اور کوئی کپڑا وغیرہ ہو تو اس سے اپنے جسم کے پانی کو صاف کرے پھر پاجامہ یا ازار باندھ لے اور اس کے بعد نکلتے وقت یہ دعا پڑھے ۔ الحمد للہ الذی جعل الماء طھورا فالاسلام نورا قائدا ودلیلا الی اللہ والی جنات النعیم اللّٰھم حصن فرجی وطھر قلبی ومحض ذنوبی ۔ (شامی)

استنجا کے احکام

(۱) استنجا کرنا سنت مؤکدہ ہے بشرطیکہ اپنے نکلنے کی جگہ سے نہ بڑھے اور اگر اپنی جگہ سے بڑھ جائے خواہ درہم سے کم ہو یا زیادہ تو اس کا دھونا فرض ہے ۔ (مراقی الفلاح)

(۲) جس جگہ پاخانہ پیشاب کیا جائے اگر وہاں سے کوئی شخص بے استنجا کئے ہوئے اٹھ جائے اور اس وجہ سے نجاست اپنی جگہ سے بڑھ جائے تو استنجا کرنا واجب ہے اور اگر نہ بڑھے تو مسنون ہے ۔

(۳) فصد اور خروج ریح اور سونے کے بعد استنجا کرنا بدعت ہے ۔

(۴) جو پاک چیز پاخانہ کے مقام سے نکلے جیسے کوئی کنکری یا دانہ وغیرہ تو اس کے بعد استنجا کرنا بدعت ہے بشرطیکہ اس پر نجاست نہ لگی ہو ۔

(۵) جب کوئی ناپاک چیز پاخانہ پیشاب کے مقام سے نکلے تو اس کے بعد استنجا کرنا چاہئے خواہ وہ پاخانہ پیشاب ہو یا اس کے سوا جیسے خون، پیپ وغیرہ ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷) اور نہ ان کو کچھ خوف ہوتا ہے نہ رنج ۔۱۲ ۱؎ ترجمہ، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے پانی کو پاک کرنیوالا بنایا اور اسلام کو ایسی روشنی بنایا کہ جس کے ذریعہ سے اس کی بارگاہ تک رسائی ہوتی ہے اور جنت ملتی ہے اے اللہ میری شرمگاہ کو گناہوں سے بچا اور میرے دل کو پاک کر اور میرے گناہوں کو معاف فرما ۔۱۲ ۲؎ یہ مذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور قاضی ابو یوسف اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہما درہم سے کم کو فرض نہیں کہتے تاوقتیکہ درہم سے زیادہ نہ ہو ۔۱۲

۳؎ بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ اگر بغیر استنجا کئے ہوئے اٹھ جائے تو اسکو استنجا کرنا واجب ہے خواہ نجاست بڑھے یا نہ بڑھے صحیح نہیں ۱۲

۴؎ اور اگر اس پر نجاست لگی ہوئی ہو تو بوجہ اس نجاست کے استنجا کرنا ہوگا ۔ ۱۲

(۶) پاخانہ پیشاب کے مقام پر کسی دوسرے کی نجاست لگ جائے تو اس کا دھونا پانی سے فرض ہے اور اگر ڈھیلا پتھر وغیرہ سے استنجا کرے تو درست نہیں۔

(۷) نجاست اگر ایسی خشک ہو جائے جو ڈھیلے سے نہ چھوٹ سکے تو پھر صرف پانی سے استنجا کرنا چاہیے

(۸) استنجا میں طاق عدد کا استعمال مسنون ہے خواہ وہ تین ہوں یا پانچ یا سات لیکن کم سے کم اسقدر ضرور ہوں جن سے وہ نجاست دور ہو جائے اور یہ شرط ہے کہ تین سے کم نہ ہوں اگرچہ اس سے کم میں بھی نجاست دور ہو سکتی ہو۔

(۹) بعد ڈھیلے کے پانی سے استنجا کرنا مسنون[عـہ] ہے۔

نجاست حکمیہ سے پاک ہونیکا طریقہ

نجاست حکمیہ کی ایک قسم یعنی حدث اصغر کی طہارت وضو اور تیمم سے ہوتی ہے اور دوسری قسم یعنی حدث اکبر کی طہارت غسل اور تیمم سے ہوتی ہے اس لئے پہلے ایک مقدمہ لکھا جاتا ہے جسمیں وضو تیمم اور غسل کے اصطلاحی[عـہ] الفاظ کے معانی ظاہر کئے جائیں گے۔ اس کے بعد ہر ایک کا بیان بہ تفصیل لکھا جائے گا۔

مقدمہ

جو احکام الٰہی بندوں کے افعال و اعمال کے متعلق ہیں ان کی آٹھ قسمیں ہیں فرض[۱]، واجب[۲]، سنت[۳]، مستحب[۴]، حرام[۵]، مکروہ تحریمی[۶]، مکروہ تنزیہی[۷]، مباح[۸]۔

(۱) فرض وہ فعل جس کا بلا عذر چھوڑنے والا فاسق مستحق عذاب اور اس کا منکر کافر اور اس کی دو قسمیں ہیں فرض عین[۱] اور فرض کفایہ[۲]۔

عـہ پانی اور ڈھیلے دونوں سے استنجا کرنا مسنون ہے اور اگر دونوں سے نہ ہو سکے تو پانی سے استنجا کرنا بالیقین ڈھیلے وغیرہ کے بہتر ہے ۱۲ (مراقی الفلاح) عـہ اس میں یہ شرط ہے کہ تنہائی میں استنجا کیا جائے تاکہ دوسرا کوئی اس کے جسم کو نہ دیکھے اور اگر کہیں اتفاق سے ایسا موقع ہو کہ تنہائی نہ ہو سکے تو پھر پانی سے استنجا نہ کرنا چاہیے اس لئے کہ ستر کا دوسرے شخص کو دکھلانا حرام ہے البتہ مرد کو اپنی عورت اور عورت کو اپنے شوہر کے سامنے استنجا کرنا جائز ہے۔ ۱۲

عـہ چند الفاظ کا استعمال نواقض وضو میں ہوتا ہے ان کو وہیں بیان کریں گے۔ ۱۲

(۲) **فرض عین**۔ جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو شخص بلا عذر چھوڑ دے وہ فاسق اور مستحق عذاب ہے جیسے پنج وقتی اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔

(۳) **فرض کفایہ**۔ جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی نہ کرے تو سب گنہگار رہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔

(۴) **واجب** وہ فعل ہے جسکا بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ بشرطیکہ بلا کسی تاویل اور شبہہ کے چھوڑے اور جو شخص اس کو ہلکا سمجھ کر چھوڑے وہ گمراہ ہے اور منکر اس کا کافر ہیں۔

(۵) **سنت**۔ وہ فعل جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں سنت مؤکدہ، سنت غیر مؤکدہ۔

(۶) **سنت مؤکدہ** وہ فعل جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بلا عذر کبھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہہ نہ کی ہو اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اس کی عادت کرنیوالا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہیگا ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اس کے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے۔

(۷) **سنت غیر مؤکدہ**۔ وہ فعل جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور بلا عذر کبھی ترک بھی کیا ہو اور اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔

(۸) **مستحب** وہ فعل جس کو نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ وسلم نے کیا لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی، اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہا کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔

(۹) **حرام** وہ فعل جس کا بلا عذر کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق اور منکر اس کا مثل[۵]

---

[۵] حدیث شریف میں ہے مَنْ تَرَكَ سُنَّتِيْ لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِيْ (جس نے میری سنت چھوڑ دی وہ میری شفاعت سے محروم رہیگا۔ ۱۲ [۵] فرض مثل حرام کے ہے فرق اتنا ہے کہ فرض کا کرنا ضروری ہے اور حرام کا نہ کرنا اسی طرح واجب ہے اور مکروہ تحریمی یکساں ہیں اور مستحب اور مکروہ تنزیہی یکساں ہیں۔ ۱۲

Marfat.com

فرض کا منکر کافر ہے۔

(۱۰) **مکروہ تحریمی** وہ فعل جس کا بغیر عذر کے کرنا باعث گناہ اور اس کا منکر واجب کے منکر کی طرح کافر نہیں بہ لحاظ عمل کے واجب اور مکروہ تحریمی برابر ہیں فرق صرف اعتقاد کا ہے یعنی انکار حرام کفر ہے اور مکروہ تحریمی کا انکار کفر نہیں۔

(۱۱) **مکروہ تنزیہی**[۵] وہ فعل جس کے نہ کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں عذاب نہیں۔

(۱۲) **مباح** وہ فعل جس کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

(۱۳) **جنابت** مرد یا عورت کی وہ حالت جس میں اس پر غسل فرض ہو جائے بشرطیکہ حیض و نفاس سے نہ ہو۔

ف ہم مرد اور عورت کے عضو مخصوص کو خاص حصہ میں لکھیں گے اور پاخانہ کے مقام کو مشترک حصہ میں۔

وضو کا بیان

صحیح یہ ہے کہ وضو اگلی امتوں میں بھی تھا اس امت کے ساتھ خاص نہیں[۵]۔ (عمدۃ القاری)

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کو (جس کا ایک فرد وضو ہے) نصف ایمان فرمایا ہے (ترمذی) ایمان کے دو حصے ہیں اعتقاد اور عمل۔ عمل کا بڑا حصہ یعنی نماز طہارت پر موقوف ہے اس لئے اس کو نصف ایمان فرمایا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ صغیرہ گناہوں کو معاف کرتا ہے اور آخرت میں بڑے مرتبے دیتا ہے اور وضو کرنے سے تمام بدن[۵] کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

---

[۵] مستحب کا چھوڑنا مکروہ تنزیہی نہیں یعنی یہ کلیہ نہیں کہ ہر مستحب کا ترک مکروہ تنزیہی ہو ہاں اگر کراہت کی کوئی دلیل ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ ۱۲ منہ [۵] ہاں اعضائے وضو کا روشن ہو جانا اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ ۱۲ منہ [۵] بعض احادیث میں ہے کہ منہ دھونے سے وہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو آنکھ سے ہوئے تھے اور ہاتھ دھونے سے وہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو ہاتھ سے ہوئے تھے اور پیر دھونے سے وہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو پیر سے ہوئے تھے گویا میل کے ساتھ گناہ بھی دھل جاتے ہیں یہاں تک کہ آدمی وضو کے بعد گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے آنکھ اور پیر ہاتھ کی تخصیص سے یہ گمان نہ ہونا چاہئے کہ اور اعضا کے گناہ معاف نہیں ہوتے اسلئے کہ بعد میں یہ فرمایا گیا ہے کہ بعد وضو کے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور دوسری حدیثوں میں بدن کا لفظ ہے جو تمام اعضا پر بولا جاتا ہے۔ ۱۲

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسنون طریقے سے وضو کرے اور اس کے بعد کلمۂ شہادت پڑھے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے جائے۔ (مسلم)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کہہ کر پکاری جائیگی یہ اس لئے کہ وضو کا پانی جن اعضا پر پڑتا ہے وہ اعضا قیامت کے دن نہایت چمکدار اور روشن ہو جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

بعض صحیح احادیث میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کو قیامت کے دن پہچان لوں گا کسی نے پوچھا کہ حضرتؐ اتنے کثیر مجمع میں آپ کیسے پہچان لیں گے ارشاد ہوا کہ ایک پہچان ہوگی وہ یہ کہ وضو کی وجہ سے ان کے مُنہ ہاتھ پیر چمکتے ہوں گے۔

(۵) باوضو رہنے سے آدمی شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے احادیث میں ہے کہ ہر وقت باوضو رہنا سوا مومن کامل کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔

(۶) باوضو نماز کے لئے مسجد جانے میں ہر قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور ثواب ملتا ہے۔

(۷) باوضو مسجد میں نماز کا انتظار کرنے سے جتنا وقت انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے اور نماز کا ثواب ملتا ہے۔

وضو کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان[۵] ہونا، کافر پر وضو واجب نہیں۔

(۲) بالغ ہونا، نابالغ پر وضو واجب نہیں۔

(۳) عاقل ہونا، دیوانہ، مست اور بیہوش پر وضو واجب نہیں۔

(۴) پانی کے استعمال[۵] پر قادر ہونا جس شخص کو پانی استعمال پر قدرت نہ ہو اس پر وضو واجب نہیں۔

(۵) نماز کا اسقدر وقت باقی رہنا کہ جس میں وضو اور نماز کی گنجائش ہو۔ اگر کسی شخص کو اتنا

---

۵ اس لئے کہ وضو عبادت ہے اور کافروں کو عبادت کا حکم نہیں دیا گیا نہ ان کی عبادت قبول ہوتی ہے جب تک وہ ایمان نہ لاویں۔ ۱۲

۵ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورتیں تیمم کے بیان میں آئیں گی۔ ۱۲

وقت نہ ملے تو اس پر وضو واجب نہیں **مثال** کوئی کافر ایسے تنگ وقت میں اسلام لایا کہ وضو اور نماز دونوں کی گنجائش نہیں، کوئی نابالغ ایسے تنگ وقت بالغ ہوا۔

وضو کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) تمام اعضا پر پانی کا پہنچ جانا اگر کوئی جگہ بال کے برابر بھی خشک رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔
(۲) جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جس کی وجہ سے جسم پر پانی نہ پہنچ سکے۔ **مثال** اعضائے وضو پر چربی یا خشک موم لگا ہوا ہو۔ انگلی میں تنگ انگوٹھی ہو۔
(۳) جن حالتوں میں وضو جاتا رہتا ہے اور جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں حالت وضو میں ان چیزوں کا نہ ہونا بشرطیکہ وہ شخص معذور[۱] نہ ہو۔ حیض[۲] یا نفاس والی عورت وضو کرے تو درست نہیں، جنب[۳] اگر وضو کرے تو نہ ہوگا، پاخانہ[۴] پیشاب کرتے وقت کرے تو نہ ہوگا۔

وضو کے احکام

فرض ہے نماز کے لئے نفل ہو یا سنت واجب ہو یا فرض جنازہ کی نماز ہو یا سجدۂ تلاوت۔

واجب ہے کعبۂ مکرمہ کے طواف کے لئے۔ قرآن مجید چھونے کے لئے۔

سنت ہے سوتے وقت، غسل کے پہلے۔

مستحب ہے اذان، تکبیر کے وقت، خطبہ پڑھتے وقت خواہ نکاح کا ہو یا جمعہ کا یا اور کسی چیز کا اور علم دین کی تعلیم کے وقت، دین کی کتابیں چھوتے وقت، سلام یا سلام کا جواب دیتے وقت، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے وقت، سو اٹھنے کے بعد، اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد، میت کو غسل دینے کے بعد، جنازہ اٹھانے کے لئے، ہر وقت باوضو رہنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے، عرفات میں ٹھہرنے کے لئے، سعی صفا مروہ کے لئے، جنب کو قبل غسل کھانا کھانے کے لئے اور اپنی زوجہ سے خواہش پورا کرنے کے لئے، وہ حالتیں جن میں ہمارے نزدیک وضو نہیں جاتا اور دوسرے ائمہ کے نزدیک جاتا رہتا ہے، حیض یا نفاس والی عورت کو ہر نماز کے وقت وضو کرنا۔

---

[۱] معذور کا وضو ان حالتوں کے ساتھ بھی صحیح ہو جاتا ہے جیسے کسی کو پیشاب کا مرض ہو کہ ہر وقت پیشاب جاری رہتا ہے تو اسکا وضو اسی حالت میں درست ہے ۱۲ [۲] عرفات کے قریب ایک مقام ہے حاجی لوگ نویں تاریخ کو وہاں ٹھہرتے ہیں ۱۲ [۳] صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں ایک دوسرے میں حاجی دوڑتے ہیں اسی دوڑنے کو سعی صفا و مروہ کہتے ہیں ۱۲ [۴] صورتیں بیان کر کے بتائیں گے جہاں وہ چیزیں لکھی جائیں گی جن سے وضو نہیں جاتا ۱۲

وضو کا مسنون و مستحب طریقہ

وضو کے لئے کسی مٹی کے برتن میں پانی لے کر اونچے مقام پر قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دل میں یہ ارادہ کرلے کہ میں یہ وضو خاص اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ثواب کے لئے کرتا ہوں۔ بدن کا صاف کرنا، منہ ہاتھ کا دھونا مجھے مقصود نہیں یہی ارادہ ہر عضو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت رہے پھر بسم اللہ العظیم و الحمد للہ علی دین الاسلام پڑھ کر داہنے چلو میں پانی لے اور دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک مل مل کر دھوئے اسی طرح تین بار کرے پھر داہنے ہاتھ کے چلو میں پانی لیکر کلی کرے اور مسواک کو داہنے ہاتھ میں اس طرح پکڑ کر کہ چھوٹی انگلی مسواک کے ایک سرے پر اور انگوٹھا مسواک کے دوسرے سرے کے قریب اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہوں، اوپر کے دانتوں کے طول میں داہنی طرف سے ملتا ہوا بائیں طرف لائے پھر اسی طرح نیچے کے دانتوں کو ملے پھر مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑ ڈالے اور دھو کر پھر اسی طرح ملے اسیطرح تین بار ملے اس کے بعد دو کلیاں اور کرے تاکہ تین کلی پوری ہو جائیں تین سے زیادہ بھی نہ ہوں۔ کلی اس طرح کرے کہ پانی حلق تک پہنچ جائے اگر روزہ دار نہ ہو۔ کلی کرتے وقت بعد بسم اللہ کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔ ناک میں پانی لیتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے۔ اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ، پھر داہنے ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر ناک میں اسطرح لے کہ نتھنوں کی جڑ تک پانی پہونچ جائے اگر روزہ دار نہ ہو اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے اس طرح تین بار کرے اور ہر بار نیا پانی ہو پھر دونوں چلوؤں میں پانی لے کر تمام منہ کو مل کر دھوئے اسطرح کہ کوئی جگہ بال برابر بھی چھوٹنے نہ پائے پھر اگر محرم نہ ہو تو ڈاڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ داہنے چلو میں پانی لے کر ڈاڑھی کی جڑ کو تر کرے اور ہاتھ کی پشت گردن کی طرف کرکے انگلیاں بالوں میں ڈال کر نیچے سے اوپر کی جانب لے جائے اسی طرح دو مرتبہ اور منہ دھوئے اور ڈاڑھی کا خلال کرے تاکہ تین مرتبہ منہ دھل جائے اور تین بار ڈاڑھی کا خلال ہو جائے تین بار سے

ف۵ اللہ کا نام لیکر اور اسکا شکر ہے اپنے مسلمان ہونے پر۔ ۱۲ ف۵ اسکو ہمارے عرف میں غرغرہ کہتے ہیں۔ ۱۲ ف۵ اے اللہ میری مدد کر قرآن کے پڑھنے اور تیرا ذکر و شکر اور تیری عبادت کرنے میں۔ ۱۲ ف۵ اے اللہ مجھکو جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو سے بچا۔ ۱۲

زیادہ نہ ہونے پائے اور منہ دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ پھر داہنے چلو میں پانی لے کہنیوں تک بہادے اور مل کر دھوئے کہ ایک بال برابر بھی خشک نہ رہ جائے اور مرد کے ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو وہ اسکو حرکت دے دے اگرچہ انگوٹھی ڈھیلی ہو اور اسی طرح عورت اپنے چھلوں آرسی کنگن چوڑی وغیرہ کو اسی طرح دو بار داہنے ہاتھ کو اور دھووے پھر اسی طرح تین بار بائیں ہاتھ کو دھوئے اور داہنا ہاتھ دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا بایاں ہاتھ دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ پھر دونوں ہاتھوں کو تر کرکے پورے سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہتھیلیاں مع انگلیوں کے سر کے اگلے حصے پر رکھ کر آگے سے پیچھے لے جائے اور پھر پیچھے سے آگے لے آئے اور انھیں ہاتھوں سے اگر خشک نہ ہو گئے ہوں اور اگر خشک ہو گئے ہوں تو دوسری دفعہ تر کرکے کانوں کا مسح کرے اس طرح کہ چھوٹی انگلی دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈالے اور سر کا مسح کرتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ اور سر کا مسح ایک ہی بار کرے اور کانوں کے مسح کے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے پہلے داہنا پیر تین بار دھوئے اور ہر بار اس کی انگلیوں کا بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کرتا جائے خلال داہنے پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے پھر بایاں پیر تین بار دھوئے اور ہر بار اس کی انگلیوں کو بھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کرتا جائے بائیں پیر کا خلال بائیں پیر کے انگوٹھے سے شروع کرے داہنا پیر دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔

ف۱ اے اللہ میرا منہ روشن کر جس دن کہ بعضوں (ایمانداروں) کے منہ روشن ہوں گے یعنی قیامت کے دن ۱۲

ف۲ اے اللہ میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دینا اور میرا حساب آسان کرنا نیکوں کے لئے ہوگا ۱۲ ف۳ اے اللہ میرا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں اور پیچھے سے نہ دینا ۱۲ ف۴ اے اللہ مجھکو قیامت میں اپنے عرش کے زیر سایہ رکھ ۱۲

ف۵ اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کر کہ جو باتیں سنکر نیک بات پر عمل کرتے ہیں ۱۲ ف۶ اے اللہ قیامت میں مجھے ثابت قدم رکھ ۱۲

اور بایاں پیر دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمۂ شہادت کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ[۱]۔ اب وضو تمام ہو چکا اور وضو خود ہی کرے کسی دوسرے سے نہ کرائے اور ایک عضو دھونے کے بعد فوراً دوسرا عضو دھوڈالے کہ پہلا عضو باوجود ہوا اور جسم کے معتدل ہونے کے خشک نہ ہونے پائے اگر وضو سے کچھ پانی بچ جائے تو کھڑے ہو کر پی لے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ اور انا انزلناہ کی سورت پڑھے۔ یہی وہ وضو ہے کہ جس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی میرا ایسا وضو کرے اگر کوئی میرا ایسا وضو کرے تو اس کے اگلے گناہ بخشدیے جائیں گے۔

یہ نقشہ اس لئے کھینچا جاتا ہے کہ ناظرین کو اجمالی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس طریقے میں کون کون امور فرض ہیں اور کون واجب اور کون سنت اور کون مستحب، اس نقشہ کے بعد انشاء اللہ ہر ایک کا بیان بالتفصیل بھی کیا جائیگا۔

مکروہات وہیں	جو چیزیں مستحب ہیں ان کے خلاف کرنا، پانی میں اسراف، پانی میں کمی، وضو میں بلا عذر دنیاوی بات کرنا، اعضائے وضو کے علاوہ اعضا کا بلا ضرورت دھونا، اعضائے وضو پر زور سے چھینٹا مارنا، تین بار سے زیادہ اعضا کو دھونا، نئے پانی سے تین بار سر کا مسح، وضو کے بعد ہاتھوں کا پانی جھٹکنا۔
مستحبات وہیں	وضو کرنے کے لئے اونچے مقام پر بیٹھنا، قبلہ رو ہونا، مٹی کے برتن سے وضو کرنا۔ خود ہی کرنا، فرض و واجب کی حد سے زیادہ اعضا کو دھونا، داہنے ہاتھ سے کلی اور ناک میں پانی لینا، بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا، چھنگلی انگوٹھی کا حرکت دینا، کانوں کے مسح کے وقت چھوٹی انگلی کانوں کے سوراخ میں ڈالنا، ہر عضو دھوتے یا مسح کرتے وقت بسم اللہ اور کلمۂ شہادت پڑھنا، وضو میں جو دعائیں وارد ہوئی ہیں ان کا پڑھنا، بعد وضو کے دعائے ماسورہ اور انا انزلنا پڑھنا، پیر دھوتے وقت بائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا اور داہنے ہاتھ سے ملنا، جاڑوں میں پہلے ہاتھ پاؤں کا تر کر لینا۔

[۱] اے اللہ میرے گناہوں کو معاف اور میری کوشش قبول کر اور میری تجارت کو ترقی دے۔ ۱۲

[۲] اے اللہ مجھے توبہ اور طہارت نصیب کر۔ ۱۲

[۳] اسی طرح مکرر بخاری میں ہے۔ ۱۲

Marfat.com

سنتیں	وضو کی نیت کرنا، بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھ کر وضو کرنا، منہ دھونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا، تین بار کلی کرنا، مسواک کرنا، تین بار ناک میں پانی لینا، غیر محرم کو تین مرتبہ ڈاڑھی کا خلال کرنا، ہاتھوں کو انگلیوں کی طرف سے دھونا، ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال، پیر کی انگلیوں کا خلال، پورے سر کا مسح، کانوں کا مسح ہر عضو کا تین بار پے در پے اعضاء کا دھونا، دھونے کے وقت اعضا کا ملنا، اور ترتیب وار وضو کرنا۔
مستحب	اعضائے وضو کو جن بالوں سے چھپا ہوا ہے کا دھونا، کہنیوں کا دھونا، گٹوں کا دھونا، پوتھنی سر کا مسح۔
مکروہ	تمام منہ کا ایک مرتبہ دھونا، دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک ایک مرتبہ دھونا، بستر کے کسی جزو کا مسح کرنا، دونوں پیروں کا ٹخنوں تک ایک مرتبہ دھونا۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں۔ منہ کا دھونا، دونوں ہاتھوں کا دھونا، سر کا مسح کرنا، دونوں پیروں کا دھونا، انھیں چاروں چیزوں کا نام وضو ہے۔

پہلا فرض: تمام منہ کا ایک مرتبہ دھونا خواہ وضو کرنے والا خود دھوئے یا کوئی دوسرا دھوئے یا خود بخود دھل جائے جیسے کوئی شخص دریا میں غوطہ لگائے یا مینھ کا پانی چہرے پر پڑ جائے اور تمام منہ دھل جائے۔

تمام منہ سے مراد وہ سطح ہے جو ابتدائے پیشانی سے ٹھوڑی تک اور دونوں کانوں کے بیچ میں ہے۔ (۲) آنکھ کا جو گوشہ ناک کے قریب ہے اس کا دھونا فرض ہے اور اکثر اس پر میل آجاتا ہے اس کو دور کرکے پانی پہونچانا چاہئے۔

(۳) جو سطح رخسارہ اور کان کے درمیان میں ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ ڈاڑھی نکلی ہوئی ہیں (۴) ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ ڈاڑھی کے بال اس پر نہ ہوں یا ہوں تو اس قدر کم ہوں کہ جلد نظر آئے۔

ف۵ دھونا فقہا کے نزدیک اس کا نام ہے کہ پانی عضو کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر بہہ جائے اور کم سے کم دو قطرے عضو سے دھونے کے بعد فوراً ٹپک جائیں۔ ۱۲ (شامی)

Marfat.com

(۵) ہونٹ کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھلائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

دوسرا فرض (۱) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک ایک مرتبہ دھونا خواہ وضو کرنے والا خود دھوئے یا کوئی دوسرا دھوئے یا اور کسی طریقہ سے دھل جائیں دونوں ایک مرتبہ ملا کر دھوئے یا علیحدہ علیحدہ

(۲) انگلیوں کی گھائی میں بغیر خلال کے پانی نہ پہونچے تو خلال کرنا فرض ہے۔

(۳) کسی شخص کے ایک جانب میں پورے دو پیر یا دو ہاتھ ہوں تو وہ اگر دونوں ہاتھوں میں ہر ایک سے ہاتھ کا کام لیتا ہے یعنی چیزوں کو پکڑ سکتا ہے اور اٹھا سکتا ہے تو دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے۔ اسی طرح اگر دونوں پیروں میں ہر ایک سے پیر کا کام لیتا ہے چل سکتا ہے تو دونوں پیروں کا دھونا فرض ہے اور اگر دونوں سے کام نہیں لے سکتا تو اگر دونوں جڑے ہوئے انگوٹھے ہوں تب بھی دونوں کا دھونا فرض ہے اور اگر ملے ہوئے نہ ہوں بلکہ جدا ہوں تو صرف اسی کا دھونا فرض ہے جو کام دیتا ہے۔

ہاتھ یا پیر کے درمیان سے اگر دوسرا ہاتھ یا پیر جما ہو تو اس کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ اس مقام سے جما ہو جس کا دھونا وضو میں فرض ہے مثلاً ہاتھ میں کہنی یا کہنی کے نیچے سے جما ہوا پیر میں ٹخنے کے نیچے سے جما ہو اور اگر کہنی یا ٹخنے کے اوپر سے جما ہو تو اس قدر حصہ کا دھونا فرض ہے جو کہنی یا ٹخنے کے نیچے کے حصہ کے مقابلہ میں ہو۔

تیسرا فرض:۔ سر کے کسی جزو کا مسح۔

چوتھا فرض:۔ دونوں پیروں کا ٹخنوں تک ایک مرتبہ دھونا بشرطیکہ موزہ پہنے ہوئے نہ ہو اگر انگلیوں کی گھائی میں بغیر خلال کے پانی نہ پہونچے تو خلال بھی فرض ہے۔

فرض نہیں

(۱) آنکھ ناک منہ کے اندر کا دھونا۔ (۲) ڈاڑھی یا مونچھ یا بھوں اگر اسقدر گھنی ہوں کہ جلد نظر نہ آئے تو اس جلد کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں۔

(۳) وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے اگر ان پر کوئی چیز لگ جائے جو جلد تک پانی پہونچنے سے منع نہ کرے تو اسکا چھڑانا فرض نہیں مثال منہ یا ہاتھ یا پیر پر مٹی وغیرہ لگ جائے تو اس کا چھڑانا فرض نہیں۔

وضو کے واجبات

وضو میں چار واجب ہیں (۱) بھوں یا ڈاڑھی یا مونچھ اگر اسقدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے

ع۵ اگرچہ اکثر فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے وضو اور غسل کے احکام میں فرض اور واجب کی تفصیل نہیں کی ہے

کی جلد چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اسقدر بالوں کا دھونا واجب ہے جن سے جلد چھپی ہوئی ہے باقی بال جو جلد کے آگے بڑھ گئے ہیں ان کا دھونا واجب نہیں۔

(۲) کہنیوں کا دھونا اگر ایک ہی جانب کسی کے دو ہاتھ ہوں تو اسے دوسرے ہاتھ کی کہنیاں دھونا بھی واجب ہے بشرطیکہ دونوں سے کام لے سکتا ہو ورنہ اگر دونوں ہاتھ ملے ہوئے ہوں تب بھی دوسرے ہاتھ کی کہنی کا دھونا واجب ہے اور اگر ملے ہوئے نہ ہوں تو صرف اسی ہاتھ کی کہنی کا دھونا واجب ہے جو کام دیتا ہے۔ ہاتھ کے درمیان سے اگر دوسرا ہاتھ نکلا ہو تو اس کے کہنی یا حصہ کا جو کہنی کے مقابل ہو دھونا واجب ہے۔

(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا واجب ہے اگر سر پہ بال ہوں تو صرف انھیں بالوں کا مسح کرنا واجب ہے جو چوتھائی سر پہ ہوں۔

(۴) دونوں پیروں کے ٹخنوں کا دھونا واجب ہے اگر موزہ نہ پہنے ہو اگر ایک ہی جانب میں کسی شخص کے دو پیر ہوں تو اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو کہنی کے بیان میں گذری۔

وضو کی سنتیں

وضو میں سنت مؤکدہ پندرہ ہیں۔

(۱) وضو اور اس کے متعلقات مثل استنجا وغیرہ کے پہلے وضو کی نیت کرنا اور نیت یہ نہیں ہے کہ زبان سے کچھ کہے بلکہ محض یہ ارادہ کرے کہ میں وضو محض ثواب اور خدا کی خوشی کے لئے کرتا ہوں نہ اپنے ہاتھ منہ صاف کرنے کے لئے۔ (درمختار)

(۲) بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام پڑھ کر شروع کرنا۔

(۳) منہ دھونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا مع گٹوں کے ایکبار دھونا۔ اور واجب ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے تو ہاتھوں کو پھر یہیں سے دھونا چاہیے۔

(۴) تین بار کلی کرنا لیکن پانی ہر بار نیا ہو اور منہ بھر کر ہو اور کلی میں اسقدر مبالغہ کرے کہ پانی حلق کے قریب تک پہونچ جائے بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸ کا) دونوں کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا ہے بلکہ بعض نے واجبات کو بھی فرض ہی کے عنوان سے بیان کیا ہے اور بعض نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ وضو و غسل میں کوئی واجب نہیں ہے مگر اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ وضو اور غسل میں واجب اور فرض دونوں عمل میں یکساں ہیں یہاں فرض کے ترک ہونے سے وضو اور غسل نہیں ہوتا ویسا ہی واجب کے ترک ہونے سے بھی نہیں ہوتا اگر ہم نے بھی اس کتاب میں ناظرین کی آسانی کیلئے فرائض کو علیحدہ بیان کیا ہے اور واجبات کو علیحدہ لکھا ہے مثلاً فقہائے کرام نے دونوں ہاتھوں کہنیوں سمیت دھونا فرض لکھا ہے ہم نے فرائض میں صرف ہاتھ کو دھونا لکھا ہے کہنیوں کا دھونا واجبات میں لکھا ہے۔ ۱۲ حامد اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اردو کا شکریہ کہ مجھکو اس نے اسلام سے مشرف کیا۔ ۱۲

اگر روزہ دار ہو تو اس قدر مبالغہ نہ چاہیئے۔

(۵) کلی کرتے وقت مسواک کرنا، مسواک کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ میں اسطرح لے کہ مسواک کے ایک سرے کے قریب انگوٹھا اور دوسرے سرے کے نیچے اخیر کی انگلی اور درمیان میں اوپر کی جانب اور انگلیاں رکھے اور مٹھی باندھ کر نہ پکڑے اور پہلے اوپر کے دانتوں کے طول میں داہنی طرف کرے پھر بائیں طرف اسی طرح پھر نیچے کے دانتوں میں اسی طرح اور ایک بار مسواک کرنے کے بعد مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑ دے اور از سر نو پانی سے بھگو کر پھر کرے اسی طرح تین بار کرے اس کے بعد مسواک کو دھو کر دیوار وغیرہ سے کھڑی کر کے رکھدے زمین پر ویسے ہی نہ رکھ دے دانتوں کی عرض میں مسواک نہ کرنا چاہیئے۔

مسواک ایسی خشک اور سخت لکڑی کی نہ ہو جو دانتوں کو نقصان پہونچائے اور نہ ایسی تر اور نرم کہ میل کو صاف نہ کر سکے بلکہ متوسط درجے کی ہو نہ بہت سخت نہ بہت نرم۔ زہریلے درخت کی بھی نہ ہو۔ پیلو یا زیتون یا کسی کڑوے درخت کی مثل نیم وغیرہ کے ہو تو بہتر ہے۔ لمبائی میں ایک بالشت کی ہونا چاہیئے استعمال سے تراشتے تراشتے اگر کم ہو جائے تو مضائقہ نہیں موٹائی میں انگوٹھے سے زیادہ نہو سیدھی ہو گرہ دار نہ ہو اگر مسواک نہ ہو یا دانت نہ ہوں تو کپڑے یا انگلی سے مسواک کا کام لینا چاہیئے۔

(۶) ناک میں تین بار پانی لینا اور ہر بار نیا پانی ہو اور اسقدر مبالغہ کیا جائے کہ پانی نتھنوں کی جڑ تک پہونچ جائے بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو۔

(۷) تین بار اس شخص کو منہ دھونے کے بعد جو محرم[۱] نہ ہو ڈاڑھی کا خلال کرنا بشرطیکہ ڈاڑھی گھنی ہو خلال کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ داہنے چلو میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کی جڑوں میں ڈالے اور ہاتھ کی پشت گردن کی طرف کر کے انگلیاں بالوں میں ڈال کر نیچے سے اوپر کی جانب لے جائے۔

(۸) ہاتھوں کو انگلیوں کی طرف سے دھونا نہ کہنیوں کی طرف سے۔

(۹) کہنیوں تک تین بار ہاتھ دھونے کے بعد ہاتھوں کی انگلیوں[۲] کا تین بار خلال کرنا اور اس کا طریقہ یہ ہے

---

[۱] محرم اس شخص کو کہتے ہیں جو حج یا عمرہ کے ارادہ سے احرام باندھے محرم نہ ہونے کی شرط اس لئے کی گئی ہے کہ خلال کرنے میں بال ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اور محرم کو بال کا توڑنا منع ہے۔ ۱۲

[۲] ہاتھ کی انگلیوں کا خلال اس وقت مسنون ہے کہ جب انگلیوں کی گھنائی میں پانی پہونچ جائے اور اگر پانی نہ پہونچے تو فرض ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور یہی کیفیت پیر کی انگلیوں کے متعلق بھی ہے۔ ۱۲

کہ ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر اوپر کے ہاتھ کی انگلیاں نیچے کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر کھینچ لے۔

(۱۰) تین بار پیر کے دھونے کے وقت پیر کی انگلیوں کا ہر بار خلال کرنا پیر کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے کرنا چاہئے اس طرح کہ داہنے پیر کی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔

(۱۱) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔ اس کا طریقہ یہ ہے[1] کہ دونوں ہاتھ مع انگلیوں اور ہتھیلیوں کے تر کرکے سر کے اگلے حصہ پر رکھ کر آگے سے پیچھے لے جائے اور پھر پیچھے سے آگے لائے۔

(۱۲) سر کے مسح کے بعد کانوں کا مسح کرنا لیکن کانوں کے مسح کے لئے از سر نو ہاتھوں کو تر نہ کرے بلکہ سر کے مسح کے لئے تر کرنا اس کے لئے بھی کافی ہے ہاں اگر سر کے مسح کے بعد عمامہ یا ٹوپی یا اور کوئی ایسی چیز چھوئے جس سے ہاتھوں کی تری جاتی رہے تو پھر دوبارہ تر کرلے۔ کانوں کے مسح کا یہ طریقہ ہے کہ چھوٹی انگلی کو کان کے سوراخ میں ڈال کر حرکت دے اور شہادت کی انگلی سے کان کے اندرونی حصے کو انگوٹھے سے ان کی پشت پر مسح کرے۔ (جزاء الفوز)

(۱۳) ہر عضو کا تین بار اس طرح دھونا کہ ہر بار پورا دھل جائے اور اگر ایک بار آدھا اور پھر دوسری بار باقی دھویا تو یہ دو بار نہ سمجھا جائیگا بلکہ ایک ہی بار سمجھا جائیگا۔

(۱۴) وضو اسی ترتیب سے کرنا جس ترتیب سے لکھا گیا یعنی پہلے کلی پھر ناک میں پانی لینا پھر منہ دھونا پھر ڈاڑھی کا خلال پھر ہاتھوں کا دھونا پھر انگلیوں کا خلال پھر سر کا مسح پھر کانوں کا مسح پھر پیروں کا دھونا پھر پیر کی انگلی کا خلال۔

(۱۵) داہنے عضو کو بائیں عضو سے پہلے دھونا۔

(۱۶) ایک عضو کے دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں اسقدر دیر نہ کرنا کہ پہلا عضو باوجود ہوا اور جسم کے معتدل ہونے کے خشک ہو جائے۔ ہاں اگر کسی ضرورت کی وجہ سے اسقدر دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

(۱۷) دھونے کے وقت اعضا کو ہاتھ سے ملنا اور ہاتھ کا اعضا پر پھیرنا۔

وضو کے مستحبات

وضو میں چودہ مستحب ہیں۔

---

[1] بعض فقہاء نے سر کے مسح کا دوسرا طریقہ بھی لکھا ہے لیکن صحیح اور آسان یہی ہے جو لکھا گیا۔ ۱۲

(۱) وضو کرنے کے لئے کسی اونچے مقام پر بیٹھنا تاکہ مستعمل پانی جسم اور کپڑوں پر نہ پڑے۔
(۲) وضو کرتے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔
(۳) وضو کا برتن مٹی کا ہونا۔
(۴) وضو کرنے میں کسی سے مدد نہ لینا یعنی دوسرے شخص سے اعضائے وضو کو نہ دھلوانا بلکہ خود ہی دھونا اور اگر کوئی دوسرا شخص پانی دیتا جائے اور اعضاء کو خود ہی دھوئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔
(۵) اعضاء کو جہاں تک دھونا فرض یا واجب ہے اس سے زیادہ دھو ڈالنا۔
(۶) داہنے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔
(۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
(۸) انگوٹھی وغیرہ اگر ایسی ہو کہ جسم تک پانی پہونچنے سے منع نہ کرے تو اس کا حرکت دینا۔
(۹) کانوں کے مسح کے وقت چھوٹی انگلی کا دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈالنا۔
(۱۰) پیر دھوتے وقت داہنے ہاتھ سے پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے ملنا۔
(۱۱) جاڑوں کے موسم میں پہلے ہاتھ پیروں کو تر ہاتھ سے ملنا تاکہ تمام عضو دھوتے وقت پانی آسانی سے پہونچ جائے۔
(۱۲) ہر عضو دھوتے وقت یا مسح کرتے وقت بسم اللہ اور کلمۂ شہادت پڑھنا اور عبادت کی نیت کرنا۔
(۱۳) وضو میں اور وضو کے بعد جو دعائیں حدیث شریف میں وارد ہوئی ہیں[ع] ان کا پڑھنا۔
(۱۴) وضو کے بچے ہوئے پانی کا کھڑے ہو کر پینا۔

وضو کے مکروہات

(۱) جو چیزیں وضو میں مستحب ہیں ان کے خلاف کرنے سے وضو مکروہ ہو جاتا ہے۔
(۲) پانی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔
(۳) پانی کا اس قدر کم خرچ کرنا کہ جس سے اعضا کے دھونے میں نقصان ہو۔
(۴) حالت وضو میں کوئی دنیا کی بات بلا عذر کرنا۔
(۵) بلا عذر دوسرے اعضا کا وضو میں دھونا۔

ع ۔ دعائیں وضو کے طریقہ میں گذر چکیں۔ ۱۲

Marfat.com

(۶) منہ اور دوسرے اعضا پر زور سے چھینٹا مارنا۔

(۷) تین بار سے زیادہ اعضا کو دھونا۔

(۸) نئے پانی سے تین بار مسح کرنا۔

(۹) وضو کے بعد ہاتھوں کا پانی جھڑکنا۔

معذور کا وضو

(۱) کسی مرض کی وجہ سے اگر کوئی حکیم حاذق کسی عضو کے دھونے کو منع کرے تو اس کا دھونا فرض نہیں بلکہ مسح کرے اگر مضر نہ ہو ورنہ مسح بھی معاف ہے۔

(۲) وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے اگر ان میں زخم ہو یا پھٹ گئے ہوں یا درد وغیرہ ہو تو اگر ایسی حالت میں ان پر پانی کا پہونچانا تکلیف نہ دیتا ہو اور نقصان نہ کرتا ہو تو دھونا فرض ہے ورنہ مسح کرے اور اگر مسح بھی نہ کر سکے تو ایسے ہی چھوڑ دے۔ (درمختار)

(۳) ہاتھ میں زخم ہو یا پھٹ گئے ہوں جس کی وجہ سے وہ ہاتھوں کو اور ہاتھوں کے ذریعے دوسرے اعضاء کو دھو نہ سکتا ہو اور نہ کسی دوسری تدبیر سے بقیہ اعضا کو دھو یا دھلوا سکتا ہو تو ایسی صورت میں وضو فرض نہیں بلکہ تیمم کرے اگر کر سکے۔

(۴) ہاتھ پیر منہ پر اگر کسی وجہ سے دوا لگائی گئی ہو تو اسی دوا پر پانی بہانا فرض ہے بشرطیکہ مضر نہ ہو اور پانی بہا چکنے کے بعد اگر وہ دوا خود بخود چھوٹ جائے یا چھڑا ڈالی جائے تو اگر اچھے ہونے کی وجہ سے چھوٹی یا چھڑا لی گئی ہے تو مسح باطل ہو جائے گا یعنی ان اعضاء کو دھونا پڑیگا۔

(۵) کسی شخص کے ہاتھ مع کہنیوں کے یا پیر مع ٹخنوں کے کٹ گئے ہوں تو ایسی حالت میں ہاتھ پیر کا دھونا فرض نہیں اور منہ اگر کسی طریقہ سے دھو سکتا ہو اور سر کا مسح کر سکتا ہو تو کرے ورنہ وہ بھی فرض نہیں بلکہ منہ کو بارادہ تیمم دیوار وغیرہ پر ملے۔

(۶) کسی شخص کے پیر یا ہاتھ کٹ گئے ہوں لیکن کہنی یا اس سے زیادہ اور ٹخنے یا اس سے زیادہ موجود ہوں تو ایسی حالت میں کہنی اور ٹخنے کا دھونا واجب ہے اور اس کے نیچے کے حصہ کا دھونا فرض ہے۔

(۷) ہاتھ مع کہنیوں کے یا پیر مع ٹخنوں کے کٹ گئے ہوں اور منہ زخمی ہو اور منہ کا دھونا یا مسح کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی حالت میں وضو فرض نہیں رہتا۔

(۸) جو شخص کسی وجہ سے دونوں کانوں کا مسح ایک دفعہ ساتھ ہی نہ کر سکے مثلاً اس کے ایک ہی ہاتھ ہو یا ایک ہاتھ بیکار ہو تو اسکو چاہئے کہ پہلے داہنے کان کا مسح کرے پھر بائیں کان کا۔

(۹) وضو کے اعضاء میں کوئی عضو ٹوٹ جائے یا زخمی ہو جائے یا اور کسی وجہ سے اس پر پٹی باندھی جائے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: - پٹی کا کھولنا مضر ہو خواہ جسم کا دھونا مضر ہو یا نہ ہو جیسے ٹوٹے ہوئے ہاتھ پیر کی پٹی کھولنا مضر ہوتا ہے تو ایسی حالت میں اگر پٹی پر مسح کرنا نقصان نہ کرے تو تمام پٹی پر مسح کرے خواہ وہ پٹی زخم کے برابر ہو یا زخم سے زیادہ اور جسم کے صحیح حصہ پر بھی ہو اور اگر مسح بھی نقصان کرے تو ایسے ہی چھوڑ دے۔

دوسری صورت: - پٹی کا کھولنا مضر نہ ہو لیکن کھولنے کے بعد وہ خود نہ باندھ سکے اور نہ کوئی ایسا شخص ہو جو باندھ سکے تو ایسی حالت میں مسح کرے بشرطیکہ نقصان نہ کرے ورنہ مسح بھی معاف ہے۔

تیسری صورت: - پٹی کا کھولنا مضر نہ ہو اور نہ کھولنے کے بعد باندھنے میں دقت ہو تو ایسی حالت میں اگر زخم کا دھونا نقصان نہ کرے تو پٹی کھول کر تمام عضو کو دھوئے اور اگر زخم کا دھونا نقصان کرے تو زخمی حصہ کو چھوڑ کر باقی عضو کو دھوئے بشرطیکہ مضر نہ ہو اور زخمی حصہ پر اگر مسح نقصان نکرے تو مسح کرے ورنہ پٹی باندھ کر پٹی پر مسح کرے بشرطیکہ مضر نہ ہو اور اگر مضر ہو تو مسح معاف ہے۔

(۱۰) پٹی اگر اس طرح بندھی ہوئی ہو کہ درمیان میں جسم کا وہ حصہ بھی آگیا ہو جو صحیح ہے تو اس پر بھی مسح کرے بشرطیکہ پٹی کھولنا یا کھول کر اس جسم کا دھونا مضر ہو۔

(۱۱) پٹی پر اگر پٹی باندھ دی جائے تو اس پر بھی مسح درست ہے۔

(۱۲) اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مرض ہو جس میں وضو کی توڑنے والی چیزیں برابر جاری رہتی ہوں یعنی اسکو کسی نماز کے وقت اتنی مہلت نہ ملتی ہو کہ وہ اس مرض سے خالی ہو کر نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو ہر نماز کے وقت نیا وضو کرنا چاہیئے اس لئے کہ اسکا وضو نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے جو مرض اسکو ہے اس سے نہیں ٹوٹتا اور نماز کا وقت آنے سے نہیں ٹوٹتا۔ اگر کسی ایسے شخص نے آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا اور سوا اس مرض کے اور کوئی وضو کی توڑنے والی چیز نہیں پائی گئی تو ظہر کا وقت آنے سے اس کا وضو نہ جائیگا ہاں ظہر کا وقت جانے سے اسکا وضو ٹوٹ جائیگا اور عصر کے واسطے اسکو دوسرا وضو کرنا ہوگا۔ پھر جب تک اسکا وہ مرض بالکل دفع نہ ہو جائے یعنی ایک نماز کا پورا وقت اسکو ایسا ملے کہ جس میں وہ مرض ایک دفعہ بھی نہ پایا جائے تو وہ شخص معذور سمجھا جائیگا

مثال کسی کی آنکھ سے کیچ (میل) آتی ہو اور ہر وقت آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو، کسی کو سلسل البول یعنی ہر وقت اس کا پیشاب جاری رہتا ہو، کسی کو خروج ریح کا مرض ہو یعنی اس کے مشترک حصہ سے ہر وقت ہوا نکلتی ہو، کسی کو استطلاق البطن کی بیماری ہو اسکے مشترک حصہ سے ہر وقت پاخانہ جاری ہو، کسی کے زخم سے ہر وقت خون یا پیپ یا پانی جاری ہو، کسی کو نکسیر کا مرض ہو یعنی اسکی ناک سے ہر وقت خون آتا ہو، کسی کے خاص حصہ سے منی یا مذی ہر وقت بہتی ہو، کسی عورت کو استحاضہ[۱] ہو۔

وضو دو قسم کی چیزوں سے ٹوٹتا ہے

وضو جن چیزوں سے ٹوٹتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو انسان کے جسم سے نکلیں دوسری وہ جو اس کو طاری ہوں جیسے بیہوشی اور سونا وغیرہ۔

پہلی قسم کی دو صورتیں ہیں ایک وہ جو خاص حصہ اور مشترک حصہ سے نکلے جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ دوسری وہ جو جسم کے باقی مقامات سے نکلے جیسے قے خون وغیرہ۔

پہلی قسم کی صورت

(۱) زندہ آدمی کے خاص حصہ سے کوئی چیز سوا ہوا کے نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا خواہ وہ چیز پاک ہو جیسے کنکر، پتھر وغیرہ یا پاک ہو جیسے پاخانہ، پیشاب، مذی وغیرہ۔

(۲) مرد یا عورت اگر اپنے خاص حصہ میں کپڑا روئی وغیرہ رکھیں اور یہ کپڑا پیشاب سے تر ہو جائے اور کپڑے کے باہر کی جانب میں اس کا اثر معلوم ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا بشرطیکہ یہ کپڑا وغیرہ خاص حصہ کے اندر چھپ نہ گیا ہو[۵]۔ حاصل یہ کہ نجاست کے نکلنے سے وضو اس وقت جاتا ہے کہ جب وہ نجاست جسم سے جدا ہو جائے یا ظاہر ہو۔

(۳) زندہ آدمی کے مشترک حصہ سے اگر کوئی چیز نکلے خواہ پاک ہو جیسے کنکر، پتھر ہوا وغیرہ یا ناپاک ہو جیسے پاخانہ وغیرہ تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۴) اگر کسی عورت کا خاص مشترک حصہ سے ملکر ایک ہو گیا ہو تو اس کے جس حصہ سے ہوا نکلے وضو ٹوٹ جائیگا اس لئے کہ اس کے دونوں حصوں میں اب فرق باقی نہیں رہا۔

---

[۱] استحاضہ کی صورتیں حیض و نفاس کے بیان میں آئیں گی۔ ۱۲

[۵] یہ قید اس لئے ہے کہ اگر چھپ جائیگا تو پھر تر ہونے سے وضو نہ جائیگا۔ ۱۲

(۵) اگر کسی شخص کے جسم میں مرد اور عورت دونوں کے اعضا ہوں اور اس کا مرد یا عورت ہونا متعین نہ ہو تو اس کے جس عضو سے ہوا نکلے وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۶) اگر کسی شخص کے مشترک حصہ کا کوئی جزو باہر نکل آئے جسکو ہمارے عرف میں کانچھ نکلنا کہتے ہیں تو اس سے وضو جاتا رہے گا خواہ وہ خود بخود[۵] چلا جائے یا کسی لکڑی کپڑے، ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہونچایا جائے۔

(۷) اگر کوئی چیز مشترک یا خاص حصہ سے کچھ نکل کر پھر اندر چلی جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **مثال** عورت کے خاص حصہ سے لڑکے کا کوئی جز مثل سر وغیرہ کے نکل کر پھر اندر چلا جائے خواہ وہ جز جو باہر نکلا تھا نصف ہو یا نصف سے کم یا زیادہ بشرطیکہ خون[۵] نہ نکلے، مرد[۲] یا عورت کے مشترک حصہ سے پاخانہ وغیرہ کا کوئی حصہ باہر نکل کر اندر چلا جائے، اور[۳] اسیطرح آنت وغیرہ کا کوئی حصہ باہر نکل کر اندر چلا جائے۔

(۸) اگر کسی کے مشترک یا خاص حصہ کے قریب زخم ہو کر یا اور کسی طرح کوئی سوراخ ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہوگا جو اس حصہ کا ہے بشرطیکہ اس سوراخ سے وہ نجاست عادیہ نکلتی ہو جو اس کے قریب کے حصہ سے نکلتی ہے۔ **مثال** مشترک[۲] حصہ کے قریب ہو اور اس سے پاخانہ نکلتا ہو، خاص[۲] حصہ کے قریب ہو اور اس سے پیشاب وغیرہ۔

(۹) اگر کسی کے مشترک حصہ میں کوئی چیز مثل لکڑی یا انگلی یا کپڑے وغیرہ کے ڈالی جائے یا عمل (حقنہ) لیا جائے خواہ وہ خود ڈالے اور لے یا کوئی دوسرا تو جب وہ چیز باہر نکلے گی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۱۰) منی اگر بغیر شہوت[۵] خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **مثال** کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمہ سے منی بغیر شہوت خارج ہو گئی۔

(۱۱) جن چیزوں کے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے جیسے حیض، نفاس، منی وغیرہ ان سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

---

[۵] اس مسئلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے اکثر یہ کہتے ہیں کہ اگر خود بخود اندر چلا جائے تو وضو نہ جائیگا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہر حال میں وضو جاتا رہیگا لیکن وضو کا ٹوٹنا روایت کے موافق ہے۔ ۱۲

[۵] یہ شرط اس لئے کی گئی ہے کہ اگر خون نکل آئیگا تو حدث اکبر ہو جائیگا اور اس کا حال آگے لکھا جاتا ہے۔ ۱۲

[۵] یہ شرط اس لئے کی گئی ہے کہ اگر شہوت سے نکلے گی تو غسل بھی واجب ہوگا اور اسکا بیان آگے کیا گیا ہے۔ ۱۲

پہلی قسم کی دوسری صورت

(۱) زندہ آدمی کے جسم سے اگر خون یا پیپ یا اور کوئی ناپاک چیز نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا بشرطیکہ کوئی چیز انسان کے جسم سے نہ ٹپک جائے یا اپنے مقام سے بہہ کر اس مقام پر پہونچ جائے جس کا دھونا وضو یا غسل میں فرض یا واجب ہے۔

(۲) اگر کسی زندہ آدمی کے جسم سے کوئی ناپاک چیز نکلے اور اپنے مقام سے نہ بہے مگر ایسی ہو کہ اگر جسم پر چھوڑ دی جائے تو ضرور اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلی جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۳) زخم سے خون یا پیپ نکلے یا نکالا جائے اور زخم ایسی جگہ ہو جس کا دھونا مضر نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۴) فصد میں خون اگر اپنے مقام سے نکلے لیکن جسم کے کسی حصہ پر نہ بہے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۵) جونک یا کھٹمل یا اور کوئی جانور اگر اسقدر خون پئے کہ وہ اگر جسم پر چھوڑا جائے تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۶) خون ناک سے نکل کر نتھنے[۱] میں آجائے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۷) اگر زخم سے ذرا ذرا سا خون یا پیپ کئی بار نکلے اور ہر بار کپڑے سے صاف کر دیا جائے یا مٹی وغیرہ ڈالکر خشک کر دیا جائے تو ہر بار جو نکلا ہے وہ اگر اس قدر ہو کہ اگر نہ پونچھا جاتا تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۸) زخم پر پٹی باندھ دی گئی ہو اور خون یا پیپ پٹی کے اوپر سے ظاہر ہو تو اگر اسقدر ہو کہ اگر پٹی نہ بندھی ہوتی تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جاتا تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۹) دماغ یا پیٹ یا منہ سے اگر منہ کی طرف سے خون سائل نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا خواہ منہ بھر کر ہو یا نہیں۔

---

[۱] پہلی قسم کی دوسری صورت سے امام صاحبؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے امام شافعیؒ کے نزدیک نہیں امام صاحبؒ کے موافق احادیث بھی ہیں اور یہی مذہب ہے۔ عشرہ مبشرہ اور ابن مسعود اور ابن عباس اور بڑے بڑے تابعین کا رضی اللہ عنہم دیکھو امام صاحب کا مذہب کیسا روایت و درایت کے موافق ہے امام صاحب کی دلیل عقلی بھی بہت پاکیزہ ہے اور اگر دقیق نہ ہوتی اور تفصیل میں طول کا خوف نہ ہوتا تو میں اسکو ہدیہ ناظرین کرتا۔ ۱۲

[۲] نتھنا ناک کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو نرم ہے یہانتک کہ خون آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لئے کہ یہ جسم کا ایسا حصہ ہے جس کا دھونا غسل میں واجب ہے۔ ۱۲

(۱۰) اگر کسی کے منہ یا ناک سے خون تھوک یا ناک کے لعاب کے ساتھ ملا ہوا نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا بشرطیکہ خون[۵] غالب ہو یا برابر اور یہی حکم پیپ تھوک وغیرہ سے غالب یا برابر ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۱۱) تھوک اور پاک شے کے ساتھ اگر کوئی ناپاک شے قے میں نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ ایک متلی سے ہو اور منہ بھر کر ہو خواہ وہ خون بستہ ہو یا پت ہوں یا کھانا۔

(۱۲) اگر خون بستہ یا پت یا کھانا وغیرہ کسی پاک شے کے ساتھ مل کر نکلیں جیسے تھوک بلغم وغیرہ تو اگر تھوک کم ہو یا برابر تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۱۳) اگر ایک متلی[۵] سے کئی بار تھوڑی تھوڑی سی قے ہو اور ہر بار کی قے سے منہ نہ بھر سکے مگر سب دفعہ کی قے اگر ملائی جائے تو منہ بھر کر ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۱۴) کسی شخص کی آنکھ سے کیچ (میل) اور کبھی کبھی آنکھوں سے پانی بہتا ہو تو اسکا وضو پانی بہنے سے ٹوٹ جائے گا۔

(۱۵) جسم کے کسی حصہ سے سپید پانی نکلے اور اس کے نکلنے سے انسان کو تکلیف ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا خواہ ظاہر میں کوئی زخم معلوم ہوتا ہو یا نہیں اور اگر اس کے نکلنے سے تکلیف نہ ہو مگر کوئی طبیب حاذق تجویز کرے یا اور کسی طریقہ سے معلوم ہو جائے کہ یہ پیپ ہے اور کسی زخم سے آئی ہے تب بھی وضو ٹوٹ جائیگا۔

دوسری قسم

(۱) جن حالتوں میں ہوش حواس درست نہیں رہتے ان میں وضو ٹوٹ جاتا ہے، **مثال** (۱) چت یا پٹ یا کروٹ یا اور کسی ایسی ہیئت پر سو جائے کہ جس میں سرین زمین سے علیحدہ ہو جائیں خواہ وہ شخص سوئے جسکو خروج ریح کا مرض ہو یا اور کوئی۔

(۲) نماز اور تلاوت اور شکرانہ کے سجدوں کے سوا کسی اور سجدہ میں ہیئت مسنونہ کے خلاف سو جائے

(۳) جو مریض لیٹ کر نماز پڑھتا ہے وہ نماز میں سو جائے۔

(۴) خارج نماز میں دوزانو بیٹھ کر سو جائے خواہ رانوں پر سر رکھ کر یا کسی اور طرح بشرطیکہ دونوں ایڑی زمین سے علیحدہ ہوں۔

---

[۵] خون کا غالب یا برابر ہونا رنگ سے معلوم ہوتا ہے اگر سرخ رنگ ہے تو خون غالب یا برابر سمجھا جائے گا اور زرد ہے تو تھوک غالب ہے۔۱۲ (تبیین الحقائق)

[۵] ایک متلی کی شرط اس لئے کی گئی کہ اگر متلی بدل جائے تو وضو نہ جائے گا جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ طبیعت مالش کرے اور پھر سکون ہو جائے یعنی متلی جاتی رہے اور پھر طبیعت مالش کرے تو یہ دوسری متلی سمجھی جائے گی اور جب تک وہ پہلی مالش دفع نہ ہو ایک متلی ہی سمجھی جائیگی۔۱۲ (تبیین الحقائق کنز الدقائق)

(۵) جو شخص زمین پر اس طرح بیٹھا ہو کہ سرین زمین سے علیحدہ ہوں وہ اگر سو جائے اور سونے کی حالت میں زمین پر اس طرح گرے کہ سرین زمین سے علیحدہ ہو جائیں تو وہ اگر زمین پر گرنے سے پہلے بیدار نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۶) کسی مرض یا صدمہ وغیرہ سے بیہوش ہو جائے۔ (۷) کسی نشیلی چیز کے استعمال سے نشہ پیدا ہو۔

(۲) کسی بالغ کا مرد ہو یا عورت بحالت بیداری جنازے کے سوا اور کسی نماز میں قہقہہ[ع] مارنا۔

(۳) دو بالغ آدمیوں کی شرمگاہیں بشہوت مل جائیں خواہ دونوں مرد ہوں یا عورت یا ایک مرد اور دوسری عورت بشرطیکہ درمیان میں کوئی ایسی چیز حائل نہ ہو جس کی وجہ سے ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس نہ ہو سکے۔

وضو جن چیزوں سے نہیں[ع] ٹوٹتا

(۱) نماز میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ قصداً سوئے یا بے قصد۔ سرین زمین سے جدا ہوں۔

(۲) اگر کسی شے سے ٹیک (سہارا) لگا کر سو جائے لیکن سرین زمین پر رہیں تو وضو نہ جائیگا اگرچہ ٹیک[ع] اس طرح لگائے کہ اگر وہ شے جس پر ٹیک لگائی ہے علیحدہ کر جائے تو سرین زمین سے علیحدہ ہو جائیں۔

(۳) سجدہ میں سونے سے وضو نہیں جاتا خواہ سجدہ نماز کا ہو یا تلاوت کا یا شکرانہ کا۔

(۴) نماز اور تلاوت اور شکرانہ کے سجدہ کے سوا کسی اور سجدہ میں سونے سے وضو اس وقت نہ ٹوٹے گا جبکہ یہ سجدہ اسی ہیئت سے کیا جائے جس ہیئت سے مسنون[ل] ہے لیکن یہ مسئلہ مرد کے لئے

ع قہقہہ وہ ہنسی جس میں کم سے کم اسقدر آواز ہو کہ پاس کا آدمی سن سکے۔ ۱۲ ع یہ باب ہم نے اس لئے قائم کیا کہ بعض صورتیں اس میں ایسی آئیں گی جن میں ہمارے امام صاحب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اور دوسرے ائمہ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اور ایسی صورتوں کے بیان کرنے کی ہم کو دو وجہ سے ضرورت ہے۔ ہم مستحبات میں لکھ چکے ہیں کہ جن صورتوں میں ہمارے یہاں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور دوسرے ائمہ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا ہے ان میں وضو مستحب ہے لہذا اگر ہم یہ باب قائم نہ کرتے تو وہ صورتیں ہمارے عزیز ناظرین کو کیسے معلوم ہوتیں۔ اور دوسری وجہ کو دکھلانا ہے کہ امام صاحب کا مذہب کیسا درایت و روایت کے موافق ہے اور ہمکو یہ بھی منظور ہے کہ ہمارے عزیز ناظرین فقیہہ بن جائیں۔ ۱۲

ع ایسی حالت میں صاحب ہدایہ نے وضو ٹوٹنے کو لکھا ہے مگر یہ صحیح نہیں صحیح یہی ہے کہ نہیں ٹوٹتا۔ ۱۲

ل سجدہ کی مسنون ہیئت کا بیان نماز کے بیان میں ہوگا۔ ۱۲

ہے نہ عورت کے لئے عورت کا وضو غیر مسنون سجدہ میں سونے سے بھی نہ جائیگا۔

(۵) اگر کوئی شخص زمین پر بیٹھ کر اس طرح سو جائے کہ سرین زمین سے علیحدہ نہ ہوں پھر وہ نیند ہی میں زمین پر گر پڑے تو اس کا وضو نہ جائے گا بشرطیکہ زمین پر گرنے سے پہلے ہی بیدار ہو جائے۔

(۶) اونگھنے سے وضو نہ جائے گا۔

(۷) اگر کسی کے حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہونچا ہو تو وضو نہ جائے گا۔

(۸) نابالغ کے قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ نماز میں ہو۔

(۹) نماز میں اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ جائیگا۔

(۱۰) جنازہ کی نماز اور تلاوت کے سجدہ میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا بالغ ہو یا نابالغ۔

(۱۱) ضحک[۱] اور تبسم[۲] سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ نماز میں ہو۔

(۱۲) مرد یا عورت اپنے خاص حصہ میں تیل یا کوئی دوا یا پانی ڈالیں پچکاری سے یا اسی طرح اور وہ باہر نکل آئے تو اس سے وضو نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ خاص حصہ میں نجاست نہیں رہتی تاکہ یہ احتمال ہو کہ یہ تیل وغیرہ اسی نجاست پر ہو کر واپس آیا ہے۔

(۱۳) ڈکار آنے سے وضو نہیں جاتا خواہ بودار ہو۔

(۱۴) کان سے یا جسم کے کسی حصہ سے کوئی ایسی چیز نکلے جس کے نکلنے سے تکلیف نہ ہو اور کسی طریقہ سے زخم کا ہونا معلوم نہ ہو تو وضو نہ جائیگا۔ **مثال** کان سے میل نکلے یا جسم کے کسی حصہ سے سپیدہ پانی نکلے۔

(۱۵) عورت کی پستان سے دودھ نکلنے سے وضو نہیں جاتا خواہ وہ دودھ خود ٹپکے یا نچوڑا جائے یا لڑکا چوسے۔

(۱۶) ناک سے اگر خون نکلے مگر اس مقام تک نہ پہونچے جو نرم ہے تو وضو نہ جائے گا۔

(۱۷) اگر کوئی شخص کسی چیز کو دانت سے کاٹے یا پکڑے اور اس پر خون کا اثر پایا جائے تو کپڑا یا ہاتھ دانتوں پر رکھ کر دیکھا جائے اگر اس پر خون نہ نکلے تو وضو نہ جائیگا۔

---

[۱] ضحک وہ ہنسی جس میں ایسی خفیف آواز ہو کہ پاس کا آدمی نہ سن سکے ۱۲ [۲] تبسم وہ ہنسی جس میں بالکل آواز نہ ہو جس کو ہمارے عرف میں مسکرانا کہتے ہیں ۱۲ [۳] جس کو ہمارے عرف میں نتھنا کہتے ہیں فارسی میں نرمہ بینی ۱۲۔

(۱۸) مرد بالغ یا عورت کا ستر دیکھنے سے یا ستر برہنہ ہو جانے سے یا اپنا ستر دیکھنے سے وضو نہ جائیگا۔
(۱۹) مرد کو عورت یا عورت کا خاص حصہ یا کسی کا مشترک حصہ یا اپنا خاص حصہ چھونے سے وضو نہ جائیگا اور اسی طرح عورت کا وضو مرد یا مرد کا خاص حصہ یا مشترک حصہ یا اپنا خاص حصہ یا مشترک حصہ چھونے سے نہ جائے گا۔
(۲۰) اگر کوئی مرد یا عورت اپنے خاص حصہ میں کوئی چیز مثل روئی کپڑے وغیرہ کے رکھ لیں اور نجاست اندر سے نکل کر اس کپڑے کو تر کر دے تو وضو نہ جائے گا بشرطیکہ کپڑے کے باہر کی جانب اس نجاست کا کچھ اثر نہ ہو یا وہ کپڑا اس خاص حصہ میں اس طرح رکھا ہوا ہو کہ باہر سے نظر نہ آوے مثال کسی مرد نے اپنے خاص حصہ میں روئی رکھ لی اور پیشاب یا منی نے اپنے مقام سے آکر اس روئی کو تر کر دیا مگر اس روئی کا وہ حصہ جو باہر سے دکھلائی دیتا ہے تر نہیں ہوا یا وہ روئی اس خاص حصہ میں ایسی چھپی ہوئی ہو کہ باہر سے بالکل نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اگر پوری روئی تر ہو جائے تب بھی اس مرد کا وضو نہ جائے گا۔ کسی عورت نے اپنے خاص حصہ میں روئی یا کپڑا رکھ لیا اور پیشاب یا حیض نے اپنے مقام سے آکر اس روئی یا کپڑے کو تر کر دیا مگر روئی یا کپڑے کا وہ حصہ جو باہر سے دکھلائی دیتا ہے تر نہیں ہوا یا وہ روئی اور کپڑا اس خاص حصہ میں ایسا چھپ گیا ہو کہ باہر سے نظر نہ آتا ہو تو اس صورت میں اگر پوری روئی یا کپڑا تر ہو جائے تب بھی اس عورت کا وضو نہ جائے گا۔
(۲۱) اگر کوئی مرد یا عورت اپنے مشترک حصہ میں روئی یا کپڑا وغیرہ رکھ لیں اور اس روئی یا کپڑے کا وہ حصہ جو اندر ہے نجاست سے تر ہو جائے مگر وہ حصہ جو باہر ہے تر نہ ہوا یا وہ بھی تر ہو جائے اور وہ روئی وغیرہ مشترک حصہ میں ایسی چھپ گئی ہو کہ باہر سے نظر نہ آتی ہو تو ان سب صورتوں میں وضو نہ جائیگا۔

ف: اس مسئلہ میں ہمارے سردار اور مولا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سخت اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ مرد کو اپنے خاص حصہ یا عورت کا خاص حصہ یا کسی کا مشترک حصہ چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جس کا جواب ہم نے کیا ہے کہ ہم یہاں امام شافعی اور ان کے مقلدین کے پیش کردہ دلائل نقل کر کے ان کے جوابات ذکر کریں تو ہمارے مقاصد فقہ کے مبارک دائروں سے نکلے ہیں لیکن طول کا خوف ہے اور اگر ایسا بھی کریں کہ امام صاحب کے اس مذہب پر روایت اور درایت کے طریقہ سے کچھ رائے دیں تب بھی بہت طول ہو جائیگا لہذا ہم اسی قول پر اکتفا کرتے ہیں کہ امام صاحب کا مذہب روایت اور درایت دونوں قاعدوں سے بہت پختہ اور قابل قبول ہے اور صاحب شریعت کی سنت منصور ہے واللہ اعلم بالصواب ۱۲

(۲۲) اگر کوئی شخص کسی مردہ یا جانور کے ساتھ برا کام کرے تو اس کا وضو نہ جائے گا جب تک کہ مذی یا منی نہ نکلے۔

(۲۳) اگر نابالغ کے ساتھ یہ فعل کیا جائے تب بھی بغیر منی یا مذی کے نکلے ہوئے وضو نہ جائیگا بشرطیکہ وہ نابالغ ایسا نابالغ ہو کہ اس کے ساتھ کرنے میں مشترک حصہ اور خاص حصہ کے مل جانے کا خوف ہو۔

(۲۴) منی اپنے مقام سے نکلی مگر اس نے اپنے خاص حصہ کو اس زور سے دبا لیا کہ منی باہر بالکل نہ نکلی تو وضو نہ جائے گا۔

(۲۵) اگر دو شخص اپنے حصوں کو ملا دیں مگر درمیان میں مثل موٹے کپڑے وغیرہ کے کوئی ایسی چیز حائل ہو جو ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت نہ محسوس ہونے دے تو وضو نہ جائے گا خواہ دونوں مرد ہوں یا دونوں عورت یا ایک عورت اور دوسرا مرد بالغ ہوں یا نابالغ۔

(۲۶) آنکھ کے اندر اگر خون یا پیپ بہے اور آنکھ سے باہر نہ آئے تو وضو نہ جائیگا[ع]

(۲۷) زخم سے خون وغیرہ نکل کر زخم ہی میں رہے اور زخم ایسا ہو جس کا دھونا نقصان کرے تو وضو نہ جائے گا۔

(۲۸) ہمیشہ شراب پینے والے کے بدن سے پسینہ نکلے تو اس سے وضو نہ جائیگا[ع]۔

(۲۹) زخم سے اگر کیڑا یا گوشت کا ٹکڑا گر پڑے یا ہوا نکلے وضو نہ جائے گا۔

(۳۰) تھوک یا بلغم اگر کسی ایسی شے کے ساتھ مثل کھانے یا پت یا ایسی شے کے ساتھ جو قے میں نکلے درآنحالیکہ پاک ہو تو اس صورت میں اگر تھوک اور بلغم زیادہ ہو اور وہ چیز کم اور اسقدر ہو جس سے منہ نہ بھر سکے تو وضو نہ جائیگا اور تھوک اور بلغم اور وہ چیز برابر ہو مگر دونوں میں کوئی اسقدر نہ ہو جس سے منہ بھر سکے تب بھی وضو نہ جائے گا۔

(۳۱) اگر کوئی پاک چیز قے میں نکلے جیسے کیڑا وغیرہ تب بھی وضو نہ جائیگا۔

(۳۲) اعضائے وضو پر اگر زخم ہو اور وضو کے بعد اس زخم کے اوپر کی کھال جدا کر دی جائے تو اس سے وضو نہ جائیگا نہ اس مقام کے دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگی خواہ جلد کے جدا کرنے سے تکلیف ہو[ع] یا نہ ہو۔

ع اس لئے کہ آنکھ جسم کا ایسا حصہ ہے جسکے پاک کرنیکا نہ وضو میں حکم ہے نہ غسل میں ۱۲ ۵ ایسی حالت میں بعض فقہاء لکھتے ہیں کہ وضو جاتا رہتا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ نہیں جاتا ۱۲ ۵ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جلد کے جدا کرنے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳ پر)

Marfat.com

(۳۳) وضو کرنے کے بعد اگر سر یا ڈاڑھی کے بال یا بھنویں منڈوا دی جائیں تو اس سے وضو یا سر کا مسح باطل نہ ہوگا یعنی اس کے بعد دوبارہ وضو یا سر کے مسح یا اس مقام کے دھونے کی جہاں کے بال منڈوائے گئے ہیں حاجت نہیں۔

(۳۴) بڑھے ہوئے ناخون اگر وضو کے بعد کٹوا دئے جائیں تو وضو نہ جائیگا ورنہ اس مقام کے دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگی جو ناخون کٹ جانے سے کھل گیا ہے۔

(۳۵) پاک چیز کے جسم سے نکلنے سے وضو نہیں جاتا جیسے آنکھوں سے آنسو یا جسم سے پسینہ۔

(۳۶) تھوک یا بلغم اگر منہ سے نکلے تو وضو نہ جائیگا خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو یعنی منہ بھر بھی ہو تو وضو نہیں جاتا۔

(۳۷) کوئی گناہ کرنے سے یا کافر ہو جانے سے (نعوذ باللہ منہ) وضو نہیں جاتا۔

(۳۸) اونٹ[۹] کا گوشت یا اور کوئی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں جاتا۔

مثال کسی نے وضو کیا اس کے بعد اپنے کسی بھائی کی غیبت کی یا جھوٹ بولا یا کافر ہو گیا (معاذ اللہ منہ) تو اس کا وضو نہ جائیگا یعنی وہ غیبت کرنے والا اور جھوٹ بولنے والا اور وہ کافر بعد مسلمان ہونے کے اسی وضو سے بشرطیکہ اور کسی وجہ سے نہ ٹوٹا ہو نماز پڑھ سکتا ہے۔

موزوں کا مسح

ہم وضو کے چوتھے فرض میں لکھ چکے ہیں کہ وضو کا چوتھا فرض دونوں پیروں کا ٹخنوں تک ایک مرتبہ دھونا بشرطیکہ موزے پہنے ہوئے نہ ہو۔ اور اگر موزے پہنے ہو تو اس کا حکم وہاں نہیں بیان کیا گیا ہے۔ اب ہم اس کا حکم لکھتے ہیں۔

اگر کوئی شخص پیروں میں موزے پہنے ہو تو اس پر پیروں کا دھونا فرض نہیں بلکہ بجائے پیروں کے دھونے کے صرف ایک مرتبہ دونوں موزوں کا مسح کافی ہے درصورتیکہ مسح کے سب شرائط موجود پائے جائیں جن کی تفصیل آگے معلوم ہوگی۔

وضو کے وقت پیروں سے موزوں کا اتار کر پیروں کا دھونا اور پھر موزوں کا پہننا مشقت سے خالی نہ تھا خصوصاً عجلت کے اوقات میں اور اس ملک کے لوگوں کو جہاں موزے پہننے کا عموماً دستور ہے جیسے عرب ترکستان اور اکثر بلاد عجم میں اس لئے منعم حقیقی نے محض اپنے

---

[۹] امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں جاتا ہے ۱۲

لطف وکرم سے اس مشقت کو معاف فرمادیا اور بجائے اس کے صرف ایک ایک مرتبہ دونوں موزوں کے مسح کو قائم فرمایا اور اپنی حکمت بالغہ سے اسکے لئے چند شروط مقرر فرمائے جو یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔ موزوں کا مسح اسی امت کے ساتھ خاص ہے۔ اگلی امتیں اس انعام میں شریک نہیں۔

مسح کی شرطیں

(۱) جن موزوں پر مسح کیا جائے وہ ایسے ہونا چاہئیں کہ پہننے سے پیر کے اس حصہ کو چھپالیں جس کا دھونا وضو میں فرض ہے ہاں اگر ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی برابر تین انگلیوں سے کم کھلا رہ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۲) موزے کا اسقدر پھٹا ہوا نہ ہونا جو مسح کو مانع ہو اگر اس سے کم پھٹا ہو تو حرج نہیں۔

(۳) موزوں کا پیر کی جلد سے متصل ہونا اس قدر بڑے نہ ہوں کہ کچھ حصہ ان کا پیر سے خالی رہ جائے اور اگر بڑے ہوں تو موزوں کے اسی حصہ میں مسح کیا جائے جس میں پیر ہے۔

(۴) موزوں میں ان چار وصفوں کا ہونا (۱) ایسے دبیز ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے پیروں پر کھڑے رہیں (۲) ایسے گندے ہوں کہ ان کو پہن کر تین میل یا اس سے زیادہ چل سکیں (۳) ایسے موٹے کہ ان کے نیچے کی جلد نظر نہ آئے (۴) پانی کو جذب نہ کرتے ہوں یعنی اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو ان کے نیچے کی سطح تک نہ پہونچے۔

(۵) قبل حدث موزوں کا طہارت کاملہ کی حالت میں پہنا ہوا ہونا اگرچہ پہننے کے وقت طہارت کاملہ نہ ہو۔ مثال: کسی نے وضو کرتے وقت پہلے دونوں پیر دھو کر موزے پہن لئے اس کے بعد باقی اعضاء کو دھویا یا ایک پیر دھو کر موزہ پہن لیا اس کے بعد دوسرا پیر دھو کر دوسرا موزہ پہنا تو پہلی صورت میں دونوں موزوں کے وقت طہارت کاملہ نہ تھی اور دوسری صورت میں پہلا موزہ پہننے کے وقت طہارت کاملہ نہ تھی مگر چونکہ بعد پہننے کے طہارت کامل ہو گئی لہذا اب ان پر مسح ہو سکتا ہے۔

وہ چیزیں جن پر مسح درست ہے

(۱) پیر کے موزے اور پائتابوں پر مسح درست ہے بشرطیکہ ان میں مسح کے شرائط پائے جائیں خواہ وہ چمڑے کے ہوں یا کپڑے کے یا اور کسی چیز کے۔

ف۱ اسکا بیان وہاں کیا جائیگا جہاں مسح کے باطل ہو جانے کی صورتیں لکھی جائیں گی ۱۲ ف۲ بعض فقہا نے یہ بھی شرط لکھی ہے کہ موزے کپڑے کے نہ ہوں مگر صحیح یہ ہے کہ جن میں یہ چار وصف ہوں ان پر مسح درست ہے ۱۲

(۲) بوٹ پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو معہ ٹخنے کے چھپالے اور اس کا چاک قسموں کو اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اسقدر جلد نظر نہ آئے کہ جو مسح کو مانع ہو۔

(۳) موزوں کے اوپر اگر موزے پہنے جائیں تو ان اوپر والے موزوں پر مسح درست ہے بشرطیکہ ان میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہیں خواہ نیچے کے موزوں میں شرائط پائے جائیں یا نہیں اور یہ اوپر والے موزے قبل حدث کے اور قبل اس کے کہ پہلے موزوں پر مسح کیا جاتا پہنے گئے ہوں۔ (۴) اگر ایسے موزوں پر جن میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہیں ایسے موزے پہنے جائیں جنمیں شرائط نہیں پائے جاتے تو ان پر بھی مسح جائز ہے بشرطیکہ ایسے رقیق ہوں کہ مسح کی تری ان سے تجاوز کر کے نیچے کے موزوں تک پہونچ جائے جن میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہیں یہ سمجھا جائیگا کہ درحقیقت مسح انھیں پر ہوا۔

(۵) اگر موزے ایسے چھوٹے ہوں کہ جن سے ٹخنے نہ چھپ سکیں اور کوئی ٹکڑا چمڑے وغیرہ کا ان کے ساتھ سی کر پورے کر لئے جائیں تو ان پر مسح جائز ہے۔

(۶) زخم کی پٹی پر مسح درست ہے انھیں تین صورتوں میں جن کا بیان معذور کے وضو میں ہو چکا مگر موزوں کے مسح میں اور پٹی کے مسح میں یہ فرق ہے کہ موزوں پر صرف بقدر تین انگلیوں کے مسح کیا جاتا ہے اور پٹی کا مسح پٹی کی پوری سطح پر ہوتا ہے یا اس کے اکثر حصہ پر۔

وہ چیزیں جن پر مسح درست نہیں

(۱) وہ موزے جن میں مسح کے شرائط نہ پائے جاتے ہوں مثلاً موزے اسقدر چھوٹے ہوں کہ پیر کی پوری اس جلد کو نہ چھپائیں جس کا دھونا وضو میں فرض ہے بلکہ تین انگلیوں کی برابر پیر کی جلد ان سے ظاہر ہوتی ہو یا اس قدر پھٹے ہوں کہ جو مسح کو مانع ہے یا ان چار وصفوں سے کوئی وصف ان میں نہ پایا جاتا ہو یا طہارت کاملہ کی حالت میں پہنے ہوئے نہ ہوں مثال کسی نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وہ وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتا اس لئے کہ تیمم طہارت کاملہ نہیں خواہ وہ تیمم صرف غسل کا ہو یا وضو غسل دونوں کا

ہمارے زمانہ میں جو پائتابے اونی اور سوتی رائج ہیں ان پر مسح جائز نہیں اسی لئے کہ ان میں مسح کی شرطیں نہیں پائی جاتیں صرف ان کو پہن کر تین میل نہیں چل سکتے اور پانی کو جذب کر لیتے ہیں۔ شیشہ اور لکڑی اور ہاتھی دانت

وغیرہ کے موزوں پر بھی مسح جائز نہیں اس لئے کہ ان کو پہن کر بالکل نہیں چل سکتے۔

(۲) اگر موزوں پر موزے پہنے جائیں اور پہلے موزوں کا مسح ہو چکا ہو تو ان اوپر والے موزوں پر مسح جائز نہیں اور اسی طرح اگر یہ دوسرے موزے حدث کے بعد پہنے گئے ہوں تب بھی ان پر مسح درست نہیں۔

(۳) جن موزوں میں شرائط پائے جاتے ہیں ان پر اگر ایسے موزے پہنے جائیں جن میں شرائط نہیں پائے جاتے اور نہ ایسے رقیق ہوں جن سے مسح کی تری تجاوز کر کے نیچے کے موزوں تک پہنچ جائے تو ان اوپر والے موزوں پر مسح جائز نہیں۔

(۴) مدت گذر جانے کے بعد بغیر پیر دھوئے ہوئے موزوں پر مسح جائز نہیں۔

(۵) بجائے ہاتھوں کے دھونے کے دستانوں پر مسح جائز نہیں۔

(۶) بجائے سر کے مسح کے عمامہ پر مسح جائز نہیں۔

(۷) اگر موزے پر موزے پہنے جائیں اور اوپر والے موزوں میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہوں تو ہاتھ ڈال کر نیچے والے موزوں پر مسح درست نہیں خواہ ان میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہوں یا نہ پائے جاتے ہوں۔

(۸) اگر کپڑے کے موزوں پر جن میں شرائط مسح کے نہ پائے جاتے ہوں چمڑا چڑھا دیا جائے مگر صرف اسی سطح پر جو چلنے کی حالت میں زمین پر رہتی ہے تب بھی ان پر مسح جائز نہیں۔

جن کو مسح درست ہے اور جن کو درست نہیں

(۱) وضو کرنے والے کو مسح درست ہے خواہ مرد ہو یا عورت مقیم ہو یا مسافر بشرطیکہ مسح کی سب شرطیں پائی جائیں۔

(۲) غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت۔ غسل میں مسح کرنے کی صورت ہے کہ پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے اس کے بعد پیروں پر مسح کرے۔ (درمختار وغیرہ)

(۳) تیمم کرنے والے کو مسح جائز نہیں۔

مقیم کو حدث کے بعد سے ایک دن رات تک موزوں پر مسح کی اجازت ہے اور

Marfat.com

مسافر کو حدث کے بعد کے تین دن اور تین رات تک بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔
اگر ظہر کے وقت پیر دھو کر موزے پہنے جائیں اور عشا تک حدث نہ ہو بعد عشا کے حدث ہو تو عشا کے وقت سے اس کو ایک رات اور ایک دن تک مسح کی اجازت ہوگی اگر مقیم ہی اور تین رات تین دن تک اگر مسافر ہے پہننے کے وقت کا اعتبار نہیں۔ اگر کوئی مقیم موزے پہننے کے بعد ایک دن رات سے پہلے سفر کرے تو اسکو مسافر کی مدت پوری کرنے کی اجازت ہوگی مثال کسی مقیم نے مغرب کے وقت موزہ پہنا اور اسی شب کی صبح کو اس نے سفر کیا تو اسکو تین دن اور دو رات مسح کرنے کی اجازت ہوگی۔ اگر کوئی مسافر تین دن تین رات سے پہلے قیام کرلے تو اس کو مقیم ہی کی مدت تک مسح کی اجازت ہوگی مثال کسی مسافر نے فجر کے وقت موزہ پہنا اور اسی دن غروب آفتاب کے وقت اپنے گھر پہونچ گیا تو اس کو صرف ایک رات اور مسح کی اجازت ہوگی۔

مسح کے احکام

(۱) اگر کسی کے پاس وضو کے لئے صرف اسی قدر پانی ہو کہ اس سے پیر کے سوا اور سب اعضا دھل سکتے ہیں تو اس کو موزوں کا مسح واجب ہے۔

(۲) اگر کسی کو خوف ہو کہ پیر دھونے سے وقت جاتا رہے گا تو اس پر مسح واجب ہے اسیطرح اگر کسی کو خوف ہو کہ پیر دھونے سے عرفات میں نہ ٹھہر سکے گا تو اس پر بھی مسح واجب ہے کسی موقع پر مسح نہ کرنے سے رافضی یا خارجی ہونے کا لوگوں کو گمان ہو وہاں بھی مسح کرنا واجب ہے یہ کہ جہاں کہیں مسح نہ کرنے سے کوئی واجب ترک ہوتا ہو تو وہاں مسح کرنا واجب ہے۔

(۳) سوا ان مقامات کے جہاں مسح کرنا واجب ہے موزوں کو اتار کر پیروں کا دھونا بہ نسبت مسح کرنے کے بہتر ہے۔

(۴) بے موزے اتارے ہوئے پیروں کا دھونا گناہ ہے۔

مسح کا مسنون و مستحب طریقہ

دونوں ہاتھوں کو غیر مستعمل پانی سے تر کرکے داہنے ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کرکے داہنے موزے کے سرے پر (جو انگلیوں پر رہتا ہے) اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے

کے سرے پر رکھ کر انگلیوں کو ٹخنوں تک کھینچ لیا جائے اس طرح کہ موزے پر پانی کے خطوط کھنچ جائیں۔ مسح موزے کے اس حصہ کے ظاہری سطح پر ہونا چاہیے جو پیر کی پشت پر رہتا ہے نہ اس حصہ پر جو چلنے میں زمین پر رہتا ہے۔

مسح کے فرائض

(۱) مسح کا موزے کی اس ظاہری سطح پر ہونا جو پیر کی پشت پر رہتی ہے۔

(۲) موزوں کا انگلیوں کے مقام سے تسمہ باندھنے کی جگہ تک ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کے برابر تر ہو جانا خواہ ہاتھ سے تر کئے جائیں یا اور کسی چیز سے یا خود بخود تر ہو جائیں جیسے کوئی شخص گھاس میں چلے اور شبنم سے اس کے موزے تر ہو جائیں یا مینہ کے ترشح سے اس کے موزوں کو اس قدر تری پہنچ جائے تو یہ مسح سمجھا جائے گا۔ اختیار ہے کہ دونوں موزوں کا مسح ایک ساتھ کیا جائے یا پہلے ایک کا پھر دوسرے کا یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے جس موزے کا مسح پہلے کیا جائے تسمہ باندھنے کی جگہ وہ ہڈی ہے جو پیر کی پشت پر بیچ میں اٹھی معلوم ہوتی ہے۔

مسح کے سنن اور مستحبات

(۱) ہاتھ سے مسح کرنا نہ کسی اور چیز سے۔
(۲) مسح کرتے وقت ہاتھ کی انگلیوں کا کشادہ رکھنا۔
(۳) انگلیوں کو موزوں پر رکھ کر اس طرح کھینچنا کہ موزوں پر خطوط کھنچ جائیں۔
(۴) مسح پیر کی انگلیوں کی طرف سے شروع کرنا نہ پنڈلی کی طرف سے۔
(۵) مسح پنڈلی کی جڑ تک کرنا اس سے کم نہیں۔
(۶) ایک ہی ساتھ دونوں موزوں کا مسح کرنا۔
(۷) داہنے ہاتھ سے داہنے موزے کا مسح کرنا اور بائیں ہاتھ سے بائیں موزے کا۔
(۸) ہاتھ کی ہتھیلیوں کی جانب سے مسح کرنا نہ پشت کی جانب سے۔

مسح کے باطل ہو جانے کی صورتیں

(۱) جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے مسح بھی باطل ہو جاتا ہے یعنی پھر دو

مسح کرنے کی ضرورت ہوگی۔ جیسے معذور کا وضو نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہوجاتا ہے مگر اس کو موزے اتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے ہاں اگر اس کا فرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل اور صحیح آدمیوں کے سمجھا جائیگا۔

(۲) موزے کا پیر سے یا پیر کے اکثر حصے سے اتر جانا خواہ قصداً اتارے یا بغیر قصد کے اتر جائیں اس صورت میں موزوں کا اتار کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔

(۳) موزے کا پھٹ جانا بشرطیکہ اگر ایڑی کے پاس پھٹا ہو تو اسقدر ہو کہ چلنے کی حالت میں اس سے ایڑی کا اکثر حصہ کھل جاتا ہو اور اگر انگلیوں کے پاس پھٹا ہو تو اس قدر ہو کہ چلنے کی حالت میں تین انگلیاں اس سے کھل جاتی ہوں اور اگر ان دونوں مقاموں کے سوا اور کہیں پھٹا ہو تو اس قدر پھٹا ہو کہ اس سے چلنے کی حالت میں پیر کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کی برابر پیر کی جلد کھل جاتی ہو اس صورت میں بھی موزے اتار کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔

اگر موزہ کئی جگہ پھٹا ہو اور ہر جگہ تین انگلیوں سے کم پھٹا ہو مگر سب ملانے سے تین انگلیوں کی برابر ہوجائے تب بھی مسح باطل ہوجائے گا بشرطیکہ ایک ہی موزہ اسقدر پھٹا ہو اور اگر دونوں موزے ملا کر اسقدر پھٹے ہوں تو اس قدر اعتبار نہیں مسح باطل نہ ہوگا

اگر موزوں میں اسقدر باریک باریک سوراخ ہوجائیں جن میں موٹی سوئی نہ جا سکے تو ان کا اعتبار نہیں اگرچہ کتنے ہی ہوں۔

اگر موزے پھٹے ہوں مگر پیر کا حصہ بقدر تین انگلیوں کے نہ ظاہر ہو تو اس کا اعتبار نہیں مسح باطل نہ ہوگا اگرچہ وہ پھٹا ہوا تین انگلیوں سے زیادہ ہو۔

(۴) پیر کے اکثر حصہ کا کسی طرح دھل جانا اس صورت میں موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہیئے

(۵) مسح کی مدت کا گذر جانا۔ اس صورت میں بھی موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہیئے۔ ہاں اگر کسی کو سردی کے زمانے میں سرد پانی سے پیروں کو دھونے میں نقصان کا خوف ہو اور گرم پانی کسی طرح نہ مل سکتا ہو تو اس کو موزوں کا اتار کر پیروں کا دھونا معاف ہے بلکہ انھیں موزوں پر اس کو مسح کرنے کی اجازت[۵] ہے جب تک خوف زائل نہ ہوجائے مگر یہ

[۵] اس مسئلہ میں بعض فقہا کی یہ رائے ہے کہ اس صورت میں ان موزوں پر مسح جائز نہیں بلکہ ایسے شخص کو معذور (بقیہ حاشیہ)

مسح پٹی کے مسح کی طرح ہوگا یعنی پورے موزے پر یا اس کے اکثر حصہ پر نہ موزے کی طرح اس لئے کہ موزے مثل زخم کے پٹی ہیں۔

ف جب ایک موزے کا مسح باطل ہو جائیگا تو دوسرے موزے کا مسح بھی باطل ہو جائے گا اس لئے کہ ایک پیر کو مسح کرنا اور دوسرے کو دھونا جائز نہیں اگر مسح کیا جائے تو دونوں پیر اور دھوئے جائیں تو دونوں مثال کسی شخص کا ایک ہی موزہ بقدر تین انگلیوں کے پھٹا ہو دوسرا نہیں یا کسی کا ایک پیر کٹ جائے دوسرا نہیں۔

حدث اصغر کے احکام

وضو ٹوٹنے سے جو شرعی حالت انسان کے جسم میں پیدا ہوتی ہے وہ حدث اصغر ہے۔

(۱) حدث اصغر کی حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے خواہ نفل ہو یا فرض پنجوقتی ہوں یا عیدین کی ہوں یا جنازہ کی۔

(۲) سجدہ کرنا حرام ہے خواہ تلاوت کا ہو یا شکرانہ کا یا ویسے ہی کوئی شخص سجدہ کرے۔

(۳) کعبہ مکرمہ کا طواف کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۴) قرآن مجید اور ایسی چیز کا چھونا جو قرآن مجید کے ساتھ چسپاں ہو مثل دفتی اور چمڑے یا اس کپڑے کے جو جلد پر چڑھا کر سی دیا جاتا ہے مکروہ تحریمی ہے خواہ ان اعضا سے چھوئے جو وضو میں دھوئے جاتے ہیں مثال ہاتھ یا منہ کے یا ان اعضا سے جو وضو میں نہیں دھوئے جاتے جیسے بازو سینہ وغیرہ یا ایسے کپڑے سے چھوئے جو اس کے جسم پر مثل آستین، دامن عمامہ رومال، چادر وغیرہ کے۔ (عالمگیری، شامی وغیرہ)

(۵) اگر کاغذ یا کسی اور چیز پر جیسے کپڑا اجلی وغیرہ قرآن مجید کی ایک آیت بھی لکھی ہو تو اس پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس مقام کو چھوئے جس میں وہ آیت لکھی ہوئی ہے یا اس مقام کو جو سادہ ہے۔

(۶) کاغذ وغیرہ کے سوا کسی اور چیز پر قرآن مجید یا اس کی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو تو اس کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جس میں لکھا ہوا ہے سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں مثال کسی پتھر یا دیوار یا روپیہ پر کوئی آیت قرآن مجید کی لکھی ہو تو اس کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہے۔

سمجھکر تیمم کی اجازت دیجائیگی یہ رائے اگرچہ بظاہر قرین قیاس ہے مگر اکثر بلکہ تمام فقہا کے خلاف ہے ۱۲ سلمہ معلوم ہوا کہ نماز اور سجدہ کیلئے وضو فرض ہے ۱۲

(۷) قرآن مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں میں مثل توریت، انجیل، زبور وغیرہ کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو سادے مقام کو چھونا مکروہ نہیں۔

(۸) قرآن مجید اگر جزدان میں ہو یا ایسے کپڑے میں لپٹا ہو جو اس کے ساتھ چسپاں نہ ہو تو اس کا چھونا مکروہ نہیں۔

(۹) اگر کسی ایسے کپڑے سے قرآن مجید کو چھوئے جو جسم پر نہ ہو یا کپڑے کے سوا کسی اور چیز سے مثل لکڑی وغیرہ کے چھوئے تو مکروہ نہیں۔

(۱۰) حدث اصغر کی حالت میں قرآن مجید کا کسی کاغذ پر لکھنا مکروہ نہیں بشرطیکہ اس کاغذ کو نہ چھوئے، نہ لکھے ہوئے کو نہ سادے کو اس لئے کہ کاغذ وغیرہ پر ایک آیت بھی لکھی ہو تو اس پورے کاغذ کا چھونا مکروہ ہے۔

(۱۱) کاغذ وغیرہ کے سوا کسی اور چیز پر مثل پتھر وغیرہ کے قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں بشرطیکہ لکھے ہوئے کو نہ چھوئے خواہ سادے مقام کو چھوئے۔

(۱۲) ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں خواہ کسی چیز پر لکھے۔

(۱۳) حدث اصغر کی حالت میں قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا خواہ دیکھ کر پڑھے پڑھائے یا زبانی درست ہے۔

(۱۴) نابالغ بچوں کو حدث اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھڑانا مکروہ نہیں۔

(۱۵) تفسیر کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے بشرطیکہ اس میں آیات قرآنیہ لکھی ہوں اور تفسیر کے سوا دوسری دینی کتابوں کا چھونا مثل حدیث فقہ وغیرہ کے جائز ہے۔

(۱۶) اگر قرآن مجید کا ترجمہ کسی اور زبان میں ہو تو صحیح یہ ہے کہ اس کا بھی وہی حکم ہے جو قرآن مجید کا ہے۔ (بحر الرائق، درمختار)

(۱۷) قرآن مجید کی جو آیتیں منسوخ التلاوت ہیں ان کا وہ حکم ہے جو قرآن مجید کے سوا اور دینی آسمانی کتابوں کا ہے وہ اگر کسی چیز پر لکھی ہوں تو اس کے صرف اسی مقام کا لکھنا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں۔

وضو کے متفرق مسائل

(۱) ہاتھ اگر ناپاک ہوں اور پانی میں بے ہاتھ ڈالے ہوئے وضو ممکن نہ ہو تو پانی کو [illegible]

شخص نہ ہو جو ہاتھ دھلا دے یا پانی نکال دے اور نہ کوئی ایسا کپڑا ہو جس کو پانی میں ڈال کر ہاتھ دھوئے تو اس صورت میں وضو نہ کرنا چاہیئے۔

(۲) وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دفع کرنے کے لئے بائیں پیر کو دھوئے اسی طرح اگر وضو کے درمیان میں کسی عضو کی نسبت یہ شبہہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھوئے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہہ ہو تو منہ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہہ ہو تو ہاتھ دھو ڈالے یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ اس شبہہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔

(۳) عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو کرنا مکروہ ہے۔

(۴) ناپاک جگہ وضو کرنا درست نہیں۔

(۵) مسجد میں وضو کرنا درست نہیں ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر۔

(۶) رانت پر میل آجانے کے وقت، سو اٹھنے کے بعد، منہ میں بدبو آجانے کے وقت، خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے وقت، کسی مجلس اور مجمع میں جانے کے لئے، قرآن مجید پڑھنے کے مسواک کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ایک وضو سے دوسرے وقت کی نماز پڑھے تو اس کو بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔ (شامی)

(۷) وضو کے بعد وضو کے اعضا کا کسی کپڑے وغیرہ سے پونچھ ڈالنا جائز ہے مگر پونچھنے میں مبالغہ اچھا نہیں۔ جس کپڑے سے وضو کا پانی پوچھا جائے اس کو صاف پاک ہونا چاہیئے جو کپڑا استنجا کے بعد استعمال کیا جائے اس سے وضو کا پانی نہ پوچھنا چاہیئے۔

(۸) اگر کسی شخص کا ایک پیر معہ ٹخنے کے کٹ گیا ہو اور دوسرے پیر میں موزہ پہنے ہو تو صرف ایک ہی موزے پر مسح جائز ہے۔

(۹) جس شخص کو ایسا مرض ہو جس میں وضو کی توڑنے والی چیزیں برابر جاری رہتی ہوں تو مستحب ہے کہ نماز کے اخیر وقت مستحب تک انتظار کر کے وضو کرے شروع وقت میں نہ کرے اس خیال سے کہ شاید اخیر وقت تک اس کا وہ مرض دفع ہو جائے۔

(۱۰) کافر کا وضو صحیح ہے اس لئے کہ وضو کے صحیح ہونے میں مسلمان ہونا شرط نہیں ہاں [illegible]

Marfat.com

ہونے کے لئے البتہ اسلام شرط ہے۔ اگر کوئی کافر حالت کفر میں وضو کرے اور اس کے بعد قبل اس کے کہ کوئی چیز وضو کے توڑنے والی پائی جائے اسلام لائے تو وہ اسی وضو سے نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے۔

(۱۱) اگر کسی سر میں اسقدر درد ہو یا زخم وغیرہ ہوں کہ سر کا مسح نہ کر سکے تو اس کو سر کا مسح معاف ہے

غسل کا بیان

فقہا کی اصلاح میں غسل سر سے پیر تک جسم کی تمام اس سطح کے دھونے کو کہتے ہیں جس کا دھونا بغیر کسی قسم کی تکلیف کے ممکن ہو۔

غسل کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا کافر پر غسل واجب نہیں۔

(۲) بالغ ہونا، نابالغ پر غسل واجب نہیں۔

(۳) عاقل ہونا، دیوانے اور مست اور بیہوش پر غسل واجب نہیں۔

(۴) مطہر پانی کے استعمال پر قادر ہونا جس شخص کو قدرت نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں۔

(۵) نماز کا اسقدر وقت ملنا کہ جس میں غسل کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہو۔ اگر کسی کو اتنا وقت نہ ملے تو اس پر اس وقت غسل واجب نہیں۔ **مثال** کسی کو ایسے تنگ وقت میں نہانے کی ضرورت ہو کہ غسل کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش نہ ہو یا کوئی عورت ایسے ہی تنگ وقت میں حیض یا نفاس سے پاک ہو۔

(۶) حدث اکبر کا پایا جانا، جو حدث اکبر سے پاک ہو اس پر غسل واجب نہیں۔

(۷) نماز کے وقت کا تنگ ہونا، شروع وقت میں غسل واجب نہیں۔

غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) تمام جسم کے ظاہری حصہ پر پانی کا پہونچ جانا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ اگر بغیر کسی عذر کے کوئی ظاہری حصہ جسم کا بال برابر بھی خشک رہ جائیگا تو غسل صحیح نہ ہوگا۔

(۲) جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جس کی وجہ سے جسم تک پانی نہ پہونچ سکے **مثال** جسم پر چربی یا خشک موم یا خمیر وغیرہ لگا ہوا ہو یا انگلیوں میں تنگ انگوٹھی چھلے وغیرہ ہوں یا کانوں میں تنگ بالیاں ہوں کہ سوراخ میں پانی نہ پہونچ سکے۔

(۳) جن چیزوں سے حدث اکبر ہوتا ہے ان چیزوں کا حالت غسل میں نہ ہونا، کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں غسل کرے یا کوئی مرد منی گرنے کی حالت میں غسل کرے تو صحیح نہ ہوگا۔

۱ غسل کے فرض ہونے کی صورت

حدث اکبر سے پاک ہونے کے لئے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونیکے چار سبب ہیں۔

پہلا سبب خروج منی یعنی منی کا اپنی[۱] جگہ سے بشہوت جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا سونے[۲] میں یا جاگنے میں[۳]، بیہوشی میں یا ہوش میں، جماع سے یا بغیر جماع[۴] کے کسی خیال و تصور سے یا خاص حصہ کو ہاتھ سے حرکت دینے سے یا لواطت[۵] سے یا کسی مردہ یا جانور سے خواہش پورا کرنے سے۔

اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا[۶]۔ مثال منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر اس نے اپنے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا یا روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹا لی اور منی بغیر شہوت خارج ہو گئی۔

اگر کسی کے خاص حصہ سے کچھ منی نکلی اور کچھ اندر باقی رہ گئی اور اس نے غسل کر لیا بعد غسل کے وہ منی جو باقی رہ گئی تھی بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا دوبارہ پھر غسل فرض ہے بشرطیکہ یہ باقی منی قبل سونے کے اور قبل پیشاب کرنے کے اور قبل چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے کے نکلے۔

---

[۱] مرد کے جسم میں منی کی جگہ پیٹھ ہے اور عورت کے جسم میں سینہ کی ہڈیاں۔۱۲ (درمختار وغیرہ)

[۲] سونے کی حالت میں عورتوں کی منی گرتی ہے احادیث سے ثابت ہے۔۱۲ م۔ ن

[۳] جاگتے میں بغیر جماع کے منی نکلنے کی صورتیں مردوں کے ساتھ خاص ہیں عورتوں کی منی بیداری میں بغیر جماع کے نہیں نکلتی۔۱۲ [۴] [۵] لواطت کسی کے مشترک حصہ میں اپنے خاص حصہ کے داخل کرنے کو کہتے ہیں خواہ وہ مشترک حصہ مرد کا ہو یا عورت کا ۱۲ [۶] یہ مذہب امام صاحبؒ اور امام محمدؒ کا ہے اور قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت بھی شہوت شرط ہے لہذا ان کے نزدیک اس صورت میں غسل فرض نہ ہوگا۔۱۲

Marfat.com

اگر کسی کے خاص حصہ سے بعد پیشاب کے منی نکلے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔ اگر کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سوا اٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اس میں چودہ صورتیں ہیں منجملہ ان کے ساتھ صورتوں میں غسل فرض ہے۔ (۱) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو (۲) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو (۴) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو (۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۶) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔

اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اس کی منی خاص حصہ کے سوراخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر رہ جائے جو ختنہ میں کاٹ دی جاتی ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائیگا اگرچہ وہ منی اس کھال سے باہر نہ نکلی ہو۔ (بحر الرائق وغیرہ)

دوسرا سبب

ایلاج یعنی کسی باشہوت مرد کے خاص حصہ کے سر کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ میں داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا مخنث منی گرے یا نہ گرے اس صورت میں اگر دونوں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں تو دونوں پر ورنہ جس میں پائی جاتی ہیں اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔ اگر عورت کنواری ہو تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کی بکارت دور ہو جائے۔ (در مختار وغیرہ)

اگر عورت کم سن ہو مگر ایسی کم سن نہ ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصہ اور مشترک حصہ مل جانے کا خوف ہو تو اس کے خاص حصہ میں مرد کے خاص حصہ کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائے گا اگر اس میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں۔

جس مرد کے خصیے کٹ گئے ہوں اس کے خاص حصہ کا سر اگر کسی کے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصہ میں داخل ہو تب بھی غسل فرض ہو جائے گا دونوں پر ورنہ جس میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں اسی پر۔ (قاضی خاں)

اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر کٹ گیا ہو تو اس کے جسم سے اسی مقدار کا اعتبار کیا جائے گا۔ (بحر الرائق و در مختار وغیرہ)

Marfat.com

اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائے گا منی گرے یا نہ گرے۔ (شامی حاشیہ درمختار و حاشیہ بحر الرائق)

تیسرا سبب

حیض یعنی کسی عورت کے خاص حصہ سے حیض کے خون کا باہر آنا کم سے کم مدت حیض کی تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات اور کم سے کم دو حیضوں کے درمیان میں عورت پندرہ دن پاک رہتی ہے یعنی ایک حیض کے بعد کم سے کم پندرہ دن تک دوسرا حیض نہ آتا ہو اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ممکن ہے کہ کسی عورت کو تمام عمر حیض نہ آئے۔

حیض کی مدت میں سوا خالص سپیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے حیض سمجھا جائیگا۔ جس عورت کے حیض کی عادت مقرر ہو گئی ہو اس کو اگر عادت سے زیادہ خون آئے مگر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ خون حیض سمجھا جائیگا۔ **مثال** کسی عورت کو پانچ دن حیض آیا کرتا ہے اسکو اگر نو دن یا دس دن خون آئے تو یہ سب حیض سمجھا جائے گا۔ اگر کسی عورت کو تین دن رات یا زیادہ یا اگر عادت مقرر ہو گئی ہو تو عادت کے موافق خون آکر بند ہو جائے اور پندرہ دن یا اس سے زیادہ بند رہے اور اس کے بعد پھر خون آئے تو یہ دونوں خون علیحدہ علیحدہ دو حیض سمجھے جائیں گے۔

اگر کسی عورت کو دس دن سے کم حیض ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اس کے بعد پھر خون آئے تو خون آنے کے وقت سے دس دن تک اس کے حیض کا زمانہ سمجھا جائیگا اگر عادت مقرر نہ ہو ورنہ خون آنے کے دن سے بقدر عادت کے حیض سمجھا جائیگا۔ **مثال** جس عورت کی عادت مقرر نہیں اس کو ایک دن خون آیا اس کے بعد چودہ دن تک بند رہا اس کے بعد پھر خون آیا تو ایک دن وہ جس میں خون آیا اور نو دن وہ جنمیں خون نہیں آیا یہ جملہ دس دن حیض سمجھے جائیں گے۔

جس عورت کی عادت سات دن حیض کی ہو اس کو ایک دن خون آیا اور چودہ دن بند رہا تو ایک دن وہ جس میں خون آیا اور چھ دن وہ جن میں خون نہیں آیا جملہ سات

Marfat.com

دن اس کے حیض سمجھے جائیں گے۔

چوتھا سبب نفاس یعنی عورت کے خاص حصہ یا مشترک حصہ سے نفاس کے خون کا باہر نکلنا۔ نفاس کا حکم اس وقت کے خون سے دیا جائے گا جو نصف سے زیادہ حصہ بچہ کے باہر آنے کے بعد نکلے اس سے پہلے جو خون نکلے وہ نفاس نہیں (بحر الرائق وغیرہ) زیادہ سے زیادہ مدت نفاس کی چالیس دن رات ہے اور کم مدت کی کوئی حد نہیں۔ ممکن ہے کہ کسی عورت کو بالکل نفاس نہ آئے۔

کم سے کم نفاس اور حیض کے درمیان میں عورت پندرہ دن طاہر رہتی ہے۔

نفاس کی مدت میں سوا خالص سپیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے وہ نفاس سمجھا جائیگا جس عورت کی عادت مقرر ہو اس کو اگر عادت سے زیادہ خون آئے مگر چالیس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ سب نفاس سمجھا جائیگا۔ **مثال** کسی عورت کو بیس دن نفاس کی عادت ہو اس کو انتالیس یا پورے چالیس دن خون آئے تو یہ سب خون نفاس سمجھا جائیگا۔ اگر کسی عورت کو چالیس دن سے کم نفاس ہو کر بند ہو جائے گا اور پھر چالیس دن کے اندر ہی دوسرا خون آئے اور وہ خون چالیس دن کی حد سے آگے نہ بڑھے تو یہ سب زمانہ یعنی جس میں پہلا خون آیا اور جس میں بند رہا اور جس میں دوسرا خون آیا نفاس سمجھا جائے گا۔ اور اگر دوسرا خون چالیس دن کی حد سے آگے بڑھ جائے تو پہلے خون سے چالیس دن تک اگر عادت مقرر نہ ہو اور اگر عادت مقرر ہو تو بقدر عادت کے نفاس سمجھا جائے گا۔ **مثال** کسی عورت کو عادت والی ہو یا بے عادت پندرہ دن نفاس ہو کر بیس دن بند رہا اور پانچ دن پھر خون آیا تو یہ سب زمانہ جس کا مجموعہ چالیس دن ہوتا ہے نفاس سمجھا جائے گا۔ جس عورت کی عادت بیس دن نفاس کی ہو اس کو پندرہ دن خون آکر پندرہ دن بند رہے اور پھر گیارہ دن خون آئے تو پندرہ دن وہ جن میں پہلا خون آیا ہے اور وہ پانچ دن جن میں خون بند رہا جملہ بیس دن اس کا نفاس ہوگا اس لئے کہ دوسرا خون چالیس دن کی حد سے آگے بڑھ گیا ہے۔ اگر کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوں اور دونوں کی ولادت میں چھ مہینے سے کم فصل ہو تو اس کا نفاس پہلے بچہ کے بعد سے ہوگا پس اگر دوسرا بچہ چالیس دن کے اندر پیدا ہو تو جو خون اس کے بعد آئے وہ بھی نفاس ہے بشرطیکہ اتنے دن آئے کہ پہلے خون سے مل کر چالیس دن یا اس سے کم ہو زیادہ نہ ہو اور اگر اتنے دن ہو کہ پہلے خون

سے مل کر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو اگر اس کی عادت مقرر نہ ہو تو چالیس دن تک ورنہ جس قدر عادت ہے اسقدر نفاس سمجھا جائے گا۔ اگر کسی عورت کے دو بچہ پیدا ہوں اور دونوں کی ولادت میں چھ مہینہ یا اس سے زیادہ کا فصل ہو اور دونوں بچوں کے بعد خون آئے تو وہ دونوں خون علیحدہ علیحدہ دو نفاس سمجھے جائیں گے۔

اگر کسی عورت کے پیٹ میں زخم وغیرہ کی وجہ سے سوراخ ہو گیا ہو اور لڑکا اس سوراخ سے پیدا ہو تو اگر خون اس کے خاص حصہ یا مشترک حصہ سے باہر آئے تو وہ نفاس سمجھا جائیگا۔ (بحر الرائق وغیرہ)

استحاضہ کی صورتیں

(۱) نو برس سے کم عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں خواہ تین دن رات آئے یا اس سے کم۔

(۲) پچپن سال یا اس سے زیادہ عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ حیض نہیں بشرطیکہ خالص یا سرخ یا سرخ مائل بہ سیاہی نہ ہو۔

(۳) حاملہ عورت کو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

(۴) تین دن رات سے کم جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

(۵) دس دن رات سے زیادہ جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

(۶) عادت والی کو اس کی عادت سے زیادہ خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں بشرطیکہ دس دن رات سے بڑھ جائے مثال کسی عورت کو پانچ دن حیض آنے کی عادت ہو اسکو گیارہ دن خون آئے تو جس قدر اس کی عادت سے بڑھ گیا ہے یعنی چھ دن استحاضہ میں شمار ہوں گے۔

(۷) اگر کسی عورت کو دس دن حیض ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اس کے بعد پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہے حیض نہیں اس لئے کہ دو حیضوں کے درمیان میں کم سے کم پندرہ دن کا فصل ہوتا ہے۔

(۸) بچہ کے نصف سے زیادہ باہر نکلنے کے پہلے جو خون آئے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں اس لئے کہ نفاس اسی وقت سے ہے جب نصف یا اس سے زیادہ حصہ بچہ کا باہر آجائے

ف ۱ اور جب تک بچہ کا نصف یا اس سے زیادہ حصہ باہر نہیں آجاتا نفاس ہی کہا جائیگا۔ ۱۲ م۔ ن

(۹) چالیس دن نفاس ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اور پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہے حیض نہیں اس لئے کہ کم سے کم نفاس بند ہونے کے بعد پندرہ دن تک حیض نہیں ہوتا۔

(۱۰) بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ خون آئے تو اگر اس کی عادت مقرر نہ ہو تو چالیس دن سے جس قدر زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں اور اگر عادت مقرر ہو تو جس قدر عادت سے زیادہ ہے وہ سب استحاضہ ہے۔ **مثال** بے عادت والی عورت کو اکتالیس دن خون آئے تو چالیس دن نفاس ہوگا اور ایک دن استحاضہ جس عورت کو بیس دن نفاس کی عادت ہو اس کو اکتالیس دن خون آئے تو بیس دن اس کا نفاس ہوگا اور اکیس دن استحاضہ۔

(۱۱) جس عورت کے دو بچہ پیدا ہوں اور دونوں میں چھ ماہ سے کم فصل ہو اور دوسرا بچہ چالیس دن کے بعد پیدا ہو جو خون اس کے بعد آئے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

(۱) منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت نہ جدا ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا **مثال** کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اونچے سے گر پڑا یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی۔

(۲) اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نہ نکلی تو غسل فرض نہ ہوگا۔ خواہ یہ نہ نکلنا خود بخود ہو یا خاص حصہ کا سوراخ بند ہو جانے کے سبب سے خواہ ہاتھ سے بند کیا گیا ہو یا روئی وغیرہ رکھ کر۔

(۳) اگر کسی شخص کے خاص حصہ سے بعد پیشاب کے بغیر شہوت کے منی نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

(۴) اگر کوئی مرد کسی جانور یا مردہ کے خاص حصہ یا مشترک حصہ میں اپنا خاص حصہ داخل کرے یا اس کا خاص حصہ اپنے مشترک حصہ میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ منی نہ نکلے اسی طرح اگر کوئی عورت کسی جانور یا مردہ کا خاص حصہ یا کوئی لکڑی یا انگلی یا اور کوئی چیز اپنے خاص حصہ یا مشترک حصہ میں داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ

منی نہ نکلے اور خاص حصہ مشترک داخل کرنے میں یہ بھی شرط ہے کہ غلبہ شہوت کی حالت کا ہو
(۵) اگر کوئی بے شہوت لڑکا کسی عورت کے ساتھ جماع کرے تو کسی پر غسل فرض نہ ہوگا اگرچہ عورت
مکلف ہو۔ (۶) اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ اپنے ہی مشترک حصہ میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔
(۷) اگر کوئی مرد کسی کم سن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ منی نہ گرے
اور وہ عورت اس قدر کم سن ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصہ اور
مشترک حصہ کے مل جانے کا خوف ہو۔
(۸) اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے اور کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ
جسم کی حرارت اس کی وجہ سے نہ محسوس ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔
(۹) اگر کسی کنواری عورت کے ساتھ صحبت کی جائے اور اس کی بکارت زائل نہ ہو تو
غسل فرض نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح)
(۱۰) اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کا حشفہ مقدار سر سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔
(۱۱) مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔
(۱۲) اگر کسی عورت کے خاص حصہ میں مرد کی منی بغیر مرد کے خاص حصہ کے داخل ہوئے
چلی جائے تو اس پر بھی غسل فرض نہ ہوگا۔
(۱۳) اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا
(۱۴) استحاضہ سے غسل فرض نہیں ہوتا۔
(۱۵) اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس کے اوپر منی نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔
(۱۶) سو اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھنے کی بقیہ سات صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا۔
(۱) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۲) شک ہو کہ یہ منی یا مذی ہے اور احتلام
یاد نہ ہو (۳) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۴) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے
اور احتلام یاد نہ ہو (۵) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے احتلام یاد ہو (۶) یا یاد نہ ہو (۷) شک
کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ ہاں دوسری تیسری ساتویں صورت
میں احتیاطاً غسل کر لینا ضروری ہے۔
(۱۷) حشفہ (عمل) کے مشترک حصہ میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔
(۱۸) اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا

Marfat.com

(۱۹) اگر کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اسکو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اثر نہ معلوم ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں غسل واجب ہے

(۱) اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو تو اس پر بعد اسلام کے نہانا واجب ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے تو اس کا نہانا واجب ہے۔

(۳) مسلمان مردے کی لاش کو نہلانا زندہ مسلمان پر واجب کفایہ ہے۔

جن صورتوں میں غسل سنّت ہے

(۱) جمعہ کے دن بعد نماز فجر کے نماز جمعہ کے لئے ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہو۔

(۲) عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔

(۳) حج یا عمرہ کے احرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔

(۴) حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل مستحب ہے

(۱) اسلام لانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اگرچہ حدث اکبر سے پاک ہو۔

(۲) کوئی مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

(۳) پچھنے لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بیہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے

(۴) مردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے۔

(۵) شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے۔

(۶) لیلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہو۔[۵]

---

[۵] لیلۃ القدر رمضان المبارک کی ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ یا ۲۹ تاریخ کو ہوتی ہے اس کے علم ہونے کا طریقہ (البرہانیہ)

(۷) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔
(۸) مزدلفہ[۴] میں ٹھہرنے کے لئے دسویں تاریخ کی صبح کو بعد نماز فجر کے غسل مستحب ہے۔
(۹) طواف زیارت[۵] کے لئے غسل مستحب ہے۔
(۱۰) کنکریاں[۵] پھینکنے کے وقت غسل مستحب ہے۔
(۱۱) کسوف[۶] اور خسوف اور استسقا[۷] کی نمازوں کے لئے غسل مستحب ہے۔
(۱۲) خوف اور مصیبت کی نمازوں کے لئے غسل مستحب ہے۔
(۱۳) کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے غسل مستحب ہے۔
(۱۴) سفر سے واپس آنے والے کو غسل مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہونچ جائے۔
(۱۵) استحاضہ والی عورت کو غسل کرنا مستحب ہے جب اس کا استحاضہ دفع ہوجائے۔
(۱۶) جو شخص قتل کیا جاتا ہو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

غسل کا مسنون و مستحب طریقہ

جو غسل کرنا چاہے اس کو چاہیئے کہ کوئی کپڑا مثل لنگی وغیرہ کے باندھ کر نہائے اور اگر برہنہ ہو کر نہائے تو کسی ایسی جگہ نہائے کہ جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پہونچ سکے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو زمین پر انگلی سے ایک دائرہ کھینچ کر اس کے اندر بسم اللہ پڑھ کر نہائے۔
عورت کو اور برہنہ نہانے والے کو بیٹھ کر نہانا چاہیئے اگر کوئی مرد کپڑے پہنے ہوئے نہائے اس کو اختیار ہے چاہے بیٹھ کر نہائے اور چاہے کھڑے ہو کر اگر برہنہ نہائے تو نہاتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد اپنے خاص حصہ منہ خصتین کے دھوئے اگر ان پر کوئی نجاست حقیقیہ

کہ کسی کو کشف اور الہام سے معلوم ہوجائے کہ آج لیلۃ القدر ہے یا جو علامتیں اس رات کی مذکور ہیں ان کو دیکھ کر کوئی شخص معلوم کرے کہ آج لیلۃ القدر ہے ۱۲ [۴] مزدلفہ ایک مقام ہے مکہ اور منیٰ کے درمیان ہے وہاں حاجی جمع ہوتے ہیں اسی لئے اسکو جمع بھی کہتے ہیں ۱۲ [۵] طواف زیارت وہ طواف ہے جو دسویں تاریخ یا تیرھویں تاریخ کو کیا جاتا ہے ۱۲ [۵] منیٰ میں حاجی لوگ دسویں گیارھویں بارھویں تاریخ کو کنکری پھینکتے ہیں ۱۲
[۶] کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں ان دونوں گرہنوں میں دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے
[۷] اللہ تعالیٰ سے پانی برسانے کی دعا مانگنے کو استسقا کہتے ہیں ایسے وقت میں ایک خاص طریقے سے نماز بھی پڑھی جاتی

Marfat.com

اس کے بعد اگر بدن پر کہیں نجاست حقیقہ ہو تو اس کو دھو ڈالے اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو مٹی سے مل کر دھوئے اس کے بعد پورا وضو کرے یہاں تک کہ سر کا مسح بھی اور اگر کسی ایسے مقام پر نہاتا ہو جہاں غسل کا پانی جمع رہتا ہو تو پیروں کو اس وقت تک نہ دھوئے بلکہ بعد فراغت غسل کے دوسری جگہ ہٹ کر پیروں کو دھوئے اگر یہ غسل فرض ہو اور اس وضو میں سوا بسم اللہ کے اور کوئی دعا نہ پڑھے وضو کے بعد اپنے بالوں میں انگلیاں ڈال کر تین مرتبہ سر کا خلال کرے پہلے داہنے جانب کا پھر بائیں جانب کا اس کے بعد اپنے سر پہ پانی ڈالے پھر داہنے شانے پر پھر بائیں شانے پر اور تمام جسم کو ہاتھوں سے ملے اسی طرح دوبارہ اور تمام جسم پر اسی ترتیب سے پانی ڈالے تاکہ تین بار تمام جسم پہ پانی پہونچ جائے اس کے بعد چاہے اپنے جسم کو کسی کپڑے سے پونچھ ڈالے اور نہاتے وقت کسی سے کوئی بات بغیر سخت ضرورت کے نہ کرے۔

غسل کے فرائض

غسل میں ایک فرض ہے۔ تمام بدن کے ظاہری حصہ کا سر سے پیر تک دھونا اس طرح کہ بال برابر کوئی حصہ جسم کا خشک نہ رہنے پائے۔ ناف کا دھونا فرض ہے۔ ڈاڑھی مونچھ اور ان کے نیچے کی سطح کا دھونا فرض ہے اگرچہ یہ چیزیں گھنی ہوں اور ان کے نیچے کی جلد نظر نہ آتی ہو۔ سر کے بالوں کا بھگونا فرض ہے اگرچہ ان میں گوند یا خطمی لگی ہو۔ انگوٹھی اگر تنگ ہو اور کان کے سوراخوں میں بالیاں ہوں کہ بے حرکت دئے ہوئے پانی جسم تک پہونچے تو ان کا حرکت دینا فرض ہے اور کان کے سوراخوں میں اگر بالیاں نہ ہوں اور سوراخ اگر بند نہ ہوئے ہوں تو اگر بغیر ہاتھ سے ملے ہوئے یا کوئی تنکا وغیرہ ڈالے ہوئے پانی ان میں نہ پہونچے تو تنکے وغیرہ کا ڈال کر ان میں پانی پہونچانا فرض ہے۔ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اس کو اس جلد کا دھونا فرض ہے جو ختنہ کی کھال کے نیچے چھپی ہے اگر اس کھال کو اوپر چڑھانے میں تکلیف نہ ہو۔

غسل میں جن اعضا کا دھونا فرض نہیں

(۱) بدن کا ملنا اگر اس پر کوئی نجاست حقیقہ ایسی نہ ہو جو بغیر ملے ہوئے دور نہ ہو سکے۔

(۲) عورت کو اپنے خاص حصہ کے اندرونی بٹوہ کا انگلی وغیرہ ڈال کر صاف کرنا۔
(۳) جسم کے اس حصہ کا دھونا جس کے دھونے سے تکلیف یا ضرر ہو مثال آنکھ کے اندر کی سطح کا دھونا اگرچہ اس میں نجس سرمہ لگا ہو۔ عورت کو اپنے کان کے اس سوراخ کا مکا وغیرہ ڈال کر دھونا جو بند ہو گیا ہو۔ جس مرد کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اس کو ختنہ کی کھال کو اوپر چڑھانے میں تکلیف ہو تو اس کو اس کھال کے نیچے کی جلد کا دھونا۔ عورت کو اپنے گندھے ہوئے بالوں کا کھولنا بشرطیکہ بغیر کھولے ہوئے بالوں کی جڑیں بھیگ جائیں اگر بالوں میں گرہ پڑ گئی ہو تو اسکا کھولنا۔

غسل کے واجبات

(۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی لینا (۳) مردوں کو اپنے گندھے ہوئے بالوں کا کھول کر تر کرنا۔
(۴) ناک کے اندر جو میل ناک کے لعاب سے جم جاتا ہے اسکو چھڑا کر اس کے نیچے کی سطح کا دھونا۔

غسل کی سنتیں

(۱) نیت کرنا یعنی دل میں یہ قصد کرنا کہ میں نجاست سے پاک ہونے کے لئے اور خدا کی خوشی اور ثواب کے لئے نہاتا ہوں نہ بدن صاف کرنے کے لئے۔
(۲) اسی ترتیب سے غسل کرنا جس ترتیب سے لکھا گیا یعنی پہلے ہاتھوں کا دھونا پھر خاص حصہ کا دھونا پھر نجاست حقیقیہ کا دھونا اگر ہو پھر پورا وضو اور اگر ایسی جگہ ہو جہاں پانی جمع رہتا ہو تو پیروں کا بعد غسل کے دوسری جگہ ہٹ کر دھونا پھر تمام بدن پر پانی بہانا۔
(۳) بسم اللہ کا کہنا (۴) مسواک کرنا (۵) ہاتھوں پیروں کا اور ڈاڑھی کا تین مرتبہ خلال کرنا (۶) بدن کو ملنا (۷) بدن کو اس طرح دھونا کہ باوجود جسم اور ہوا کے معتدل ہونے کے ایک حصہ خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرے حصہ کو دھو ڈالے (۸) تمام جسم پر تین مرتبہ پانی بہانا۔

غسل کے مستحبات

(۱) ایسی جگہ نہانا جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پہونچے یا تہ بند وغیرہ باندھ کر نہانا۔

Marfat.com

(۲) داہنے جانب کو بائیں جانب سے پہلے دھونا۔
(۳) سر کے داہنے حصہ کا پہلے خلال کرنا پھر بائیں حصہ کا۔
(۴) تمام جسم پر پانی اس ترتیب سے بہانا کہ پہلے سر پر پھر داہنے شانے پھر بائیں شانے پر۔
(۵) جو چیزیں وضو میں مستحب ہیں وہ غسل میں بھی مستحب ہیں سوا قبلہ رو ہونے اور دعا پڑھنے اور غسل سے بچے ہوئے پانی کا کلی کرکے پینا بھی مستحب نہیں۔

غسل کے مکروہات

(۱) بلا ضرورت ایسی جگہ نہانا جہاں کسی غیر محرم کی نظر پہنچ سکے۔
(۲) ستر نہانے والے کو قبلہ رو ہونا۔
(۳) غسل میں سوا بسم اللہ کے اور دعاؤں کا پڑھنا۔
(۴) بلا ضرورت کلام کرنا۔
(۵) باقی چیزیں جو وضو میں مکروہ ہیں وہ غسل میں بھی مکروہ ہیں۔

حدث اکبر کے احکام

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کے پیدا ہونے سے جو اضطراری حالت انسان کے جسم کو طاری ہوتی ہے اس کو حدث اکبر کہتے ہیں۔

(۱) جو چیزیں حدث اصغر میں منع ہیں وہ حدث اکبر میں بھی منع ہیں یعنی نماز، سجدۂ تلاوت کا ہونا، مسکرانہ کا قرآن مجید بغیر کسی حائل کے چھونا، طواف وغیرہ۔
(۲) مسجد میں داخل ہونا حرام ہے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے۔
مثال کسی شخص کے گھر کا راستہ مسجد میں ہو اور کوئی دوسرا راستہ اس کے لئے نہ ہو سوا اس کے نہ ہو تو اس کو مسجد میں تیمم کرکے جانا جائز ہے اسی طرح اگر پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اس مسجد میں تیمم کرکے جانا جائز ہے۔
(۳) قرآن مجید کا بقصد تلاوت پڑھنا حرام ہے اگرچہ ایک آیت سے کم ہو اور اگر بقصد تلاوت نہ ہو۔
(۴) کعبہ معظمہ کا طواف کرنا حرام ہے۔
(۵) قرآن مجید کا چھونا جس کے اطراف حدث اصغر میں جائز ہے انہیں اطراف سے حدث اکبر میں بھی جائز ہے۔

(۶) عید گاہ میں اور مدرسہ میں اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔
(۷) قرآن مجید کی ان آیتوں کو جن میں دعا یا اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو بقصد دعا کے پڑھنا جائز ہے۔ کوئی شخص سورۂ فاتحہ یا اور کسی ایسی ہی آیت کو بطور دعا کے پڑھے تو جائز ہے۔
(۸) حیض و نفاس کی حالت میں عورت کے ناف اور زانو کے درمیان کے جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا بشرطیکہ کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو مکروہ تحریمی ہے اور جماع کرنا حرام ہے۔
(۹) استحاضہ کی حالت میں صرف جماع کرنا حرام ہے اگرچہ اس سے حدث اکبر نہیں ہوتا۔
(۱۰) حیض و نفاس کی حالت میں عورت کو روزہ رکھنا حرام ہے۔
(۱۱) حیض والی عورت اگر کسی کو قرآن مجید پڑھاتی ہو اس کو ایک ایک لفظ کا رک رک کر پڑھانے کی غرض سے کہنا جائز ہے ہاں پوری آیت کا ایکدم پڑھ دینا اس وقت بھی ناجائز ہے۔
(۱۲) حیض اور نفاس کی حالت میں عورت کے بوسے لینا اور اسکا جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اس کے ناف اور ناف کے اوپر اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے۔ بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔

غسل کے متفرق مسائل

(۱) اگر کوئی مرد سو اٹھنے کے بعد اپنے کپڑوں پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اس کے خاص حصہ کو استادگی نہ ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائیگی بشرطیکہ

ع چونکہ عادتاً عورتوں کو ہر مہینہ میں حیض آتا ہے اور پانچ سات روز رہتا ہے اس لئے بخیال ہرج تعلیم استفادہ اجازت دی گئی ۱۲ ع مکروہ ہونے کی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ یہود کا دستور تھا کہ حیض کی حالت میں وہ عورتوں کو الگ کر دیتے تھے اور ان کے اختلاط سے پرہیز کرتے تھے اور یہود وغیرہ کی مشابہت ہم لوگوں کو منع ہے دوسرے یہ کہ صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حالت حیض میں اختلاط فرماتے تھے ۱۲۔

احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا خیال نہ ہو۔ (درمختار)

(۱) اگر دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جائے اور کسی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس کی منی ہے اور نہ اس بستر پر ان سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو ان صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا۔ (درمختار و بحرالرائق وغیرہ)

(۳) عورتوں کو حیض و نفاس کے وقت اپنے خاص حصہ میں روئی یا کپڑا رکھنا سنت ہے کنواری ہوں یا نہیں اور جو کنواری نہ ہوں انکو بغیر حیض و نفاس کے بھی روئی رکھنا مستحب ہے

(۴) حیض و نفاس کا حکم اس وقت سے دیا جائیگا جب خون جسم کے ظاہری حصہ تک آجائے اور اگر خاص حصہ میں روئی وغیرہ ہو تو اس کا وہ حصہ تر ہو جائے جو جسم کے ظاہری حصہ کے مقابل ہے ہاں اگر روئی نکالی جائے تو اگر اس کے اندرونی حصہ میں خون ہوگا تب بھی حیض و نفاس کا حکم دے دیا جائے گا اس لئے کہ نکالنے کے بعد وہ اندرونی حصہ بھی خارجی حصہ بن گیا۔

(۵) اگر کوئی عورت روئی رکھنے کے وقت طاہر تھی اور جب اس نے روئی نکالی تو اس میں خون کا اثر پایا تو جس وقت سے اس نے روئی نکالی اسی وقت سے اس کا حیض یا نفاس سمجھا جائے گا اس سے پہلے نہیں یہاں تک کہ اس سے پہلے کی اگر کوئی نماز اسکی قضا ہوئی ہوگی تو وہ بعد حیض کے پڑھنا پڑے گی۔ اور اگر عورت روئی رکھتے وقت حائضہ تھی اور جس وقت روئی نکالی اس وقت اس پر خون کا نشان نہ تھا تو اس کی طہارت اسی وقت سمجھی جائے گی جب سے اس نے روئی رکھی تھی۔

اسی طرح اگر کوئی عورت سو اٹھنے کے بعد حیض دیکھے تو اس کا حیض اسی وقت سے ہوگا جب سے بیدار ہوئی ہے اس سے پہلے نہیں اور اگر کوئی حائضہ عورت سو اٹھنے کے بعد اپنے کو طاہر پائے تو جب سے سوئی ہے اسی وقت سے طاہر سمجھی جائیگی۔

(بحرالرائق درمختار و ردمختار وغیرہ)

(۶) اگر کوئی ایسی جوان عورت جس کو ابھی تک حیض نہیں آیا اپنے خاص حصہ سے خون آتے ہوئے دیکھے تو اس کو چاہئے کہ اس کو خون حیض سمجھ کر نماز وغیرہ

چھوڑ دے[۵] پھر اگر وہ خون تین رات دن سے پہلے بند ہو جائے تو اس کو جس قدر نمازیں چھوٹ گئی ہیں ان کی قضا پڑھنا ہو گی اس لئے کہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ خون حیض نہ تھا استحاضہ تھا حیض تین دن رات سے کم نہیں آتا۔ (بحر الرائق در مختار وغیرہ)

اسی طرح اگر کوئی عادت والی عورت اپنی عادت سے زیادہ خون دیکھے اور عادت اس کی دس دن سے کم ہو تو اس کو چاہیئے کہ اس خون کو حیض سمجھ کر نماز وغیرہ بدستور نہ پڑھے اور غسل نہ کرے پس اگر وہ خون دس دن رات سے زیادہ ہو جائے تو جس قدر اس کی عادت سے زیادہ ہو گیا ہے استحاضہ سمجھا جائیگا اور اس زمانہ کی نمازیں اس کو قضا پڑھنا ہوں گی۔ (بحر الرائق وغیرہ)

(۷) جس عورت کا حیض دس دن رات آکر بند ہوا ہو اس سے بغیر غسل کے خون بند ہوتے ہی جماع جائز ہے۔ اور جس عورت کا خون دس دن رات سے کم آکر بند ہوا ہو تو اگر اس کی عادت سے بھی کم آکر بند ہوا ہے تو اس سے جماع جائز نہیں جب تک کہ اس کی عادت نہ گزر جائے اگرچہ غسل بھی کر چکے اور عادت کے موافق آکر بند ہوا ہے تو جبتک غسل نہ کرے یا ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے جماع جائز نہیں۔ بعد نماز کا وقت گذر جانے کے بغیر غسل کے بھی جائز ہے۔ نماز کا وقت گذر جانے سے یہ مقصود ہے کہ اگر شروع وقت میں خون بند ہوا ہو تو باقی وقت سب گذر جائے اور اگر اخیر وقت میں خون بند ہوا ہو تو اس قدر وقت ہونا ضروری ہے کہ جس میں غسل کر کے نماز کی نیت کرنے کی گنجائش ہو اگر اس سے بھی کم وقت باقی ہو تو پھر اس کا اعتبار نہیں دوسری نماز کا پورا وقت گذرنا ضروری ہے۔ اور یہی حکم ہے نفاس کا کہ اگر چالیس دن آکر بند ہوا ہو تو خون بند ہوتے ہی بغیر غسل کے اور اگر چالیس دن سے کم آکر بند ہوا ہو اور عادت سے بھی کم ہو تو بعد عادت گذر جانے کے اور اگر عادت موافق بند ہوا ہو تو بعد غسل یا نماز کا وقت گذر جانے کے جماع وغیرہ جائز ہے۔ ہاں ان سب صورتوں میں مستحب یہ ہے کہ بغیر غسل کے جماع نہ کیا جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

(۸) جس عورت کا خون دس دن رات سے کم آکر بند ہوا ہو اور اگر عادت مقرر ہو چکی ہو تو عادت سے بھی کم ہو اس کو نماز کے اخیر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے اس

---

[۵] امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ تین دن رات سے پہلے نماز نہ چھوڑنا چاہیئے مگر صحیح اور مفتی بہ وہی قول ہے جو ہم نے اختیار کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

خیال سے کہ شاید پھر خون نہ آجائے مثلاً اگر عشا کے شروع وقت خون بند ہوا ہو تو عشا کے اخیر وقت مستحب یعنی نصف شب کے قریب تک اسکو غسل میں تاخیر کرنا چاہئے اور جس عورت کا حیض دس دن یا اگر عادت مقرر ہو تو عادت کے موافق اگر بند ہوا ہو تو اسکو نماز کے اخیر وقت مستحب تک غسل میں توقف کرنا مستحب ہے اور یہی حکم ہے نفاس کا کہ اگر چالیس دن سے کم اور اگر عادت مقرر ہو تو عادت سے کم اگر بند ہو تو اخیر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے اور پورے چالیس دن یا عادت مقرر ہو تو عادت کے موافق اگر بند ہو تو اخیر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (نہایہ، فتح قدیر، بحر الرائق)

(۹) اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ نکلے تب بھی احتیاطاً اس پر غسل واجب[۱] ہوگا۔ (عنایہ، بحر الرائق وغیرہ)

(۱۰) اگر کوئی عورت غیر زمانۂ حیض میں کوئی دوا ایسی استعمال کرے کہ جس سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں۔ (اشباہ و نظائر) **مثال** کسی عورت کو مہینے میں ایک دفعہ پانچ دن حیض آتا ہو اس کو حیض کے پندرہ دن کے بعد[۲] دوا کے استعمال سے خون آجائے وہ حیض نہیں۔

(۱۱) اگر کوئی عورت کوئی دوا وغیرہ استعمال کرکے یا اور کسی طرح اپنا حمل ساقط کردے یا اور کسی وجہ سے اس کا حمل ساقط ہوجائے اور اس کے بعد خون آئے تو اگر بچہ کی شکل مثل ہاتھ پیر یا انگلی وغیرہ کے ظاہر ہوتی ہو تو وہ خون نفاس ہے۔

اور اگر بچہ کی شکل وغیرہ نہ ظاہر ہوتی ہو بلکہ گوشت کا ٹکڑا ہو تو اس کے بعد جو خون آئے وہ نفاس نہیں بلکہ اگر تین دن رات یا اس سے زیادہ آئے اور اس سے پہلے عورت پندرہ دن تک طاہر رہ چکی ہو تو یہ خون حیض ہوگا ورنہ استحاضہ۔ (بحر الرائق، طحطاوی وغیرہ)

(۱۲) کسی بچہ کے تمام اعضا کٹ کٹ کر نکلیں تو اس کے اکثر اعضا نکل چکنے کے بعد جو خون

---

[۱] یہ امام صاحب کا مذہب ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا اور بعض فقہا نے ان کے قول کو صحیح بھی لکھا ہے مگر چونکہ اکثر فقہا اسی طرف ہیں اور احتیاط اسی میں ہے لہٰذا وہی قول اختیار کیا گیا۔ ۱۲ [۲] پندرہ دن کے بعد کی قید اس لئے بڑھائی گئی کہ اگر پندرہ دن سے پہلے خون آئے گا تو وہ یوں بھی حیض نہ سمجھا جائے گا۔ اس لئے کہ حیض کے بعد پندرہ دن تک دوسرا حیض نہیں آتا دوا کے پینے کو کوئی دخل نہ ہوگا۔ ۱۲

آئے وہ بھی نفاس ہے۔

(۱۳) ایک بار حیض یا نفاس آنے سے عادت مقرر ہو جاتی ہے مثلاً ایک دفعہ جس کو سات دن حیض آئے اور دوسری دفعہ سات دن سے زیادہ اور دس دن سے بھی بڑھ جائے تو اسکا حیض سات ہی دن رکھا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی کو ایک مرتبہ بیس دن نفاس آئے اور دوسری مرتبہ بیس دن سے زیادہ اور چالیس دن سے بڑھ جائے تو اس کا نفاس بیس ہی دن رکھا جائے گا۔ (شامی از علامہ برکوی)

(۱۴) اگر کسی ایسی عورت کو جس کی عادت مقرر نہیں یعنی اسکو اب تک کوئی حیض یا نفاس نہیں آیا بالغ ہوتے ہی خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے تو خون جاری ہونے کے وقت سے دس دن رات تک اس کا حیض سمجھا جائے گا اور بیس رات دن طہارت کے یعنی استحاضہ پھر دس رات دن حیض اور بیس رات دن استحاضہ۔ اسی طرح برابر حساب رہے گا اور اگر اسی حالت میں اس کے بچہ پیدا ہونے کے بعد سے چالیس رات دن اس کے نفاس کے اور بیس رات دن طہارت کے رکھے جائینگے پھر اسی طرح دس رات دن حیض کے اور بیس رات دن طہارت کے۔

(۱۵) اگر کسی عادت والی عورت کے خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے تو اس کا حیض نفاس طہر اس کی عادت کے موافق رکھا جائے گا۔ ہاں اگر اس کی عادت چھ مہینہ طاہر رہنے کی ہو تو اس کا طہر اس کی عادت کے موافق یعنی پورے چھ مہینے نہ ہوگا بلکہ ایک گھڑی کم چھ مہینے۔

(۱۶) اگر کسی عادت والی عورت کے خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے اور اس کو یہ نہ یاد رہے کہ مجھے کتنے دن حیض ہوتا تھا یا یہ یاد نہ رہے کہ مہینہ کی کس کس تاریخ سے شروع ہوتا تھا اور کب ختم ہوتا تھا یا دونوں باتیں یاد نہ رہیں تو اس کو چاہیے کہ اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جس زمانہ کو وہ حیض کا زمانہ خیال کرے اس زمانہ میں حیض کے احکام پر عمل کرے اور جس زمانہ کو طہارت کا زمانہ خیال کرے اس زمانہ میں طہارت کے احکام پر عمل کرے اور اگر اس کا گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھنا چاہیے اور روزہ بھی رکھے مگر جب اس کا یہ مرض دفع ہو جائے روزہ کی قضا کرنی ہوگی اور اگر اس کو شک کی کیفیت ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانہ کی نسبت یہ شک ہو کہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا تو اس صورت میں ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانہ کی نسبت یہ شک ہو کہ یہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا یا حیض سے خارج ہونے کا تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز پڑھا کرے (بحر الرائق وغیرہ)

اگرچہ ابھی ان مسائل کے متعلق بہت کچھ تفصیل باقی ہے مگر چونکہ اس مقام کے مناسب نہیں اور ان کی تفصیل سے عام ناظرین کو فائدہ بھی نہیں اس لئے اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

(۱۷) مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے بشرطیکہ غسل فرض ہو اور کوئی صورت ستر کی ممکن نہ ہو۔ اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے اور مرد کو عورتوں کے یا مخنث کے سامنے اور عورتوں کو مردوں اور مخنثوں کے سامنے اور مخنثوں کو سب کے سامنے نہانا حرام ہے۔ (درمختار ردمختار وغیرہ)

اگر کسی کو سر کا بھگونا نقصان کرتا ہو اس کو سر کا دھونا معاف ہے باقی جسم کا دھونا اس پر فرض ہے۔ (درمختار بحر الرائق وغیرہ)

تیمم کا بیان

تیمم وضو اور غسل کا قائم مقام ہے اور منجملہ ان جلیل القدر نعمتوں کے ہے جو اسی امت کے ساتھ خاص ہیں۔ اگلی امتوں میں تیمم نہ تھا۔ خیال کرو کہ جب ان کو پانی نہ ملتا ہوگا تو وہ لوگ کیا کرتے ہوں گے یا اسی طرح نجاست کی حالت میں نماز وغیرہ پڑھتے ہوں گے یا نماز وغیرہ ان کو چھوڑنا پڑتی ہوگی۔

تیمم سن پانچ ہجری میں شروع ہوا قصہ مختصر اس کا یہ ہے کہ ایک لڑائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ حضرت عائشہؓ کے تشریف لے گئے تھے اثنائے راہ میں حضرت عائشہؓ کا ایک ہار جو اپنی بہن حضرت اسماءؓ سے مانگ لائی تھیں کھو گیا حضرتؐ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے وہیں قیام کر دیا اور کچھ لوگوں کو اس کی تلاش پر مامور فرمایا جس جگہ آپ نے قیام فرمایا تھا وہاں کہیں پانی وغیرہ نہ تھا جب نماز کا وقت آیا تو لوگوں نے بے وضو نماز پڑھ لی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اسی وقت تیمم کی آیت جو سورۂ مائدہ میں ہے نازل ہوئی اس کے بعد وہ ہار بھی مل گیا۔ ۱۲

تیمم کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا، کافر پر تیمم واجب نہیں۔
(۲) بالغ ہونا، نابالغ پر تیمم واجب نہیں۔
(۳) عاقل ہونا، دیوانہ اور مست اور بے ہوش پر تیمم واجب نہیں۔
(۴) حدث اصغر یا اکبر کا پایا جانا جو شخص دونوں حدثوں سے پاک ہو اس پر تیمم واجب نہیں۔
(۵) جن چیزوں سے تیمم جائز ہے ان کے استعمال پر قادر ہونا۔ جس شخص کو ان کے استعمال پر قدرت نہ ہو اس پر تیمم واجب نہیں۔
(۶) نماز کے وقت کا تنگ ہو جانا شروع وقت میں تیمم واجب نہیں۔
(۷) نماز کا اس قدر وقت ملنا کہ جس میں تیمم کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہو اگر کسی کو اتنا وقت نہ ملے تو اس پر تیمم واجب نہیں۔

تیمم کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا، کافر کا تیمم صحیح نہیں یعنی حالت کفر کے تیمم سے بعد اسلام کے نماز جائز نہیں ہاں اسلام لانے کے وقت جو غسل مستحب ہے اگر اس کے عوض تیمم کرے تو اس کو مستحب کے ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا
(۲) تیمم کی نیت کرنا جس حدث کے سبب سے تیمم کیا جائے یا اس سے طہارت کی نیت کی جائے یا جس چیز کے لئے تیمم کیا جائے اس کی نیت کی جائے۔ مثلاً اگر نماز جنازہ کیلئے تیمم کیا جائے یا قرآن مجید کی تلاوت کے لئے تیمم کیا جائے تو اس کی نیت کی جائے مگر نماز اسی تیمم سے صحیح ہو گی جس میں حدث سے طہارت کی نیت کی جائے یا کسی ایسی عبادت[ع] مقصودہ کی نیت کی جائے جو بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی۔
(۳) پورے منہ اور دونوں ہاتھوں کا معہ کہنیوں کے مسح کرنا۔

ع عبادت مقصودہ وہ عبادت ہے جس کی مشروعیت صرف ثواب اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہو کسی دوسری عبادت کے ادا کرنے کے لئے اس کی مشروعیت نہ ہو جیسے نماز، قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ بخلاف وضو و قرآن مجید کے چھونے اور مسجد میں جانیکے کہ انسے صرف ثواب مقصود نہیں ہوتا بلکہ دوسری عبادتوں کا ادا کرنا بھی منظور ہوتا ہے ۱۲

Marfat.com

(۴) جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جو مسح کو مانع ہو مثل روغن، چربی، موم یا تنگ انگوٹھی اور چھلوں وغیرہ کے
(۵) پورے دونوں ہاتھوں سے یا ان کے اکثر حصہ سے مسح کرنا۔
(۶) جن چیزوں سے حدث اصغر یا اکبر ہوتا ہے ان کا تیمم کے وقت نہ ہونا۔ کوئی حائضہ عورت تیمم کرے تو صحیح نہیں۔

اور اگر ایسی عبادت کے لئے تیمم کیا جائے جو بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی جیسے نماز قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ تو اس کے لئے پانی کے استعمال سے معذور ہونا بھی شرط ہے اور پانی کے استعمال سے معذور ہونے کی چند صورتیں ہیں۔

پانی کے استعمال سے معذور ہونیکی صورتیں

(۱) اسقدر پانی کا جو وضو اور غسل کے لئے کافی ہو وہاں موجود نہ ہونا بلکہ ایک میل[۵] یا ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر ہونا۔
(۲) پانی موجود ہو مگر کسی کی امانت ہو یا کسی سے غصب کیا ہوا ہو۔ (بحر الرائق، درمختار)
(۳) پانی کے نرخ کا معمول سے زیادہ گراں ہو جانا۔
(۴) پانی کی قیمت کا نہ موجود ہونا۔ خواہ پانی قرض مل سکتا ہو یا نہیں اور درصورت قرض لینے کے اس کے ادا پر قادر ہو یا نہیں۔ (مراقی الفلاح)

ہاں اگر اس کے ملک میں مال ہو اور ایک مدت معینہ کے وعدے پر اسکو قرض مل سکے تو قرض لے لینا چاہئے
(۵) پانی کے استعمال سے کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ پانی کے استعمال سے صحت کے حاصل ہونے میں دیر ہو گی۔
(۶) سردی کا اس قدر زیادہ ہونا کہ پانی کے استعمال سے کسی عضو کے ضائع ہو جانے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہو اور گرم پانی نہ مل سکتا ہو۔
(۷) کسی دشمن یا درندہ کا خوف ہو مثلاً پانی ایسے مقام پر ہو جہاں درندے وغیرہ آتے ہوں یا راستہ میں چوروں کا خوف ہو یا اس پر کسی کا قرض ہو یا کسی سے عداوت ہو اور یہ خیال ہو کہ اگر پانی لینے جائیگا تو وہ قرض خواہ یا وہ دشمن اس کو قید کرے گا یا کسی قسم کی تکلیف دیگا، یا کسی

---

[۵] ہمارے زمانہ میں انگریزی میل کے حساب سے تقریباً ایک میل تقریباً ایک میل دو فرلانگ ہوتا ہے۔ ۱۲
[۵] امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بغیر خوف جان کے تیمم جائز نہیں۔ ۱۲

فاسق کے پاس پانی ہو اور عورت کو اس سے پانی میں اپنی بے حرمتی کا خوف ہو۔

(۸) پانی کھانے پینے کی ضرورت کیلئے رکھا ہو کہ اگر وضو یا غسل میں خرچ کر دیا جائے تو اس ضرورت میں حرج ہو مثلاً پانی آٹا گوندھنے یا گوشت وغیرہ پکانے کے لئے رکھا ہو یا پانی اسقدر ہو کہ اگر وضو یا غسل میں صرف کر دیا جائے تو پیاس کا خوف ہو خواہ اپنی پیاس کا یا کسی اور آدمی کا یا اپنے جانور کا بشرطیکہ کوئی ایسی تدبیر نہ ہو سکے جس سے مستعمل پانی جانوروں کے کام آسکے۔

(۹) کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنوئیں میں ڈال کر تر کرے اور اس سے نچوڑ کر طہارت کرے یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال دے یا اس کے ہاتھ دھلا دے۔

(۱۰) وضو یا غسل کرنے میں ایسی نماز کے چلے جانے کا خوف ہو جس کی قضا نہیں جیسے عیدین اور جنازہ کی نماز

(۱۱) پانی کا بھول جانا مثلاً کسی شخص کے پاس پانی ہو اور وہ اس کو بھول گیا ہو اور اس کے خیال میں ہو کہ میرے پاس پانی نہیں ہے۔

جن چیزوں سے تیمم جائز ہے اور جن سے جائز نہیں

(۱) مٹی یا مٹی کی قسم سے جو چیز ہو اس سے تیمم جائز ہے اور جو مٹی کی قسم سے نہ ہو اس سے جائز نہیں۔ جو چیزیں آگ میں جلانے سے نرم نہ ہوں اور نہ جل کر راکھ ہو جائیں اور وہ چیزیں مٹی کی قسم سے ہیں جیسے ریگ اور پتھر کے اقسام عقیق زبرجد فیروزہ سنگ مرمر ہرتال سنکھیا وغیرہ اور جو چیزیں آگ میں جلانے سے نرم ہو جائیں یا جل کر راکھ ہو جائیں اور وہ مٹی کے قسم سے نہیں جیسے کپڑا لکڑی وغیرہ کہ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں اور سونا چاندی وغیرہ کہ جلنے سے نرم ہو جاتی ہیں۔

(۲) جو چیزیں مٹی کی قسم سے نہ ہوں اگر ان پر غبار ہو تو ان سے بوجہ اس غبار کے تیمم جائز ہے مثال کسی کپڑے یا لکڑی یا سونے چاندی وغیرہ پر غبار ہو تو اس سے تیمم جائز ہے۔

(۳) کسی نجس چیز پر غبار ہو تو اگر وہ غبار اس پر خشکی کی حالت میں پڑا ہوا اور اس سے تیمم کرنے میں نجاست کے کسی جز کے آنے کا خوف نہ ہو تو اس سے تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۴) کسی حیوان یا انسان یا اپنے اعضا پر غبار ہو تو اس سے تیمم جائز ہے جیسے کسی نے جھاڑ

Marfat.com

دی اور اس سے غبار اڑ کر منہ اور ہاتھوں پر پڑ جائے اور ہاتھ سے مل لے تو تیمم ہو جائیگا۔
(۵) اگر کوئی ایسی چیز جس سے تیمم جائز نہیں مٹی وغیرہ کے ساتھ مل جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا اگر مٹی وغیرہ غالب تو تیمم جائز ہوگا ورنہ ناجائز۔

تیمم کے احکام

(۱) جن چیزوں کے لئے وضو فرض ہے ان کے لئے وضو کا تیمم بھی فرض ہے اور جن کے لئے وضو واجب ہے ان کے لئے وضو کا تیمم بھی واجب ہے اور جن کے لئے وضو سنت یا مستحب ہے ان کے لئے وضو کا تیمم بھی سنت یا مستحب ہے اور یہی حال ہے غسل کے تیمم کا بقیاس غسل کے۔
(۲) اگر کسی کو حدث اکبر ہو اور مسجد میں جانے کی اس کو سخت ضرورت ہو اس پر تیمم کرنا واجب ہے
(۳) جن عبادتوں کیلئے دونوں حدثوں سے طہارت شرط نہیں جیسے سلام، سلام کا جواب وغیرہ۔ ان کے لئے وضو و غسل دونوں کا تیمم بغیر عذر کے ہو سکتا ہے اور جن عبادتوں میں صرف حدث اصغر سے طہارت شرط نہو جیسے قرآنمجید کی تلاوت اذان وغیرہ انکے لئے صرف وضو کا تیمم بغیر عذر کے ہو سکتا ہے۔
(۴) اگر کسی کے پاس مشکوک پانی ہو جیسے گدھے کا جھوٹا پانی تو ایسی حالت میں پہلے وضو یا غسل کرلے اس کے بعد تیمم کرے۔
(۵) اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنا چاہئے۔ مثال کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی شخص اس سے کہے کہ اگر تو وضو کریگا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ (۶) ایک مقام سے اور ایک ڈھیلہ سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کریں تو درست ہے
(۷) جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی یا مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اس کو چاہئے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے پھر اس کو طہارت سے لوٹا لے۔
مثال کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمم درست ہے نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھے۔ جیل میں کوئی شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور تیمم کے نماز پڑھ لے اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑیگا۔

تیمم کا مسنون و مستحب طریقہ

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر اور نیت کرکے اپنے دونوں ہاتھوں کو کسی ایسی مٹی پر جس کو نجاست

نہ پہونچی ہو یا نجاست اسکی دھو کر زائل کر دیگئی ہو اپنے دونوں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی جانب سے کشادہ کر کے مار کر ملے اس کے بعد ہاتھوں کو اٹھا کر ان کی مٹی جھاڑ ڈالے پھر پورے دونوں ہاتھوں کو اپنے پورے منہ پر ملے اس طرح کہ کوئی جگہ ایسی نہ باقی رہے جہاں ہاتھ نہ پہونچے پھر اسی طرح دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر ملے اور پھر ان کی مٹی جھاڑ ڈالے اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں سوا کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنیوں تک کھینچ لائے اسی طرح کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی بھی لگ جائے اور کہنیوں کا مسح بھی ہو جائے پھر باقی انگلیوں کو اور ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے جانب رکھ کر انگلیوں تک کھینچا جائے اسی طرح بائیں ہاتھ کا بھی مسح کرے وضو اور غسل دونوں کے تیمم کا یہی طریقہ ہے اور ایک ہی تیمم دونوں کیلئے کافی ہے اگر دونوں کی نیت کی جائے۔

تیمم کے فرائض اور واجبات

(۱) تیمم کرتے وقت نیت کرنا فرض ہے۔
(۲) مٹی یا مٹی کے قسم سے کسی چیز پر دو مرتبہ ہاتھ مارنا فرض ہے۔
(۳) تمام منہ اور دونوں ہاتھوں کے اکثر حصہ سے ملنا فرض ہے۔
(۴) اعضا سے ایسی چیز کا دور کر دینا فرض ہے جس کے سبب سے مٹی جسم تک نہ پہونچ سکے جیسے روغن یا چربی وغیرہ۔
(۵) تنگ انگوٹھی تنگ چھلوں اور چوڑیوں کا اتار ڈالنا واجب ہے۔
(۶) اگر کسی قریبہ سے پانی کا قریب ہونا معلوم ہو تو اس کے تلاش میں سو قدم تک خود جانا یا کسی کو بھیجنا واجب ہے۔
(۷) اگر کسی کے پاس پانی ہو اور اس سے ملنے کی امید ہو تو اس سے طلب کرنا واجب ہے۔

تیمم کی سنن اور مستحبات

(۱) تیمم کے شروع میں بسم اللہ کہنا سنت ہے۔
(۲) اسی ترتیب سے تیمم کرنا سنت ہے جس ترتیب سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا یعنی پہلے منہ کا مسح پھر دونوں ہاتھوں کا۔

Marfat.com

(۳) پاک مٹی پر ہتھیلیوں کی اندرونی سطح کو ملنا سنت ہے نہ ان کی پشت کو۔
(۴) بعد ملنے کے دونوں ہاتھوں سے مٹی کا جھاڑ ڈالنا سنت ہے۔
(۵) مٹی پر ہاتھ مارتے وقت انگلیوں کا کشادہ رکھنا سنت ہے تاکہ غبار ان کے اندر پہنچ جائے
(۶) کم سے کم تین انگلیوں سے مسح کرنا سنت ہے۔
(۷) پہلے دائیں عضو کا مسح کرنا پھر بائیں کا سنت ہے۔
(۸) مٹی سے تیمم کرنا سنت ہے نہ اس کے ہم جنس سے
(۹) منہ کے مسح کے بعد ڈاڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔
(۱۰) ایک عضو کے مسح کے بعد بلا توقف دوسرے عضو کا مسح کرنا مستحب ہے۔
(۱۱) مسح کا اسی خاص طریقہ سے ہونا مستحب ہے جو تیمم کے طریقہ میں لکھا گیا۔
(۱۲) جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے اخیر وقت تک پانی کا انتظام کرنا مستحب ہے مثال کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت تک رسی ڈول مل جائیگا۔ یا کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور یقیناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہونچ جائے گی جہاں پانی مل سکتا ہے۔

تیمم جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے

(۱) جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے وضو کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان سے غسل کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔
اگر وضو اور غسل دونوں کے لئے ایک ہی تیمم کیا جائے تو جب وضو ٹوٹ جائیگا تو وہ تیمم وضو کے حق میں ٹوٹ جائیگا اور غسل کے حق میں باقی رہے گا جب تک غسل کی واجب کرنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے۔
(۲) جس عذر کے سبب سے تیمم کیا گیا تھا اس کے زائل ہو جانے سے تیمم جاتا رہتا ہے اگرچہ اس کے بعد ہی فوراً دوسرا عذر پیدا ہو جائے مثال کسی شخص نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا پھر جب پانی ملا تو وہ بیمار ہو گیا۔
اگر کوئی شخص سوتا ہوا اونگھتا ہوا پانی کے پاس سے گذرے تو اس کا تیمم جائے گا اس

لئے کہ وہ ایسی حالت میں پانی پر پہونچا تھا جس میں اس کو پانی کے استعمال پر قدرت نہ تھی مگر اس میں یہ شرط[ع] ہے کہ اس طرح سویا ہو کہ جس سے وضو نہ ٹوٹے یا تیمم غسل کے عوض میں کیا ہو مثال کوئی شخص گھوڑے یا کسی گاڑی پر بیٹھا ہوا سو جائے اور اثنائے راہ میں کوئی پانی کا چشمہ یا ندی وغیرہ ملے تو اس کا تیمم نہ جائیگا۔ (قاضی خاں، زاہدی، نہر، فتح القدیر وغیرہ) اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہوا اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا ہوا اور اثنائے راہ میں چلتی ہوئی ریل سے اسے پانی کے چشمے، تالاب وغیرہ دکھلائی دیں تو اس کا تیمم نہ جائے گا اس لئے کہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں۔ ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اتر نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے علم الفقہ کی پہلی جلد جس میں طہارت کا بیان ہے ختم ہو گئی اس کے بعد دوسری جلد شروع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ آمین۔

ع یہ شرط اس لئے کی گئی ہے کہ اگر تیمم کا وضو ہوگا اور اسی طرح سو جائے گا جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اس کا تیمم سونے سے ٹوٹ جائے گا پانی ملنے کو کچھ دخل نہ ہوگا۔ ۱۲

ایمان کو تازگی اور پاکیزہ خیالات کو بالیدگی بخشنے والی لاجواب کتاب

حکایات صحابہؓ

اسلام کے شیدائی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی صحابیوں کے سچے واقعات و حالات سے ایک مسلمان جس قدر روحانی فیض اور دلی مسرت حاصل کر سکتا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اللہ اللہ کس طرح ان اللہ کے پیاروں نے اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھالا اور قرآن و حدیث کی پوری تعمیل کی۔

اسلام کیا ہے اور مسلمان کسے کہتے ہیں؟ ان سوالوں کے جیتے جاگتے مجسم جوابات ملاحظہ فرمانے کیلئے "حکایات صحابہؓ" ملاحظہ کیجئے! اس کتاب میں صحابی مردوں اور عورتوں اور بچوں کے خاص خاص واقعات و حالات منتخب کر کے جمع کئے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ کتاب پہلے کئی بار چھپ چکی ہے لیکن ہم نے عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ صفحات میں تقریباً دگنا اضافہ کر کے بہت اہتمام سے شائع کیا۔ مجلد مع ڈسٹ کور قیمت صرف تین روپے۔

مذکورہ بالا اور ہر قسم کی دینی مذہبی درسی غیر درسی کتب نیز قرآن شریف ہر قسم عمدہ و سیپارے بکفایت ملنے کا پتہ

(مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (یوپی)

ہر قسم کی کتابی ضرورت کیوقت کتب خانہ اعزازیہ دیوبند (یو۔پی) سے طلب فرمائیے۔
ہندوستان کی مشہور و معروف

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

علم الفقہ

جلد اوّل

مصنف

حضرت حجۃ الاسلام امام اہلسنت مولٰنا الحاج الشاہ محمد عبدالشکور صاحب
فاروقی مجددی نقشبندی

جس کو

(مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند نے

اپنے کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع کیا

ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتب عربی، فارسی، اردو اور
جملہ تصانیف علمائے دیوبند و قرآن مجید حمائل
ملنے کا پتہ:- (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (یو۔پی)

خلفائے راشدین

مصنف:- مولانا عبدالشکور صاحب:- ایڈیٹر النجم - لکھنؤ

خلفائے راشدین کی سیرت پر یوں تو بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن مولانا عبدالشکور صاحب کی یہ تصنیف اپنی قسم کی واحد تصنیف ہے جن لوگوں نے اسے دیکھا ہے وہ اسکی ندرت، خوبی اور امتیازی حیثیت سے بخوبی واقف ہیں۔ واضح رہے کہ مصنف وہی مشہور شخصیت ہیں جنھوں نے ردِ شیعیت میں ہندوستان بھر سے اپنا لوہا منوایا اور شیعوں کے مجتہدین میدانِ مناظرہ میں ہمیشہ آپ سے شکست یاب ہوئے خلفائے راشدین میں مولانا نے خصوصیت کیساتھ اس امر کا التزام کیا ہے کہ جس روایت سے شیعہ حضرات کو اپنے مسلک کی تائید اور اہلسنت والجماعت کی تغلیط کا موقع ملتا ہو اسکی تشریح و توضیح نہایت مدلل طور پر اس طرح کردی گئی کہ مخالف استدلال کی کمزوری اور سنی مسلک کی حقانیت صحیح تاریخی حوالوں کی روشنی میں خوب خوب ثابت ہو جائے اسکے علاوہ ایک عجیب و غریب خصوصیت اس کتاب کی یہ ہے کہ اسکی تصنیف کے وقت مصنف نے درگاہِ خداوندی میں دعا کی تھی کہ اے پروردگار! اگر یہ تصنیف تیرے نزدیک مقبول ہو تو اسکے صدقے میں مجھے حج بیت اللہ کی نعمت سے نواز دے۔ یہ دعا کرتیوقت مصنف کے پاس سفرِ حج کے مادی وسائل قطعاً مفقود تھے، لیکن اسکی تصنیف سے فارغ ہوتے ہی اللہ جل شانہ نے عجیب و غریب طور پر سفر کا سامان کرادیا اور مصنف حج کی نعمت سے مالامال ہوئے۔ یہ واقعہ کتاب کی قبولیت پر ایک دلیل روشن کی حیثیت رکھتا ہے اور خدا کے فضل سے عوام و خواص میں یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اب کچھ دنوں سے یہ نایاب تھی کتبخانہ اعزازیہ نے کتابت و طباعت کے خاص اہتمام کیساتھ عمدہ سفید کاغذ پر اسے پھر سے چھاپا ہے یقین ہے کہ مولانا عبدالشکور صاحب کے علمی تبحر اور خصوصیات سے واقفیت رکھنے والے پہلی فرصت میں اسے طلب کرینگے۔ قیمت دو روپیہ آٹھ آنے

تحفۃ الاطفال	غیر مجلد	دو آنے	عورتوں کا پردہ غیر مجلد دو آنے
ظہور المحزون مع اردو سرور المحزون	〃	دس آنے	گلزار سنت (مولانا اصغر حسینؒ) 〃 دو آنے
رحمتِ رضوان	〃	دو آنے	میراث المسلمین (〃) 〃 تین آنے
حضرت سلمان فارسیؓ کا اسلام	〃	تین آنے	سوال از جمیع علمائے شیعہ 〃 تین آنے

ہر قسم کی دینی درسی و غیر درسی کتابیں اور ہر قسم کے قرآن مجید اداں قیمت پر ملنے کا پتہ:- (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دلوبند (یو۔پی)

Marfat.com

سیرت خلفائے راشدین

یہ وہی کتاب ہے جس کے صلہ میں مصنف نے بارگاہ خداوندی سے حج بیت اللہ اور زیارت نبی کریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعا مانگی تھی اور مجیب السائلین نے پوری کی۔ کتاب اپنی نوعیت میں بے نظیر ہے۔ چاروں خلفاء کے فضائل، اُن کے کارنامے۔ اُن کی حقیقت کے دلائل بے مثل ترتیب پر جمع کئے گئے ہیں۔ اور شروع میں اہل سنت وجماعت کے ضروری عقائد کا بیان ہے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

اشاعت اسلام مدلل مکمل

معہ جلد یدحواشی

تالیف حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم ومغفور اسلام نے فاران کی چوٹی سے طلوع ہوکر کس طرح اقصائے عالم پر اپنا پرچم لہرایا۔ بعثت نبوی سے لے کر صحابۂ کرام تک آفتاب اسلام نے کس طرح ضیاپاشی کی یہ پیغام حق نہایت قلیل مدت میں روئے زمین پر کس طرح چھاگیا؟ کیا یہ بزور شمشیر ہوا؟ اس کا مدلل اور محققانہ جواب اور دیگر علمی اور تاریخی مباحث اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔ انداز بیان سادہ وشگفتہ ہونے کے باوجود حد درجہ دلولہ انگیز اور کیف آفریں ہے۔ کتب خانہ اعزازیہ نے کامل ایک سال کی محنت کے بعد اسکے حواشی تیار کرائے ہیں حوالوں کی تلاش میں کاوش اور دیدہ ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ قیمت غیر مجلد چھ روپے مجلد آٹھ روپے

عربی بول چال

مصنفہ حافظ عبد الرحمٰن صاحب امرتسری مشہور ومقبول درسی کتاب ہے۔ آجکل بازار میں بہت زیادہ خراب کتابت وطباعت کا مل رہا ہے جو پورے طور پر پڑھا بھی نہیں جاتا۔ اہم نے بڑی کوشش سے عمدہ کتابت وطباعت اور سفید گلیز کاغذ پر طبع کرایا ہے قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے حصہ دوم ایک روپیہ دس آنے۔

ہر قسم کی درسی غیر درسی کتب عمدہ اور ارزاں ملنے کا پتہ

(مولوی) سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الصَّلٰوۃَ مِعْرَاجَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَصَیَّرَھَا عِمَادَ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِمَامِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

چونکہ ہم اس کتاب کی پہلی جلد میں طہارت (جو نماز کی شرطوں میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے) کے مسائل لکھ چکے ہیں اس لئے اب ہم نماز کا بیان شروع کرتے ہیں خدائے تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس کو حسب دل خواہ انجام تک پہنچائے اور تمام اسلام کو اس سے منتفع فرمائے۔ آمین

نماز ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہیں۔ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت تک تمام رسولوں کی امت پر نماز فرض تھی۔ ہاں اس کی کیفیت اور تعینات میں البتہ تغیر ہوتا رہا۔

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت پر ابتدائے رسالت میں دو وقت کی نماز فرض تھی ایک قبل آفتاب نکلنے کے اور ایک قبل آفتاب ڈوبنے کے۔

ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو ان پانچ وقتوں میں نماز فرض کی گئی، فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ ان پانچوں وقتوں کی نماز صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے۔ اگلی امتوں پر کسی پر صرف فجر کی نماز فرض تھی کسی پر ظہر کی کسی پر عصر کی۔

نماز کی تاکید اور اس کی فضیلت

نماز اسلام کا رکن اعظم ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اسلام کا دارومدار اسی پر ہے تب بھی بالکل

Marfat.com

نہیں ہر مسلمان عاقل بالغ پر ہر روز پانچ وقت فرض عین ہے۔ امیر ہو یا فقیر صحیح ہو یا مریض مسافر ہو یا مقیم یہاں تک کہ دشمن کے مقابلہ میں جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہو اس وقت بھی اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ عورت کو جب وہ حیض و نفاس میں مبتلا ہو جو ایک سخت مصیبت کا وقت ہے نماز کا چھوڑنا جائز نہیں بلکہ اس کے ادا میں دیر کرنے کی بھی اجازت نہیں یہاں تک کہ اگر بچہ کا کوئی جزو نصف سے کم اُس کے خاص حصہ سے باہر آگیا ہو خون نکلا ہو یا نہیں اس وقت بھی اس کو نماز پڑھنے کا حکم ہے اور نماز پڑھنے میں توقف کرنا جائز نہیں، جو شخص اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

نماز کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید اور احادیث کے مبارک صفحات مالا مال ہیں کسی اور عبادت کی اسقدر سخت تاکید شریعت میں نہیں۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ نماز چھوڑنے والے کو کافر فرماتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم جیسے جلیل الشان فقیہ صحابی کا بھی یہی قول ہے امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام شافعیؒ بھی اس کے قتل کا فتوی دیتے ہیں ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اس کے کفر کے قائل نہیں مگر ان کے نزدیک بھی نماز چھوڑنے والے کے لئے سخت تعزیر ہے۔

تمام وہ حدیثیں جن سے نماز کی تاکید اور فضیلت نکلتی ہے اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو قطعی طور پر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نماز کا ترک کرنے والا خدا اور رسول کے نزدیک سخت گنہگار اور نافرمان ہو اور نماز کا ترک کرنا تمام گناہوں میں ایک بڑے درجہ کا گناہ ہے، اپنے مالک و آقا کی رضا جوئی یوں ہی ہر بندے پر فرض و واجب ہوتی ہے اور جو بندہ خیال نہیں کرتا وہ اس مالک کے تمام بندوں میں ایک برا بندہ سمجھا جاتا ہے اور مالک کے نزدیک نہایت ذلیل اور خوار رہتا ہے نہ کہ بعد اس قدر سخت تاکیدوں کے بھی اگر خیال نہ کرے تو خیال کیجئے کہ بات کہاں تک پہنچتی ہے۔

تمام وہ حدیثیں یا اکثر ان میں کی اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو اس کے لئے ایک طولانی دفتر بھی کافی نہ کرے گا لہذا چند آیات قرآن مجید کی اور چند صحیح احادیث اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے چند اقوال اس جگہ بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ بیشک ایمان داروں پر نماز فرض ہے وقت وقت سے۔

(۲) قولہ تعالیٰ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ۔ پابندی کرو نمازوں کی خصوصاً درمیانی نماز (عصر) کی۔

(۳) اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ بیشک نیکیاں برائیوں کو معاف کرا دیتی ہیں نیکیوں سے مراد اس آیت میں نماز ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث سے جو آگے بیان ہوگی یہ مراد صاف طور پر واضح ہے۔

(۴) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ بیشک نماز بُرے اور خراب کاموں سے انسان کو بچاتی ہے اور بے شک اللہ کے ذکر کا بڑا مرتبہ ہے اور بڑا اثر ہے

(۵) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔ توحید اور رسالت کا اقرار نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، بشرط قدرت حج کرنا (بخاری، مسلم)

(۶) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اور کفر کے درمیان میں نماز حد فاصل ہے (مسلم) خیال کرو کہ جب یہ حد فاصل نہ رہے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

(۷) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا (مشکوۃ) جو لوگ بے نماز کو کافر نہیں کہتے اُن کے نزدیک اس حدیث میں کافر ہو جانے کا یہ مطلب ہے قریب کفر کے ہو گیا اور محاورے میں ایسا استعمال ہوتا رہتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی جنگل میں بے یار و مددگار ہو جائے اور اس کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ رہے تو اس کو کہتے ہیں کہ مرگیا یعنی اب موت اس کی قریب ہے۔

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا رہے گا قیامت میں اس کے ساتھ ایک نور ہوگا اور وہ نماز اس کے لئے باعث نجات ہوگی اور جو شخص نماز سے غفلت کرے گا وہ قیامت میں قارون، فرعون، ہامان، اُبی بن خلف جیسے دشمنان خدا کے ہمراہ ہوگا (مسند امام احمد، دارمی، بیہقی)

(۹) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے جو شخص انکو اچھی طرح وضو کر کے پابندی اوقات سے پڑھتا رہے گا اور ان کے ارکان و آداب کی رعایت کریگا اس کے لئے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ بخشدیگا اور جو شخص ایسا نہ کرے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کچھ وعدہ نہیں چاہے بخشدے اور چاہے عذاب کرے گا۔ (مسند امام احمد موطا امام مالک ابوداؤد)

(۱۰) حضرت ابو الدرداء نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے جانی دوست (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اے ابو الدرداء نماز نہ چھوڑنا اس لئے کہ نماز چھوڑنے والے سے اسلام کا ذمہ بری ہے (ابن ماجہ) گویا دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائیگا۔

(۱۱) ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم جاڑوں کے زمانے میں جب پت جھ

ہو رہا تھا باہر تشریف لائے اور ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر ہلائیں اس سے بکثرت پتے گرنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوذر جب کوئی مسلمان خلوص دل سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بھی اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں (مسند امام احمد)

(۱۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام عبادتوں میں کون عبادت زیادہ پسند ہے۔ ارشاد ہوا کہ نماز (بخاری و مسلم)

(۱۳) ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ بتلاؤ اگر کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس نہر میں نہاتا ہو پھر بھی اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کے بدن پر کچھ بھی میل نہ رہے گا۔ ارشاد ہوا کہ یہی کیفیت نماز کی ہے جس طرح نہانے سے بدن کی کثافت دور ہو جاتی ہے اسی طرح نماز پڑھنے سے روح سے (گناہ کی) کثافت دور ہو جاتی ہے (بخاری و مسلم)

(۱۴) ایک مرتبہ ایک شخص نے نہایت رنج و ندامت کی حالت میں جو ان کو ایک عورت کے ساتھ سوا جماع کے اور باقی ناجائز امور کے ارتکاب سے طاری تھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے ایک خطا صادر ہو گئی ہے جو کچھ میرے لئے سزا تجویز فرمائیے میں حاضر ہوں حضرت نے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم سے کیا گناہ ہوا ہے اتنے میں نماز کا وقت آگیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے تشریف لے گئے وہ شخص بھی نماز میں آپ کے ساتھ تھے بعد نماز کے پھر انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لئے کیا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ نماز پڑھنے سے تمہارا گناہ معاف ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اسی وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ اور اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ علم خاص میرے لئے ہے یا آپ کی تمام امت کے لئے ارشاد ہوا کہ سب کے لئے (بخاری و مسلم)

(۱۵) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک جتنے صغیرہ گناہ ہوتے ہیں سب معاف ہو جاتے ہیں (مشکوٰۃ المصابیح)

(۱۶) عبداللہ بن شقیق ایک جلیل القدر تابعی فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سوا نماز کے اور کسی عبادت کے چھوڑنے کو کفر سمجھتے تھے (ترمذی)

(۱۷) حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا لوگوں نے پوچھا کہ اے امیر المؤمنین یہ کیا حالت آپ کی ہے ارشاد فرمایا

کہ اب اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آگیا جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تھا اور وہ سب اس امانت کے لینے سے ڈر گئے اور انکار کر دیا (احیاء العلوم)

(۱۸) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جس وقت نماز کے واسطے وضو فرماتے ان کا رنگ زرد ہو جاتا ایک مرتبہ ان کے گھر والوں نے ان سے پوچھا کہ وضو کے وقت آپ کی یہ کیا حالت ہو جاتی ہے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں (احیاء العلوم)

مقدمہ

ہم اس میں چند اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کرتے ہیں۔

(۱) زوال۔ آفتاب کا ڈھل جانا جسے ہماری عرف میں دوپہر ڈھلنا کہتے ہیں۔

(۲) سایۂ اصلی۔ وہ سایہ جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی میں بڑا ہوتا ہے کسی میں چھوٹا کہیں بالکل نہیں ہوتا جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں زوال اور سایۂ اصلی کے پہچاننے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین پر گاڑ دیں اور جہاں تک اس کا سایہ پہونچے اس مقام پر ایک نشان بنا دیں پھر دیکھیں کہ وہ سایہ اس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہو گیا اگر یکساں رہے نہ پیچھے ہٹے نہ آگے بڑھے تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے، اس کو استوا کہتے ہیں (بحر الرائق)

(۳) ایک مثل۔ سایۂ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔

(۴) دو مثل۔ سایۂ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے۔

(۵) تثویب۔ وہ اعلام جس سے پہلے کوئی اعلام ہو چکا ہو اور اس کی غرض اور اس اعلام کی غرض ایک ہو مثلاً پہلے اعلام سے لوگوں کو نماز کے لئے بلانا مقصود ہو تو اعلام سے بھی وہی مقصود ہو

(۶) اقامت۔ جس کو ہمارے عرف میں تکبیر کہتے ہیں حاضرین کو جماعت قائم ہونے کی اطلاع کے لئے کہی جاتی ہے۔

(۷) عورت جسم کا وہ حصہ جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے۔ مرد کے لئے خواہ آزاد ہو یا غلام نابالغ

ع یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی ہم نے پیش کی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پس انکار کر دیا ان سب نے اور ڈر گئے وہ اس امانت سے اور لے لیا اس امانت کو انسان نے ۱۲

Marfat.com

نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے گھٹنا عورت میں داخل ہے اور آزاد عورتوں کے لئے سوا منہ اور ہاتھ اور دونوں قدم کے کل جسم عورت ہے اور لونڈی کے لئے پیٹ اور پیٹھ سے گھٹنوں کے نیچے تک۔ سینہ اور پشت کا وہ حصہ جو سینہ کے مقابل ہے عورت نہیں مخنث اگر کسی کا غلام ہو تو اس کا حکم مثل لونڈی کے ہے اگر آزاد ہو مثل آزاد عورتوں کے۔

(۸) عورتِ غلیظہ۔ خاص حصہ اور مشترک حصہ اور آلتین اور ان کے قریب قریب کا جسم۔

(۹) عورتِ خفیفہ۔ خاص حصہ اور مشترک حصہ اور ان کے متصل جسم کے سوا باقی وہ اعضا جن کے چھپانے کا حکم ہے۔

(۱۰) مُدرِک۔ وہ شخص جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اس کو مقتدی اور مؤتم بھی کہتے ہیں۔

(۱۱) مسبوق۔ وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو۔

(۱۲) لاحق۔ وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اس کو حدث ہو جائے اصغر یا اکبر۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار)

(۱۳) مقیم۔ وہ شخص جو اپنے وطن میں ہو خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت یا ایسے مقام پر ہو جو اس کے وطن سے تین دن کی مسافت سے کم فاصلہ پر ہو۔

(۱۴) مسافر۔ وہ شخص جو اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت سے ایسے مقام کا ارادہ کر کے نکلے جو اس سے تین دن کی مسافت پر ہو جب وہ اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے اس پر سفر کا حکم شروع ہو جائے گا۔ تین دن کی مسافت متوسط چال سے ہونا چاہئے نہ بہت تیز اور نہ بہت سست جس کا اندازہ تیس کوس انگریزی میل کے حساب سے کیا گیا ہے اس لئے کہ انسان متوسط چال سے ہر روز دس کوس چلتا ہے۔

(۱۵) وطن۔ رہنے کی جگہ۔ وطن کی دو قسمیں ہیں۔ وطن اصلی، وطن اقامت۔

(۱۶) وطن اصلی۔ وہ مقام جہاں ہمیشہ رہنے کے قصد سے انسان پیدا ہوا ہو یا اس نے اپنا گھر بنا لیا ہو اور اس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام میں اسی قصد سے منتقل ہو گیا ہو تو دوسرا مقام وطن اصلی ہو جائے گا اور پہلا مقام وطن اصلی نہ رہے گا۔

(۱۷) وطن اقامت۔ وہ مقام جہاں انسان پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کے قصد سے مقام کرے

خواہ رہنے کا اتفاق پندرہ دن سے کم ہو یا زیادہ۔

(۱۸) عمل کثیر۔ وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت سمجھے خواہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے یا ایک ہاتھ سے اور خواہ دیکھنے والا اس فعل کے کرنے والے کو نماز میں سمجھے یا نہیں۔

(۱۹) عمل قلیل۔ وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت نہ سمجھے۔

(۲۰) ادا۔ وہ نماز جو اپنے وقت پر پڑھی جائے۔

(۲۱) قضا۔ وہ نماز جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائے مثلاً ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے

نماز کے اوقات

چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے ادائے شکر کے لئے ہے جو ہر وقت و ہر آن فائض ہوتی رہتی ہیں لہذا اس کا مقتضا یہ تھا کہ کسی وقت انسان اس عبادت سے خالی نہ رہے مگر چونکہ اس میں تمام ضروری حوائج میں حرج ہوتا اس لئے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان پانچ وقتوں میں نماز فرض کی گئی فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا۔

فجر کا وقت[1] صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک رہتا ہے (بحر، درمختار، مراقی الف

سب سے پہلے اخیر شب میں ایک سپیدی بیچ آسمان ظاہر ہوتی ہے۔ مگر یہ سپیدی قائم نہیں بلکہ اس کے بعد ہی اندھیرا ہو جاتا ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

اس کے تھوڑی دیر کے بعد ایک سپیدی آسمان کے کنارے چاروں طرف ظاہر ہوتی ہے باقی رہتی ہے بلکہ وقتاً فوقتاً اس کی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے اس کو صبح صادق کہتے ہیں اور اسی سے صبح کا وقت شروع ہوتا ہے مردوں کے لئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے، اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو ہر حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے

---

[1] عمل کثیر کی ہمارے فقہاء نے مختلف تعریفیں لکھی ہیں بعض نے یہ لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے میں دونوں ہاتھوں کو پڑے جیسے عمامہ کا باندھنا اور بعض نے لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے والے کو دیکھ کر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ نماز میں نہیں مگر صحیح اور امام صاحب کے اصول کے موافق یہی تعریف ہے جو لکھی گئی (بحر الرائق)

[2] فجر کے وقت میں کسی کا اختلاف نہیں نہ ابتدا میں نہ انتہا میں سب کے نزدیک فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور آفتاب نکلنے تک رہتا ہے

Marfat.com

میں پڑھنا مستحب ہے (درمختار۔ مراقی الفلاح)

ظہر کا وقت۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک ہر چیز کا سایہ سوا اصلی سایہ کے دو مثل نہ ہو جائے ظہر کا وقت[۵] رہتا ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ ایک مثل کے اندر اندر ظہر کی نماز پڑھ لیجائے (ایضاً) جمعہ کی نماز کا وقت بھی یہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور جاڑوں کے زمانہ میں جلد پڑھنا مستحب ہے (شامی، بحر)

عصر کا وقت۔ بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے، عصر کا مستحب وقت اس وقت تک ہے جب تک آفتاب میں زردی نہ آجائے اور اس کی روشنی ایسی کم ہو جائے کہ نظر اس پر ٹھہرنے لگے اس کے بعد مکروہ ہے اور عصر کی نماز ہر زمانہ میں خواہ گرمی ہو یا جاڑا دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر نہ اس قدر دیر کہ آفتاب میں زردی آجائے اور اس کی روشنی کم ہو جائے ہاں جس دن ابر ہو اس دن عصر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے (درمختار)

مغرب کا وقت۔ آفتاب ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک شفق کی سپیدی[۵] آسمان کے

---

[۵] ظہر کا اول وقت متفق علیہ ہے سب کے نزدیک ظہر کا وقت بعد آفتاب ڈھلنے کے شروع ہوتا ہے مگر آخر وقت میں اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک ظہر کا اخیر وقت ایک مثل ہے اور امام ابوحنیفہؒ سے بھی ایک روایت اسی مضمون کی نقل کی جاتی ہے اور ایک روایت علامہ طحطاوی نے یہ بھی نقل کی ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد چلا جاتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد آتا ہے اس بنا پر ایک مثل سے دو مثل تک کسی نماز کا وقت نہیں مگر امام ابوحنیفہؒ کا مشہور مذہب جو فقہ کی کتب معتبرہ متون اور شروح میں اختیار کیا گیا ہے وہی ہے ہم نے لکھا مگر پھر بھی ان اختلافات سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے (شامی)

[۵] عصر کے ابتدائی وقت میں اختلاف ہے صاحبینؒ کے نزدیک بعد ایک مثل کے عصر کا وقت آجاتا ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک بعد دو مثل کے اور عصر کے آخر وقت میں کسی کا اختلاف نہیں سب کے نزدیک عصر کا وقت [illegible] وقت کو آفتاب کے زرد ہو جانے تک بیان کیا ہے ۱۲

[۵] آفتاب ڈوبنے کے بعد ایک سرخی آسمان کے کناروں میں پیدا ہوتی ہے اس کے بعد ایک سپیدی نمودار ہوتی ہے۔ اس سپیدی اور اس سرخی دونوں کو شفق کہتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مغرب کا وقت سپیدی شفق تک رہتا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک سرخی شفق تک بعض فقہائے صاحبینؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے اور اسی کو امام [illegible] بیان کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں امام صاحبؒ کے نزدیک مغرب کا وقت سپیدی شفق تک [illegible] اور اسی پر [illegible] اور حضرت عائشہ و انس اور معاذ بن جبل اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہی قول [illegible] اور ایک روایت میں ابن عباسؓ سے سرخی شفق کا قول نقل کیا گیا ہے۔ لہٰذا مقلدین کا اس پر اتفاق ہے امام صاحبؒ کے قول پر عمل کرنا چاہئے ۱۲

(فتح القدیر۔ بحر الرائق۔ طحطاوی۔ حاشیہ۔ مراقی الفلاح۔ شامی)

کناروں میں قائم رہے باقی رہتا ہے (بحر، طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

مغرب کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھنا مستحب ہے اور بعد ستاروں کے اچھی طرح نکل آنے کے مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں جس روز ابر ہو اس دن اس قدر تاخیر کرکے نماز پڑھنا کہ جس میں وقت آجانے کا اچھی طرح یقین ہو جائے مستحب ہے۔ مغرب کا وقت بالکل فجر کا عکس ہے فجر کے وقت پہلے سپیدی ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد سرخی اور مغرب میں پہلے سرخی ظاہر ہوتی ہے پھر سپیدی۔

عشا کا وقت[1] شفق کی سپیدی زائل ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک صبح صادق نہ نکلے باقی رہتا ہے (بحر۔ فتح القدیر)

عشا کی نماز بعد تہائی رات گذر جانے کے اور قبل نصف شب کے مستحب اور بعد نصف شب کے مکروہ ہے (شامی)

جس دن ابر ہو اس دن عشا کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے (درمختار وغیرہ)

وتر کا وقت بعد نماز عشا کے ہے جو شخص آخر شب میں اٹھتا ہو اس کو مستحب ہے کہ وتر آخر شب میں پڑھے اور اگر اٹھنے میں شک ہو تو پھر عشا کی نماز کے بعد ہی پڑھ لینا چاہئے (مراقی الفلاح درمختار)

عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال آفتاب تک رہتا ہے۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے اس کی تعیین کے لئے فقہا نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے (مراقی الفلاح۔ شامی)

اوقات مکروہ۔ اٹھارہ ہیں۔

(۱) آفتاب نکلتے وقت جب تک آفتاب کی زردی زائل ہو جائے اور اس قدر روشنی ایسی نہ آجائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے اس کا شمار نکلنے میں ہوگا اور یہ کیفیت آفتاب میں بعد ایک نیزہ بلند ہونے کے آتی ہے۔

(۲) ٹھیک دوپہر کے وقت جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے۔

(۳) آفتاب میں سرخی آجانے کے بعد غروب آفتاب تک۔

---

[1] عشا کے ابتدائی وقت میں اختلاف ہے جن لوگوں کے نزدیک مغرب کا وقت سرخ شفق تک رہتا ہے ان کے نزدیک عشا کا وقت سرخ شفق کے بعد آجاتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک چونکہ مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اس لئے ان کے نزدیک عشا کا وقت بعد سپید شفق کے آتا ہے ۱۲

Marfat.com

(۴) نماز فجر پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے تک
(۵) نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔
(۶) فجر کے وقت سوا اس کی سنت کے۔
(۷) مغرب کے وقت مغرب کی نماز سے پہلے۔
(۸) جب امام خطبہ کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا نکاح کا یا حج وغیرہ کا۔
(۹) جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو، ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائیگی تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں۔
(۱۰) نماز عیدین کے قبل خواہ گھر میں یا عیدگاہ میں
(۱۱) نماز عیدین کے بعد عیدگاہ میں۔
(۱۲) عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کے درمیان میں اور ان کے بعد۔
(۱۳) مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان میں اور ان کے بعد میں۔
(۱۴) نماز کا وقت تنگ ہو جانے کے بعد سوا فرض وقت کے اور کسی نماز کا پڑھنا خواہ وہ قضائے واجب الترتیب کیوں نہ ہو۔
(۱۵) پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت۔
(۱۶) کھانا آجانے کے بعد اگر اس کی طبیعت کھانا کھانے کو چاہتی ہو اور خیال ہو کہ اگر نماز پڑھے گا تو اس میں جی نہ لگے گا اور یہی حکم ہے تمام ان چیزوں کا جن کو چھوڑ کر نماز پڑھنے میں جی نہ لگنے کا خوف ہو ہاں اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو پھر پہلے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)
(۱۷) آدھی رات کے بعد عشا کی نماز پڑھنا۔
(۱۸) ستاروں کے بکثرت نکل آنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھنا۔

ان تمام اوقات میں نماز مکروہ ہے صرف اس قدر تفصیل ہے کہ پہلے، دوسرے تیسرے پانچویں سولہویں وقت میں سب نمازیں مکروہ ہیں فرض ہوں یا واجب یا نفل اور سجدہ تلاوت کا ہو یا سہو کا اور پہلے تین وقتوں میں کوئی نماز شروع کی جائے تو اس کا شروع کرنا بھی صحیح نہیں اور اگر نماز پڑھتے پڑھتے ان میں سے کوئی وقت آجائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ مگر ہاں چوتھے پانچویں کا شروع کرنا ان تین وقتوں میں بھی صحیح ہے۔

(۱) جنازے کی نماز۔ بشرطیکہ جنازہ انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت آیا ہو۔
(۲) سجدۂ تلاوت۔ بشرطیکہ سجدہ کی آیت انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت پڑھی گئی ہو۔
(۳) اسی دن کی عصر (۴) نفل نماز (۵) وہ نماز جس کی ادا کرنے کی نذر انھیں تین وقتوں سے کسی وقت میں کی گئی ہو (۶) اس نماز کی قضا جو انھیں وقتوں میں شروع کرکے فاسد کردی گئی ہو۔ جنازے کی نماز کا شروع کرنا بغیر کراہت کے صحیح بلکہ افضل ہے اور سجدۂ تلاوت کا شروع کرنا کراہت تنزیہیہ کے ساتھ صحیح ہے باقی تین کا شروع کرنا کراہت تحریمہ کے ساتھ صحیح ہے مگر ان کا باطل کرکے اچھے وقت میں ادا کرنا واجب ہے۔

دو وقتوں میں صرف فرض نمازوں کا ادا کرنا مکروہ ہے۔

باقی اوقات میں صرف نوافل کا ادا کرنا مکروہ ہے فرض اور واجب کا ادا کرنا مکروہ نہیں۔

دو وقت کی نمازوں کا ایک ہی وقت پڑھنا جائز نہیں[۱] مگر دو مقاموں میں (۱) عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کا ظہر کے وقت میں (۲) مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز کا عشا کے وقت میں۔ شامی

نماز کے اوقات کا بیان ہو چکا اب ہم اذان کا بیان شروع کرتے ہیں اس لئے کہ اذان بھی ایک عمدہ ذریعۂ وقت معلوم ہونے کا ہے اور اسی کے ساتھ اقامت کا بھی ذکر کریں گے۔

اذان اور اقامت کا بیان

اذان کی ابتدا مدینہ منورہ میں ۱ھ ہجری سے ہوئی اس سے پہلے نماز بے اذان کے پڑھی جاتی تھی چونکہ اس وقت تک مسلمانوں کی تعداد کچھ ایسی کثیر نہ تھی اس لئے ان کا جماعت کے لئے جمع ہو جانا بغیر کسی اطلاع کے دشوار نہ تھا، جب مسلمانوں کی تعداد یوماً فیوماً ترقی کرنے لگی اور مختلف حرفہ اور پیشہ کے لوگ جوق جوق دین الٰہی میں داخل ہونے لگے تو ضرورت اس امر کی پیش آئی کہ نماز کا وقت آنے اور جماعت قائم ہونے کی اطلاع ان کو دی جائے جس سے وہ اپنے اپنے قریب و بعید مقامات سے جماعت کے لئے مسجد میں آسکیں لہذا یہ طریقہ اذان کا اس غرض کے پورا

[۱] یہ مذہب امام ابو حنیفہ رح کا ہے امام شافعی رح کے نزدیک سفر میں اور بارش میں بھی دو نمازوں کا ایک وقت میں پڑھ لینا جائز ہے اور ظاہر احادیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لہذا اگر کسی ضرورت سے کوئی حنفی بھی ایسا کرے تو جائز ہے مگر اس کے ساتھ وہ امور بھی اس کو کرنا ہوں گے جو امام شافعی رح کے نزدیک جمع کے وقت ضروری ہیں جنکا ذکر آگے آئیگا (درمختار)

Marfat.com

کرنے کے لئے مقرر کیا گیا[۵]۔ اذان اسی امت کے لئے خاص ہے۔ اگلی امتوں میں نہ تھی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اذان اللہ تعالیٰ کے اذکار میں ایک بہت بڑے رتبہ کا ذکر ہے اس میں توحید اور رسالت کی شہادت اعلان کے ساتھ ہوتی ہے اس سے اسلام کی شان اور شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی فضیلت اور اس کا ثواب احادیث میں بہت مذکور ہے کچھ یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اور جو لوگ اس کو سنتے ہیں جن ہوں یا انسان وہ سب قیامت کے دن اذان دینے والے کے ایمان کی گواہی دیں گے (بخاری۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

(۲) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء اور شہداء کے بعد اذان دینے والے جنت میں داخل ہوں گے بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ مؤذن کا مرتبہ شہید کے برابر ہے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سات برس تک برابر اذان دے اور اس سے اس کا مقصود

---

[۵] مختصر قصہ اذان کی مشروعیت کا یہ ہے کہ جب صحابہ کو اطلاع اوقات نماز اور قیام جماعت کی ضرورت معلوم ہوئی تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا بعضوں نے یہ رائے دی کہ یہود کی طرح سنکھ بجایا جائے بعضوں کی رائے ہوئی کہ آگ جلادی جایا کرے مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا حضرت فاروق نے یہ رائے دی کہ نماز کے وقت اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہدیا جایا کرے اس کے بعد عبداللہ بن زید اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ نے یہ طریقہ اذان کا جو آگے بیان کیا جائیگا ان کو تعلیم کیا کہ اسی طریقہ سے نماز کے اوقات اور جماعت کی اطلاع مسلمانوں کو کی جایا کرے۔ بعض روایات میں ہے کہ عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں جاگا نیند ہی میں تھا بالکل سوتا نہ تھا اور بعض میں ہے کہ فرمایا اگر بدگمانی کا خوف نہ ہوتا تو میں کہتا کہ بالکل سوتا ہی نہ تھا اسی لحاظ سے بعض علماء نے اس واقعہ کو حال اور کشف پر محمول کیا ہے جو اکثر بالمن کو حالت بیداری میں ہوتا ہے۔ المختصر صبح کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک یہ سچ ہے اور حضرت بلالؓ کو ارشاد ہوا کہ اسی طرح اذان دیا کرو۔ پھر حضرت فاروقؓ نے بھی آکر اپنے خواب کو بیان کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس سے پہلے حضرتؐ پر وحی نازل ہو چکی تھی چنانچہ عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں اور ابوداؤد نے مراسیل میں یہ روایت لکھی ہے۔ بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ شب معراج میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیلؑ نے اذان کی تعلیم فرمائی تھی مگر یہ احادیث صحیح نہیں اور بتقدیر صحت اس میں وہ شب معراج مقصود نہیں ہو سکتی کیونکہ اس رات کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو روحانی معراج بارہا ہوئی ہے۔ لہٰذا اس سے مقصود وہی رات ہوگی جس رات کو یہ خواب دیکھا گیا۔ فتح ابن حجر نے بھی فتح الباری میں ایسا ہی لکھا ہے واللہ اعلم ۱۲

محض ثواب ہو تو اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھدی جاتی ہے (ابوداؤد ترمذی)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان کہنے میں کس قدر ثواب ہے اور پھر ان کو یہ منصب بغیر قرعہ ڈالے نہ ملے تو بیشک وہ اس کے لئے قرعہ ڈالیں۔ حاصل یہ کہ اس منصب کے لئے سخت کوشش کریں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

صحابہ کے زمانہ میں ایسا ہوا ہے کہ اذان کے لئے لوگوں میں اختلاف ہوا۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ مبارک منصب مجھے ملے یہاں تک کہ نوبت قرعہ ڈالنے کی آئی (تاریخ بخاری)

(۵) قیامت کے دن مؤذنوں کو بھی شفاعت کی اجازت دی جائے گی کہ وہ اپنے اعزا و احباب یا جس کے لئے چاہیں خداوند عالم سے سفارش کریں۔

(۶) اذان دیتے وقت شیطان پر بہت خوف اور ہیبت طاری ہوتی ہے اور بہت بے حواسی سے بھاگتا ہے جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے وہاں تک نہیں ٹھہرتا (بخاری مسلم)

(۷) قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں بلند ہوں گی یعنی وہ نہایت معزز اور لوگوں میں ممتاز ہوں گے اور قیامت کے خوف اور مصیبت سے محفوظ رہیں گے۔

(۸) جس مقام پر اذان دی جاتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے عذاب اور شر سے وہ مقام محفوظ رہتا ہے۔

(۹) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مؤذنوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔ اور اقامت کی فضیلت اور تاکید اذان سے بھی زیادہ ہے (درمختار وغیرہ)

اس مقام پر یہ سوال ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر فضائل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے اس منصب کو کیوں اختیار نہیں فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ حضرات اس سے بھی زیادہ مفید اور اہم کاموں میں مشغول رہتے تھے اور اگر اس منصب کو اپنے ذمہ لیتے تو ان کاموں میں حرج ہوتا اس لئے وہ اس منصب کو اختیار کرنے سے مجبور رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان دینے کی حدیث ترمذی میں ہے اگرچہ اس سے قطعی ثبوت نہیں ہوتا۔ اور بچے کے کان میں اذان دینا تو قطعاً آپ سے ثابت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء نے اذان کیوں نہ دی

اذان کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) اگر کسی ادا نماز کے لئے اذان دی جائے تو اس کے لئے اس نماز کے وقت کا ہونا، اگر قضا

آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی بعد وقت آنے کے پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا اور کسی وقت کی (مراقی الفلاح، درمختار وغیرہ)

(۲) اذان اور اقامت عربی زبان میں خاص انھیں الفاظ سے ہونا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے (ایضاً)

(۳) مؤذن کا مرد ہونا۔ عورت کی اذان درست نہیں، اگر کوئی عورت اذان دے تو اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ اور اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔ (بحر الرائق۔ مراقی الفلاح، طحطاوی وغیرہ)

(۴) مؤذن کا صاحب عقل ہونا اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو نہ ہوگی (ایضاً)

اذان اور اقامت کا مسنون طریقہ

اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہوا اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار مرتبہ۔ پھر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ۔ پھر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو مرتبہ پھر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دو مرتبہ۔ پھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو مرتبہ۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ اور حَیَّ علی الصلوٰۃ کہتے وقت اپنے منہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور حَیَّ علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان میں بعد حَیَّ علی الفلاح اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دو مرتبہ کہے پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے

اللہ بہت بڑا ہے یعنی اس کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲ منہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں جب تک انسان کو کسی امر کا پورا یقین نہیں ہوتا اسوقت تک اس کی کوئی گواہی نہیں دیتا اسی لئے یہاں اس عنوان سے پورے یقین کا اظہار مقصود ہے ۱۲ منہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں ۱۲ منہ۔ آؤ نماز کے واسطے ۱۲ منہ۔ آؤ ایک فلاح کے لئے یعنی نماز کیلئے نماز میں فائدہ ہی فائدہ ہے ۱۲ منہ۔ نماز بہتر ہے سونے سے۔ چونکہ یہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت آدمی کو اپنے خواب شیریں کا چھوڑنا ناگوار ہوتا ہے اس لئے اس کو اس امر کی اطلاع دی جاتی ہے کہ تمہارے اس خواب شیریں سے نماز بہتر ہے ۱۲

اور فجر کی اذان میں سترہ۔ اور اذان کے الفاظ کو گا کر ادا نہ کرے نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔ اور دو مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ میں ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے (شامی)

اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے اقامت مسجد کے اندر اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے۔ اقامت میں الصلوٰۃ خیر من النوم نہیں بلکہ بجائے اس کے ہر وقت قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ اور اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخ کو بند کرنا بھی نہیں اس لئے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے بند کئے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ اور اقامت میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہتے وقت داہنی بائیں جانب کا منہ پھیرنا بھی نہیں ہے۔

اذان واقامت کے احکام

(۱) سوا نماز جمعہ کے اور سب فرض عین نمازوں کے لئے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم جماعت کی نماز ہو یا تنہا۔ ادا نماز ہو یا قضا۔ اور نماز جمعہ کے لئے دوبارہ اذان کہنا اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ دی جائے تاکہ لوگوں کو اذان سن کر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو اس لئے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں۔ اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لئے صرف اقامت۔ ہاں مستحب یہ ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے[۱]

---

[۱] بیشک نماز تیار ہو گئی ۱۲ [۲] خندق کی لڑائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر، عصر، مغرب، کی نماز قضا ہو گئی تھی عشا کے آپ نے سب کی قضا پڑھی بعض روایات میں ہے کہ صرف ظہر کے واسطے اذان کہی گئی اور باقی کے واسطے صرف اقامت اور بعض روایات میں ہے کہ اذان بھی ہر ایک کے لئے علیحدہ کہی گئی ۱۲ (شامی) [۳] نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کے لئے بھی مثل اور نمازوں کے ایک ہی اذان تھی اور یہ اذان جب امام خطبہ پڑھنے کے لئے منبر پر بیٹھتا تھا تو اس وقت کہی جاتی تھی مگر جب حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ایک اذان جمعہ کی نماز کے لئے اور بڑھائی ۱۲

Marfat.com

(۲) مسافر کے لئے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں تو اذان مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں۔
(۳) جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اس کے لئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں بشرطیکہ محلہ کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو اس لئے کہ محلہ کی اذان اور اقامت تمام محلے والوں کو کافی ہے (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)
(۴) جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے
(۵) اگر کوئی شخص ایسے مقام پر ہو جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ بھی ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ قبل نماز جمعہ کے ختم ہونے کے پڑھے یا بعد ختم ہونے کے (بحر الرائق۔ درمختار)
(۶) عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ[1] ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔
(۷) لڑکوں اور غلاموں کے لئے اذان اور اقامت دونوں مکروہ ہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھیں (درمختار۔ بحر الرائق)
(۸) فرض عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لئے اذان و اقامت مسنون نہیں خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں (بحر الرائق وغیرہا)
(۹) جب بچہ پیدا ہو تو اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے اور اسی طرح اس شخص کے کان میں کہنا جو کسی رنج میں مبتلا ہو یا اس کو مرگی کا مرض ہو یا غصہ کی حالت میں ہو اور جس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ انسان ہو یا جانور اور لڑائی کے وقت اور جلے ہوئے کے کان میں اور اسی طرح اس مسافر کو جو راہ بھول گیا ہو اور کوئی راہ بتلانے والا نہ ہو اور اسی طرح اگر کہیں جن وغیرہ کا ظہور ہوتا ہو جو کسی کو تکلیف دیتے ہوں۔
(۱۰) جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت طاہر ہو یا جنب اس پر اذان کا جواب دینا واجب[2] ہے یعنی جو لفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی خود بھی کہے۔ مگر حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کے جواب

---

[1] اس مسئلہ میں علماء مختلف ہیں بعض کا قول ہے کہ اگر عورتیں تنہا نماز پڑھیں تو ان کے لئے اقامت مکروہ نہیں اذان اس وقت بھی مکروہ ہے مگر صحیح یہ ہے کہ ہر حال میں دونوں مکروہ ہیں (مراقی الفلاح، طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح، درمختار، بحر الرائق، شامی) [2] (کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمایئے)

یہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی کہے اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت وبررت اور بعد اذان کے درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت سیدنا محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد ۱۲

(۱) اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشہد ان محمدا رسول اللہ سنے تو یہ بھی کہے وانا اشہد یا رسول اللہ اور جب دوسری مرتبہ سنے تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھ پر رکھ کر کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اللّٰھم متعنی بالسمع

(عاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۷) اس میں اختلاف ہے کہ اذان کا جواب دینا مسنون ہے یا واجب اور زبان کے جواب دینا واجب ہے یعنی جو لفظ مؤذن سے سنا جائے وہی لفظ خود بھی کہا جائے یا قدم سے جواب دینا واجب ہے یعنی اذان سنکر نماز کے لئے چل دیا جائے صحیح یہ ہے کہ اذان کا جواب زبان سے دینا واجب ہے صاحب خلاصہ و محیط و ذخیرہ و ہدایہ و نہر الفائق و بحر الرائق و درمختار وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤذن سے سنو ویسا ہی تم بھی کہو ۱۲

(۲) نہیں ہے اقتدار اور قوت مگر خدا کی مدد سے جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح کہتا ہے تو وہ نماز کی طرف بلاتا ہے اور بلانا اس کے جواب میں یہ امر ظاہر کیا گیا کہ نماز کے لئے آنے کی طاقت اور قوت خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے لہٰذا خدا کی مدد ہوتی ہے تو ہم حاضر ہوتے ہیں ۱۲

(۳) یہ کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مؤذن سے سنا جائے وہی کہا جائے اور بعض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا جائے اس لئے بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ وہ بھی کہا جائے جو مؤذن سے سنا گیا ہے اور لاحول ولا قوۃ بھی کہا جائے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے ۱۲ منہ تو نے سچ کہا اور اچھی بات کہی ۱۲

(۴) اے اللہ اے مالک اس کامل دعا (اذان) اور اس قائم ہونے والی نماز کے عنایت فرما ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ایک مقام ہے جنت میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہ ملے گا یا وسیلہ بمعنی قرب و منزلت اور بزرگی پہنچا ان کو مقام محمود جہاں سب انبیاء خدا کی تعریف کریں گے اور آنحضرت کو شفاعت کی اجازت دیں جبکہ تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا بعض محققین نے یہ والدرجۃ الرفیعۃ بھی کہتے ہیں جو کہ بے اصل ہے ۱۲ منہ رحمت نازل فرمائے اللہ تعالیٰ آپ پر اے خدا کے رسول آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک آپ ہی سے ہے اے رسول اللہ یا اللہ مجھے فائدہ مند کر سمع اور بصر سے ۱۲

والدعوات (جامع الرموز کتاب الصلوٰۃ)

(۱۲) اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ اگر چلنے کی حالت میں اذان سنے تو کھڑا ہو جائے اور اذان سننے کی حالت میں سوا جواب دینے کے اور کسی کام میں مشغول نہ ہو یہاں تک کہ سلام یا کلام کا جواب بھی نہ دے اور اگر قرآن مجید پڑھتا ہو تو اس کا پڑھنا بھی موقوف کر دے۔

(۱۳) جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد جانا واجب ہے خرید و فروخت یا اور کسی کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

(۱۴) جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا واجب نہیں لیکن اگر جواب دے تو مکروہ نہیں۔

(۱۵) اقامت کا جواب دینا مستحب ہے واجب نہیں اور قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں اقامھا اللہ وادامھا کہے (فتح القدیر۔ بحر الرائق)

(۱۶) آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیے (۱) نماز کی حالت میں (۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ نکاح کا ہو یا اور کسی چیز کا (۳) تلبیہ میں (۴) قضائے حاجت میں (۵) پڑھنے اور پڑھانے کی حالت میں (۶) جماع کی حالت میں (۷) پیشاب پاخانہ کی حالت میں (۸) کھانا کھانے میں۔ ہاں بعد ان سے فراغت کے اذان سنے تو جواب دینا مستحب ہے (بحر الرائق)

اذان اور اقامت کے سنن و مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہیں بعض مؤذن سے متعلق ہیں بعض اذان و اقامت سے متعلق ہیں لہٰذا ہم پہلے مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے۔

(۱) مؤذن کا مرد ہونا عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے اگر عورت اذان کہہ چکے تو اس کا اعادہ کر لینا چاہیے اقامت کا اعادہ نہیں اس لئے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں جیسا کہ تکرار اذان کے۔ (مختار)

ے قرآن مجید میں ہے۔ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ (پ ۲۸ سورۃ الجمعۃ) جب نماز جمعہ کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کے لئے دوڑو اور خرید و فروخت وغیرہ دنیا کے تمام کاموں کو چھوڑ کر نہایت اہتمام سے نماز کیلئے جاؤ۔ اور یہ اذان خطبہ سے پہلے اذان ہے (طحطاوی، حاشیہ مراقی الفلاح) جمعہ کی دو اذانیں کھلا ہوا اور ثبوت ہے

(۲) مؤذن کا عاقل ہونا، مجنون اور مست اور نا سمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کرلینا چاہیئے نہ اقامت کا (در مختار)

(۳) مؤذن کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر جاہل آدمی اذان دے تو اس کو مؤذنوں کی برابر ثواب نہ ملے گا (بحر الرائق)

(۴) مؤذنوں کا پرہیزگار اور دیندار ہونا اور لوگوں کے حال سے خبردار رہنا جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں ان کو تنبیہ کرنا۔

(۵) مؤذن کا بلند آواز ہونا۔

(۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے۔ ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد[۵] کے اندر ممبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں بلکہ تمام بلاد اسلام میں معمول ہے (مراقی الفلاح)

(۷) اذان کا کھڑے ہو کر کہنا۔ اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہیئے ہاں اگر سوار ہو یا اذان صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۸) اذان کا بلند آواز سے کہنا۔ ہاں اگر صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا۔

(۹) اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرلینا مستحب ہے۔

(۱۰) اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہے یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کرکے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان کے الفاظ بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہہ دے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں (در مختار و رد مختار)

(۱۱) اذان میں حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت داہنی طرف منہ کو پھیرنا اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منہ کو پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا اور کسی چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھیرے

---

[۵] نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ اذان بھی مسجد کے اندر نہ ہوتی تھی مگر عبد الملک نے اپنے زمانہ میں اس کو مسجد کے اندر داخل کرلیا اور اس زمانہ میں بڑے بڑے جلیل الشان تابعی موجود تھے سب نے سکوت کیا اس لئے یہ غیر مکروہ نہ رہا اور تمام بلاد اسلام میں رائج ہوگیا اور کسی نے آج تک اس کا انکار نہیں کیا ۱۲ منہ

Marfat.com

(۱۲) اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو۔ بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار)

(۱۳) اذان کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا سنت ہے اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا سنت ہے اگر حدث اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر یا اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں۔

(۱۴) اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص موخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً اشہد ان لا الٰہ الا اللہ سے پہلے اشہد ان محمد الرسول اللہ کہہ جائے یا حی علی الصلوٰۃ سے پہلے حی علی الفلاح کہہ جائے تو اس صورت میں صرف اسی موخر الذکر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اس نے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت میں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہہ کر اشہد ان محمد رسول اللہ پھر کہے اور دوسری صورت میں حی علی الصلوٰۃ کہہ کر حی علی الفلاح پھر کہے پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں (بحر الرائق۔ درمختار۔ شامی)

(۱۵) اذان اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اثنائے اذان و اقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرلے نہ اقامت کا (درمختار۔ شامی)

متفرق مسائل

(۱) اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونے کے خیال آئے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو تو جواب دیدے ورنہ نہیں۔

(۲) اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہیے ہاں اگر کچھ تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور ان کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائیگا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے تو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کرلینا چاہیے (درمختار)

(۳) اگر مؤذن اذان دینے کی حالت میں مرتد ہو جائے (معاذ اللہ منہ) یا بے ہوش ہو جائے یا اس کی

آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اس کو حدث ہو جائے اور وہ اس
دور کرنے کے لئے چلا جائے تو اس اذان کے لئے سر سے اعادہ کرنا سنت مؤکدہ ہے (درمختار ص
(۴) اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت
کر کے اس حدث کے دور کرنے کو جائے۔

(۵) ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے (درمختار)
(۶) بہتر یہ ہے کہ اذان کہنے کا منصب بھی امام ہی کے سپرد کیا جائے۔ (درمختار)
(۷) جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کو کہنی چاہیے۔ ہاں اگر وہ اذان دے کر کہیں چلا جائے
کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔
(۸) کئی مؤذنوں کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے (شامی)
(۹) سوا مغرب کے اور وقتوں میں اذان اور اقامت کے درمیان میں تثویب بدعت حسنہ ہے
تثویب اذان کے اس قدر دیر کے بعد دی جائے کہ جس میں بیس آیتوں کی تلاوت ہو سکے پھر اس
بعد اسی قدر توقف سے اقامت کہی جائے تثویب بھی مثل اذان کے کھڑے ہو کے کہی جائے
تثویب کا عربی زبان میں ہونا کچھ ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص یوں کہہ دے کہ جماعت تیار ہے
ہوتی ہے یا اور کوئی لفظ تب بھی درست ہے یا اگر صرف کھانسنے سے لوگ سمجھ جائیں تو یہ بھی تث

ع ۱ اس کو عرف میں اذان جوق کہتے ہیں یہ بدعت حسنہ ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں نہ تھی (شامی)
عہ ۲ یہ قول متاخرین فقہا کا ہے متقدمین کے تثویب میں دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ سوا فجر کے اور کسی وقت
جائز نہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں بھی سوا فجر کے اور کسی وقت تثویب نہ تھی۔ دوسرا قول قاضی
رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ قاضیوں اور حاکموں کے لئے فجر کے سوا اور اقامت میں بھی تثویب جائز ہے اس لئے کہ
دینی کاموں میں مشغول رہتے ہیں لہذا ان کو تثویب کی ضرورت ہے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت
ہونے کی اطلاع دیا کرتے تھے اب چونکہ دین کے امور میں سستی زیادہ بڑھ گئی ہے اس لئے متاخرین نے
وخاص کے لئے سوا فجر کے اور اقامت میں بھی تثویب کی اجازت دیدی ہمارے زمانے میں بعض جاہلوں کا
ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ سُنَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اس غرض سے کہتے ہیں کہ
سنتیں وغیرہ پڑھ کر فراغت کر لیں حالانکہ یہ تثویب میں داخل ہوا نہیں اس لئے کہ اس کی غرض وہ نہیں ہے جو پہلی اذان
ہے پہلی اذان کی غرض لوگوں کا مسجد میں حاضر ہونا ہے اور اس کی غرض سنت پڑھنا اور تثویب میں یہ امر ضروری
غرض اور اس سے پہلے جو اعلام ہوا ہوا اس کی غرض ایک ہے لہذا یہ بدعت سیئہ ہے اسکو ترک کرنا چاہیے واللہ اعلم

Marfat.com

حاصل یہ کہ جیسا جہاں دستور ہو اسی کے موافق وہاں تثویب کی جائے۔

(۱۰) اقامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھوں کو چومنا بدعت ہے کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہے اور اذان میں بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔

(۱۱) مؤذن کو چاہئے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کر دے۔

(۱۲) اذان اور اقامت کے لئے نیت شرط نہیں۔ ہاں آداب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لئے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔ اذان اور اقامت کا بیان ہو چکا اب نماز کے اوقات لکھے جاتے ہیں۔

نماز کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) اسلام۔ کافر پر نماز واجب نہیں بعض محققین کا قول ہے کہ کافر پر بھی نماز واجب ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آخرت میں اس کو عبادات کے ترک پر بھی عذاب کیا جائیگا طاعات کا ثواب ملنا اور بات ہے۔

(۲) بلوغ۔ نابالغ پر نماز واجب نہیں۔

(۳) عقل۔ بے عقل پر نماز واجب نہیں خواہ ... (illegible) سبب سے مگر شرط اسی جنون اور بے ہوشی کا ہے جو پانچ نماز کے وقت تک رہے اگر اس سے کم ہو تو پھر اس پر نماز واجب ہے یہاں تک کہ بعد ہوش ... (illegible) بیہوشی نشہ کے سبب سے ہو اس سے نماز معاف نہیں ہوتی۔

(۴) عورتوں کو حیض و نفاس سے پاک ہونا حیض و نفاس کی حالت میں ... (illegible)

(۵) بعد اسلام یا بلوغ یا بعد جنون اور بیہوشی کے ادا ... (illegible) گرچہ وہ اسی قدر ہو کہ اس میں صرف تحریمہ کی گنجائش ہو اگر کسی کا ... (illegible)

لہ بعض احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ اذان میں ... (illegible) چاہئے مگر کوئی روایت ان میں سے بطریق محدثین کے مرویات صحت کو نہیں ... (illegible) مثل ... (illegible) اقرار ... (illegible) لیکن ... (illegible) حالت ... (illegible)

اس وقت کی نماز فرض نہیں۔

نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں

چونکہ نماز کا اہتمام سب عبادتوں سے زیادہ ہے اس وجہ سے اس کے شرائط بھی بہت ہیں یہاں تک کہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ اس کے شرائط کا حصر نہیں ہوا اگر ہم اس مقام پر صرف ان شرطوں کو بیان کرتے ہیں جن کی ضرورت ہر نماز میں پڑتی ہے بعض شرائط جو کسی خاص نماز سے تعلق رکھتے ہیں جیسے جمعہ کی نماز کے شرائط ان کا ذکر اسی مقام پر کیا جائیگا جہاں ان نمازوں کا بیان ہوگا۔

پہلی شرط

طہارت۔ نماز پڑھنے والے کے جسم کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے خواہ غلیظ ہو یا خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ ہاں اگر بقدر معافی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر افضل یہ ہے کہ اس سے بھی پاک ہو اسی طرح نجاست حکمیہ کی دونوں قسموں (حدث اکبر و اصغر) سے بھی پاک ہونا چاہیے نجاست حقیقیہ اور حکمیہ اور ان سے پاکی کے طریقے جلد اول میں بیان ہو چکے ہیں۔ نماز پڑھنے والے کے لباس کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے اور اسی طرح اس چیز کو جو اس کے جسم سے ایسا تعلق رکھتی ہو کہ ان حرکتوں جو نماز میں ہوتی ہیں مثل رکوع سجدہ وغیرہ کے اس چیز کو بھی حرکت ہو۔

مثال کسی چادر کا پاک حصہ نماز پڑھنے والے کے جسم پر ہو اور نجس حصہ زمین پر ہو مگر اٹھنے بیٹھنے سے اس کو جنبش ہوتی ہو (مراقی الفلاح۔ درمختار)

اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور اسی طرح اس چیز کو بھی پاک ہونا چاہیے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہو بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو (درمختار وغیرہ)

مثال۔ نماز پڑھنے والا کسی بچہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور اس بچہ کا جسم یا کپڑا نجس ہو تو کچھ حرج نہیں اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کبوتر وغیرہ آکر بیٹھ جائے اور اس کا جسم نجس ہو تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے اس کو کچھ تعلق نہیں سمجھا جائے گا۔ (بحر الرائق۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی چیز ہو جس کی نجاست اپنی جائے پیدائش

Marfat.com

میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں (درمختار۔ شامی)

مثال۔ نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ اس کا لعاب اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے جس سے طہارت کا حکم نہیں اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ حرج نہیں اس لئے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں بخلاف اس کے اگر کسی شیشی میں پیشاب بھرا ہوا اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اس کا بند ہو اس لئے کہ اس کا پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے (بحرالرائق۔ شامی وغیرہ)

نماز پڑھنے کی جگہ۔ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہئے ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہوں اور سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے (درمختار)

اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا (بحرالرائق۔ شامی)

اگر کسی نجس مقام پر کوئی کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے (بحرالرائق۔ شامی)

اگر کسی کپڑے کا استر نجس ہو تو اس پر نماز درست نہیں (شرح وقایہ۔ بحرالرائق)

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں (بحرالرائق)

اگر کسی شخص کو کوئی پاک جگہ نماز کے لئے نہ ملے مگر یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت تک مل جائے گی تو اس کو اخیر وقت تک انتظار کر کے نماز پڑھنا مستحب ہے اور اگر بغیر انتظار کے اسی نجس مقام میں نماز پڑھ لی جائے تب بھی کچھ حرج نہیں۔

دوسری شرط

ستر عورت۔ یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اس حصۂ جسم کو چھپانا فرض ہے جس کا ظاہر کرنا شرعاً

حرام ہے خواہ تنہا نماز پڑھے یا کسی کے سامنے۔

اگر کوئی شخص کسی تنہا مکان میں نماز پڑھتا ہو یا کسی اندھیرے مقام میں اس پر بھی ستر عورت فرض ہے اگرچہ کسی غیر شخص کے دیکھنے کا خوف نہیں، ہاں اپنی نظر سے چھپانا شرط نہیں اگر کسی کی نظر اپنے جسم پر نماز پڑھنے کی حالت میں پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں (بحر الرائق، درمختار، مراقی الفلاح)

اگر کوئی لونڈی صرف اسی قدر اپنے جسم کو چھپائے ہوئے نماز پڑھ رہی ہو جس کا چھپانا اس پر فرض ہے اور نماز پڑھنے ہی کی حالت میں آزاد کر دی جاوے تو اب اس پر تمام اس پورے جسم کا چھپانا فرض ہوگا جس کا چھپانا آزاد عورتوں پر فرض ہوتا ہے پس اگر وہ قبل ادا کرنے ایک رکن کے بغیر عمل کثیر کے اپنے تمام جسم کو چھپائے تو اس کی نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں (درمختار وغیرہ)

اگر نماز کی حالت میں کسی ایسے جسم کا چوتھا حصہ کھل جائے جس کا چھپانا فرض ہے خواہ وہ عورت غلیظہ ہو یا خفیفہ اور اتنی دیر تک کھلا رہے جس میں ایک رکن ادا ہو سکتا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائیگی اور اگر نماز پڑھنے کے پہلے سے کھلا ہو تو اس نماز کا شروع کرنا صحیح نہ ہوگا (درمختار، شامی وغیرہ)

اگر ایک ہی عضو کئی جگہ سے کھلا ہو تو سب کھلے مقامات ملا کر اگر اس عضو کی چوتھائی کے برابر ہو جائیں تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مثال کسی شخص کی ران ایک جگہ سے بقدر آٹھویں حصہ کے کھلی ہو اور دوسری جگہ بھی بقدر آٹھویں حصہ کے تو دونوں مل کر بقدر چوتھائی حصہ کے ہو جائیں گے اور نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کئی عضو کھلے ہوں اور ہر ایک چوتھائی حصہ سے کم ہو تو اگرچہ سب کھلے ہوئے مقامات ملکر ان کھلے ہوئے اعضاء میں چھوٹی عضو کی چوتھائی کے برابر ہو جائیں تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی (درمختار وغیرہ)

مثال کسی عورت کا سینہ تھوڑا کھلا ہوا اور ایک کان کچھ کھلا ہو تو اگر دونوں کھلے ہوئے مقام کان کی چوتھائی کے برابر ہو جائیں تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں کوئی شخص قصداً اپنی عورت غلیظہ یا خفیفہ کے چوتھے حصے کو کھول دے تو اس کی نماز فوراً فاسد ہو جائے گی خواہ بقدر ادا کرنے ایک رکن کے کھلا رہے یا اس سے کم (شامی)

اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا نہ ہو جس سے وہ اپنے اعضا کو چھپائے یا ایسا باریک کپڑا ہو جس سے بدن نظر آتا ہو تو اس کو چاہیے کہ کسی درخت کے پتے یا مٹی وغیرہ سے اپنے اعضا کو چھپائے اور اگر یہ کوئی صورت ممکن نہ ہو تو پھر اسی طرح نماز پڑھ لے۔ اگر کسی کو یقین یا گمان غالب

Marfat.com

ہو کہ اخیر وقت نماز تک اس کو کپڑا مل جائے گا تو اس کو مستحب ہے کہ اخیر وقت تک انتظار کر کے نماز پڑھے۔ اگر کسی دوسرے شخص کے پاس کپڑا ہو اور یہ امید ہو کہ اگر اس سے مانگا جائے گا تو دیدے گا خواہ بطور رعایت کے یا ہبہ کے تو اس سے طلب کرنا واجب ہے اگر کسی کے پاس کوئی نجس کپڑا ہو تو نماز میں اس سے ستر جائز نہیں بلکہ یہ نماز پڑھنا چاہیے اگر کسی کے پاس کوئی کپڑا ہو جس کا چوتھائی سے کم حصہ پاک ہو تو اس سے ستر کر کے نماز پڑھنا مستحب ہے اگر بغیر اس سے ستر کئے ہوئے نماز پڑھے تب بھی جائز ہے اور اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا ہو جو چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ پاک ہو تو اس سے ستر کر کے نماز پڑھنا چاہیے ورنہ اس سے ستر کئے ہوئے نماز نہ ہوگی (درمختار)

یہ سب صورتیں اسی وقت ہیں جب اس کپڑے کے طاہر کرنے کی کوئی صورت ممکن نہ ہو مثلاً پانی نہ ملتا ہو یا پینے وغیرہ کے لئے رکھا ہو اور اگر طاہر کرنے سے معذوری بوجہ آدمیوں کے ہوگی تو جب عذر جاتا رہے گا ان نمازوں کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

اگر کسی عورت کے پاس اس قدر کپڑا ہو جس سے وہ اپنے بدن کو اور سر کے چوتھائی حصہ کو چھپا سکتی ہو تو اس کو سر کے چوتھائی حصہ کا چھپانا فرض ہے۔ اور اگر اس قدر ہو کہ سر کے چوتھائی حصہ سے کم چھپ سکے تو پھر سر کا چھپانا فرض نہیں ہاں افضل یہ ہے کہ جس قدر چھپ سکے اسی قدر چھپائے (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس اس قدر کپڑا ہو کہ اس سے جسم کا بعض حصہ چھپ سکتا ہو تو عورت غلیظہ کو چاہیے اور اگر اس قدر ہو کہ عورت غلیظہ بھی پوری نہ چھپ سکے تو خاص حصہ کا چھپانا بہ نسبت مشکل حصہ کے بہتر ہے (درمختار وغیرہ)

ان سب صورتوں میں اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے ہو تو یہ معذوری جاتی رہے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

مثال۔ کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کسی دشمن نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپالے چاہے اس سے بچا کر نماز پڑھے تو اس کو چاہیے کہ اپنے جسم کو چھپالے اور نماز اسی نجس مقام پر پڑھے۔

تیسری شرط

استقبال قبلہ یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ کعبہ مکرمہ کی طرف کرنا خواہ حقیقۃً یا حکماً کعبہ کی طرف[1] منہ کرنا شرط نہیں ہاں مسنون البتہ ہے لہٰذا اگر کوئی کعبہ سے منہ پھیر کر نماز پڑھے تو ہو جائیگی مگر خلاف سنت کے وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ جن لوگوں کو کعبۂ مکرمہ نظر آتا ہو مثل ان لوگوں کے جو مکہ معظمہ میں رہتے ہیں اور ان کے اور بیت اللہ کے درمیان میں کوئی حاجب نہ ہو ان پر فرض ہے کہ خاص کعبہ کی طرف سینہ کر کے نماز پڑھیں جس طرف کعبہ ہو بالکل سیدھ پر کھڑا ہونا فرض نہیں جو شخص قبلہ کی طرف نماز پڑھنے سے عاجز ہو خواہ کسی مرض کی وجہ سے یا مال کے خوف سے یا کسی دشمن کے خوف سے یا اور کسی وجہ سے تو اس کو استقبال قبلہ کی ضرورت نہیں بلکہ جس طرف وہ نماز پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔ اگر کسی کو یہ نہ معلوم ہو کہ کعبہ مکرمہ کس طرف ہے اور نہ کوئی ایسا معتبر مسلمان ہو جس سے پوچھ لے تو اس کے لئے یہ شرط ہے کہ اپنے گمان غالب پر عمل کرلے اس کو غالب گمان سے جس طرف کعبہ معلوم ہو اسی طرف نماز پڑھ لے اگر نماز پڑھنے میں اس کا گمان بدل جائے تو اس کو چاہئے کہ اسی طرف پھر جائے اور ایسی حالت میں اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد اس کو اپنے گمان غالب کی غلطی معلوم ہو جائے تو اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر کوئی ایسی حالت میں بغیر غالب گمان کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ادا نہ ہوگی اگرچہ اس نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہو۔

اگر قبلہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے گمان غالب پر عمل کرنا چاہئے لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہوگا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی اس لئے کہ امام اس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتدا جائز نہیں۔

چوتھی شرط

نیت یعنی دل میں نماز پڑھنے کا قصد کرنا۔ زبان سے بھی کہنا بہتر ہے۔

اگر فرض نماز پڑھتا ہو تو نیت میں اس فرض کی تعیین بھی ضروری ہے مثلاً اگر ظہر کی نماز پڑھتا ہو

---

[1] ابتدائے اسلام میں نماز بیت المقدس کی طرف پڑھی جاتی تھی جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے نماز اسی طرف پڑھتے رہے۔ ہجرت کے سولہ مہینے کے بعد مدینہ منورہ میں کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا بہت شوق تھا اور انتظار میں رہتے تھے (بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

دل میں یہ قصد کرنا کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں اور اگر عصر کی نماز پڑھے تو یہ کہ میں عصر کی نماز پڑھتا ہوں
ں امر کی نیت ضروری نہیں کہ یہ ظہر یا عصر اس وقت یا آج کی ہے۔ ہاں اگر قضا پڑھتا ہو تو اس میں دن
تخصیص بھی ضروری ہے۔ مثلاً یوں کہو کہ فلاں دن کی ظہر کی نماز پڑھتا ہوں۔ اور اگر اس کے ذمہ صرف
ایک ہی ظہر کی یا عصر کی قضا ہو تو پھر اس کی ضرورت نہیں)۔

اسی طرح اگر واجب نماز پڑھتا ہو تو اس کی تخصیص بھی ضروری ہے کہ یہ کون سا واجب ہے وتر یا عیدین
کی نماز ہے یا نذر کی نماز اور اگر کئی نذروں کی نماز اس کے ذمہ ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ ان میں سے کسی ایک
کو تعیین کرے۔ اور اسی طرح سجدۂ تلاوت اور شکر میں نیت تلاوت یا شکر کی شرط ہے۔ رکعتوں کی تعداد
کی نیت شرط نہ ہوں خواہ فرض نماز ہو یا واجب مثلاً یہ نیت کہ میں دو رکعت نماز فرض پڑھتا
ہوں یا چار رکعت فرض ظہر (درمختار)

ہاں افضل یہ ہے کہ اس کی بھی نیت کرے (خانیہ۔ شامی)

اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ میں اس وقت جو نماز فرض ہے وہ پڑھتا
ہوں اور اس نماز کا وقت موجود ہو یا نہ ہو مگر نہ ہونے کا علم نہ ہو تو یہ نیت کافی ہو جائے گی۔ اور اگر
اس کا وقت نہ ہو اور وقت نہ ہونے کا اس کو علم بھی ہو تو پھر نماز نہ ہوگی مگر جمعہ کی نماز اس نیت
سے نہ ہوگی اگرچہ وقت موجود ہو اس لئے کہ جمعہ کی نماز ظہر کے عوض میں پڑھی جاتی ہے اصل
میں ظہر کی نماز فرض ہے۔

اگر کوئی اس نیت سے نماز پڑھے کہ میں آج کے دن جو نماز فرض ہے وہ پڑھتا ہوں تو یہ
نیت صحیح نہیں اس کی نماز نہ ہوگی۔

اگر کوئی شخص مثلاً ظہر کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ میں آج کے دن کی ظہر پڑھتا ہوں
تو نیت صحیح ہو جائے گی اور ظہر کا وقت ہو یا نہ ہو اس کی نماز ہو جائے گی اس لئے ادا نماز
قضا کی نیت سے اور قضا ادا کی نیت سے صحیح ہو جاتی ہے۔

مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

---

۲۵ کہ جب حکم نازل ہوا۔ اور وجہ اس کی یہ تھی کہ کعبہ ہی سے آپ کو معراج ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم کا بھی قبلہ تھا
قیامت میں عرش معلی کی قبلہ بھی وہیں ہوگی اور بھی بہت سی فضیلتیں کعبہ میں تھیں (ہدایۃ المعذرین) تحویل قبلہ
کی بحث میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ کعبہ کی طرف پھرنے کا حکم آگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
و تمام صحابہ اسی طرف پھر گئے۔ ۱۲

امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہاں اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہونے کے لئے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازے یا جمعہ یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمرو بلکہ صرف اسیقدر نیت کافی ہے کہ میں امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں ہاں اگر تعیین کرے گا اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ مثال کسی شخص نے یہ نیت کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔ حالانکہ جس پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ عمرو ہے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہئے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت دعا کے لئے پڑھتا ہوں۔ اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ کرلینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اس کی میں بھی پڑھتا ہوں۔ صحیح یہ ہے فرض اور نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کرلینا کافی ہے اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا کسوف یا خسوف مگر نیت کرلے تو بہتر ہے۔

اگر نیت[۲] زبان سے بھی کہی جائے تو ایسی عبارت ہونا چاہئے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ نیت ہے نہ یہ کہ اب نیت کرے گا۔ نیت کی عبارت خواہ عربی زبان میں ہو یا اور کسی زبان میں صرف زبان اگر نیت کی عبارت کہدی جائے تو درست[۳] نہیں اور اگر صرف دل سے ارادہ کرلیا جائے تو درست

---

[۱] ہر ایک کی نیت ہم اس مقام پر ذکر کریں گے جہاں ان نمازوں کا بیان آئیگا۔ ۱۲

[۲] زبان سے نیت کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں اور لغت میں بھی نیت دلی قصد کو کہتے ہیں زبان سے کہنے کو نیت نہیں کہتے۔ اسی خیال سے بعض علماء زبان سے نیت کی عبارت کہنے کو بدعت کہتے ہیں ہمارے فقہاء نے اسلئے اسکو جائز بلکہ مستحب کہا ہے کہ عوام کو دلی ارادے کی تمیز نہیں ہوتی اور کبھی آدمی متفکر ہوتا ہے اس کا دلی ارادہ بغیر زبان سے کچھ کہے ہوئے مستقل نہیں ہوتا (درمختار۔ شامی)

[۳] بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نہایت درجہ متفکر اور رنجیدہ ہو کہ اسکو دل سے کسی کام کا ارادہ کرنا ممکن نہ ہو اس کے لئے صرف زبان سے کہدینا جائز ہے مگر محققین کی یہ رائے ہے کہ صرف زبان سے کہنا کسی وقت کافی نہیں بلکہ شخص کو جسکی حالت ہو کہ دل سے کسی کام کا ارادہ نہ کرسکتا ہو مجنون کے حکم میں داخل کرکے نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا جائیگا (شامی)

Marfat.com

۔اصل نیت یہی ہے۔

کسی نماز میں استقبال قبلہ کی نیت شرط نہیں فرض نماز ہو یا واجب سنت ہو یا مستحب اور نفل
نیت کو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا چاہئے اور اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کرلے تب بھی درست ہے
شرطیکہ نیت اور تحریمہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے
بات چیت وغیرہ کے اور اسی شرط سے اگر وقت آنے سے پہلے نیت کرلے تب بھی درست ہے بعد
تحریمہ کے نیت کرنا صحیح نہیں اور اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

پانچویں شرط

تحریمہ۔ یعنی نماز شروع کرتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا یا اس کے ہم معنی اور کوئی لفظ کہنا پھر
تکبیر کے بعد نماز کی حالت شروع ہو جاتی ہے اور کھانا پینا چلنا پھرنا اور بات چیت کرنا اور
زدہ چیزیں جو خارج نماز میں جائز تھیں حرام ہو جاتی ہیں اس کو تحریمہ کہتے ہیں۔

تحریمہ کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں جو یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

۱) تحریمہ کا نیت کے ساتھ ملا ہوا ہونا خواہ حقیقۃً ملی ہوئی ہو یعنی ایک ہی وقت میں نیت اور تحریمہ
دں ہوں یا حکماً ملی ہوئی ہو یعنی نیت اور تحریمہ کے درمیان کوئی ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے
فی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور نیت کرنے کے بعد نماز کے لئے چلنا پھرنا وغیرہ
نامنافی نہ سمجھا جائے گا اور اس کے فاصل ہونے سے تحریمہ کی صحت میں کچھ خلل نہ آئے گا بشرطیکہ
ہے کہ حقیقۃً ملا دے (مراقی الفلاح)

۲) جن نمازوں میں کھڑا ہونا فرض ہے ان کی تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے اور باقی نمازوں کی
ہے مگر اس امر کا لحاظ ہر نماز میں ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں یا قریب رکوع کے جھک
نہ کہی جائے۔ اگر کوئی شخص جھک کر تکبیر تحریمہ کہے تو اگر اس کا جھکنا رکوع کے قریب نہ ہو تو تحریمہ
ع ہو جائے گی اور اگر رکوع کے قریب ہو تو صحیح نہ ہوگی (مراقی الفلاح)

بعض ناواقف جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی
لک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ
ریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

۳) تحریمہ کا نیت سے پہلے نہ ہونا۔ اگر تکبیر تحریمہ پہلے کہہ لی جائے اور نیت اس کے بعد کی جائے

تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی (مراقی الفلاح)

(۴) تکبیر تحریمہ کا اتنی آواز سے کہنا کہ خود سن لے بشرطیکہ بہرا نہ ہو (ایضاً)

گونگے کو تکبیر تحریمہ کے لئے زبان ہلانا ضروری نہیں بلکہ اس کو تکبیر تحریمہ معاف ہے (ایضاً)

(۵) تکبیر تحریمہ کا ایسی عبارت میں ادا کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی سمجھی جاتی ہو کسی اور قسم کا مضمون مثل دعا وغیرہ کے اس سے نہ ظاہر ہوتا ہو پس اگر بجائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَللّٰہُ اَعْلٰی کہے تو اس کی تحریمہ صحیح ہو جائے گی بخلاف اس کے اگر کوئی شخص اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہے تو تحریمہ صحیح نہ ہوگی اس لئے کہ اس سے دعا کا مضمون بھی سمجھا جاتا ہے (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

(۶) اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ہمزہ یا بے کو نہ بڑھانا۔ اگر کوئی شخص ءَاللّٰہُ اَکْبَرُ یا اَللّٰہُ اَکْبَاْرُ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی (ایضاً)

(۷) اللہ میں لام کے بعد الف کہنا۔ اگر کوئی شخص نہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔

(۸) تکبیر تحریمہ کا بسم اللہ وغیرہ سے نہ ادا کرنا۔ اگر کوئی بجائے تکبیر تحریمہ کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وغیرہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

(۹) تکبیر تحریمہ کا قبلہ رو ہو کر کہنا (بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو)

فرض نمازوں کا بیان

باوجودیکہ فرض نمازوں کا پڑھنا ایک حق واجب کا ذمہ سے اتارنا ہے اور حق واجب ادا کرنے میں نہ کسی انعام کا استحقاق ہوتا ہے نہ کوئی کمال مگر اللہ جل شانہ کی عنایت بے حد اس امر پر حد سے زیادہ ہے ان فرائض کے ادا کرنے میں بھی بیحد ثواب مقرر فرمایا ہے۔

پانچ نمازوں کے پڑھنے سے پچاس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

کسی سائل کے جواب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عبادات سے افضل نماز کو فرمایا نے پوچھا کہ نماز کے بعد حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ جہاد جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ اس قسم کے مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

عہ اللہ بہت بزرگ ہے ۱۲ عہ اللہ کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲ عہ اللہ کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲ اللھم اے اللہ مجھے بخش

اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ نماز کا رتبہ جہاد سے بھی زیادہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ ایک اعرابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے میں بہشت بریں کا مستحق ہو جاؤں اور عذاب دوزخ سے نجات پاؤں حضرتؐ نے فرمایا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھا کر اور رمضان کے روزے رکھا کر اعرابی یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرط خوشی میں کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں اب اس سے زیادہ کوئی عبادت نہ کروں گا۔ جب وہ چلا گیا تو حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم کو جنتی کے دیکھنے کا شوق ہو تو اسے دیکھ لو۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ سب اعمال سے پہلے قیامت میں نماز کا سوال ہوگا جس کو اس سوال میں کامیابی ہوئی بیشک وہ نجات پا جائیگا اور جسکو اسمیں ناکامی ہوئی وہ نقصان اٹھائے گا (ترمذی)

فجر کے وقت دو رکعت نماز فرض ہے اور ظہر عصر عشا کے وقت چار چار رکعتیں جمعہ کے دن ظہر کے دو رکعت نماز جمعہ۔ مغرب کے وقت تین رکعت۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو چادر یا آستین وغیرہ سے باہر نکال کر کانوں تک اٹھائے اس طرح کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو سے مل جائیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں انگلیاں نہ بہت کشادہ ہوں نہ ملی ہوئی اسی حالت میں جس نماز کو پڑھنا چاہتا ہے اس کی نیت دل میں کرے اور زبان سے بھی دلی ارادہ کو ظاہر کرے۔ فجر کی نیت اس طرح کرے اُصَلِّیْ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْ فَرْضِ الْفَجْرِ وَقْتَ الْفَجْرِ میں نے ارادہ کیا دو رکعت نماز فرض فجر کے وقت میں پڑھوں۔ ظہر کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الظُّہْرِ میں نے ارادہ کیا چار رکعت نماز فرض ظہر کے وقت میں پڑھوں۔ عصر کی نیت یوں ہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْعَصْرِ میں نے یہ نیت کی کہ چار رکعت نماز فرض عصر کے وقت میں پڑھوں۔ مغرب کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ ثَلٰثَ رَکْعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْمَغْرِبِ میں نے ارادہ کیا کہ تین رکعت نماز فرض مغرب کے وقت میں پڑھوں۔ عشا کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْعِشَاءِ میں نے ارادہ کیا چار رکعت نماز فرض عشا کے وقت میں پڑھوں۔

ع چونکہ نیت عربی زبان میں کہنا کچھ ضرور نہیں اس لئے ہم نے عربی اردو دونوں زبانوں

اس نیت کے ساتھ ہی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے، اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور بائیں کلائی کو داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے پکڑ لے اور باقی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا لے پھر فوراً یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اس دعا کو پڑھ کر سکوت کرے اور اگر امام قرأت شروع کر چکا ہو تو اس دعا کو بھی نہ پڑھے بلکہ اللہ اکبر کے بعد ہی سکوت کر لے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہو یا امام ہو تو اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے جب سورۂ فاتحہ ختم ہو جائے تو منفرد اور امام آہستہ سے آمین کہیں اگر کسی ایسے وقت کی نماز ہو جس میں بلند آواز سے قرأت کیجاتی ہے تو سب مقتدی بھی آہستہ سے آمین کہیں آمین کی الف کو بڑھا کر کہنا چاہیے اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے اگر سفر کی حالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے جو سورت چاہے پڑھے اور اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر[عہ] اور ظہر کی نماز میں سورۂ حجرات اور سورۂ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہیے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشا کی نماز میں والسماء والطارق اور لم یکن اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیے مغرب کی نماز میں اِذَا زُلْزِلَتْ سے آخر تک۔

بعد سورت پڑھ چکنے کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں جائے اور رکوع کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور رکوع میں اچھی طرح پہونچ جانے کے ساتھ ہی تکبیر ختم ہو جائے رکوع اس طرح کیا جائے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ ہوں اور سر اور سرین برابر ہوں

عہ ترجمہ - پاکی بیان کرتا ہوں میں تیری اے اللہ اور تیری تعریف کرتا ہوں اور بزرگ ہے تیرا نام اور بڑا ہے تیرا مرتبہ اور نہیں ہے کوئی خدا تیرے سوا

عہ فجر کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سورۂ والطور پڑھتے (صحیح بخاری) کبھی والشمس کبھی سورت کبھی سورۂ طارق (مسلم) کبھی سورۂ بلدین کبھی سورۂ واقعہ یعنی ان سورتوں کو دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے اور سفر کی حالت میں فجر کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بھی آپ نے پڑھی (مراقی الفلاح) ظہر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ عصر کی نماز میں والسماء ذات البروج اور والسماء والطارق (ابوداؤد) اور عشا کی نماز میں والشمس (نسائی) مغرب کی نماز میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد (ابن ماجہ) اس کے علاوہ اور بھی سورتیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں اگر اتباع سنت کے خیال سے وہ سورتیں نمازوں میں پڑھی جائیں تو زیادہ ثواب ہے ۱۲

ایسا نہ ہو کہ سر جھکا ہوا ہو اور پیٹھ اٹھی ہوئی ہو پیر کی پنڈلیاں سیدھی ہوں خمدار نہ ہوں رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنا چاہئے پھر رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور امام صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا اور دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جاوے تکبیر اور سجدہ کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور سجدہ میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے سجدہ میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہئے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو اور منھ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہونا چاہئے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونا چاہئے اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوئے اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف اور پیٹ رانوں سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا سا بچہ درمیان سے نکل سکے سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر سجدہ سے اُٹھ کر اچھی طرح بیٹھ جائے اس طرح کہ داہنا پیر اسی طرح کھڑا رہے اور بایں پیر کو زمین پر بچھا کر اسی پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ زانو پر رکھ لے اس طرح کہ انگلیاں پھیلی ہوں رُخ اُن کا قبلہ کی طرف ہو نہ بہت کشادہ ہوں نہ بالکل ملی ہوئی سرے اُن کے گھٹنے کے قریب ہوں اور اس حالت میں کوئی دعا نہ پڑھے سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ اطمینان سے بیٹھ چکنے کے بعد دوسرا سجدہ اسی طرح کرے جیسے پہلا سجدہ کیا تھا دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد تکبیر کہتا ہوا فوراً کھڑا ہو جائے کھڑے ہوتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر کھڑا ہو ہاتھوں کو زمین سے سہارا دیکر نہ کھڑا ہو اس دوسری رکعت میں صرف بسم اللہ کہکر سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور اسی طرح کوئی دوسری سورت ملا کر اسیطرح رکوع قومہ دونوں سجدے کئے جائیں دوسرے سجدہ کے بعد اسی طرح بیٹھ کر جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھا تھا یہ پڑھے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

عہ پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے بلند مرتبہ پروردگار کی ۱۲ عہ قبول کر لی اللہ نے تعریف اس شخص کی جس نے اللہ کی تعریف کی ۱۲ عہ اے پروردگار سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں ۱۲ للہ پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے پروردگار بلند مرتبہ کی ۱۲ عہ سب تعریفیں اور مالی اور بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہم پر بھی سلام اور اللہ کے سب نیک بندوں پر سلام ہے میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں اس کی کہ محمد اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ ۱۲

وَرَسُوْلُہٗ لَا اِلٰہَ کہتے وقت انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو بند کر کے کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے اور اِلَّا اللّٰہ کہتے وقت کلمہ کی انگلی جھکا دے پھر جتنی دیر تک بیٹھے انگلیاں اسی حالت میں رہیں اگر دو رکعت والی نماز ہو تو التحیات کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۵ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۶ یہ درود پڑھ چکنے کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ یا یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اس کے بعد نماز ختم کر دے اس طرح کہ پہلے داہنی طرف منہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ پھر بائیں طرف منہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اس سلام میں کرام کاتبین فرشتوں کی اور ان لوگوں کی نیت کی جائے جو نماز میں شریک ہوں۔ اور اگر دو رکعت والی نماز نہ ہو بلکہ تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہو تو صرف التحیات پڑھ کر فوراً کھڑا ہو جائے باقی تین رکعتیں بھی اسی طرح پڑھے مگر ان رکعتوں میں بعد بسم اللّٰہ کے صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور دوسری سورت نہ ملائے اگر تین رکعت والی نماز ہو تو تیسری رکعت میں ورنہ چوتھی رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد اسی طرح بیٹھ کر اسی طرح التحیات اور درود شریف پڑھ کر وہی دعا پڑھے اس کے بعد اسی طرح سلام پھیر کر نماز ختم کر دے۔ فجر، مغرب عشا کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت اور سمع اللّٰہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو اختیار ہے اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف سمع اللّٰہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں

---

۵ (ترجمہ) اے اللہ رحمت اپنی نازل کر محمد پر اور ان کی اولاد پر جیسے نازل کی تو نے اپنی رحمت حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر بیشک تو اچھی صفات والا اور بزرگ ہے ۱۲ ۶ ترجمہ اے اللہ برکت نازل کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر جیسے برکت نازل کی تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر بے شک تو عمدہ صفات والا بزرگ ہے ۱۲ ۷ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے اور دجال کے فساد سے ۱۲ ۸ اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہ کا بخشنے والا نہیں بخش دے میرے گناہ اپنی طرف سے اور میرے حال پر رحم کر بے شک تو عفو اور رحیم ہے ۱۲

وغیرہ آہستہ کہے نماز کی حالت میں اِدھر اُدھر نہ دیکھنا چاہئے بلکہ کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی مقام پر نظر جمائے رہے اور رکوع کی حالت میں پیروں کی پشت پر اور سجدوں میں ناک اور بیٹھنے کی حالت میں زانو پر۔ نماز کی حالت میں آنکھوں کو کھلا رکھے بند نہ کرے۔ ہاں اگر سمجھے کہ آنکھ بند کر لینے سے نماز میں دل زیادہ لگے گا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

دونوں پیروں پر زور دے کر کھڑا ہونا کچھ ضروری نہیں بلکہ کبھی داہنے پیر پر زور دیکر کھڑا ہو اور کبھی بائیں پر تو بہتر ہے اس لئے کہ اس طرح کھڑے ہونے میں تھکنے کا خوف نہیں ہوتا۔

بعد نماز ختم کر چکنے کے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کے لئے بھی اور مقتدی سب آمین آمین کہتے رہیں بعد دعا مانگ چکنے کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے۔

جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر مغرب عشا ان کے بعد بہت دیر تک نہ دعا مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جائے اس کے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ ان کے بعد سنت نہ ہو ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ آیۃ الکرسی قل ہو اللہ احد قل عوذ برب الفلق اور قل عوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ چونتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھے (مراقی الفلاح۔ درمختار شامی وغیرہ)

عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئے اگر سردی کا زمانہ نہ ہو اور عورتوں کو ہر زمانہ میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے شانوں تک اٹھانا چاہئے

(۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اور عورتوں کو سینے پر۔

(۳) مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور داہنی تین انگلیاں

بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہیے حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔

(۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر جھکنا نہ چاہیے بلکہ صرف اسیقدر جسمیں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

(۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کرکے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملا کر۔

(۶) مردوں کو حالتِ رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

(۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملا ہوا۔

(۸) مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہیے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

(۹) مردوں کو سجدوں میں دونوں پیر کی انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے عورتوں کو نہیں۔

(۱۰) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سُرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہیے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آجائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

(۱۱) عورتوں کو کسی وقت قرأت بلند آواز سے کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہیے

نماز وتر کا بیان

نماز وتر واجب[۵] ہے منکر اس کا کافر نہیں تارک اس کا مثل فرض نمازوں کے تارک کے فاسق اور گنہگار ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں نہیں (ابوداؤد، حاکم) وتر کی نماز بھی مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت[۵] ہے۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو فرض نماز

---

۵ وتر کا واؤ مکسور و مفتوح دونوں طرح سے پڑھ سکتے ہیں مگر مکسور زیادہ مشہور ہے۔ وتر ہر اس نماز کو کہہ سکتے ہیں جس میں طاق رکعتیں ہوں مگر فقہاء کے عرف میں وتر اسی خاص نماز کو کہتے ہیں جسکا وقت عشا کی نماز کے بعد ہے جو عام طور پر عشا کے بعد فوراً پڑھی جاتی ہے اور یہاں اسی کا بیان ہوگا ۱۲

۵ یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور قاضی ابو یوسف و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک وتر سنت ہے امام صاحب کی دلیل یہی حدیث ہے جو آگے بیان ہوگی اس لئے کہ سنت کے ترک پر ایسی سختی نہیں کی جاتی ف نماز وتر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے ۱۲ ۵ دیکھو صفحہ ۳۹

ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ فرض کی صرف دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملائی جاتی ہے اور اس کی تینوں رکعتوں میں دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھا کر جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھانا چاہئے پھر باندھے اور اس دعا کو آہستہ آواز سے پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَھْدِیْکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ۵ اور اس کے بعد یہ دعا بھی پڑھ لے تو بہتر ہے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَزِلُّ مَنْ وَالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اگر کوئی شخص غلطی سے پہلی یا دوسری

متعلقہ صفحہ ۳۸

۵ یہ مذہب امام صاحب کا ہے ان کے نزدیک ایک رکعت کی وتر جائز نہیں۔ امام شافعی کے نزدیک تین رکعت وتر ہیں ایک رکعت ہے دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں مگر تین رکعت وتر اکثر فقہائے صحابہ کا معمول تھا حضرت فاروق رضؓ کو اس میں ایسا اہتمام تھا ایک مرتبہ سعید بن مسیب رحؒ کو ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ تین سے کم نماز پڑھتے ہو دو رکعت اور پھر دو نہ میں تمکو سزا دوں گا (ہدایہ) ترمذی نے حضرت علی مرتضیٰ رضؓ سے تین رکعت وتر کی نقل کی ہے اور اسی کو ابن حجر نے حضرت عائشہ اور ابن عباس اور ابو ایوب رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کیا ہے اور اخیر میں لکھا ہے کہ ایک جماعت صحابہ تابعین کی طرف ہے ابن مسعود اور حضرت فاروق کا مذہب تین رکعت ہونے میں امام محمد کی مؤطا میں موجود ہے امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ سلف کا اسی پر معمول تھا (ہدایہ) تین رکعت کی وتر صحابہ میں مشہور تھی ایک رکعت کی وتر عام طور پر نہ تھے حضرت معاویہ کو ابن عباس کے مولیٰ نے ایک رکعت وتر پڑھتے دیکھا تو ان کو نہایت تعجب ہوا یہ جا کر ابن عباس سے بیان کی ابن عباس نے ان کی دقت وجہت یہ کہکر رفع کر دی کہ معاویہ فقیہ ہیں رسول اللہ کی صحبت سے مشرف ہوئے ہیں اپنا اعتراض نہ کرو (صحیح بخاری) امام طحاوی نے وتر کے تین رکعت سے کم نہ ہونے پر ایک نہایت قوی دلیل بھی قائم کی ہے ان سب وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رکعت وتر کی احادیث میں سے جو قابل تاویل ہیں یا آنحضرت کی پہلی حالتوں کا ذکر ہے آخر فعل آپ کا بھی تین رکعت پر تھا جو صحابہ میں مشہور ہوا۔ (معلقہ صفحہ ھذا)

۵ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اے اللہ ہم مدد چاہتے ہیں اور ہدایت اور اپنے گناہوں کی معافی ہم تجھ سے کرتے ہیں اور تیرے اوپر ایمان لاتے ہیں اور تیری اچھی تعریفیں کرتے ہیں تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور جو تیری ناشکری و نافرمانی کرے اس کو چھوڑتے ہیں اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری نماز پڑھتے ہیں تجھی کو سجدہ کرتے ہیں تیری طرف دوڑتے ہیں تیری عبادت میں جلد مستعد ہو جاتے ہیں تیری رحمت کے امیدوار ہیں تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں

رکعت میں دعائے قنوت[۵] پڑھ جائے تو اس کو چاہئے کہ پھر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھے (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کسی کو دعائے قنوت نہ یاد ہو تو وہ بجائے اس کے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ تین مرتبہ یا یَارَبِّ تین بار کہہ لے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نفل نمازوں کا بیان

چونکہ نماز ایک عمدہ عبادت ہے اور خداوند عالم کو سب عبادتوں سے زیادہ مرغوب و محبوب اس لئے جس قدر اس کی کثرت کی جائے بہت خوب ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے میں جس قدر مسرت اور فرحت ہوتی تھی اس قدر کسی دوسری عبادت میں کبھی نہ ہوتی تھی اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ میری آنکھوں کو نماز میں ٹھنڈک ہوتی ہے (ترمذی)

شریعت نے اسی خیال سے اس عبادت میں فرائض اور واجبات کے علاوہ ہر فرض کے ساتھ کچھ سنتیں بھی مقرر فرمائی ہیں کہ فرض کے ساتھ آسانی سے ادا ہو جائیں اور جو قصور نقصان فرائض ادا کرنے میں واقع ہوا ہو وہ بھی ان کی وجہ سے پورا ہو جائے۔ نماز کے سوا اور کسی عبادت میں فرائض کے سوا شریعت کی طرف سے سنن وغیرہ مقرر نہیں اپنی خوشی سے اگر کوئی فرض کے علاوہ ان عبادتوں کو بھی کرے تو وہ دوسری بات ہے زکوٰۃ کو دیکھئے جس قدر فرض ہے اس کے دینے کے بعد اگر ایک پیسہ بھی

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۹) [۵] اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ مجھے ہدایت کر ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت کی۔ آفتوں اور مصیبتوں سے بچا ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے بچایا اور مجھ سے محبت کر ان لوگوں کے ساتھ جن سے تو نے محبت کی اور جو تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت دے اور مجھے ان برائیوں سے بچا جو مقدر ہوں بیشک تو حاکم ہے محکوم نہیں اور جس سے تو محبت کرے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اور جس سے تجھ کو عداوت ہو وہ عزت نہیں پا سکتا بزرگ اور برتر ہے تو ۱۲

[۵] در مختار وغیرہ میں اس مسئلے کو اس تفصیل و تفریق سے لکھا ہے اگر یہ جانتا ہو کہ پہلی یا دوسری رکعت ہے اور صرف دعائے قنوت کے پڑھنے میں سہو ہوا ہو تو پھر تیسری رکعت میں دعائے قنوت نہ پڑھے اور اگر رکعت کی تعیین میں سہو ہوا ہو مثلاً دوسری کو تیسری رکعت سمجھ کر دعائے قنوت پڑھی ہے تو پھر تیسری رکعت میں پڑھ لے مگر صحیح یہ ہے کہ ہر صورت میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھنا چاہئے صاحب بحر الرائق نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ [۵] ترجمہ اس کا یہ ہے اے پروردگار ہمارے ہمکو دنیا و آخرت میں آرام دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا ۱۲ [۵] فرض اور واجب کے سوا ہر نماز کو نفل کہتے ہیں خواہ سنت ہو یا مستحب ۱۲

Marfat.com

کسی محتاج کو نہ دیا جائے تو شریعت کی طرف سے کچھ تعرض نہیں۔ روزے کا بھی یہی حال ہے رمضان کے سوا اگر ایک روزہ بھی نہ رکھا جائے تو شریعت کی طرف سے کچھ مضائقہ نہیں۔ حج کی بھی یہی کیفیت ہے فرض ہونے کے بعد تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کر کے پھر اگر کبھی نہ کیا جائے تو کچھ گناہ نہیں نمازوں میں اگر صرف فرائض ادا کئے جائیں اور سنتیں نہ پڑھی جائیں تو گناہ ہے۔ یہاں سے بھی یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ نماز اللہ جل شانہ کو کس قدر پسند ہے۔

نفل نمازوں کے پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر بیان ہو چکا فرق صرف اس قدر ہے کہ فرائض کی صرف دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور نوافل کی سب رکعتوں میں نوافل کی رکعتوں جو سورتیں پڑھی جائیں ان کا برابر نہ ہونا بھی خلاف سنت نہیں ہے۔ نوافل دن میں دو رکعت تک اور رات میں چار رکعت تک ایک ہی سلام سے پڑھی جا سکتی ہیں مگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنا چاہیے۔

فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں ان کی تاکید تمام مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ بعض روایات میں امام صاحب سے ان کا وجوب بھی منقول ہے بعض علماء نے لکھا ہے کہ ان کے انکار سے کفر کا خوف ہے (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو چاہے تم کو گھوڑے کچل ڈالیں (یعنی جان جانے کا خوف ہو جب بھی نہ چھوڑو۔ اس سے مقصود صرف تاکید اور ترغیب ہے ورنہ جان کے خوف سے تو فرائض کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کی سنتیں میرے نزدیک تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت

فجر کی سنت کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون یا قل یا ایہا الکافرون دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھنا مستحب ہے۔ امام طحاوی نے لکھا ہے کہ اگر پہلی رکعت میں الم نشرح اور دوسری رکعت میں الم ترکیف پڑھی جائے تو بھی بعض علماء کے قول کے مطابق ثواب محفوظ رہیگا۔ مگر یہ حدیث میں نہیں آیا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح) علامہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چار رکعت دو سلام سے سنت ہیں امام صاحب کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس حدیث کی تاویل کی گئی ہے جو بالکل خلاف ظاہر ہے یعنی یہ چار رکعت سنت ظہر کی نہ تھیں بلکہ مستقل نماز تھی۔

مؤکدہ ہیں۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار وغیرہ)

جمعے کے وقت فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے سنت مؤکدہ ہیں اور فرض کے بعد بھی چار رکعتیں ایک سلام سے (مراقی الفلاح وغیرہ)

عصر۔ کے وقت کوئی سنّت مؤکدہ نہیں۔ ہاں فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں (مراقی الفلاح)

مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔

عشا کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے مستحب ہیں۔

وتر کے بعد بھی دو رکعتیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ لہذا یہ دو رکعت بعد وتر کے مستحب ہیں۔ ان سب سنتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ تاکیدیں اور فضیلتیں حدیث شریف میں وارد ہوئی ہیں مگر یہاں صرف ایک وہ حدیث لکھی جاتی ہے جس سے سب کی فضیلت نکلتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان فرائض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرے اس کے لئے اللہ تعالے جنت میں گھر بنائے گا۔ (صحیح مسلم)

ترمذی اور نسائی میں ان بارہ رکعتوں کی تفصیل اس طرح منقول ہے۔ چار قبل ظہر کے اور دو بعد اس کے۔ دو بعد مغرب کے دو بعد عشا کے دو قبل فجر کے۔

ان سنتوں کے علاوہ اور بھی نمازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں دلدادگانِ سنت کے لئے ان کا ذکر بھی ضروری ہے لہذا ہم اپنی کتاب ان کے مبارک ذکر سے خالی رکھنا نہیں چاہتے

نمازِ تہجد

نماز تہجد سنت[۵] ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو اس کے

---

[۵] صاحب سفر السعادت نے لکھا ہے کہ جمعے سے پہلے کوئی سنت منقول نہیں حالانکہ ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جمعے سے پہلے چار رکعتیں اور جمعے کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے ۱۲ [۵] یہ مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بعد جمعے کے چھ رکعتیں مسنون ہیں پہلے چار ایک سلام سے پھر دو رکعت ایک سلام سے دونوں طرف صحیح حدیثیں موجود ہیں ۱۲ [۵] بعض فقہا نے اس نماز کو مستحب لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سنت ہے ۱۲

پڑھنے کی بہت ترغیب کرتے تھے۔ اس کے فضائل بہت احادیث میں وارد ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد فرض نمازوں کے نماز شب (تہجد) کا مرتبہ ہے۔ (مسلم)

حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بے نماز تہجد کے درجۂ ولایت کو نہیں پہنچتا اس میں شک نہیں کہ یہ نماز تمام صلحائے امت کا معمول ہے صحابہ سے لیکر اس وقت تک بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ اگلی امت والے بھی اس نماز کو پڑھتے تھے۔

نماز تہجد کا وقت عشا کی نماز کے بعد ہے۔ سنت یہ ہے کہ عشا کی نماز پڑھ کر سو رہے اس کے بعد اٹھ کر نماز تہجد پڑھے (شامی وغیرہ)

بہتر یہ ہے کہ بعد نصف شب کے پڑھے۔ کم سے کم تہجد کی نماز دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ دس[1] رکعت منقول ہے اور اکثر معمول نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا آٹھ رکعت پر تھا ایک سلام سے دو دو رکعتیں۔ تہجد کی نماز اس نیت سے پڑھے۔ نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ صَلٰوةِ التَّهَجُّدِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تہجد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھوں نبی صلعم کبھی آدھی رات کو کبھی اس سے کچھ پہلے کبھی اس کے بعد تہجد کے لئے اٹھتے تو اس دعا[2] کو جو بیداری کے وقت آپ کی معمول تھی پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھ منہ پر ملتے تاکہ نیند کا اثر جاتا رہے۔ اس کے بعد مسواک فرماتے مسواک میں مبالغہ کرنا حضرتؐ کی عادت تھی۔ بعد مسواک کے وضو فرماتے بعض روایات میں ہے کہ مسواک اور وضو کرتے وقت بعض میں ہے کہ اس سے پہلے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں جن کی ابتدا اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ہے تلاوت فرماتے اور بعض روایات میں ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سے لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تک پڑھتے اس کے بعد نماز شروع کرتے۔ نماز پڑھنے میں آپ کی عادت مختلف تھی کبھی چھ رکعت پڑھتے اور ہر دو رکعت کے بعد سو رہتے سو اٹھنے کے بعد پھر اسی طرح مسواک اور وضو کرتے اور آیتوں کی تلاوت فرماتے اکثر عادت آپ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی

---

[1] بعض کتب فقہ میں اس نماز کی آٹھ رکعتیں انتہائی تعداد لکھی ہے مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس رکعت بھی حضرتؐ نے پڑھی ہیں شرح سفر السعادت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کو بہت بسط تفصیل سے بیان فرمایا ہے ۱۲

[2] وہ دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔ ترجمہ۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں بعد موت (خواب) کے زندہ (بیدار) کیا اور اسی کی طرف سب کا رجوع ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی مختلف دعائیں حضرتؐ سے منقول ہیں ۱۲ (سفر السعادت)

اسی واسطے فقہانے آٹھ رکعتیں اختیار کی ہیں وتر کی نماز حضرتؐ بعد تہجد کے پڑھتے تھے اور اگر فجر کا وقت آجاتا تو اس کے بعد فجر کی سنتیں بھی پڑھ لیتے پھر تھوڑی دیر لیٹ رہتے اس کے بعد فجر کی نماز پڑھنے تشریف لے جاتے۔

نماز چاشت

نماز چاشت مستحب ہے اختیار ہے کہ چاہے چار رکعتیں پڑھے چاہے چار سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار بھی منقول ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ کبھی چار سے زیادہ بھی پڑھ لیتے تھے طبرانی کی ایک حدیث میں بارہ رکعت تک منقول ہیں (مراقی الفلاح)

نماز چاشت کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد سے زوال سے پہلے تک ہے (مراقی الفلاح) نماز چاشت اس نیت سے پڑھی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ صَلٰوۃِ الضُّحٰی سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز چاشت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھوں۔ یہاں تک جو نمازیں مذکور ہوئیں وہ تھیں جن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ التزام سے پڑھا کرتے تھے کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور باقی نمازیں جو آپ پڑھتے تھے ان کے لئے کوئی خاص سبب ہوتا تھا مثلاً تحیۃ المسجد مسجد میں آنے کے لئے پڑھتے تھے۔ نماز خسوف وکسوف چاند گرہن سورج گرہن کے سبب سے وعلیٰ ہذا القیاس۔

طالب ثواب اور پیرو سنت کو چاہیے کہ ان نمازوں کو بے کسی عذر قوی کے نہ چھوڑے۔ اگر خیال کیا جائے تو کوئی بڑی بات نہیں دن رات میں فرائض وغیرہ ملا کر صرف چھیالیس رکعتیں ہوتی ہیں سترہ رکعت فرض تین رکعت وتر بارہ رکعتیں مؤکدہ سنتیں جو بنجوقتی نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں آٹھ رکعت نماز تہجد چار رکعت نماز چاشت۔ مگر افسوس ہم لوگوں کی کم ہمتی اور سستی کے سامنے فرائض ہی کا ادا ہونا دشوار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ بیشک نماز کا پڑھنا بہت دشوار ہے مگر ان لوگوں کو جنہیں اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین ہے۔ پس اصل وجہ ہماری سستی اور کم ہمتی کی ہی ہے کہ ہمیں قیامت کے آنے اور ثواب وعذاب کے ملنے کا پورا یقین نہیں ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِہَ اللّٰہُ بعض علما نے لکھا ہے کہ جو ہر شب و روز اتنے مرتبہ کریم کا دروازہ طلب اور ادب کے ہاتھوں سے کھولنا چاہے بیشک اس پر

ورحمت کا دروازہ بہت جلد کھل جائے گا۔

تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو (درمختار وغیرہ)

اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لئے کہ مکان کی تعظیم مکان کے خیال سے ہوا کرتی ہے پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو (درمختار بحر الرائق شامی وغیرہ)

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بعد اس کے کوئی درود شریف پڑھ لے (درمختار۔ مراقی الفلاح)

اس نماز کی نیت یہ ہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ تَحِیَّۃَ الْمَسْجِدِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی حاصل ہو گا اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی (درمختار۔ مراقی الفلاح۔ شامی وغیرہ)

اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں گو بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے (درمختار وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے (صحیح بخاری صحیح مسلم)

اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں (درمختار۔ شامی)

سنت وضو

بعد وضو کے جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ہے (درمختار۔ مراقی الفلاح)

اگر چار رکعتیں پڑھی جائیں تب بھی کچھ حرج نہیں اور کوئی فرض یا سنت وغیرہ پڑھ لی جائے تب بھی

کافی ہے تو اب پڑھ جائے گا (مراقی الفلاح)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز خالص دل سے پڑھ لیا کرے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے (صحیح مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت بلال رضؓ کے چلنے کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی صبح کو اُن سے دریافت فرمایا کہ تم کونسا ایسا نیک کام کرتے ہو کہ کل میں نے تمہارے چلنے کی آ جنت میں اپنے آگے سنی بلال رضؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نما پڑھ لیا کرتا ہوں (صحیح بخاری)

غسل کے بعد یہ دو رکعتیں مستحب ہیں اس لئے کہ ہر غسل کے ساتھ وضو بھی ضرور ہو جاتا ہے (درالمختار)

نماز سفر

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے (درمختار وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں اُن دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں (طبرانی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے (صحیح مسلم)

مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے (شامی وغیرہ)

نماز استخارہ

جب کسی کو کوئی کام درپیش ہو اور اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد ہو یا اس میں تردد ہو کہ کام کس وقت کیا جائے مثلاً کسی کو سفر حج درپیش ہو تو اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد نہیں ہو سکتا

Marfat.com

اس لئے کہ حج عبادت ہے اور عبادت کے کرنے نہ کرنے میں تردد کیسا ہاں اس میں تردد ہو سکتا ہے کہ سفر آج کیا جائے یا کل تو ایسی حالت میں مستحب ہے کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھی جائے اس کے بعد جس طرف طبیعت کو رغبت ہو وہ کام کیا جائے (درمختار۔ مراقی الفلاح)

بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ تک نماز استخارہ کی تکرار کے بعد کام شروع کیا جائے (شامی۔ مراقی الفلاح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نماز استخارہ کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی تعلیم میں آپ کا اہتمام ہوتا تھا (بخاری۔ ترمذی، ابوداؤد وغیرہ)

نماز استخارہ اس نیت سے شروع کی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ الْاِسْتِخَارَۃِ میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھوں پھر بدستور معمول دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھی جائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔

اور لفظ اَمر کی جگہ اپنی حاجت ذکر کرے مثلاً سفر کے لئے استخارہ کرنا ہو تو ھٰذَا السَّفَرَ کہے اور نکاح کے لئے استخارہ کرنا ہو تو ھٰذَا النِّکَاحَ کہے کسی چیز کی خرید و فروخت کے لئے کرنا ہو تو ھٰذَا الْبَیْعَ کہے وعلیٰ ھٰذا القیاس بعض مشائخ سے منقول ہے کہ بعد اس دعا پڑھنے کے باوضو قبلہ رو ہو کر سو رہے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام اچھا ہے کرنا چاہئے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام برا ہے نہ کرنا چاہئے (شامی)

اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً عجلت کی وجہ سے یا عورت حیض و نفاس کے سبب سے تو صرف دعا پڑھ کر کام شروع کر دے (طحطاوی وغیرہ)

مستحب ہے کہ دعا کے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور درود شریف بھی پڑھ لیا جائے۔

نماز حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت یا ضرورت پیش آئے خواہ وہ حاجت بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا بواسطہ یعنی کسی بندے سے اس حاجت کا پورا ہونا مقصود ہو مثلاً کسی کو نوکری کی خواہش ہو یا کسی سے کچھ لینا چاہتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرکے اس دعا کو پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً لَکَ فِیْھَا رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ[۵] اس دعا کے بعد جو حاجت اس کو درپیش ہو اس کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے یہ نماز حاجت روائی کے لئے مجرب ہے بعض بزرگوں نے اپنی ضرورتوں میں اسی طریقہ سے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کی ان کا کام پورا ہو گیا (شامی)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عنایت فرمائے حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرو تو بہت ثواب ہو گا اگر کہو تو میں دعا کروں انھوں نے خواہش کی کہ آپ دعا فرمائیے اسوقت آپ نے انکو یہ نماز تعلیم فرمائی۔

صلوٰۃ الاوّابین

نماز اوابین مستحب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں۔ نماز اوابین دو رکعت پڑھنا چاہیے تین سلام سے نماز مغرب کے بعد (مراقی الفلاح)

صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح مستحب ہے ثواب اس کا احادیث میں بے شمار ہے۔

[۵] ترجمہ اس دعا کا یہ ہے نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ حلم والے کرم والے، پاکی بیان کرتا ہوں میں اللہ مالک ہے عرش عظیم کا اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہان کا اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ چیزیں جو تیری رحمت ہوتی ہے اور جو تیری بخشش کا سبب واقع ہوتی ہیں اور مانگتا ہوں پناحصہ ہر فائدہ سے اور چاہتا ہوں بچنا ہر گناہ سے اے اللہ میرے کسی گناہ کو بے بخشے ہوئے اور کسی غم کو بے دور کئے ہوئے اور کسی حاجت کو بے پورا کئے ہوئے نہ چھوڑ
عہ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ اس نماز کے لئے کوئی خاص سورت بھی تم کو یاد ہے انھوں نے کہا ہاں الہٰکم التکاثر۔ والعصر قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہو اللہ احد ۱۲

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو تعلیم فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اے چچا اس کے پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگلے پچھلے نئے پرانے اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز ایک مرتبہ اس کو پڑھ لیا کرو ورنہ ہفتے میں ایک بار ورنہ مہینہ میں ایک دفعہ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک بار (ترمذی)

بعض محققین کا قول ہے کہ اس قدر فضیلت معلوم ہو جانے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اس نماز کو نہ پڑھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کی کچھ عزت نہیں کرتا (شامی)

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں بہتر ہے کہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں اگر دو سلام سے پڑھی جائیں تب بھی درست ہے۔ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح کہنا چاہیئے پوری نماز میں تین سو مرتبہ نماز صلوٰۃ التسبیح کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ نیت کرے کہ

اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتِ صَلٰوۃِ التَّسْبِیْحِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز صلوٰۃ التسبیح پڑھوں تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللھم پڑھ کر پندرہ مرتبہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد اور سورت پڑھے اس کے بعد دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدے میں جائے اور دونوں سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد اور سجدوں کے درمیان میں دس دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر دوسری رکعت میں الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ اور بعد الحمد اور دوسری سورت کے دس مرتبہ اور رکوع اور قومے اور دونوں سجدوں اور ان کے درمیان میں دس دس دفعہ اسی تسبیح کو پڑھے اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی پڑھے۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ سبحانک اللھم کے بعد اس تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ الحمد اور سورت کے پندرہ مرتبہ اور دوسرے سجدے سے بیٹھ کر دس مرتبہ اسی طرح دوسری رکعت میں بھی الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ اور بعد التحیات کے دس مرتبہ پھر اسی طرح تیسری رکعت میں بھی اور چوتھی رکعت میں بعد درود شریف کے دس مرتبہ اور باقی تسبیحیں بدستور پڑھے یہ دونوں طریقے [illegible] دونوں روایتوں سے جس روایت کو چاہے اختیار کرے اور بہتر ہے کہ کبھی اس روایت کے موافق پڑھے اور کبھی اس روایت کے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے (شامی)

اس کی تسبیحیں چونکہ ایک خاص عدد کے لحاظ سے پڑھی جاتی ہیں [illegible]

اور باقی حالتوں میں دس دس مرتبہ اس لئے اس کی تسبیحوں کے گننے کی ضرورت ہوگی اور اگر خیال ان کی گنتی کی طرف رہے گا تو نماز میں خشوع نہ ہوگا لہذا فقہا نے لکھا ہے کہ ان کے گننے کے لئے کوئی علامت مقرر کر دے مثلاً جب ایک دفعہ کہہ چکے تو اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو دبا دے پھر دوسری کو اسی طرح تیسری چوتھی پانچویں کو جب چھٹا عدد پورا ہو جائے تو دوسرے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں یکے بعد دیگرے اسی طرح دبا دے اس طرح پورے دس عدد ہو جائیں گے اور اگر پندرہ مرتبہ کہنا ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں ڈھیلی کر کے پھر دبا دے پندرہ عدد پورے ہو جائیں گے انگلیوں کی پوروں پر نہ گننا چاہئے شامی اگر کوئی شخص صرف اپنے خیال میں عدد یاد رکھ سکے بشرطیکہ پورا خیال اسی طرف نہ ہو جائے تو او بھی بہتر ہے (شامی)

اگر بھولے سے کسی مقام کی تسبیحیں چھوٹ جائیں تو اُن کو اُس دوسرے مقام میں ادا کر لے جو پہلے مقام سے ملا ہوا ہو بشرطیکہ یہ دوسرا مقام ایسا نہ ہو جس میں گنی تسبیحیں پڑھنے سے اس کے بڑھ جانے کا خوف ہو اور اس کا بڑھ جانا پہلے مقام سے منع ہو مثلاً قومے کا رکوع سے بڑھا دینا منع ہے پس رکوع کی چھوٹی ہوئی تکبیریں قومے میں نہ ادا کی جائیں بلکہ پہلے سجدے میں اور اسی طرح دونوں سجدوں کی درمیانی نشست کا سجدوں سے بڑھا دینا منع ہے لہذا پہلے سجدے کی چھوٹی ہوئی تکبیریں درمیان میں نہ ادا کی جائیں بلکہ دوسرے سجدے میں (شامی)

نماز توبہ

جس شخص سے کوئی گناہ صادر ہو جائے اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے اس گناہ کے معاف کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے (طحطاوی۔ شامی وغیرہ)

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کسی مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے اور اس کے بعد فوراً طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے اللہ اس کے گناہ بخشدیگا پھر آپ نے بطور سند کے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ الآیۃ

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے پھر اللہ کا ذکر کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔ چونکہ نماز بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عمدہ ذکر ہے اس لئے یہ نماز اس آیت سے سمجھی جاتی ہے۔

Marfat.com

نماز قتل

جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے (طحطاوی مراقی الفلاح وغیرہ)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے چند قابلوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لئے کہیں بھیجا تھا اثنائے راہ میں کفار مکہ نے انھیں گرفتار کیا سو حضرت خبیبؓ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں لیجا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا جب یہ شہید ہونے لگے تو انھوں نے ان لوگوں سے اجازت لیکر دو رکعت نماز پڑھی اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہوگئی (مشکوۃ)

نماز تراویح

نماز تراویح رمضان میں سنت[1] مؤکدہ ہے مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی (درمختار)

جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے چھوڑ دیا جائے۔

نماز تراویح روزہ کی تابع نہیں ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ اُن پر ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

مسافر اور وہ مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو اور اسی طرح حیض ونفاس والی عورتیں اگر تراویح کے وقت طاہر ہو جائیں اور اسی طرح وہ کافر جو اس وقت اسلام لائے ان سب کو تراویح پڑھنا سنت ہے اگرچہ ان لوگوں نے روزہ نہیں رکھا (مراقی الفلاح)

نماز تراویح کا وقت بعد نماز عشا کے شروع ہوتا ہے اور صبح کی نماز تک رہتا ہے۔ نماز عشا سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائے تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص عشا کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشا کی نمازیں کچھ سہو ہو گیا جس کی وجہ سے عشا کی نماز نہ ہوئی

---

[1] تراویح جمع ترویحہ کی ہے ترویحہ آرام کرنے کو کہتے ہیں چونکہ اس نماز میں باجماعت ترویحے ہوتے ہیں اس لئے ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر آرام کر لیتے ہیں اس لئے اس نماز کو تراویح کہتے ہیں۔

[2] تراویح کے سنت ہونے کا سوا روافض کے اور کوئی فرقہ اسلام میں سے نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رمضان شریف میں تین شب جماعت سے تراویح پڑھی جب آپ نے دیکھا کہ لوگوں کی بہت کثرت ہو جاتی ہے تو پھر جماعت نہیں کی اور فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں فرض نہ ہو جائے پھر اگر کوئی نہ پڑھے تو ترک فرض کا سخت گناہ اس لئے نہ

تو اس کو عشا کی نماز کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہئے (درمختار وغیرہ)

وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے، (درمختار وغیرہ)

نماز تراویح کا بعد تہائی رات کے نصف شب سے پہلے پڑھنا مستحب ہے اور نصف شب کے بعد خلاف اولیٰ ہے (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

نماز تراویح کی بیس رکعتیں باجماع صحابہ ثابت ہیں ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس رکعتیں دس سلام سے (درمختار۔ بحرالرائق وغیرہ)

نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے چاہے نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے۔ مکہ معظمہ میں لوگ بجائے بیٹھنے کے طواف کیا کرتے ہیں مدینہ منورہ میں چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِی لَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ (شامی)

اگر عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشا کی تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشا کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائیگا جس نے

---

۵۸ اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی۔ مگر حضرت فاروق اعظم نے اپنی خلافت کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھنے کا حکم فرمایا اور جماعت قائم کردی۔ اُبی بن کعب کو اس جماعت کا امام کیا اس کے بعد تمام صحابہ کا یہی دستور رہا۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کا انتظام رکھا اور نبی کا ارشاد ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت اپنے اوپر لازم سمجھو اُسے اپنے دانتوں سے پکڑو پس بحقیقت اب اگر کوئی آٹھ رکعت تراویح پڑھے تو وہ مخالف سنت کہا جائے گا نہ موافق سنت ۱۲ ۵۹ پاکی بیان کرتا ہوں میں پاک اور بادشاہت والے کی پاکی بیان کرتا ہوں میں عزت اور عظمت اور قدرت اور بزرگی اور بڑائی والے کی۔ پاکی بیان کرتا ہوں میں اس بادشاہ کی جو زندہ ہے کبھی نہ مرے گا بہت پاک ہے وہ پروردگار ہے فرشتوں اور ارواح کا۔ نہیں کوئی خدا سوا اللہ کے ہم اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اللہ سے ہم بہشت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں ۱۲

شا کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جائیگا جن کی جماعت
ہت ہے (درمختار۔ شامی وغیرہ)

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشا کی نماز ہوگئی ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے عشا کی نماز
ھ کے پھر تراویح میں شریک ہو اور اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد
نہ پڑھنے کے پڑھے (درمختار)

مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے لوگوں کی
لی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہئے ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید پڑھا جائیگا تو
ے نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر
وں کو گراں نہ گزرے اسی قدر پڑھا جائے باقی الم ترکیف سے اخیر تک کی دس سورتیں پڑھدی
ئیں ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انھیں سورتوں کو دوبارہ پڑھدے
ور جو سورتیں چاہے پڑھے (درمختار، مراقی الفلاح، بحرالرائق۔ شامی وغیرہ)

ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو
ال نہ گزرے اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھ دینا چاہئے۔
ا لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورت کا جز نہیں پس اگر بسم اللہ بالکل

خواہ وہ قل ہو اللہ ہو یا اور کوئی سورت آجکل دستور قل ہو اللہ کے شروع پر بسم اللہ پڑھنے کا ہے اس کی کوئی
وصیت نہیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ کسی اور سورت کے شروع پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کافی نہ ہوگی اسی خیال سے حضرت
انا عبدالحی صاحب لکھنوی نے لکھا ہے کہ میں نے اس دستور کو چھوڑ دیا کبھی سورہ بقر کے شروع پر بسم اللہ پڑھ دیتا ہوں
بھی الم ترکیف کے شروع پر کبھی کسی اور سورت کے شروع میں ۱۲ علمہ یہ مذہب حنفیہ کا ہے جن لوگوں کے نزدیک بسم اللہ
ی آیت ہے اور ہر سورت کا جز ہے ان کے نزدیک ایک سو تیرہ آئیتیں بسم اللہ کی ہوں گی سورہ برات کے شروع پر بسم اللہ
نے کا کوئی قائل نہیں اور سورہ نمل کے درمیان میں بسم اللہ ہونے کا کوئی منکر نہیں یہ اختلاف اسی بسم اللہ میں ہے جو ہر سورت
شروع پر قرآن مجید میں لکھی ہوئی ہے حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ کسی سورت کا جز نہیں اگرچہ ہر سورت کے شروع پر بسم اللہ
ل ہوتی تھی اور ایک آیت یا سورت کے کئی مرتبہ نازل ہونے سے اس کا کئی آئیتیں یا کئی سورتیں ہونا ضروری نہیں
سورہ فاتحہ کے دو سورت ہونے کا کوئی قائل نہیں امام شافعیؒ اور قراء مکہ اور کوفہ کے دیک بسم اللہ ہر سورت
ہے ان دونوں مذہبوں کے علاوہ اور بھی سات مذہب ہیں جن کی تفصیل (بقیہ حاشیہ صفحہ آیندہ پر ملاحظہ ہو)

نہ پڑھی جائے گی تو قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

تراویح کا رمضان کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ قل ہو اللہ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آجکل دستور مکروہ ہے نماز تراویح اس نیت سے پڑھے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ صَلٰوةِ التَّرَاوِيْحِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ۔ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تراویح پڑھوں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ کی سنت ہے۔

نماز تراویح پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اور نمازوں میں بیان ہو چکا۔

نماز تراویح کی فضیلت اور اس کا ثواب محتاج بیان نہیں رمضان المبارک کی راتوں میں جو عبادت کی جائے اس کا ثواب احادیث میں بہت وارد ہے ایک صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں خاص اللہ کیواسطے ثواب سمجھکر عبادت کرے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشدئے جاتے ہیں

نماز احرام

جو شخص حج کرنا چاہے اس کے لئے حج کا احرام باندھتے وقت دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے (مراقی الفلاح۔ طحطاوی وغیرہ)

اس نماز کی نیت یوں کی جائے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْاِحْرَامِ سُنَّةَ لِلنَّبِيِّ

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۵۳) حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے رسالہ شریفہ سے مع دلائل ہر مذہب مع ترجیح معلوم ہو سکتی ہے ۱۲

(حاشیہ صفحہ متعلقہ) ۴ اگرچہ ہمارے فقہاء کے نزدیک قرآن مجید ختم کرتے وقت قل ہو اللہ تین مرتبہ پڑھنا مستحب مگر انھوں نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ یہ حکم اس قرآن مجید کا ہے جو نماز میں نہ پڑھا جائے اس کے علاوہ نماز تراویح صحابہ بغیر تکرار سورۂ اخلاص مروی ہے لہٰذا خلاف سنت ہونے کے سبب سے مکروہ ہوگی اسی خیال سے حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے لکھا ہے کہ میں نے سورۂ اخلاص کا تین مرتبہ پڑھنا چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ صحابہ و تابعین غیرہم علم میں منقول نہیں اور ہمارے فقہا نے بھی اس قرآن مجید میں سورۂ اخلاص کی تکرار کو مکروہ لکھا ہے جو نماز میں پڑھا جاوے ۱۲

۵ اس نماز کی پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد حدیث میں وارد ہوئی ہے (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

Marfat.com

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز احرام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پڑھوں۔

نماز کسوف و خسوف

کسوف کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسوف اور خسوف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اس سے مقصود بندوں کو خوف دلانا ہے پس جب تم اسے دیکھو تو نماز پڑھو۔

نماز کسوف و خسوف پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو اور نوافل کا ہے۔

نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کسوف میں وہ سب شرطیں معتبر ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں سوا خطبہ کے (طحطاوی مراقی الفلاح)

نماز کسوف کے لئے اذان یا اقامت نہیں بلکہ اگر لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو پکار دیا جائے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۂ بقر وغیرہ کا پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے۔

نماز کے بعد امام کو چاہئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں۔ جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مصروف رہنا چاہئے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہئے

خسوف کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے گھر میں تنہا پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مصیبت یا رنج

کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں۔

ہوتا تو نماز منعقد ہو جاتی (مراقی الفلاح وغیرہ)

جس قدر نماز یں یہاں بیان ہوئیں ان کے علاوہ بھی جسقدر نوافل کی کثرت کیجائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جنکی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کی ترغیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے مثل رمضان کے اخیر عشرے کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے دن وغیرہ کے بہت فضیلتیں اور ان میں عبادت کا بہت ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے مگر ہم نے اختصار کے خیال سے ان کی تفصیل بیان نہیں کی۔

استسقا کے لئے کوئی خاص نماز نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں ہاں مگر بیشک ثابت ہے (مراقی الفلاح۔ طحطاوی وغیرہ)

اگر کوئی شخص سنت نہ سمجھے اور استسقا کے لئے نماز نہ پڑھے تو جائز ہے مگر یہ نماز جماعت سے نہ پڑھی (مراقی الفلاح۔ درمختار وغیرہ)

جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اُس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا استسقا کے لئے دعا کرنا اس طریقے سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پاپیادہ جنگل کی طرف جائیں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لے جائیں پھر جو شخص ان میں ہو وہ قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسانے کی دعا کرے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے استسقا کی جو دعائیں منقول ہیں منجملہ ان کے ایک دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اَسْقِ غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْعًا غَدَقًا طَبَقًا غَیْرَ رَائِثٍ عَاجِلًا غَیْرَ آجِلٍ اَللّٰھُمَّ اَسْقِ عِبَادَکَ وَبَھَائِمَکَ وَانْشُرْ

---

۱ استسقا اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنے کو کہتے ہیں ۱۲ ۲ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، صاحبین رح کا مذہب اس ہے ان کے نزدیک استسقا کیلئے نماز بھی مسنون ہے اور وہ جماعت کے بھی قائل ہیں مگر اکثر احادیث میں صرف دعا ہی وارد ہوئی ہے نماز بھی نہیں ہے اور یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استسقا کیلئے صرف دعا پر اکتفا فرمائی نماز نہیں پڑھی۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز ثابت ہوتی تو وہ ہرگز اس سنت کو نہ چھوڑتے اور ایسے ضروری مشہور واقعات کا ان کو نہ معلوم ہونا بعید ہے اور ان کے سوا اور اصحاب جو اس وقت موجود تھے وہ کب اس امر کو گوارا کرتے ۱۲ (طحطاوی، مراقی الفلاح)

۳ ترجمہ۔ اے اللہ برسا دے پانی تکلیف کا دور کرنے والا جو فائدہ دے نقصان نہ کرے جلدی برسے دیر نہ کرے اللہ اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا دے اور اپنی رحمت کو بھیج اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر دے اے اللہ سوا کوئی خدا نہیں تو غنی ہے اور ہم سب فقیر ہیں بھیج ہم پر باران رحمت اور اس سے ہم کو رزق دے اور ہمارا سامان کر ۱۲

حُمَّتَكَ وَاَحِيْ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ نْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ ۔

استسقاء کی دعا کا عربی زبان میں یا خاص انھیں الفاظ سے ہونا کچھ ضروری نہیں ۔

نماز کی قسموں کا بیان ہو چکا صرف چند نمازیں باقی ہیں جن کو ہم آگے بیان کریں گے لہذا اب م نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات اور مفسدات اور مکروہات لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ جو طریقہ نماز پڑھنے کا اوپر بیان ہو چکا اس میں کون چیز فرض ہے اور کون واجب اور کون سنت ہے اور کون مستحب اور اس طریقے کے کسی امر کی رعایت نہ کرنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے ۔

نماز کے فرائض

نماز کے فرائض چھ ہیں ان چھ میں سے پانچ نماز کے رکن ہیں یعنی نماز ان سے مرکب ہے اور وہ نماز کے جز ہیں اور چھٹا یعنی نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا رکن نہیں ۔

(۱) قیام (کھڑا ہونا) اتنی دیر تک کھڑا رہنا فرض ہے جس میں اس قدر قرأت کی جا سکے فرض ہے (درمختار وغیرہ)

کھڑے ہونے کی حد فقہا نے یہ بیان کی ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائے جائیں تو گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں (مراقی الفلاح وغیرہ)

قیام صرف فرض اور واجب نمازوں میں فرض ہے ۔ ان کے سوا اور نمازوں میں فرض نہیں (مراقی الفلاح)

صحیح یہ ہے کہ فجر کی سنت میں قیام فرض ہے اس لئے کہ اس تاکید میں کسی کا اختلاف نہیں لیکن بعض فقہا اس کے وجوب کے قائل ہو گئے ہیں (درمختار وغیرہ)

تراویح میں کھڑا ہونا فرض نہیں اس لئے کہ اس کی تاکید سنت فجر کی برابر نہیں (درمختار وغیرہ)

مثل نماز جمعہ اور عیدین اور جنازہ وغیرہ کے ۱۲ یہاں ان فرائض کا بیان ہے جو نماز کے اندر داخل ہیں اور نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں جیسے بدن کپڑے کا پاک ہونا وغیرہ جو سب فرض ہیں ۱۲ اس میں اختلاف ہو مگر محقق مذہب یہی ہے جو لکھا گیا مراقی الفلاح میں اس کے خلاف ہو مگر اس کو طحطاوی وغیرہ محققین نے کمزور کہا ہے (طحطاوی ۔ قاضی خاں ۔ شامی وغیرہ) لہ یعنی فقہا نے تراویح کو سنت فجر پر قیاس کر کے لکھا ہے کہ تراویح میں بھی قیام فرض ہے مگر یہ قول صحیح نہیں اس لئے کہ سنت فجر کی تاکید تراویح کی تاکید سے بہت زیادہ ہے ۱۲ (فتاوی قاضی خاں ۔ شامی وغیرہ)

اس نفل کی قضا جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو واجب ہے اور اسی طرح وہ نماز جس کی نذر کی گئی ہو مگر فقہا نے اس میں سکوت کیا ہے کہ اس میں قیام[1] فرض ہے یا نہیں احتیاط یہ ہے کہ وہ بھی کھڑے ہو کر پڑھی جائیں۔

جو شخص قیام پر قادر نہ ہو اس پر قیام فرض نہیں۔

اگر کسی کے زخم ہو اور کھڑے ہونے سے اس زخم سے خون آجانے کا احتمال ہو تو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہیں اسی طرح اس شخص کو جس کے کھڑے ہونے سے پیشاب آجانے کا خوف ہو یا عورت کو جس کے کھل جانے کا خوف ہو (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص ایسا کمزور ہو کہ کھڑے ہونے سے اس کو ایک آیت پڑھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو اس کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہیں (درمختار وغیرہ)

(۲) قرأت یعنی قرآن مجید کا پڑھنا نماز میں۔ قرآن مجید کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ بڑی آیت ہو یا چھوٹی[2] مگر شرط یہ ہے کہ کم از کم دو لفظوں سے مرکب ہو جیسے ثُمَّ انْظُرْ اور اگر ایک ہی لفظ ہو جیسے مُدْهَامَّتَانِ یا ایک حرف ہو جیسے ص۔ ق۔ وغیرہ یا دو حرف ہوں جیسے حم وغیرہ یا کئی حرف ہوں جیسے الٓمٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ وغیرہ تو ان سب سورتوں میں ایسی ایک آیت پڑھنے سے فرض نہ ادا ہوگا (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

فرض نمازوں کی صرف دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے یہ بھی تخصیص نہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے یا پچھلی دو رکعتوں میں یا درمیانی مثلاً مغرب کے وقت اگر کوئی پہلی اور تیسری رکعت میں قرأت کرے اور دوسری میں نہیں یا دوسری اور تیسری میں کرے پہلی میں نہیں بہر صورت فرض ادا ہو جائے گا (کنز الدقائق۔ درمختار۔ مراقی الفلاح)

وتر اور نفل نمازوں کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔

---

[1] مولانا شیخ عبد الحیٔ صاحب نور اللہ مرقدہ نے بھی سعایہ میں اپنی رائے اسی طرف ظاہر کی ہے اور یہ کہ فقہا کے اشارات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ان نمازوں میں بھی قیام فرض ہے ۱۲

[2] یہ مذہب ہمارے امام صاحب کا ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک بڑی ایک آیت اور چھوٹی تین آیت پڑھنا فرض ہے اُن کے نزدیک چھوٹی ایک کے پڑھنے سے فرض ادا نہیں ہوتا۔ (مراقی الفلاح)

Marfat.com

۲ مدرک یہ قرأت فرض بلکہ واجب بھی نہیں امام کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے۔

۵ دوسری سورت کا فرض واجب نہ ہونا متفق علیہ ہے کسی کا اختلاف نہیں ہاں سورۂ فاتحہ کے بارے میں علمائے امت کا سخت اختلاف ہے امام شافعی رحمہ سے صحیح روایت میں منقول ہے کہ مقتدی پر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی اور یہی امام احمد کا بھی مذہب ہے، امام مالکؒ کے نزدیک فرض نہیں۔ مگر آہستہ آواز کی نماز میں مستحب ہے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین کا یہ مذہب ہے کہ آہستہ آواز اور بلند آواز دونوں قسم کی نمازوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مقتدی پر فرض نہیں بلکہ ہمارے فقہا اس کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں۔ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اور علماء نے اور کتابوں میں لکھا ہے کہ امام محمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ آہستہ آواز کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ بلند آواز کی نماز میں نہیں۔ حالانکہ امام محمدؒ کی کتابوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس مسئلہ میں امام صاحبؒ کے بالکل موافق ہیں انھوں نے موطا میں لکھا ہے کہ نہیں ہے قرأت امام کے پیچھے نہ بلند آواز کی نماز میں نہ آہستہ آواز کی اسی کے موافق پہنچی ہیں ہم کو بہت سی حدیثیں اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام محمدؒ نے خود کتاب الآثار میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ان مذاہب کے معلوم ہونے سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ سورۂ فاتحہ کے بارے میں حنفیہ دو امر کے قائل ہیں ایک یہ کہ وہ مقتدی پر کسی حال میں فرض نہیں خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی دوسرے یہ کہ اگر پڑھے تو مکروہ تحریمی ہے۔ یہاں ہم صرف فرض نہ ہونے کو ثابت کرتے ہیں مکروہ ہونے کو وہاں بیان کریں گے جہاں نماز کے مکروہات لکھیں گے جو لوگ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو فرض کہتے ہیں۔ ان کی بڑی دلیل یہ حدیث ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ، بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی ان کے نزدیک امام کا پڑھنا مقتدی کے حق میں کافی نہیں بلکہ ہر ایک کو منفرد پڑھنا چاہیے ہمارے امام صاحبؒ کے دلائل میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ جو شخص کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس امام کی قرأت اس کی قرأت بھی جائے گی اس حدیث کے صحیح ہونے میں اگرچہ بعض علماء نے کام کیا ہے مگر ان کا کلام کرنا صحیح نہیں یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے بعض ان میں سے بالکل صحیح و سالم ہیں کسی کے کلام کی ہم نہیں گنجائش نہیں بینی وغیرہ نے اس میں بہت زور دیا ہے اور علامہ وقت مولانا ابوالحسنات نور اللہ مرقدہ نے ان سب کے اقوال کو نہایت عمدہ تحقیق سے معائنہ اور امام از کلام میں لکھا ہے (شکر اللہ معیہ) اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مقتدیوں کو قرأت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے سورۂ فاتحہ کی سورت کی اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ شاید یہ حدیث بلند آواز کی نماز کے لئے ہو اس لئے کہ یہ ارشاد حضرتؐ نماز عصر کے وقت تھا جو آہستہ آواز کی نماز ہے اب ہمارے نزدیک اس پہلی حدیث کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ نماز میں نہ پڑھی جائے نہ حقیقۃً نہ حکماً تو نماز نہ ہوگی اور پوری رکعات کی نماز میں امام سورۂ فاتحہ پڑھ لیتا ہے اور ابھی حدیث نبوی سے ثابت ہوا کہ امام کا پڑھنا مقتدیوں کا پڑھنا ہے لہٰذا مقتدیوں کی نماز بھی سورۂ فاتحہ سے خالی نہ ہوئی اور جب سورۂ فاتحہ سے خالی نہ ہوئی تو نماز کیوں نہ ہوگی ہاں اگر امام بھی نہ پڑھے تو بیشک نماز نہ ہوگی یہی مطلب اس حدیث کا حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ ترمذی حضرت جابرؓ سے ناقل ہیں انھوں نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس نے نماز ہی نہیں پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو ترمذی یہ حکم کر امام احمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا دیکھو جابر ایک مرد ہیں اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا اگر تمہارا امام پڑھتا ہو تو یہ حکم ہے امام پیچھے نہیں ہم یہاں اس قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگرچہ اس مضمون میں بہت کچھ باقی ہے مگر انصاف اور تحقیق کے لئے اسی قدر کافی ہے ۱۲

مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے دو رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے بشرطیکہ اس کی کوئی رکعت قرأت والی فوت ہوئی ہو۔

حاصل یہ ہے امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قرأت کی حاجت نہیں، ہاں مسبوق کے لئے اُن گئی ہوئی رکعتوں میں چونکہ امام نہیں ہوتا اس لئے اس کو قرأت کی ضرورت ہوتی ہے

(۳) رکوع ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع کرنا فرض ہے رکوع کی حد فقہا نے یہ بیان کی ہے کہ اس قدر جھک جائے جس میں دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں صرف جھک جانا فرض ہے کچھ دیر تک جھکا ہوا رہنا فرض نہیں۔

اگر کسی کی پیٹھ کوبڑ یا بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے جھک گئی ہو اور ہر وقت اس کی حالت کو کے مشابہ رہتی ہو تو اس کو رکوع میں صرف سر جھکا دینا چاہئے۔ (مراقی الفلاح)

(۴) سجدہ۔ ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں ایک سجدہ قرآن مجید سے ثابت ہے اور دوسرا احادیث سے اور اجماع سے۔

سجدے میں ایک گھٹنا اور ایک پیر کی انگلی کا اور پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اگر پیشانی نہ رکھ سکتا ہو خواہ کسی پھوڑے وغیرہ کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو بجائے اس کے صرف ناک کا رکھ دینا کافی ہے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

سجدہ ایسی چیز پر کرنا چاہئے جو جمی رہے اور پیشانی اُس پر رُک سکے اور پیشانی زمین پر رکھتے وقت جس قدر زمین سے اونچی ہو اخیر وقت تک اسی قدر اونچی رہے اگر کسی ایسی چیز پر سجدہ کیا جس پر پیشانی نہ جم سکے جیسے روئی کا ڈھیر یا برف کا ٹکڑا وغیرہ تو درست نہیں اس لئے کہ روئی کا ڈھیر سجدہ کرنے سے دب جائیگا اور برف کا ٹکڑا گھل کر اس قدر نہ رہیگا جتنا پہلے تھا اور پیشانی کو زمین سے اس قدر بلندی نہ رہے گی جتنی رکھتے وقت تھی (مراقی الفلاح)

چارپائی اگر خوب کسی ہو کہ سجدہ کرنے سے اس کی بناوٹ کو بالکل جنبش نہ ہو اور بدستور اپنی حالت پر قائم رہے تو اس پر سجدہ جائز ہے۔

وہ فرش یا تکیہ جس میں روئی وغیرہ بھری ہو اگر سجدہ کرنے سے دبتے ہوں تو اُن پر سجدہ جائز نہیں اور اگر پہلے سے خوب دب چکے ہوں اور اب بالکل نہ دبیں تو ان پر سجدہ جائز ہے۔

Marfat.com

سجدے کے مقام کو پیروں کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہئے اگر آدھ گز سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اس قدر مل کر کھڑے ہوئے ہوں کہ زمین پر سجدہ ممکن نہ ہو تو نماز پڑھنے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے وہ بھی نماز پڑھتا ہو جو سجدہ کرنے والا پڑھ رہا ہے (مراقی الفلاح)

اگر کسی ایسے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے جو وہ نماز نہ پڑھتا ہو تو جائز نہیں۔

مثال سجدہ کرنے والا ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور جس کی پیٹھ پر سجدہ کرے وہ فجر کی قضا پڑھتا ہو

(۵) قعدۂ اخیرہ یعنی وہ نشست جو نماز کی آخری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد ہوتی ہے خواہ اس سے پہلے کوئی اور نشست ہو چکی ہو جیسے ظہر عصر مغرب عشاء وغیرہ کی نمازوں میں یا نہ ہو چکی ہو جیسے فجر جمعہ عیدین وغیرہ کی نمازوں میں۔

اتنی دیر تک بیٹھنا فرض ہے جس میں التحیات پڑھی جا سکے اس سے زیادہ بیٹھنا فرض نہیں (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

(۶) نماز کو اپنے فعل سے تمام کر دینا یعنی بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے کوئی ایسا فعل کیا جائے جو نماز کے منافی ہو مثلاً السلام علیکم کہدے یا قبلہ سے پھر جائے یا اور کوئی بات چیت کرے

نماز کے واجبات

(۱) تکبیر تحریمہ کا خاص اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا اگر اس کے ہم معنی کسی لفظ سے مثلاً اللہ اعظم وغیرہ

ف بعض فقہا نے لکھا ہے کہ قعدۂ اخیرہ نماز کے شرائط سے ہے نماز کا رکن نہیں یعنی نماز کی تکمیل سے قعدۂ اخیرہ کے نماز سے خارج ہونے کی وجہ بھی لکھی ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے مقرر کی گئی ہے اور بیٹھنے میں کچھ تعظیم نہیں ہاں کھڑے رہنے میں البتہ تعظیم ہے اور اس سے زیادہ سجدوں میں (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) مگر صحیح اور اکثر فقہا کا یہی قول ہے کہ وہ نماز کا رکن ہے (شرح منیۃ المصلی شامی وغیرہ) نتیجہ اس اختلاف کا یہ ہوگا کہ جن لوگوں کے نزدیک قعدۂ اخیرہ شرط ہے رکن نہیں ان کے نزدیک اگر قعدہ اخیرہ سونے کی حالت میں ادا کیا جائے تو نماز ہو جائے گی اور جن کے نزدیک رکن ہے ان کے نزدیک نہ ہوگی ۱۲

ف نماز کو اپنے فعل اختیاری سے تمام کرنا بالاتفاق رکن نہیں اس کے فرض ہونے میں علماء کا اختلاف ہے کرخی کے نزدیک فرض نہیں اور بروعی کے نزدیک فرض ہے۔ علامہ شرنبلالی نے ایک رسالہ خاص اسی مسئلہ میں لکھا ہے جس میں بروعی کی تائید کی ہے اس رسالہ سے محقق قول یہی معلوم ہے کہ فرض ہے (ردالمحتار)

کے ادا کی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا۔

(۲) بعد تکبیر تحریمہ کے اتنی دیر تک کھڑا رہنا جس میں سورۂ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جا سکے (درمختار، شامی وغیرہ)

(۳) سورہ فاتحہ کا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں ایک مرتبہ پڑھنا

(۴) ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی دوسری سورت کا پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں یہ دوسری سورت کم سے کم تین آیتوں کی ہونا چاہیے اگر تین پڑھ لی جائیں خواہ کسی سورت کا جز ہوں یا خود سورت ہوں تو کافی ہے۔

(۵) پہلے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اس کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا اگر کوئی شخص پہلے دوسری سورت پڑھے اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے تو واجب ادا نہ ہوگا۔

(۶) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا۔ اگر دوسری تیسری یا تیسری چوتھی میں قرأت کی جائے اور پہلی دوسری میں نہ کی جائے تو واجب ادا نہ ہوگا اگرچہ فرض ادا ہو جائیگا (درمختار، مراقی الفلاح)

(۷) رکوع کے بعد اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا جس کو فقہا قومہ کہتے ہیں۔

(۸) سجدوں میں پورے دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں اور دونوں پیروں اور ناک کا زمین پر رکھ (مراقی الفلاح)

(۹) دوسرے سجدے کا اس کے مابعد سے پہلے ادا کرنا مثلاً اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں بغیر دوسرا سجدہ کئے ہوئے کھڑا ہو جائے تو اس کا واجب ترک ہو جائیگا اس لئے کہ اس نے سجدے کے پہلے قیام کر

(۱۰) رکوع اور سجدوں میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم وغیرہ یا سبحان ربی الا وغیرہ کہہ سکے (طحطاوی مراقی الفلاح وغیرہ)

---

۵ رکوع سے اٹھنے کو فقہا نے مسنون لکھا ہے مگر تحقیق یہی ہے کہ واجب ہے قاضی خاں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قومہ کرنا بھول جائے تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا اگر قومہ واجب نہ ہوتا تو سجدۂ سہو کیوں لازم آتا سجدۂ سہو کے ترک سے ہوتا ہے سنت کے ترک سے نہیں ہوتا ابن ہمام اور امیر حاج نے اس کو واجب لکھا ہے شرح میں ہے کہ جب کوئی مسئلہ دلیل کے موافق ہو اور کوئی روایت بھی اس کے موافق ہو جائے تو اس کے خلاف کرنا نہ چاہئے اور روایت وجوب قومہ کی قاضی خاں میں موجود ہے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ قومے کا مسنون ہونا مذہب میں مشہور ہے اور اس کے وجوب کی بھی روایت آئی ہے اور وجوب دلیل کے موافق ہے اسی کو کمال ابن ہمام اور ان کے بعد جتنے متاخرین ہوئے سب نے اختیار کیا ہے ۱۲

Marfat.com

(۱۱) دونوں سجدوں کے درمیان میں اٹھ کر بیٹھنا[۵] جس کو فقہا جلسہ کہتے ہیں۔

(۱۲) قومے میں اور سجدوں کے درمیان میں اس قدر ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح کہی جا سکے (طحطاوی مراقی الفلاح)

(۱۳) قعدۂ اولیٰ یعنی دونوں سجدوں[۵] کے بعد دوسری رکعت میں بیٹھنا اگر نماز دو رکعت سے[۵] زیادہ ہو۔

(۱۴) قعدۂ اولیٰ میں بقدر التحیات کے بیٹھنا۔

(۱۵) دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ التحیات پڑھنا اگر نہ پڑھی جاوے یا ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھی جائے تو واجب ترک ہو جاوے گا۔

(۱۶) نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے (درمختار شامی وغیرہ)

مثال (۱) بعد سورۂ فاتحہ کے زیادہ سکوت کرنا یہ سکوت دوسری سورت کی تاخیر کا سبب ہو جائیگا (۲) دو رکوع کرنا دوسرا رکوع سجدے کی تاخیر کا سبب ہو جائیگا (۳) تین سجدے کرنا تیسرا قیام یا قعود کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا (۴) پہلی یا تیسری رکعت کے اخیر میں زیادہ نہ بیٹھنا۔ یہ بیٹھنا دوسری یا چوتھی رکعت کے قیام کی تاخیر کا سبب ہو جائیگا (شامی) (۵) دوسری رکعت میں التحیات کے بعد دیر تک بیٹھنا جس میں کوئی رکن مثل رکوع وغیرہ کے ادا ہو سکے۔

(۱۷) نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا خواہ کوئی دعا ہو۔

(۱۸) عیدین کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے چھ تکبیریں کہنا۔

(۱۹) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کرتے وقت تکبیر کہنا۔

(۲۰) امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب و عشا کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا۔ منفرد کو اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے آواز کے بلند ہونے کی فقہا نے یہ حد بیان کی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔

---

[۵] دونوں سجدوں کے درمیان میں اٹھ کر بیٹھنے کو اکثر فقہا نے مسنون لکھا ہے مگر محققین اس کے وجوب کے قائل ہیں ہمام وغیرہ کا یہی قول ہے اصول مذہب کے بھی یہی موافق ہے ۱۲ (شامی)

[۵] یہ قید اس لئے لگائی ہے کہ اگر نماز دو ہی رکعت کی ہوگی تو بیٹھنا فرض ہوگا اور قعدہ قعدۂ اول نہ رہیگا بلکہ [illegible]

[۵] اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل سجدۂ سہو کے بیان میں آئے گی ۱۲

Marfat.com

(۲۱) امام کو ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب عشا کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا (قاضی خاں۔ نہر الفائق وغیرہ)

(۲۲) جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے (مراقی الفلاح)

(۲۳) منفرد اگر فجر مغرب عشا کی قضاؤں میں پڑھے تو ان میں بھی اُس کو آہستہ آواز سے قرأت کرنا اگر رات کو قضا پڑھے تو اسے اختیار ہے۔

(۲۴) اگر کوئی شخص مغرب عشا کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیے۔ اور ان رکعتوں کو بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔

(۲۵) نماز کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر ختم کرنا نہ کسی اور لفظ سے۔

(۲۶) دو مرتبہ السلام علیکم کہنا۔ (درمختار وغیرہ)

نماز کی سنتیں

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر کو نہ جھکانا (مراقی الفلاح) (۲) تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں

ع امام شافعی کے نزدیک سلام فرض ہے ان کی سند وہ حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وتحلیلہا التسلیم یعنی نماز سے خروج سلام کے ذریعہ سے ہوتا ہے مگر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ حدیث فرضیت پر دلالت نہیں کرتی ہاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مواظبت اس کے ساتھ ملائی جائے تو اس سے سلام کا ضروری ہونا نکلتا ہے اگر نہ فرضیت کے درجے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قعدۂ اخیرہ کر چکے اور اُسے حدث ہو جائے تو اس کی نماز ہو گئی (ترمذی ابوداؤد وغیرہ) ع یہ مذہب ہمارے امام صاحب اور امام محمد کا ہے اور اسی کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہے اور ہمارے اکثر مشائخ اسی طرف ہیں اسی وجہ سے صاحب درمختار نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور علامہ محمد بن عابدین نے ردالمحتار میں اسی کو اولیٰ لکھا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہے یعنی تکبیر کی ابتدا اور ہاتھ اٹھانے کی ابتدا ساتھ ہی امام طحطاوی اور قاضی خاں وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دونوں کیفیتیں مروی ہیں پہلی کیفیت جو ہمارے امام صاحب کا مذہب ہے بخاری ترمذی نسائی ابن ماجہ ابوداؤد میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ابوداؤد و نسائی میں ابن عمرؓ سے بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر تکبیر کہتے تھے اور دوسری کیفیت جو امام ابو یوسف کا مذہب ہے مسند امام احمد اور بیہقی اور ابوداؤد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ان دونوں کیفیتوں کے علاوہ ایک تیسری کیفیت اور بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ یہ کہ پہلے تکبیر اس کے بعد ہاتھوں کا اٹھانا چنانچہ ابوداؤد کی ایک حدیث سے یہ مضمون صاف طور پر سمجھا جاتا ہے ابن ہمام نے کیفیت بیہقی کی سنن کبریٰ سے اپنی کتاب فتح القدیر میں نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ اسکے تمام راوی معتبر ہیں تینوں کیفیتیں نبی صلعم سے ثابت ہیں اس لئے اختیار ہے چاہے کیفیت پر عمل کیا جائے اختلاف صرف اولیٰ ہونے میں ہے ہمارے نزدیک پہلی کیفیت اولیٰ ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دوسری کیفیت واللہ

Marfat.com

ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں[1] تک اور عورتوں کو شانوں[2] تک عذر کی حالت[3] میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔

(۳) تکبیر تحریمہ کہتے وقت اٹھے ہوئے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف کرنا۔ (درمختار وغیرہ)

(۴) ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کو نہ بہت کشادہ کرنا نہ بہت ملانا۔

(۵) بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھوں کا باندھ لینا مردوں کو ناف[4] کے نیچے عورتوں کو سینے[5] پر۔

(۶) مردوں کو اس[6] طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور

---

[1] مردوں کو کانوں تک ہاتھ اٹھانا ہمارا مذہب ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مردوں کو بھی شانوں تک، دونوں کیفیتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اکثر روایات میں کانوں تک اٹھانا منقول ہے، شرح سفر السعادۃ شیخ دہلوی، ابوداؤد، نسائی، دارقطنی، طحاوی، مسلم، حاکم، امام احمد، طبرانی، اسحٰق ابن راہویہ وغیرہم نے متعدد طرق سے اسی مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے، اسی لئے حنفیہ نے اس کیفیت کو اختیار کیا اگر چہ بھی کیفیت ثانیہ کا انکار نہیں ہمارے فقہاء نے جو لکھا کہ انگوٹھے کو کانوں کی لو سے مل جانا چاہئے چنانچہ ہم بھی اوپر لکھ چکے ہیں وہ صرف اس خیال سے لکھا ہے کہ جس ہاتھوں کا کانوں کی برابر اٹھنا یقینی ہو جائے سنت سمجھ کر نہیں لکھا ہے تو اسکو سنت سمجھنا چاہئے اس لئے کہ کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہیں ہوتا واللہ اعلم ۱۲۔ [2] عورتوں کو شانوں تک ہاتھ اٹھانے کا اس لئے حکم دیا گیا کہ اس میں ستر زیادہ رہتا ہے کانوں تک ہاتھ اٹھانے میں سینہ کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہے صحیح یہ ہے کہ عورت خواہ لونڈی ہو یا بی بی سب کو شانوں تک ہاتھ اٹھانا چاہئے ۱۲ (بحر الرائق درمختار وغیرہ) [3] سردی کے عذر میں صلے اللہ علیہ وسلم سینہ تک کپڑوں کے اندر ہی سینہ تک ہاتھ اٹھایا ہے (ابوداؤد) [4] اس مسئلہ میں بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے نزدیک مردوں کو بھی سینے پر ہاتھ باندھنا چاہئے بعض کوتاہ نظر لوگوں کا خیال ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی نقلی دلیل ابن ابی شیبہ کے مصنف میں ایک حدیث بذریعہ علقمہ کے وائل ابن حجر سے منقول ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا اس حدیث کے سب راوی معتبر ہیں بعض کا خیال ہے کہ علقمہ وائل سے نہیں ملے یہ صحیح نہیں ترمذی کے دیکھنے سے اس خیال کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے علامہ زیلعی نے بھی اس کو ثابت کیا ہے [5] عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنے میں چونکہ ستر زیادہ ہے لہٰذا ان کے حق میں یہی بہتر ہے اختیار کیا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی [6] ہمارے فقہاء اس کو اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ اس میں سب حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے اگر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر اور کلائی نہ پکڑی جائے تو صرف اس حدیث پر عمل ہوگا جس میں رکھنا منقول ہے اور اگر کلائی پکڑ لی جائے انگلیاں داہنی ہتھیلی کی پشت پر نہ رکھی جائیں تو صرف اس حدیث پر عمل ہوگا جس میں بائیں کلائی پکڑنے کا حکم ہے دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی یہی صورت ہے بعض فقہاء نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی صورت نہیں اس لئے کہ اس حدیث میں بائیں ہاتھ سے داہنے ہاتھ کے پہنچے کا حکم ہے اس میں کلائی پکڑنے کا ذکر ہی نہیں لہٰذا اس حدیث پر بھی عمل نہ ہوا اور جس حدیث پر اپنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کا پہنچا پکڑنے کا حکم ہے اس میں رکھنے کا ذکر نہیں لہٰذا اس حدیث پر بھی عمل نہ ہوا بلکہ دونوں حدیثوں پر عمل کہنے کی یہ صورت کہ کبھی ایسا کیا جائے کبھی ویسا یہ بھی صحیح نہیں ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی صورت یہ ہے کہ فرض نماز میں ہر وقت کی نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جائے اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو داہنی انگلیاں بائیں کلائی پر ہوں اور کلائی پر بھی اسی وقت کی نماز میں داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لی جائے ہمارے بعض محققین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲۔

چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لیں اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا دیں اور عورتوں کو اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑنا ان کے مسنون نہیں۔

(۷) بعد باندھنے کے فوراً سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنا۔

(۸) امام اور منفرد کو بعد سبحانک اللہم کے اور مسبوق کو اپنی ان رکعتوں کی پہلی رکعت میں جو امام کے بعد پڑھے بشرطیکہ وہ رکعتیں قرأت کی ہوں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔

(۹) ہر رکعت کے شروع میں الحمد للہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا۔

(۱۰) امام اور منفرد کو بعد سورۂ فاتحہ ختم ہونے کے آمین کہنا اور قرأت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آمین کہنا۔

(۱۱) آمین کا آہستہ آواز سے کہنا۔

ف تکبیر کے بعد فوراً اس طرح ثنا کا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ابوداؤد و ترمذی میں حضرت عائشہ کے ذریعہ سے اور سنن ماجہ میں اور نسائی میں ابوسعید خدری کے ذریعہ سے بیہقی میں حضرت جابر کے ذریعہ سے اسکے روایات موجود ہیں اور صحیح مسلم میں حضرت فاروق سے بھی یہی ہے امام ابویوسف کے نزدیک اسکی وجہ وہی ہے الذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین کا پڑھنا مستحب ہے ۱۲

ف آمین کا آہستہ کہنا حنفیہ کا مذہب ہے اور ایک روایت میں امام مالک سے بھی یہی منقول ہے اور امام شافعی کا بھی اخیر قول یہی ہے مگر احادیث سے دونوں کا ثبوت ہوتا ہے اسی لئے بعض محققین نے مثل شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی کے رسالہ مذہب فاروق اعظم میں لکھا ہے کہ کبھی آہستہ آواز سے آمین کہی جائے کبھی بلند آواز سے محقق کمال الدین بن ہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ آمین ایسی آواز سے کہی جائے کہ صرف قریب کا آدمی سن سکے کچھ آہستہ آواز سے بھی ہے اور کچھ بلندی بھی آجائے اور اس طریقے سے دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ فی الحقیقت آہستہ آواز اور بلند آواز سے آمین کہنے میں کوئی بہت سخت اختلاف نہیں مگر افسوس اس زمانہ میں جہالت کا ایسا زور ہے کہ آہستہ آمین کہنے والے بلند آواز سے آمین کہنے والوں پر ملامت اور نکتہ چینی کرتے ہیں اور ان کو بد دین اور خدا جانے کیسے بُرے بُرے القاب سے یاد کرتے ہیں بلکہ بعض متعصبین ان کو اپنی مسجد سے نکال دیتے ہیں اسی طرح دوسری طرف سے بھی ناجائز اور ناگفتہ امور وقوع میں آتے ہیں گو ان لوگوں کے نزدیک اب دین اور سنت کا دارومدار آمین آہستہ یا بلند آواز سے کہنے پر رہ گیا ہے میرے نزدیک دونوں فریق کی یہ باتیں نہایت نفرت اور بری نظر سے دیکھنے کے قابل ہیں اور زیادہ تعجب ان لوگوں سے ہے جو اہل علم میں شمار کئے جاتے ہیں وہ کیسے ان قبیح امور کو جائز رکھتے ہیں اس اخیر زمانہ میں علامۂ وقت شیخ ابوالحسنات نور اللہ مرقدہ نے بھی اس مسئلہ کو نہایت انصاف اور تحقیق سے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی عمدہ جزا خیر دے آمین ۱۲

Marfat.com

(۱۲) حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان میں بقدر چار انگل کے فصل ہونا۔

(۱۳) فجر اور ظہر کے وقت فرض نمازوں میں بعد سورۂ فاتحہ کے طوال مفصل کی سورتوں کا پڑھنا عصر عشاء کے وقت اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل بشرطیکہ سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو۔ سفر اور ضرورت کی حالت میں جو سورت چاہے پڑھے۔

(۱۴) فجر کے فرض کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت کی بہ نسبت ڈیوڑھی سورت پڑھنا

(۱۵) رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا اس طرح کہ تکبیر اور رکوع کی ابتدا ایک ہی ہو اور پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ (منیہ غنیہ وغیرہ)

(۱۶) مردوں کو رکوع میں گھٹنوں کا دونوں ہاتھوں سے پکڑنا اور عورتوں کو صرف گھٹنوں پر ہاتھ رکھ لینا (غنیہ وغیرہ)

(۱۷) مردوں کو انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا اور عورتوں کو ملا کر۔

(۱۸) رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کا سیدھا رکھنا۔

(۱۹) مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سر سب برابر ہو جائیں اور عورتوں کو صرف اس قدر جھکنا کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں (مراقی الفلاح وغیرہ)

(۲۰) رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنا۔

(۲۱) رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا۔

لہ سورۂ حجرات سے سورۂ الم یکن تک طوال مفصل ہیں اور بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل ہیں اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل ہیں [illegible] نے عمرو کے ایک خط سے جو انھوں نے ابو موسیٰ اشعری کے نام لکھا تھا منقول ہے [illegible] اس تعیین کو [illegible]

لہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلتے وقت اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کرتے تھے [illegible] امام مالک [illegible] اس [illegible] اتفاق ہے اور اسی حدیث سے تکبیر کا اس خاص طریقہ سے کہنا معلوم ہوتا ہے ۱۲

لہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ لیتے [illegible] قائل ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ گھٹنوں کا پکڑنا منسوخ ہے ابن مسعود کا مذہب اس کے خلاف ہے امام محمد [illegible] میں لکھتے ہیں کہ مجھے امام ابو حنیفہ سے خبر ملی ان کو ابن مسعود سے ان کو ابراہیم نخعی سے ان کو فاروق اعظم سے کہ وہ اپنے [illegible] گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت فاروق کا یہ فعل بہت پسند ہے امام محمد کہتے ہیں کہ ہم اسی [illegible] ہیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کا اور ہم نہیں عمل کرتے اس مسئلہ میں ابن مسعود کے قول پر ۱۲

لہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ رکوع کی حالت میں ایسی برابر ہوتی کہ اگر پانی بھرا جاتا تو نہ بہتا (ابن ماجہ صحیح مسلم میں ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کی حالت میں سر کو اٹھایا ہوا رکھتے تھے نہ جھکا ہوا بلکہ ایک معتدل حالت میں ۱۲ (صلعم) [illegible]

(۲۲) قومے میں امام کو صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ اور منفرد کو دونوں کہنا۔

(۲۳) سجدے میں جاتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

(۲۴) سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو اور اٹھتے وقت پہلے ناک کو اٹھانا پھر پیشانی کو پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو (مراقی الفلاح)

(۲۵) سجدے کی حالت میں منہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان میں رکھنا (شرح وقایہ وغیرہ)

(۲۶) سجدے کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانوؤں سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھ کی باہنوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا اور عورتوں کو پیٹ کا رانوں سے اور کہنیوں کا پہلو سے ملا ہوا اور ہاتھ کی باہنوں کا زمین پر بچھا ہوا رکھنا۔

(۲۷) سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کا ملا ہوا رکھنا (شرح وقایہ وغیرہ)

(۲۸) سجدے کی حالت میں دونوں پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف رکھنا (شرح وقایہ)

(۲۹) سجدے کی حالت میں دونوں زانوؤں کا ملا ہوا رکھنا۔

ف۵ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے کی حالت میں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے تھے (ترمذی) ف۶ ایسا ہی روایت کیا ہے ترمذی ابوداؤد نسائی وغیرہم نے اپنی کتابوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ مجھ کو یاد ہے کہ حضرت فاروق سجدے میں پہلے اپنے گھٹنے رکھتے تھے پھر ہاتھ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ مجھکو یاد ہے کہ حضرت ابن مسعود کے گھٹنے زمین پر ہاتھوں سے پہلے پڑتے تھے (طحطاوی) ف۷ ترتیب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (سعایہ) ۱۲ ف۸ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں رکھنا مسلم کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے امام شافعی کے نزدیک دونوں ہاتھوں کو شانوں کے برابر رکھنا سنت ہے یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بخاری کی حدیث میں منقول ہے چونکہ دونوں طریقے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اسلئے ہمارے محققین کی مثل محقق کمال الدین ابن ہمام اور علامہ حلبی وغیرہما کی یہ رائے ہے کہ دونوں طریقوں پر عمل کیا جائے کبھی اس پر اور کبھی اس پر اور درحقیقت یہ رائے بہت اچھی اور عمل میں لانے کے قابل ہے ف۹ مسلم حضرت میمونہ سے ناقل ہیں کہ سجدے کی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زانو پیٹ سے اسقدر علیحدہ رکھتے تھے کہ بکری کا بچہ چاہتا تو نیچے سے نکل جاتا اس حدیث سے پیٹ کا زانو سے جدا کرنا ثابت ہوتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں اپنے ہاتھ اس قدر کشادہ رکھتے تھے کہ آپ کے بغل کی سپیدی دکھلائی دیتی تھی (ابوداؤد) اس حدیث سے کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا ثابت ہوتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو ہاتھوں کی باہنہ کو زمین پر نہ بچھا دیا کرو جیسے کتا بچھاتا ہے (ابوداؤد) اس حدیث سے ہاتھ کی باہنوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا بھی ثابت ہو گیا ۱۲ ف۱۰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو عورتوں پر ہوا نماز پڑھ رہی تھیں آپ نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو اپنے بعض حصہ جسم کو زمین سے ملا دیا کرو اس لئے کہ عورت اس بارے میں مرد کے حکم میں نہیں ہے (ابوداؤد) ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو زانو سے ملا دے ۱۲ (کامل ابن عدی) ف۱۱ صحیح ابن حبان میں بسند صحیح مروی ہے کہ آپ سجدے کی حالت میں انگلیاں ملائے رکھتے تھے ۱۲ ف۱۲ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں پیر کی انگلیوں کا رخ قبلے کیطرف رکھتے تھے ۱۲ (صحیح بخاری) ف۱۳ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو دونوں رانیں ملا دیا کرو ۱۲ (ابوداؤد)

Marfat.com

(۳۰) سجدے میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔

(۳۱) سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر کہتے ہوئے سر کا زمین سے اٹھانا۔

(۳۲) سجدے سے اُٹھ کر کھڑے ہوتے وقت زمین سے ہاتھوں کو سہارا دینا۔

(۳۳) دونوں سجدوں کے درمیان میں اسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جس کیفیت سے دونوں سجدوں کے بعد بیٹھنا چاہیے جس کا بیان آگے آتا ہے۔

(۳۴) قعدۂ اولیٰ اور اُخریٰ دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہوا اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوؤں پر ہوں انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں اور عورتوں کو اس طرح کہ اپنے بائیں سرین پر بیٹھیں اور داہنے زانو کو بائیں پر رکھ لیں اور بایاں پیر داہنی طرف نکال دیں اور دونوں ہاتھ بدستور زانو پر ہوں۔

(۳۵) التحیات میں لاالٰہ کہتے وقت داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا اور چھوٹی انگلی اور اس کے آس پاس کی انگلی بند کر کے کلمہ کی انگلی کا اٹھانا اور الا اللہ کہتے وقت رکھ دینا اور باقی انگلیوں کو اخیر تک بدستور باقی رکھنا۔

ع حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں اٹھتے وقت زمین سے ٹیک نہ لگانا سنت ہے (فتح البیان) بخاری میں ہے کہ ہم اپنے ہاتھ نماز میں نہیں رکھتے تھے ۱۲ ع ۵ امام شافعی کے نزدیک قعدہ اخیر میں عورتوں کی طرح بیٹھنا سنت ہے ہماری دلیل میں بروایت حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ داہنے قدم کو کھڑا رکھنا اور اسکی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا اور بائیں قدم پر بیٹھنا سنت ہے اسی مضمون کی احادیث مسلم ابوداؤد و مسند امام احمد وغیرہ میں بھی ہیں ۱۲ ع ۵ داہنے ہاتھ کی کلمے کی انگلی کا لاالٰہ کہتے وقت اٹھانا اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا اور دو انگلیوں کا بند کر لینا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اسکے سنت ہونے پر تمام مجتہدین کا اتفاق ہے ہم اس مقام پر احادیث نقل کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ غالباً کوئی کتاب حدیث کی خالی نہیں ہوگی ہاں چونکہ بعض نافہم لوگوں نے حنفیہ پر مخالفت حدیث کا الزام لگانے کے لئے یہ شبہ کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اشارہ مسنون نہیں بلکہ ناجائز ہے اس لئے ہم امام صاحبؒ کا مذہب اس بارہ میں نقل کرتے ہیں اس کے بعد چند اقوال کتب فقہ سے نقل کریں گے تاکہ پھر کسی مدعی کو مجال طعن نہ رہے ہدایہ میں امام محمد رحمہ اللہ کی استاذ المشائخ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث اشارہ کرنے کی روایت کر کے لکھا ہے کہ ہم بھی ویسا ہی کرتے ہیں جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ کا اور یہی قول ہے ہمارا کہ بند کرے چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو اور حلقہ بنالے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا اور اشارہ کرے کلمہ کی انگلی سے اور انھیں امام محمد رحمہ اللہ نے مؤطا میں اشارے کی حدیث روایت کر کے لکھا ہے کہ ہم عمل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ کا امام زیلعی تبیین الحقائق میں امام ابویوسف کی کتاب الامالی سے ناقل ہیں (بقیہ حاشیہ ۷۰ پر ملاحظہ ہو)

(۳۶) فرض کی پہلی دو رکعتوں کے بعد ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا (مراقی الفلاح)

(۳۷) قعدہ اخیرہ میں بعد التحیات کے درود شریف پڑھنا (مراقی الفلاح وغیرہ)

(۳۸) درود شریف کے بعد کسی ایسی دعا کا پڑھنا جو قرآن مجید یا احادیث سے ثابت ہو اگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹) کہ انھوں نے لکھا ہے کہ بند کرے چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو اور حلقہ بنائے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا اور اشارہ کرے کلمہ کی انگلی سے اور ایسا ہی نقل کیا ہے امام ابو یوسف کے اس قول کو شمنی نے شرح مختصر وقایہ میں اور ہمارے محققین فقہا نے بھی اپنی کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے اگر وہ سب عبارتیں نقل کی جائیں تو اس مقام میں گنجائش نہ ہوگی ہاں ہمارے بعض متاخرین نے اشارے کو منع لکھا ہے اس سے ہمارے محققین نے رد کر دیا ہے لہذا کوئی حنفی ان کے قول پر عمل نہیں کر سکتا اور کوئی دوسرے مذہب کا ان کے قول سے ہمیں الزام نہیں دے سکتا۔ ملا علی قاری کی رسالہ تزئین العبارۃ میں کیدانی کے رد میں لکھتے ہیں کہ یہ انکار کرنا کیدانی کا اشارے کو بہت بڑی خطا اور سنگین جرم ہے اس کا منشا ناواقفی ہے قواعد اصول اور جزئیات منقول سے اور اگر کیدانی کے ساتھ حسن ظن نہ ہوتا اور ان کے کلام کی تاویل نہ کی جاتی تو بیشک ان کا کفر صریح تھا اور انکا مرتد ہو جانا بجا تھا کسی ایماندار کو جائز ہے کہ حرام کہدے اس چیز کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو ایسا کہ قریب متواتر کے ہے اور کیا جائز ہے کہ منع کرے ایسے کام کو جسے تمام علماء یکے بعد دیگرے کرتے چلے آئے یعنی نہایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں اور ایسا ہی اتفاق ہے اشارے کے مستحب ہونے پر ہمارے تینوں اماموں کا اور ان کے متقدمین مقلدین کا اور خلاف صرف متاخرین نے کیا ہے سو ان کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں یہاں اسی قدر کافی ہے اگر کسی کو زیادہ تحقیق اور تفصیل منظور ہو تو اس کو چاہیے کہ ملا علی قاری کا رسالہ تزئین العبارۃ فی تحسین الاشارۃ اور علامہ ابن عابدین کا رسالہ رفع التردد فی عقد الاصابع عند التشہد دیکھے اور ان کے علاوہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ اور شرح سفر السعادۃ میں اور مولانا شیخ ابو الحسنات لکھنوی مرحوم نے سعایہ وغیرہ میں اس مسئلے کو خوب تحقیق سے لکھا ہے اور ابھی حال میں ہمارے ایک مکرم شفیق نے بھی اس مسئلے میں ایک جامع رسالہ تصنیف کیا ہے جسکا نام خیر البشارۃ فی اثبات الاشارۃ ہے۔

(ف) امام مالکؒ کے نزدیک انگلی کو اٹھا کر ہلانا بھی سنت ہے ان کی سند ایک حدیث ابو داؤد کی ہے جس میں تحریک کا لفظ ہے جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ آنحضرت انگلی کو ہلاتے تھے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ تزئین العبارۃ میں ایک حدیث ابو داؤد اور نسائی سے نقل کی ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ حضرت انگلی کو نہ ہلاتے تھے اس حدیث کے بعد لکھا ہے کہ یہی اکثر علماء کا مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے اور قاعدہ جمع بین الحدیثین سے دیکھو تو پہلی حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ ہلاتے تھے یعنی نیچے سے اوپر کو انگلی اٹھاتے تھے ۱۲

(ف) ہمارے زمانہ کے بعض ناواقف اشارہ ہی نہیں کرتے حالانکہ اشارہ سنت مؤکدہ ہے اس کے ترک سے نماز مکروہ ہو جاتی تھی اور بعض لوگ اشارہ کرتے ہیں مگر انگلیوں کا حلقہ نہیں بناتے حالانکہ اشارہ اسی خاص کیفیت سے مسنون ہے علامہ محمد بن عابدین رد المحتار میں لکھتے ہیں کہ ہمارے فقہا کے اقوال بصراحت ظاہر کر رہے ہیں کہ اشارہ اسی خاص کیفیت سے مسنون ہے اور وہ انگلیوں کا حلقہ بنانا اور باقی انگلیوں کو بند کر لینا ہے اور یہی علامہ اپنے رسالہ رفع التردد میں لکھتے ہیں کہ بغیر اس کیفیت کے اشارہ کرنے کچھ فائدہ نہیں ۱۲

عمہ یعنی انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بندھا رہے اور دو انگلیاں اسی طرح بند رہیں بعد اشارہ کرنے کے بعض لوگ پھر انگلیوں کو کھول دیتے ہیں یہ خلاف تحقیق ہے (تزئین العبارۃ)

کوئی ایسی دعا پڑھی جائے جو قرآن مجید اور احادیث سے ثابت نہ ہو تب بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ دعا ایسی چیز کی ہو جس کا طلب کرنا خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہو۔ (بحر الرائق)

(۳۹) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے وقت داہنے بائیں طرف منہ پھیرنا (مراقی الفلاح)

(۴۰) پہلے داہنے طرف منہ پھیرنا پھر بائیں طرف (مراقی الفلاح)

(۴۱) امام کو سلام بلند آواز سے کہنا۔

(۴۲) دوسرے سلام کی آواز کا نسبت پہلے سلام کی آواز کے پست ہونا (مراقی الفلاح)

(۴۳) امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت لڑکے ہوں یا خنثیٰ اور کراماً کاتبین وغیرہ فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور کراماً کاتبین فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور محاذی ہو تو دونوں سلام میں امام کی بھی نیت کرنا (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کے مستحبات

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کو آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو اور عورتوں کو ہاتھوں کا نہ نکالنا بلکہ چادر وغیرہ میں رکھنا۔ (مراقی الفلاح)

(۲) کھڑے ہونے کی حالت میں اپنی نگاہ سجدے کے مقام پر جمائے رکھنا اور رکوع میں سجدے میں ناک پر بیٹھنے کی حالت میں زانو پر سلام کی حالت میں شانہ وغیرہ

---

۵ سورہ فاتحہ یا ان کے بعد میں پڑھنا افضل ہے اگر کوئی شخص صرف یہ جان لے کہ نماز میں قرأت کے بعد رکوع میں جانا ہوتا ہے اور قرأت میں سکوت کرنے ہوئے کھڑا رہے تو بھی کچھ حرج نہیں (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) اگر کوئی شخص چار رکعت والے فرض میں کوئی دوسری سورت پڑھے تب بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ سورت اتنی بڑی ہو جس کے پڑھنے میں اتنا وقت لگتا ہو جتنا وقت پہلی سورت میں لگا ہے۔

۶ وہ دعائیں نماز کے ظاہر قرأت میں بیان کر چکے ہیں وہ دونوں امام اور منفرد کے لئے ہیں۔

۷ انسان کے داہنے بائیں دو فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رہتے ہیں ایک کا نام کاتب الحسنات اور دوسرے کا نام کاتب السیئات ہے جو نیک کام انسان کرتا ہے اس کو لکھ لیتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف رہتا ہے وہ اس کے علاوہ اور بھی فرشتے ہیں اور عدد برابر اسلاف سے ہوتا چلا آیا ہے اور تعیین نہیں ہے ان کا ذکر ہوتا ہے کہ وقت ہوتی ہے اللہ اعلم بالصواب وعلمہ اکمل واتم

لا اعلم ۱۲

(۳) جہاں تک ممکن ہو کھانسی یا جمائی کو روکنا (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

(۴) اگر جمائی آجائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ کی پشت ورنہ بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ لینا۔ (درمختار وغیرہ)

(۵) امام کو بعد قدد قامت الصلوٰۃ کے فوراً تکبیر تحریمہ کہنا (درمختار وغیرہ)

(۶) قعدۂ اولیٰ اور اخیرہ میں وہی خاص تشہد پڑھنا جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا اس میں کمی زیادتی نہ کرنا۔

(۷) قنوت میں اسی خاص دعا کا پڑھنا جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں یعنی اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اور اس کے ساتھ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ الخ کا بھی پڑھ لینا اولیٰ ہے (شامی وغیرہ)

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے اس لئے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات وسنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کے لئے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا۔

باجماعت کم سے کم دو آدمیوں کے ملکر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہوا دوسرا متبوع اور تابع اپنی نماز کے صحت وفساد کو امام کی نماز پر محمول کردے بلا تشبیہ یوں سمجھنا چاہئے کہ جب کچھ لوگ کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور سب کا مطلب ایک ہوتا ہے تو کسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱) للہ جن احادیث میں چادر وغیرہ سے ہاتھ نہ نکالنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ حالت عذر پر محمول ہے چنانچہ ابوداؤد میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ میں جاڑوں کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نہ نکالتے تھے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہاتھ نہ نکالنا سردی کے عذر سے تھا ۱۲

۵ جمائی کے روکنے کا ایک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ جب جمائی کی آمد معلوم ہو تو اپنے دل میں یہ خیال کرلے کہ انبیاء کو کبھی جمائی آئی قاری نے لکھا ہے کہ میں نے اس کا بارہا تجربہ کیا اور ٹھیک پایا علامہ شامی لکھتے ہیں کہ میں نے بھی اسے آزمایا اور صحیح

۶ بعض فقہاء کے نزدیک ہر حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ بند کرنا چاہئے (درمختار) ۷ اس خاص دعا کو درمختار وغیرہ میں مسنون لکھا ہے مگر اس استحباب ہی معلوم ہوتا ہے سنت مؤکدہ کا مراد ہونا بالکل غیر ظاہر ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی خاص دعا پر مواظبت منقول نہیں اور صحابہ کو بھی آپ نے مختلف دعائیں تعلیم فرمائی تھیں جو منقول ہیں اللھم اغفر لحینا الخ امام حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یہ خاص دعا یعنی اللھم نستعینک الخ پہلے قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں ابی بن کعب وغیرہ نے اسے اپنے مصحف میں لکھ دیا تھا مگر تلاوت اس کی منسوخ ہوگئی ہے ۱۲

Marfat.com

اپنی طرف سے وکیل کر دیتے ہیں اس وکیل کی گفتگو ان سب کی گفتگو سمجھی جاتی ہے اور اس کی ہار جیت سے موکلوں کی ہار جیت ہوتی ہے ہاں فرق اس قدر ہے کہ وہاں وکیل کو صرف اپنے موکلوں کا اظہار مقصود منظور ہوتا ہے اور یہاں اپنا مقصود اور مدعا بھی مدنظر رہتا ہے۔

متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔

امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت غلام ہو یا آزاد یا سمجھ دار ہو یا نابالغ بچہ۔ ہاں جمعے وغیرہ کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا دو آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی (بحر الرائق۔ درمختار۔ شامی وغیرہ)

جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا امام نفل پڑھتا ہو (شامی وغیرہ)

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو ایک بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ اُن کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کے سہارے مسجد تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا بے شبہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہئے تھا نماز جیسی عبادت کی شان بھی اس کے یہی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی اعلیٰ درجہ پر پہنچا دی جائے ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھ کر جس سے بعض مفسرین و فقہا نے جماعت کو ثابت کیا ہے چند حدیثیں بیان کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ وارکعوا مع الراکعین نماز پڑھو ساتھ نماز پڑھنے والوں کے یعنی جماعت (معالم التنزیل۔ جلالین۔ خازن ابوالسعود۔ مدارک۔ تفسیر کبیر وغیرہ) اس آیت میں حکم صریح جماعت

نماز پڑھنے کا ہے مگر چونکہ رکوع کے معنی بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں لہذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن عمر رضی اللہ عنہ جماعت کی نماز میں تنہا نماز سے ستائیس درجے زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم وغیرہ)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ہمراہ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے (ابوداؤد وغیرہ)

(۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی سے دور تھے) اٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر قیام کریں تب اُن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب نہیں سمجھتے (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد میں آئیگا اسی قدر اس کو زیادہ ثواب ملے گا۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار میں گذرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عشا کے وقت میں ان اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ کے سو رہے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گذرا سب نماز میں محسوب ہوا (صحیح بخاری)

(۶) نبی صلے اللہ علیہ وسلم بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بشارت دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کے لئے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں انکے لئے پوری روشنی ہوگی[۱]

(۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عشا کی نماز جماعت سے پڑھے اس کو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا اُسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا (ترمذی)

(۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ بیشک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

---

[۱] توریت میں لکھا ہے کہ امت محمدیہ کی جماعت میں جتنے آدمی زیادہ ہوں گے اسی قدر ہر شخص کو ثواب ملے گا یعنی ہزار آدمی ہوں گے تو ہر شخص کو ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا (بحر الرائق)

ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشا کی نماز میں مشغول ہوتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال و اسباب کو مع اس کے جلادیں (مسلم)

عشا کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اس وقت گھروں میں ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تارک جماعت کی سزا آگ میں جلانا ہے اور یہ سخت سزا شریعت میں نہیں آئی مگر ترک جماعت اور غنیمت میں خیانت کی (اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ) امام ترمذی اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابو الدرداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز اصحاب میں ہیں۔

(۹) ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بیشک اُن پر شیطان غالب ہو جائے گا پس اے ابو الدرداء جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری (آدمی) کو کھاتا (بہکاتا) ہے جو اپنے گلے (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو (ابو داؤد)

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سنکر جماعت میں نہ آئے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہے قبول نہ ہوگی صحابہ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ خوف یا مرض (ابو داؤد) اس حدیث میں خوف یا مرض کی تفصیل نہیں کی گئی بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

(۱۱) حضرت محجن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جا کے بیٹھ گیا حضرت نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اے محجن تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ جماعت ہو رہی ہے تو لوگوں کے ساتھ ملکر نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پڑھ چکے ہو (موطا امام مالکؒ نسائی) ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ صحابہ میں رضی اللہ عنہ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔

(۱۳) یزید بن اسود رضی اللہ عنہما اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک حج میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے سلام پھیر کر دیکھا کہ دو شخص پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور انھوں نے جماعت سے نماز نہیں پڑھی پس آپ نے حکم دیا کہ ان کو میرے سامنے حاضر کرو تو وہ لائے گئے اس حالت میں کہ ان کے بدن میں لرزہ پڑا ہوا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی وہ دونوں عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم اپنے گھروں میں پڑھ چکے تھے آپ نے فرمایا کہ اب ایسا مت کرنا جب مسجد میں جماعت ہو تو تم بھی پڑھ لیا کرو اگرچہ گھر میں پڑھ چکے ہو تو دوسری نماز تمھاری نفل ہو جائے گی۔ ترمذی اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون محجن اور یزید بن عامر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے (جامع ترمذی)

ذرا اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت کو دیکھئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حج میں جب ایک بیشمار مجمع ہوگا دو صحابیوں سے یہ فعل صادر کرا دیا کہ جماعت کی سخت تاکید سب لوگ مطلع ہو جائیں اور کسی کو ترک جماعت کی جرأت نہ ہو۔ چند حدیثیں نمونہ کے طور پر ذکر ہو چکیں اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے اقوال سنئے کہ انھیں جماعت کا کس قدر اہتمام مدنظر تھا اور ترک جماعت کو وہ کیا سمجھتے تھے اور کیوں نہ سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان کی مرضی کا ان سے زیادہ کس کو خیال ہو سکتا ہے۔

(۱) اسود کہتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور اس کی فضیلت و تاکید کا ذکر نکلا اس پر حضرت عائشہؓ نے تائیداً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھا دیں عرض کیا کہ ابوبکرؓ ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بے طاقت ہو جائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے پھر وہی فرمایا پھر وہی جواب دیا گیا تب آپ نے فرمایا کہ تم تو ویسی باتیں کرتے ہو جیسے یوسف کے عصر کی عورتیں کرتی تھیں ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھا دیں خیر حضرت ابوبکر نماز پڑھانے کو نکلے اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے میری آنکھوں میں ابتک وہ حالت موجود ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں وہاں حضرت ابوبکر نماز شروع کر چکے تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور انھیں سے نماز پڑھوائی (صحیح بخاری)

Marfat.com

(۲) ایک دن حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا ان کے گھر گئے اور ان کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا انھوں نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے ہیں اس وجہ سے اس وقت انکو نیند آگئی تب حضرت فاروق نے فرمایا مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ تمام شب عبادت کروں (موطا امام مالک)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صبح کی نماز با جماعت پڑھنے میں بہت زیادہ ثواب ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں مخل ہو تو ترک اولیٰ ہوگا (اشعۃ اللمعات)

(۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک ہم نے آزما لیا اپنے کو اور صحابہ کو کہ ترک جماعت میں کرتا مگر وہ منافق جس کا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار مگر بیمار بھی تو دو آدمیوں کا سہارا دیکر جماعت کیلئے حاضر ہوتے تھے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں اور منجملہ ان کے نماز ہے ان مسجدوں میں جہاں اذان ہوتی ہو یعنی جماعت ہوتی ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا جسے خواہش ہو کہ کل قیامت کے دن اللہ کے سامنے مسلمان جائے اُسے چاہئے کہ پنجوقتی نمازوں کی پابندی کرے ان مقامات میں جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی انھیں طریقوں میں ہے اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کروگے جیسے منافق پڑھ لیتے ہیں تو بیشک تم سے چھوٹ جائے گی تمہارے نبی کی سنت اور اگر تم چھوڑ دوگے اپنے پیغمبر کی سنت کو بے شبہ گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کرکے نماز کے لئے مسجد میں نہیں جاتا مگر یہ کہ اسکے ہر قدم پر ایک نیکی اب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ جماعت سے پیچھے نہیں رہتا مگر منافق ہم لوگوں کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر ٹیک لگا کر مسجد میں لے لئے جاتے تھے اور صف میں کھڑے کر دیئے جاتے تھے (مشکوۃ)

(۴) ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے باہر اذان کے بعد نماز پڑھتے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ابو القاسم کے مقدس حکم کو نہ مانا (مسلم)

دیکھئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [illegible] جماعت کو [illegible] کہ کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترک جماعت کی رخصت ہو سکتی ہے کیا کسی ایماندار نے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کو روا رکھا ہے

(۵) حضرت امیر [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی شان میں بیان فرماتے ہیں کہ [illegible]

ابو الدرداء میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غضبناک تھے میں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کس
غصہ آیا کہنے لگے اللہ کی قسم میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت
سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اسکو بھی چھوڑنے لگے۔ (صحیح بخاری) یہ وہی ابو الدرداء ہیں جنکو نبی صلی اللہ
وسلم نے خاص طور پر جماعت کی تاکید کی تھی پھر ان کو اس قدر غصہ کیوں نہ آتا ان سے ایک حدیث
کی تاکید میں بھی بہت پیارے الفاظ سے منقول ہے جسے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

(۶) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اصحاب سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا جو کوئی اذان سنکر جماعت
میں نہ جائے اسکے نماز ہی نہ ہوگی۔ یہ لکھکر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی
مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہیں (جامع ترمذی)

(۷) مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نماز پڑھتا
ہو مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ دوزخ میں جائیگا (ترمذی)
امام ترمذی اس حدیث کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جمعہ جماعت کا مرتبہ کم سمجھ کر ترک کرے تب یہ حکم
جائیگا لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کے لئے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت

(۸) سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جسکی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اس کی ماتم پرسی کرتے
(احیاء العلوم) صحابہ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال
اب ذرا علماء امت اور مجتہدین ملت کو دیکھئے کہ ان کا جماعت کی طرف کیا خیال ہے اور ان احادیث
مطلب انھوں نے کیا سمجھا ہے۔

(۱) ظاہریہ اور امام احمد کے بعض مقلدین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے
بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔

(۲) امام احمد کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط نہیں
شافعی کے بعض مقلدین کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۳) امام شافعی کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے۔ امام طحاوی جو حنفیہ
ایک بڑے درجہ کے فقیہ اور محدث ہیں ان کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۴) اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحب بحر الرائق

Marfat.com

طرف ہیں۔

(۵) اکثر حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں۔ (حقیقت حنفیہ کے ان دونوں میں کچھ مخالفت نہیں۔ جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

ہمارے فقہا لکھتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا حلال ہے حنفیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہے اور اس کے پڑوسی اگر اس کو مسجد میں نہ بلائیں تو گنہگار ہوں گے (بحر الرائق وغیرہ)

اگر مسجد جانے کے لئے اقامت سننے کا انتظار کرے تو گنہگار ہوگا (بحر الرائق وغیرہ)

یہ اس لئے کہ اگر اقامت سنکر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چھٹ جانیکا خوف ہے محمد سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کے لئے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہ ہو تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے بشرطیکہ اس نے بے عذر صرف سستی انکاری سے جماعت چھوڑی (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ (بحر الرائق وغیرہ)

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

علما نے بہت کچھ بیان کئے ہیں مگر جہاں تک میری ناقص نظر پہنچی ہے شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں اگرچہ زیادہ لطف یہی تھا کہ انہی کی پاکیزہ عبارت دے دی جائیں مگر میں خلاصہ اس کا یہاں درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

(۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سود مند نہیں کہ کوئی عبادت رسم عام کر دی جائے یہاں تک کہ وہ عادت ایک ضروری عادت ہو جائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عادت کی طرح ناممکن ہو جائے اور کوئی عادت نماز سے زیادہ شاندار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔

(۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی عالم بھی لہذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں کہ اگر کسی کو غلطی ہو جائے تو دوسرا اس

تعلیم کردے گویا اللہ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پر رکھنے والے اُسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتلا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اُسے پسند کرتے ہیں پس یہ ایک ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا۔

(۳) جو لوگ بے نمازی ہوں گے ان کا بھی اس سے حال کھل جائیگا اور ان کے وعظ و نصیحت کا موقع ملیگا

(۴) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔

(۵) اس امت سے اللہ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند اور کلمہ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر اور مقیم بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے جمع ہوا کریں اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں انھیں مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہوگئی اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس چھوڑنے کی سخت ممانعت کی گئی (حجۃ اللہ البالغہ)

(۶) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہیگی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکے گا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید و فضیلت جابجا قرآن عظیم اور احادیث میں بیان فرمائی گئی ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ افسوس ہمارے زمانہ میں ترک جماعت کی ایک عام عادت ہوگئی جاہلوں کا کیا ذکر ہم علماء کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں۔ افسوس یہ لوگ حدیثیں پڑھتے ہیں اور ان معانی سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں۔ قیامت میں جب قاضی روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہوں گے اور اس کے ادا کرنے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہوگی یہ لوگ کیا جواب دیں گے۔

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) اسلام۔ کافر پر جماعت واجب نہیں۔

(۲) مرد ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

(۳) بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں (بحر الرائق وغیرہ)

(۴) عاقل ہونا۔ مست، بیہوش، دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔

(۵) آزاد ہونا۔ غلام پر جماعت واجب نہیں (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

(۶) تمام عذروں سے خالی ہونا۔ اُن عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ادا کرے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہے گا (شامی)

ترک جماعت کے عذر پندرہ ہیں۔

۱ نماز کے صحیح ہونے کی کسی شرط کا مثل طہارت یا ستر عورت وغیرہ کے نہ پایا جانا۔

۲ پانی بہت زور سے برستا ہو۔ ایسی حالت میں امام محمد نے مؤطا میں لکھا ہے اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جاکر نماز پڑھے۔

۳ مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہو۔ امام ابو یوسف نے امام صاحب سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کے لئے آپ کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔

۴ سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانیکا خوف ہو۔

۵ مسجد جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔

۶ مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔

۷ مسجد جانے میں کسی قرضخواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہونچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائیگا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی (شامی)

۸ اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو ایسی حالت میں یہ ضروری نہیں کہ لالٹین وغیرہ ساتھ لیکر جائے۔

۹ رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔

۱۰ کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔

۱۱ کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک لگی ہو ایسی کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

۱۲ پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔

۱۳ سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی اور قافلہ نکل جائیگا (شامی)

ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ وہاں ایک قافلہ کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی

ریل نہ ملتی تو دوسرے وقت جاسکتا ہے ہاں اگر ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں ہماری شریعت نے حرج اٹھا دیا گیا ہے۔

۱۴ فقہ وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو بشرطیکہ کبھی کبھی جماعت ترک ہو جائے۔

۱۵ کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو اگرچہ اس کو مسجد تک کوئی پہنچا دینے والا مل سکے یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو۔ (بحر الرائق۔ رد المحتار وغیرہ)

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتدا کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ نیت کا بیان بہ تفصیل اوپر ہو چکا ہے۔

(۲) امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو اور کچھ مقتدی پل کے اس پار مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقۃً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اس لئے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتدا صحیح ہو جائے گی۔

اگر مقتدی کسی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام حکماً متحد سمجھے جائیں گے۔ اسی طرح اگر کسی گھر کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر امام کی اقتدا کرنا جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

اگر مسجد[۱] بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت[۲] بڑا یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی ہو کہ جس میں دو صفیں[۳] ہو سکیں تو یہ دونوں مقام جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے

---

[۱] ایک بہت بڑی مسجد کی مثال میں فقہا نے شہر خوارزم کی جامع مسجد قدیم کو لکھا ہے جس کے ایک ضلع میں چار ہزار ستون تھے ۱۲ شامی
[۲] بڑا گھر وہ ہے جس کا طول چالیس گز ہو ۱۲ شامی) اگز ۲۴ انگل کا۔
[۳] امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک صف کم سے کم تین آدمیوں سے ہوتی ہے ۱۲ (در مختار وغیرہ)

ر اقتدا درست نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان میں کوئی نہر ہو جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا ض ہو جسکی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہگذر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں فیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی (درمختار وغیرہ)

اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہگذر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتدا ست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اس پار ہے (ردالمحتار وغیرہ)

پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لئے کہ دونوں کے کان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے (ردالمحتار وغیرہ)

(۳) مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر نہ ہونا اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہوگی تو قتدا درست نہ ہوگی (مراقی الفلاح۔ درمختار وغیرہ) مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز یت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کے ہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے (شامی)

اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لئے کہ یہ دونوں نمازیں مغائر نہیں قتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا نہ ہوگی اس لئے کہ دونوں نمازیں غائر ہیں (درمختار وغیرہ)

(۴) امام کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی خواہ یہ سد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اسکے کہ امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ یک درم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کو وضو نہ تھا اور بعد نماز کے یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا (درمختار وغیرہ)

امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے تمام مقتدیوں کو حتی الامکان اسکی اطلاع کردے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کرلیں خواہ آدمی کے ذریعہ سے اطلاع کی جائے یا خط کے ذریعہ سے (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(ف) اگر امام اور مقتدی کا مذہب ایک نہ ہو مثلاً امام شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت

میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہو جانا کافی ہے خواہ مقتدی کے مذہب کے موافق بھی صحیح ہو یا نہ ہو ہر حال میں بلا کراہت اقتدا درست ہے مثلاً اس امام کے کپڑوں میں ایک درم سے زیادہ مینی لگی ہوئی ہو یا منہ بھر قے یا خون نکلنے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھا دے یا وضو میں صرف دو تین بال کے مسح پر اکتفا کرے ان سب صورتوں میں چونکہ امام کی نماز اس کے مذہب کے موافق صحیح ہو جاتی ہے لہذا مقتدی کی نماز بھی صحیح ہو جائیگی۔ ہاں اگر امام کی نماز اس کے مذہب کے موافق صحیح نہ ہو تو مقتدی کی نماز بھی درست نہ ہوگی اگرچہ مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خرابی نہ آئی ہو مثلاً امام شافعی مذہب ہو اور اس نے اپنے خاص حصے کو چھوا ہو اور اس کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے یا وضو میں اس نے نیت

ع اس مسئلہ میں علماء مذہب اربعہ مختلف ہیں اکثر علماء نے خاص اسی مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں اس اختلاف کا رجوع چند اقوال کی طرف ہوتا ہے (۱) جواز اقتدا مطلقاً خواہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے یا نہ کرے (۲) جواز اقتدا بشرطیکہ مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ امام کی نماز مقتدی کے مذہب کے موافق نہیں ہوئی اگرچہ واقع میں ایسا ہی ہو (۳) جواز اقتدا بشرطیکہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے (۴) عدم جواز اقتدا خواہ امام مذہب مقتدی کی رعایت کرے یا نہ کرے (۵) جواز اقتدا مع کراہت تنزیہیہ۔ ان سب اقوال میں پہلا قول نہایت تحقیق اور انصاف پر مبنی ہے شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی اپنے رسالہ انصاف میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم میں مختلف مذہب کے لوگ تھے بعضے بسم اللہ نماز میں پڑھتے تھے بعض نہیں بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے بعض نماز فجر میں قنوت کرتے تھے بعض نہیں بعض فصد وغیرہ اور قے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں بعض خاص حصے کے چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی مذہب کے تھے ہارون رشید نے بچنے لگوانے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی اور امام ابو یوسف نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہوا در بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے تو آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے یا نہیں کہنے لگے کیا میں امام مالک اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا ایقاظ النیام میں اس مسئلے کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قول کو مختار و محقق لکھا ہے اور اسی کے موافق محققین مذاہب اربعہ سے تصریحات نقل کی ہیں بعض علماء نے مثل صاحب بحر الرائق و درمختار و رد المحتار و ملا علی قاری وغیرہم کے اور اسیطرح بعض علماء شافعیہ نے بھی یہ قول کو اختیار کیا ہے مگر وہ صحیح نہیں گویا ان لوگوں کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہو گیا ہے درحقیقت یہ قول بالکل بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے اگر اس قول پر عمل کیا جائے تو بیس سخت افتراق پڑ جائیگا اور بڑی مشکل پیش آئیگی

ف جن لوگوں نے مخالف مذہب کے پیچھے نماز صحیح ہونے کے لئے مذہب مقتدی کی رعایت شرط کی ہے ان کے نزدیک اس صورت میں مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے اس کو ان صورتوں میں مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خرابی نہیں ہوتی اور مقتدی کی نماز صحیح بننے کے لئے ان کے نزدیک اسیقدر کافی ہے مگر بحر العلوم نے رسائل ارکان میں لکھا ہے کہ ایسی صورت میں میرے نزدیک مقتدی کو بھی اپنی نماز کا اعادہ کر لینا چاہئے اس لئے کہ جب امام کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدی کی نماز جو اسپر موقوف تھی بدرجۂ اولیٰ نہ ہوگی اگرچہ فقہا ایسی حالت میں مقتدی کی نماز کی صحت کا فتوی دے چکے ہیں ۱۲

Marfat.com

نہ کی ہو یا نماز میں سورہ فاتحہ کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھی ہو کہ حنفی مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح نہ ہوگی اگرچہ اس کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خلل نہیں ہوا۔

یہی حکم غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے یعنی مقلد کی نماز ان کے پیچھے بلا کراہت درست ہے[۵] خواہ وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کریں یا نہ کریں۔

(۵) مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام کے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائیگا کہ ب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جاوے۔ اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جاں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائیگا اور اقتدا درست ہو جائے گی۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۶) مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع قومے سجدے اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھ کر یا اس کی یا کسی مکبر کی آواز سنکر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر۔ اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدا صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی حائل مثل پردے دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے اکثر انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتدا درست ہے (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۷) مقتدی کو امام کے انتقال کا معلوم کرنا کہ وہ مسافر ہے یا مقیم خواہ نماز سے پہلے معلوم ہو جائے یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد فوراً یہ اسوقت جب امام چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھ کر ختم کر دے اور شہر یا گاؤں کے اندر ہو۔ اگر شہر یا گاؤں سے باہر ہو تو پھر مقتدی کو امام کے حال کا جاننا شرط نہیں۔ اس لئے کہ ایسی حالت میں ظاہر یہ ہے کہ وہ مسافر ہوگا اور چار رکعت کو دو رکعت۔ اس نے قصر کر کے پڑھا ہوگا۔ نہ ہو سہو کے سبب۔ اسی طرح اگر نماز چار رکعت والی نہ ہو یا پوری رکعتیں پڑھے (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

---

[۵] ہمارے زمانے کے بعض متعصب مقلدین غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے یہاں تک کہ اگر کسی امام کو بلند آواز سے آمین کہتے ہوئے سنا یا سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا تو اپنی نماز کا اعادہ کر لیتے ہیں میری ناقص فہم میں یہ تعصب نہایت برا ہے اور غالباً کوئی عقلمند بھی جو شریعت کے مقاصد سے واقف ہے اس فعل قبیح کو درست نہ مانے گا ہاں اگر کوئی غیر مقلد ہمارے امام صاحب کو برا کہنا یا دیوبند کے ایک مسلمان کی غیبت کرنے سے فاسق ہو جائے تو اس صورت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی مگر جائز و صحیح رہے گی۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایسے کم علموں پر تقلید واجب ہے ۱۲

[۵] جب جماعت زیادہ ہو جاتی ہے اور اس امر کا احتمال ہوتا ہے کہ پچھلی صفوں کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہوگا تو کچھ لوگوں کو مقتدیوں میں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ تکبیر بلند کریں اس بات کا بیان آگے ہوگا ۱۲

یہ شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر امام چار رکعت نماز کو دو رکعت پر ختم کر دے اور مقتدی کو اس کے مقیم یا مسافر ہونے کا علم نہ ہو تو اسے سخت تردد ہوگا کہ امام نے دو رکعت سہو کے سبب پڑھی ہیں یا مسافر ہے اور قصر کیا ہے اور یہ تردد طرح طرح کی خرابیاں پیدا کرے گا۔

(۸) مقتدی کو تمام ارکان میں سوا قرارت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے پہلی صورت کی مثال۔ امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال۔ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جاوے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال۔ امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اُسے مل جائے (رد المحتار)

اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور آخر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتدا درست نہ ہوگی۔

(۹) مقتدی کا امام سے کم یا برابر ہونا زیادہ نہ ہونا مثال (۱) قیام کرنے والے کی اقتدا قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے[۵] (۲) تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا۔ وضو اور غسل کرنے والے کی اقتدا درست ہے[۵]۔ اس لئے کہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں (۳) مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتدا درست ہے اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک درجے کی طہارت ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں (۴) معذور کی اقتدا معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک[۵] ہی عذر میں مبتلا ہوں مثلاً دونوں کو سلس البول ہو یا دونوں کو

---

[۵] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر نماز جو صحابہ کو پڑھائی تھی اسمیں آپ بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہ کھڑے ہوئے تھے اس سے معلوم ہوا کہ حالت عذر میں قیام نہ کرنا قیام سے کم اور قیام کرنے والوں کی اقتدا ایسے شخص کے پیچھے درست ہے ۱۲ [۵] امام محمدؒ کے نزدیک اس صورت میں اقتدا درست نہیں ان کے نزدیک غسل اور وضو کی طہارت تیمم سے قوی ہے ہاں جنازے کی نماز ان کے نزدیک بھی درست ہے (بحر الرائق)

[۵] معذور سے وہی اصطلاحی معنی مراد ہیں جس کی تشریح جلد اول کے صفحہ (۸۶) کے سطر (۱۲) میں ہو چکی ہے ۱۲

[۵] صاحب بحر الرائق وغیرہ کے نزدیک دو عذروں کے ایک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ دونوں کا اثر ایک ہو دونوں میں نجاست حکمیہ یعنی حدث اصغر بھی ہوتا ہے اور نجاست حقیقیہ بھی ہوتی ہے ہاں خروج ریح اور سلس البول انکو نزدیک (باقی صفحہ ۷ پر)

Marfat.com

خروج نجح کا مرض ہو (۵) اُمّی[۱] کی اقتدا امی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو (۶) عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے (۷) عورت کی اقتدا عورت یا مخنث کے پیچھے درست ہے (۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے (۹) نفل پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے (۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے (۱۱) قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست اس لئے کہ قسم کی نماز بھی نفل ہے۔ (۱۲) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اسی چیز کی نذر کی جس کی فلاں شخص نے نذر کی ہے حاصل یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدا درست ہو جائے گی۔ اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے اور اقتدا درست نہیں۔

(۱) بالغ اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے۔ (۲) مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے یا مخنث کے پیچھے۔ (۳) مخنث کی مخنث کے پیچھے۔ (۴) جس عورت کو اپنے حیض[۲] کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتدا اسی قسم کی عورت کے پیچھے۔ ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا ظاہر نہیں ہوتا اس لئے یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ جب مقتدی امام سے زیادہ نہیں بلکہ اس کی برابر ہے تو اقتدا کیوں درست نہ ہوگی مگر اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو مخنث امام ہے شاید عورت ہو اور جو مخنث مقتدی ہے شاید مرد ہو اس لئے کہ مخنث میں دونوں احتمال ہوتے ہیں پس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۶) بھی دو عذر ہیں کیونکہ خروج نجح میں صرف نجاست حکمیہ ہوتی ہے اور سلس البول میں دونوں صاحب مختار نے بھی اسی مطلب کو اختیار کیا ہے مگر اور کتابوں میں اس کے خلاف ہے ان کے نزدیک عذر کے ایک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو عذر ایک کو ہو وہی دوسرے کو ہو اس مطلب کے موافق سلس البول اور زخم کا بہنا دو عذر ہوں گے نہر الفائق اور کبیری وغیرہ نے اسی مطلب کو اختیار کیا ہے حلبی میں اسی کو امام صاحب کا مذہب لکھا ہے علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں اسی مطلب کو احسن لکھا ہے اور صاحب درمختار پر اعتراض کیا ہے کہ باوجود یکہ وہ اکثر نہر الفائق کی اتباع کیا کرتے ہیں میاں کیوں اس کو چھوڑ کر بحر الرائق کی تقلید کی ہے ۱۲

[۱] امی وہ جاہل ہے جسے قرآن مجید کی ایک آیت بھی یاد نہ ہو۔ قاری جو ایسا نہ ہو ۱۲

[۲] حیض کا زمانہ یاد نہ ہونے کی صورت اور اس کا حکم بہت تفصیل سے جلد اول کے صفحہ (۱۳۵) میں بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲

مقتدی کے امام سے بڑھ جانے کا خوف ہے اسی طرح دوسری صورت میں جو عورت امام سے
شاید یہ ماندہ اس کے حیض کا ہوا اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا پس اس صورت میں بھی مقتدی
امام سے بڑھ جانے کا خوف ہے (۵) مخنث کی عورت کے پیچھے اس خیال سے کہ شاید وہ مخنث
(۶) ہوش و حواس والے کی اقتدا مجنون مست بے ہوش بے عقل کے پیچھے (۷) طاہر کی اقتدا
طہارت سے معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلس البول وغیرہ کی شکایت ہو (۸) ایک عذر والے
کی اقتدا دو عذر والے کے پیچھے مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو وہ ایسے شخص کی اقتدا کرے جس
خروج ریح اور سلس البول دو بیماریاں ہوں (۹) ایک عذر والے کی اقتدا دوسرے عذر والے کی
مثلاً سلس البول والا ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو (۱۰) قاری کی اقتدا امی
پیچھے (۱۱) امی کی اقتدا امی کے پیچھے بجالیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو۔ اس صورت میں امام کی نماز
ہو جائے گی اس لئے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قرأت سب مقتدیوں
طرف سے کافی ہو جاتی اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی
جن میں وہ امی بھی ہے (۱۲) امی کی اقتدا گونگے کے پیچھے اس لئے کہ امی اگرچہ بالفعل قرأت نہیں کر
مگر قادر تو ہے گونگے میں تو یہ بھی نہیں (۱۳) جس شخص کا جسم عورت چھپا ہوا ہو اس کی اقتدا برہ
پیچھے (۱۴) رکوع سجود کرنے والے کی اقتدا ان دونوں سے عاجز کے پیچھے۔ اگر کوئی شخص صرف
سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتدا درست نہیں (۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے
کے پیچھے (۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے اس لئے کہ نذر کی نماز
واجب ہے (۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے مثلاً اگر کسی نے
کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے نذر کی تو وہ نذر کرنے والا اگر اس کے پیچھے نماز
تو درست نہ ہوگی اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل قسم کی نماز میں اختیار ہے چاہے نماز پڑھ
اپنی قسم پوری کرے یا کفارہ دیدے نماز نہ پڑھے (۱۸) جس شخص سے صاف حروف ادا نہ ہو سکتے ہوں
مثلاً سین کو ثے یا رے کو غین پڑھتا ہو یا اور کسی حرف میں ایسا ہی تبدل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف

ع۵ صاحب بحر الرائق وغیرہ کے نزدیک ایسی صورت میں اقتدا درست ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک عذر
ہونے کا اور یہی مطلب ہے جو (۹۴) صفحہ کے حاشیہ میں بیان ہو چکا ۱۲

صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قرأت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتدا صحیح ہو جائے گی (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۱۰) امام کا واجب الانفراد نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جس کا منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی ابتدا کرے تو درست نہ ہوگی (درمختار وغیرہ)

(۱۱) امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقۃً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق۔ لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے لہٰذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتدا کرے تو درست نہیں اسی طرح مسبوق اگر لاحق کی یا لاحق مسبوق کی اقتدا کرے تب بھی درست نہیں (ردالمحتار)

یہ گیارہ شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کیں اگر ان میں سے کوئی نہ پائی جائے گی تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی۔

جب کسی مقتدی کی اقتدا صحیح ہوگی تو اسکی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتدا ادا کیا ہے

(درمختار وغیرہ)

جماعت کے احکام

شرط ہے۔ جمعے اور عیدین کی نمازوں میں (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ)

واجب ہے۔ پنجوقتی نمازوں میں خواہ گھر میں پڑھی جائیں یا مسجد میں بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ اور ترک جماعت کے عذر چند ہیں جو اوپر بیان ہو چکے۔

---

[1] جماعت میں بظاہر ہمارے فقہا کے دو قول معلوم ہوتے ہیں بعض کتابوں میں سنت مؤکدہ لکھا ہے بعض میں واجب اسی وجوب کو مذہب راجح اور اکثر محققین کا مذہب بیان کیا گیا (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ) مگر محقق ابن ہمام الذی ہیں راجح واجب ہی ہے اسکو سنت لکھا ہے اسکا مطلب ہے کہ جماعت کا ثبوت سنت یعنی حدیث سے ہے نہ یہ کہ خود جماعت سنت ہے اسلئے کہ تمام مشائخ حنفیہ کا وجوب جماعت پر اتفاق ہے وجوب کے جو لوگ قائل ہیں انکی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ناراضگی اور تارک جماعت کے گھر کو جلا دینے کے جو صحیح احادیث میں آگ ہے۔ اور وہ احادیث اور نقل ہو چکیں ان احادیث میں ان لوگوں کو تارک جماعت عنوان کر کے یاد کیا ہے اس سزا کا اظہار کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس ناراضگی اور سزا کا استحقاق انکو ترک جماعت کے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے ہوا ہے اور اسی وصف کے سبب متاخرین میں جو لوگ جماعت کے سنت ہونے کے قائل ہیں ان کے بیانات اور ان احادیث [illegible] بعض علماء کے نزدیک گھر میں جماعت کرنا بدعت ہے یہ وہی لوگ ہیں جنکے نزدیک اذان کا [illegible] صحیح یہ ہے کہ اذان کا جواب دینا واجب ہے لہٰذا گھر میں بھی جماعت کر لینا جائز ہے [illegible]

سنت مؤکدہ ہے۔ نماز تراویح میں اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور نماز کسوف کے لئے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

مستحب ہے۔ رمضان کی وتر میں۔

مکروہ تنزیہی ہے۔ سوا رمضان کے اور کسی زمانہ کی وتر میں (بحر الرائق منحۃ الخالق) اس کے مکروہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ اواظبت کیجائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں (شامی)

مکروہ تحریمی ہے۔ نماز خسوف میں۔ اور تمام نوافل میں بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بے اذان و اقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ایسا ہی مکروہ تحریمی ہے۔ ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے (۱) مسجد محلے کی ہو عام رہگذر پر نہ ہو (۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان و اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو (۳) پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہیں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے (۴) دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے۔

اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کی جائے بلکہ گھر میں تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہگذر پر ہو محلے کی نہ ہو تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد

---

۵ بعض علماء کے نزدیک رمضان کی وتر میں جماعت مستحب نہیں ہے مگر صحیح یہ ہے ابن ہمام کے نزدیک تراویح کی طرح اس میں بھی جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر شرح منیہ میں ہے کہ اس کی سنیت تراویح کی سنیت کے مثل نہیں ہے ۶ دو تین کی قید اتفاقی لگ گئی ہے کہ تین سے زیادہ آدمیوں کی جماعت کے مکروہ ہونے میں اختلاف ہے تین تک بالاتفاق مکروہ نہیں ۱۲ بحر الرائق وغیرہ) ۷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب رضی اللہ عنہم بعد جماعت ہو جانیکے گھر میں جماعت کرتے تھے اسکے مکروہ نہونے میں کسی اختلاف نہیں ۱۲ لمعات جس میں امام اور مؤذن مقرر ہو اور جماعت کا وقت معین اور لوگوں کو معلوم ہو اس مسجد کو محلے کی مسجد کہتے ہیں (شامی) اگر امام اور مؤذن مقرر نہ ہو یا جماعت کا وقت معین اور معلوم نہ ہو تو وہ رہگذر کی مسجد ہے محلے کی نہیں ۱۲

Marfat.com

کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔ یا دوسری جماعت اُس ہیئت سے ادا کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی اور یہ جماعت مکروہ نہ ہوگی۔ (رد المحتار)

حرمین شریفین کی مسجدیں عام دیگر مسجدوں کا حکم رکھتی ہیں اس لئے کہ ان میں جماعت کا وقت معین اور معلوم نہیں لہٰذا ان میں دوسری جماعت مکروہ نہیں (رد المحتار)

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

(۱) مقتدیوں کو چاہیے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جن میں اوصاف زیادہ ہوں اسکو امام بنائیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جن میں امامت کی لیاقت ہو تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنا دیں اور اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے لائق ہے کسی نالائق کو امام کر دیں گے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے [illegible] امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل جانتا ہو [illegible] اور جس قدر قرأت صحیح سے آسکے [illegible] قرأت کے قواعد کے موافق [illegible]

عہ اگرچہ ظاہر الروایت میں حنفیہ کے نزدیک [illegible] میں بھی دوسری جماعت کو مکروہ کہتے ہیں مگر قاضی [illegible] کے قول پر فتویٰ ہے [illegible] جواز نکلتا ہے۔ ترمذی اور ابوداؤد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو [illegible] اس کے ساتھ احسان کرے اور اسکے ساتھ نماز پڑھے [illegible] نے اس کے ساتھ نماز پڑھ لی [illegible] تھا [illegible] وہاں پہنچا دان واقامت کے ساتھ دوسری جماعت ادا کی [illegible] دی جائے گی تو پہلی جماعت سے کم ہو [illegible] کے قائم کردہ [illegible] جماعت کا ثواب [illegible] ہی نہیں کرتے [illegible]

رکھتا ہو پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو۔ پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوبصورت ہو۔ پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو پھر وہ شخص جس کا سر سب سے زیادہ بڑا ہو پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافر کے پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اُس کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو قرآن مجید نہ اچھا پڑھتا ہو۔

(۳) اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لئے زیادہ مستحق ہے اس کے بعد وہ شخص جسکو امام بنادے ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انھیں کو استحقاق ہوگا (در مختار۔ شامی وغیرہ)

جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اُس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنادے تو پھر مضائقہ نہیں۔

قاضی یا بادشاہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں (در مختار وغیرہ)

(۳) بے رضامندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاتے ہوں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں (در مختار وغیرہ)

(۴) فاسق[۵] اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر خدانخواستہ سوا ایسے لوگوں کے کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں (در مختار۔ شامی وغیرہ)

(۵) غلام[۶] کا اگرچہ آزاد شدہ ہو اور گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا یا ایسے شخص

---

[۵] فاسق وہ شخص ہے جو ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہو مثل شراب خوار چغلخور غیبت کرنیوالے وغیرہ کے بدعتی وہ ایسا فعل عبادت سمجھ کے کرے جسکی اصل شریعت میں نہ ہو نہ قرآن مجید سے اسکا ثبوت ہو نہ احادیث سے نہ قیاس سے نہ اجماع فاسق اور بدعتی میں فرق یہ ہے کہ فاسق گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا ہے اور بدعتی گناہ کو عبادت سمجھ کر کرتا ہے لہذا بدعتی کا فاسق سے بھی بدتر ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں زیادہ کراہت ہے ۱۲ منہ [۶] ان لوگوں کا امام بنانا اس لئے مکروہ ہے کہ اکثر غلام اور گنوار اور ولد الزنا کو علم دین حاصل کرنیکا موقع نہیں ملتا غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے فرصت نہیں ملتی گنوار کو دیہات میں کوئی ذی علم نہیں ملتا ولد الزنا کا کوئی تربیت کرنے والا نہیں ہوتا اس کے ان لوگوں کی امامت سے بعض لوگوں کو طبعی تنفر بھی ہوتا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

جسورات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر یہ لوگ جتنا علم و فضل ہو اور لوگوں کو انکا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جسکی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بدعقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی اگر کسی کو کوئی ایسا مرض ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے مثل سپید داغ۔ جذام وغیرہ کے تو اسکا امام بنانا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ (در مختار وغیرہ)

(۶) نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری نہیں اس لئے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی مذہب قنوت پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں۔ ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہئے (رد المحتار وغیرہ)

(۷) امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدہ وغیرہ میں زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہئے کہ اپنے مقتدیوں کی حالت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ ضعیف ہو اس کی رعایت کرکے قراءت تخفیف کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قراءت کرنا بہتر ہے۔ تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔

(۸) اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنے جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے اگر بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔ (در مختار وغیرہ)

(۹) اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے اگر امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہوں اور وہ ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا اکیلا کھڑا ہونا واجب ہے (در مختار وغیرہ)

ف حدیث میں آیا ہے کہ امام کو تخفیف اور آسانی کرنا چاہئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی شکایت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی کہ وہ کیوں نماز عشاء میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے ہیں جس سے اپنی قوم کو تکلیف ہوتی ہے ۱۲ منہ ایک شخص نے آنحضرت سے فجر کی نماز میں قل هو رب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھنے کی شکایت کی تھی کہ ہماں اسکی نماز میں

(۱۰) اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا اس کے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی ملکر امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہئے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہئے کہ خود آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہئے کہ آگے بڑھ جائے۔

(۱۱) اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہئے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

(۱۲) اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ مخنث کچھ نابالغ تو امام کو چاہئے کہ اس ترتیب سے انکی صفیں قایم کرے پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی پھر بالغ عورتوں کی پھر نابالغ مخنثوں کی پھر بالغ عورتوں کی پھر [illegible]۔

(۱۳) امام کو چاہئے کہ صفیں سیدھی کرے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے کھڑے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑا ہونے کا حکم دے صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہئے درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہئے مگر مخنثوں کی صف میں البتہ ایک دوسرے سے ملکر نہ کھڑا ہونا چاہئے بلکہ درمیان میں کوئی حائل یا خالی جگہ بیچ میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے چھوڑ دی جائے اس لئے کہ ہر مخنث میں مرد اور عورت دونوں کا احتمال ہے لہذا مل کر کھڑے ہونے میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۴) تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہئے کہ صف میں کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کر لے۔

پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ہاں جب پہلی صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہئے۔

(۱۵) اگر جماعت صرف عورتوں کی ہو یعنی امام بھی عورت ہو تو امام کو مقتدیوں کے بیچ میں کھڑا ہونا چاہئے آگے نہ کھڑا ہونا چاہئے خواہ ایک مقتدی ہو یا ایک سے زائد۔

صحیح یہ ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

Marfat.com

(۱۷) اگر جماعت صرف خنثوں کی ہو تو اُن کا امام مقتدیوں سے آگے کھڑا ہو مقتدیوں کے بیچ میں یا ان کے برابر نہ کھڑا ہو اگر چہ ایک ہی مقتدی ہو اگر امام مقتدیوں سے پیچھے کھڑا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ وجہ اس کی اوپر گذر چکی۔

(۱۸) مرد کو صرف عورتوں[1] کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے موجود ہو۔ ہاں اگر کوئی محرم عورت موجود نہیں تو مکروہ نہیں (درمختار وغیرہ)

(۱۹) اگر کوئی شخص تنہا ظہر یا مغرب یا عشا کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اور کوئی شخص اس کی اقتدا کرے تو اس پر بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ ہاں اگر ظہر یا تنہا دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھے اس لئے کہ امام کو فرض نماز کے وقت بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ ہاں وہ فاتحہ سے فارغ ہو جانے سے بعد سہو کرنا پڑے گا (درمختار وغیرہ)

(۲۰) امام کو اور ایسا ہی منفرد کو مستحب ہے کہ اپنی داہنے جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرلے جو ایک ہاتھ سے زیادہ اونچی اور ایک انگلی کے برابر موٹی ہو تاکہ اس پر سترہ پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا گذر نہ ہو کے سامنے ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں۔

---

[1] ہمارے فقہا صرف عورتوں کی جماعت کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں مگر چونکہ احادیث مذکورہ سے عورتوں کی امامت کرتی تھیں اور امام وقت کو بھی نے امامت کی اجازت دی تھی اس لئے کراہت کی ممانعت خلاف تحقیق ہے۔ امام محمد نے کتاب الآثار میں لکھا ہے کہ ہم کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ عورت کی امامت سے ممانعت ہو یا اباحت۔ یہ نکلتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے یہ کراہت ہے جو ہمارے فقہا نے کراہت کہاں سے ثابت کی۔ واللہ اعلم۔ بعض محققین نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ مستقل تصنیف فرمایا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ بعض محققین کے نزدیک اگر عورت تنہا قرأت جہری سے پڑھ چکی ہے تو پھر بلند آواز سے پڑھنے کی ضرورت نہیں قد آہستہ آواز سے پڑھ چکی ہے اس کو بلند آواز سے پڑھنے کی اگلے سے ۱۲ شامی

امام کا سترہ[ع] تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے بعد سترہ قائم ہو جانے کے نماز کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر سترے کے اُس طرف سے کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہوگا

(۲۰) لاحق یعنی وہ مقتدی جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہیں خواہ بعذر مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہے یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لئے جائے اور اس درمیان میں اس کی رکعتیں جاتی رہیں نماز خوف[ع] میں پہلا گروہ لاحق ہے اسی طرح جو مقیم مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لاحق ہے یا بے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع سجدہ کر لے یہ رکعت اس کی کالعدم سمجھی جائے گی اور اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔

لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی اُن رکعتوں کو ادا کرے جو اس کی جاتی رہی ہیں بعد ان کے ادا کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک جماعت ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔

لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا یعنی جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرأت نہ کرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی اور تمام باتوں میں جیسا کہ مقتدی پر امام کا اتباع واجب ہوتا ہے ویسا ہی لاحق پر بھی۔

(۲۱) مسبوق کو چاہیے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے اور اگر کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔

[ع] سترہ اس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی اپنے سامنے کھڑی کرتا ہے ۱۲ [ع] نماز خوف اس نماز کو کہتے ہیں جو دشمن سے لڑائی کے وقت پڑھی جاتی ہے چونکہ اس میں لشکر کے دو حصے کر دئے جاتے ہیں پہلا حصہ آدھی نماز امام کے ساتھ پڑھ کر میدان جنگ میں چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا حصہ آکر آدھی نماز پڑھ کر میدان میں چلا جاتا ہے اس کے بعد پہلا حصہ آکر اپنی نماز ختم کرتا ہے اور پھر میدان میں چلا جاتا ہے اس کے بعد دوسرا حصہ آکر اپنی نماز تمام کر لیتا ہے۔ پہلا حصہ لاحق ہے اور دوسرا حصہ مسبوق ۱۲

مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہیے پہلے قرأت والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی ان کی رکعتوں کے حساب سے تو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلیٰ ہذا القیاس. مثال. ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو تو اس کو چاہیے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملا کر رکوع سجدہ کر کے پہلا قعدہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اُس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت گئی نہ تھی

(۲۲) اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے اسکے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں اپنی ان ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے مگر اس میں امام کی متابعت کا خیال رکھے بعد اس کے اپنی اُن رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہو مثال عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اسکا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اس کو چاہیے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اُس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرأت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر دوسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اسکی دوسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے۔ اور اس رکعت میں اس کو قرأت بھی کرنا ہو گی اس لئے اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

(ردالمحتار وغیرہ)

(۲۳) مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں رکوع بھی امام کے رکوع کے ساتھ قومہ بھی اس کے قومہ کے ساتھ سجدہ بھی اس کے سجدے کے ساتھ غرض کہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ ہاں اگر قعدۂ اولیٰ میں امام قبل اسکے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں اسی طرح قعدۂ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں، سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجدے وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تب بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیے۔

جماعت کے حاصل کرنے کا طریقہ

(۱) اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں تلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آ کر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔ (شامی وغیرہ)

(۲) اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر عشا کا وقت ہو۔ فجر عصر مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لئے کہ فجر عصر کی نماز کے بعد نماز مکروہ ہے چنانچہ اوقات نماز کے بیان میں یہ مسئلہ گزر چکا اور مغرب کے وقت اس لئے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں (شرح وقایہ وغیرہ)

(۳) اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں وہ فرض جماعت سے ہونے لگے اس کو چاہیے کہ فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ اگر فجر کی نماز ہو تو دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور اگر کسی اور وقت کی نماز ہو تو تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اگر فجر کے وقت دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو یا اور کسی وقت تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر اس کو نماز تمام کر دینا چاہیے نماز تمام کر دینے کے بعد اگر جماعت باقی ہو اور ظہر عشا کا وقت ہو تو شریک جماعت ہو جائے۔

اگر عصر مغرب عشا کے وقت صرف پہلی یا دوسری رکعت کا بھی سجدہ کر چکا ہو تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے نماز نہ توڑنا چاہیے۔

(۴) اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت ہونے لگے تو اس کو چاہئے کہ دو رکعت
کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت نفل کی نیت کی ہو تو نفل نماز کو بھی توڑنا نہ چاہئے اگرچہ پہلی رکعت
ی سجدہ نہ کیا ہو (درمختار وغیرہ)
یہی حکم ہے ظہر اور جمعے کی سنت مؤکدہ کا کہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو دو ہی رکعت
ہ کر سلام پھیر دے اور پھر ان سنتوں کو بعد فرض کے پڑھ لے ظہر کی سنتیں بعد ان دو سنتوں کے
ھی جائیں جو فرض کے بعد ہیں (شامی وغیرہ)
(۵) اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانیکا
ف ہو ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائیگی تو پڑھ لے مثلاً ظہر کے وقت جب
من شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت جاتی رہے گی تو پھر مؤکدہ سنتیں جو
ن سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھ کر ان سنتوں
پڑھ لے مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ مؤکد ہیں لہذا ان کے لئے حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب
ں ادا کر لی جائیں بشرطیکہ قعدہ[1] اخیرہ مل جانے کی امید ہو اگر قعدۂ اخیرہ کے بھی نہ ملنے کا خوف ہو تو
مر نہ پڑھے (درمختار وغیرہ)
اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت کی سنت میں اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کیجائیگی
جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اختصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے
من ہونیکی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں
سجد سے علیحدہ ہو اس لئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی
ی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھ لے اور یہ بھی نہ ہو تو نہ پڑھے (درمختار وغیرہ)
(۶) اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جائیگا اگرچہ اصطلاح فقہا
ں اسکو جماعت کی نماز نہیں کہتے جماعت سے ادا کرنا جب ہی کہا جائیگا کہ جب کل رکعتیں مل جائیں یا اکثر رکعتیں
ں جائیں مثلاً چار رکعت والی نماز کی تین رکعت مل جائیں یا تین رکعت والی نماز کی دو رکعتیں مل جائیں۔ اگرچہ

[1] بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو سنت فجر پڑھے اور اگر امید نہ ہو تو چھوڑ دے خواہ قعدۂ اخیرہ
ملنے کی امید ہو یا نہیں۔ صاحب شرح وقایہ وغیرہ نے اسکو اختیار کیا ہے مگر ابن ہمام مؤلف فتح القدیر اور اکثر شارحین متن
نے اسی قول کی ترجیح دی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے ۱۲

بعض فقہا کے نزدیک جبتک کل رکعتیں نہ ملیں جماعت میں شمار نہیں ہوتا۔
(۷) جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائیگا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے

(۱) نماز کے شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود ہو جانا مثال (۱) طہارت باقی نہ رہے طہارت کے باقی نہ رہنے کی بعض صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی جنکو ہم نماز کے مکروہات کے بعد ایک مستقل عنوان سے بیان کریں گے (۲) ہوش حواس درست نہ رہیں خواہ بے ہوشی کے سبب سے یا جنون آسیب وغیرہ کی وجہ سے (۳) سینے کو قصداً بے عذر قبلہ سے پھیرنا۔ اگر بے قصد بے اختیاری کی حالت میں سینہ قبلے سے پھر جائے تو اگر بقدر ادا کرنے کسی رکن کے مثل رکوع وغیرہ کے یہی حالت رہے تو نماز فاسد ہو گی ورنہ نہیں یا کسی عذر سے قصداً پھیرا جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہو گی مثلاً حالت نماز میں کسی کو یہ شبہہ ہو کہ وضو جاتا رہا اور وضو کرنے کے لئے سینہ قبلے سے پھیر لے اور بعد اس کے یاد آجائے کہ وضو نہیں گیا اگر یہ یاد مسجد سے نکلنے کے قبل ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی ورنہ فاسد ہو جائے گی۔
(۲) نماز کے فرائض کا ترک ہو جانا خواہ عمداً یا سہواً مثلاً قرأت بالکل نہ کرے یا قیام رکوع سجدہ وغیرہ بے عذر ترک کر دیا جائے۔ (۳) نماز کے واجبات کا عمداً چھوڑ دینا۔ (۴) نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدۂ سہو نہ کرنا۔ (۵) حالت نماز میں کلام کرنا کلام کے مفسد نماز ہونے میں یہ شرط ہے کہ کم سے کم اس میں دو حرف ہوں یا ایسا ایک حرف ہو جس کے معنی سمجھ میں آجاتے ہوں (درمختار وغیرہ)
کلام کی پانچ قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کسی آدمی کے مخاطبہ میں یہ کلام ہر حال میں مفسد نماز ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً عربی زبان میں ہو یا غیر عربی وہ لفظ قرآن مجید میں ہو یا نہیں۔ مثال (۱) کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ میں نماز میں نہیں ہوں یا اور کسی دھوکہ میں آکر کسی آدمی سے کچھ کلام کرے (۲) نماز کی حالت میں کسی آدمی سے کہے کہ اُقْتُلِ الْحَيَّةَ (۳) نماز کی حالت میں کسی سے کہے کہ پڑھو (۴) کسی یحییٰ نام آدمی سے کہے کہ یَا یَحْیٰی خُذِ الْكِتَابَ یا کسی موسیٰ نام آدمی سے کہے کہ یَا مُوْسٰی

۵ سانپ کو مار ڈال ۱۲ ۵ ترجمہ۔ اے یحییٰ کتاب لے لو ۱۲

یا کسی سے کہے کہ اِقْرَأْ[۱] یہ سب الفاظ قرآن مجید کے ہیں۔ یہی حکم ہے سلام اور سلام کے جواب کا جب کسی آدمی کے مخاطبہ میں ہو۔ اور یہی حکم ہے اگر دوسرے کی چھینک کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ[۲] کہے یا اچھی خبر سن کر کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اسی طرح اور کوئی لفظ زبان سے نکل جائے اگر اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جَلَّ جَلَالُہٗ[۳] کہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنکر درود شریف پڑھے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی بشرطیکہ اس کہنے سے اس شخص کا جواب دینا ہو (درمختار وغیرہ) حاصل۔ یہ کہ جب آدمیوں کے مخاطبہ میں کلام کیا جائیگا خواہ کسی قسم کا ہو اور کسی حالت میں ہو نماز فاسد ہو جائے گی۔

دوسری قسم کسی جانور کے مخاطبہ میں کلام کرنا یہ کلام بھی ہر حال میں مفسد نماز ہے۔

تیسری قسم۔ خود بخود کلام کرنا۔ یہ کلام بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ عربی لفظ نہ ہو اور ایسی نہ ہو جو قرآن مجید میں وارد ہوئی ہو اور عربی لفظ ہو اور قرآن مجید میں وارد ہو تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً اپنی چھینک کے جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے یا اسی قسم کا کوئی اور لفظ زبان سے نکل جائے اگر کوئی لفظ کسی شخص کی سخن تکیہ ہو تو اس کے کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ وہ لفظ قرآن میں وارد ہو مثلاً نَعَمْ کسی کا سخن تکیہ ہو تو نَعَمْ کہنے سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ یہ لفظ قرآن مجید میں ہے۔

چوتھی قسم ذکر اور دعا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ دعا غیر عربی عبارت میں ہو یا عربی عبارت میں ہو مگر قرآن مجید اور احادیث میں وارد نہ ہو نہ اس کا طلب کرنا غیر خدا سے حرام ہو۔ مثلاً حالت نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ[۴] الْمُلْکَ یا اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ[۵] فُلَانَۃَ یہ دعائیں نہ قرآن مجید میں ہیں نہ احادیث میں نہ ان کا طلب کرنا غیر خدا سے ممنوع ہے لہٰذا ایسی دعاؤں سے نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر قرآن مجید یا احادیث میں کوئی دعا وارد ہوئی ہو یا اس کا طلب کرنا غیر خدا سے ناجائز ہو تو ایسی دعا سے نماز فاسد نہ ہوگی اگر بے موقع پڑھی جائے مثلاً رکوع یا سجدوں میں

پانچویں قسم۔ حالت نماز میں لقمہ دینا یعنی کسی کو قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ لقمہ دینے والا مقتدی اور لینے والا اس کا امام ہو۔

---

[۱] ترجمہ پڑھو ۱۲ [۲] اللہ تم پر رحم کرے ۱۲ [۳] ترجمہ۔ اے اللہ مجھے تک عنایت فرما ۱۲ [۴] ترجمہ۔ اے اللہ میرا کل [illegible] عورت سے کر دے ۱۲

مسئلہ۔ چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہا کے درمیان میں اختلافی ہے بعض علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں اس لئے ہم چند جزئیات اس کے اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔
صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں بقدر ضرورت سے وہ مقدار قرأت کی مقصود ہے جو مسنون ہے (نہر الفائق شامی وغیرہ)
امام اگر بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ رکوع کردے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے۔ مقتدیوں کو چاہئے کہ جب تک ضرورت شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے۔ اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے لیگا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر اس کو خود بخود یاد آجائے خواہ اس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے پیچھے اس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو تو اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ (شامی)
اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی (بحر الرائق وغیرہ)
مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لقمہ لے لیگا تو اس کی نماز بھی۔
اسی طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قرأت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائیگی (درمختار)
مقتدی کو چاہئے کہ لقمہ دینے میں تلاوت قرآن کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی اسلئے کہ حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو قرأت قرآن نہ کرنا چاہئے (فتح القدیر وغیرہ)
(۶) کھانسنا بے کسی عذر یا غرض صحیح کے۔ اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی کو کھانسی کا مرض ہو یا بے اختیار کھانسی آجائے یا کوئی غرض صحیح ہو تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی (غرض صحیح کی مثال)
(۱) آواز صاف کرنے کے لئے کھانسے (۲) مقتدی امام کو اس کی غلطی پر آگاہ کرنے کے لئے کھانسی (۳) کوئی شخص اس غرض سے کھانسے کہ دوسرے لوگ سمجھ لیں کہ یہ نماز میں ہے۔
(۷) رونا یا آہ یا اُف وغیرہ کہنا بشرطیکہ کسی مصیبت یا درد سے ہوا و بے اختیاری نہ ہو اگر

بے اختیاری سے یہ باتیں صادر ہوں یا مصیبت و درد سے نہوں بلکہ خدا کے خوف یا جنت و دوزخ کے یاد سے ہوں تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی (در مختار وغیرہ)

(۸) کھانا پینا اگرچہ بہت ہی قلیل ہو۔ ہاں اگر دانتوں کے درمیان میں کوئی چیز چنے کی مقدار سے کم باقی ہو اور اس کو نگل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی حاصل یہ کہ جس قسم کے کھانے پینے سے روزے میں فساد آتا ہے نماز بھی اس سے فاسد ہو جاتی ہے (در مختار وغیرہ)

(۹) عمل کثیر۔ بشرطیکہ افعال نماز کی جنس سے یا نماز کی اصلاح کی غرض سے نہو۔ اگر اعمال نماز کی جنس سے ہو مثلاً کوئی شخص ایک رکعت میں دو رکوع کرے یا تین سجدے کرے تو نماز فاسد نہو گی اس لئے کہ رکوع سجدہ وغیرہ اعمال نماز کی جنس سے ہیں۔ اسی طرح اگر نماز کی اصلاح کے غرض سے ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً حالت نماز میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ شخص وضو کرنے کے لئے جائے تو اسکی نماز فاسد نہوگی اگرچہ چلنا پھرنا وضو کرنا عمل کثیر ہے مگر چونکہ اصلاح نماز کے لئے ہے لہذا معاف ہے۔

حالت نماز میں کسی عورت کا پستان چوسا جائے اور اس سے دودھ نکل آئے تو اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ دودھ کا پلانا عمل کثیر ہے (در مختار وغیرہ)

اگر حالت نماز میں کوئی شخص ڈھیلہ پھینکے تو اگر کسی جانور کے اڑانے کی غرض سے ہے تو نماز فاسد نہو گی اور اگر کسی انسان پر پھینکا ہے تو عمل کثیر سمجھا جائیگا اور نماز فاسد ہو جائیگی (در مختار وغیرہ)

(۱۰) نماز میں بے عذر چلنا پھرنا۔ ہاں اگر چلنے کی حالت میں سینہ قبلے سے نہ پھرنے پائے اور جماعت میں ہو تو ایک رکعت میں ایک صف سے زیادہ نہ چلے اور تنہا نماز پڑھتا ہو تو اپنے سجدے کے مقام سے آگے نہ بڑھے اور مکان نہ بدلنے پائے مثلاً مسجد میں ہو تو مسجد سے باہر نہ نکل جائے تو نماز فاسد نہوگی۔ یا کسی عذر سے چلے مثلاً وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کیلئے چلے اس صورت میں اگرچہ سینہ قبلے سے پھر جائے اور چاہے جس قدر چلنا پڑے نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۱۱) عورت کا مرد کے کسی عضو کے محاذی کھڑا ہونا ان شرطوں سے (۱) عورت بالغ ہو چکی ہو خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی (۲) دونوں نماز میں ہوں اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہیں تو اس محاذات سے نماز فاسد نہوگی (۳) کوئی حائل درمیان میں نہ ہو۔ اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی ستر ہ حائل ہو تب بھی نماز فاسد

نہو گی اور اگر درمیان میں اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک آدمی وہاں کھڑا ہو سکے تب بھی نماز فاسد نہ ہو گی اور وہ جگہ حائل سمجھی جائے گی (۴) عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں۔ اگر عورت مجنونہ ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اسکی محاذات سے نماز فاسد نہ ہو گی اس لئے کہ ان صورتوں میں وہ نماز میں نہ سمجھی جائیگی (۵) نماز جنازے کی نہو جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں (۶) محاذات بقدر ایک رکن کے باقی رہے۔ اگر اس سے کم محاذاۃ رہے تو مفسد نہیں مثلاً اتنی دیر تک محاذاۃ ہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذاۃ سے نماز میں فساد نہ آئیگا (۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی اس عورت نے اس مرد کی اقتدا کی ہو یا دونوں نے کسی تیسرے کی اقتدا کی ہو (۸) ادا دونوں کی ایک ہی قسم ہو یعنی بحالت اقتدا نماز ادا کر رہے ہوں۔ اگر ایک بحالت اقتدا کرتا ہو دوسرا بحالت انفراد یا دونوں بحالت انفراد تو محاذات مفسد نہو گی۔ مثلاً ایک مسبوق ہو دوسرا لاحق یا دونوں مسبوق ہوں اس لئے کہ مسبوق بعد سلام امام کے اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے ہاں اگر دونوں لاحق ہوں تو نماز فاسد ہو جائیگی اس لئے کہ لاحق مقتدی کا حکم رکھتا ہے (۹) مکان دونوں کا ایک ہو اگر ایک کسی مکان میں ہو دوسرا دوسرے مکان میں تب بھی محاذاۃ مفسد نہیں مثلاً ایک مسجد میں ہو دوسرا مسجد کے باہر (۱۰) دونوں ایک ہی طرف نماز پڑھتے ہوں اگر دونوں کے نماز پڑھنے کی جہت مختلف ہو مثلاً اندھیری شب میں قبلہ نہ معلوم ہونے کے سبب ہر شخص نے اپنے غالب گمان پر عمل کیا ہو اور ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہوئی ہو یا کعبہ کے اندر نماز ہوتی ہو اور ہر شخص مختلف جہت کی طرف نماز پڑھتا ہو (۱۱) امام نے اس عورت کے امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کی ہو اگر امام نے اسکے امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذاۃ سے نماز فاسد نہو گی بلکہ اُسی عورت کی نماز صحیح نہ ہو گی۔

(۱۲) نماز کی صحت کے شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا یا بقدر ادا کرنے کے رکن کے اُسی حالت میں رہنا (درمختار وغیرہ)

(۱۳) امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے باہر نکل جانا (درمختار وغیرہ)

(۱۴) امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو۔ (درمختار وغیرہ)

Marfat.com

(۱۵) مقتدی لاحق کا ہر حال میں اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو موضع اقتداء یا باقی نماز کو تمام کرنا

(۱۶) قرآن مجید کی قرأت میں غلطی ہو جانا خواہ یہ غلطی اعراب[1] میں ہو یا کسی مشدد حرف کے مشدد پڑھنے میں یا کسی مخفف حرف کے مشدد پڑھنے میں کوئی حرف یا حرکت بڑھ جائے یا بدل جائے یا کم زیادہ ہو جائے قرآن مجید کی قرأت میں غلطی ہو جانا ان صورتوں میں مفسد نماز ہے۔

(۱) اس غلطی سے معنی بدل جائیں ایسے کہ جن کا اعتقاد کفر ہو خواہ وہ عبارت قرآن مجید میں ہو یا نہیں

(۲) معنی بدل گئے ہوں اگرچہ ایسے نہ ہوں کہ جن کا اعتقاد کفر ہو مگر وہ عبارت قرآن مجید میں نہ ہو (۳) معنی تغیر آگیا ہو اور وہ معنی وہاں مناسب نہوں اگرچہ وہ لفظ قرآن مجید میں ہو (۴) معنی میں تغیر آگیا ہو کہ جس لفظ بے معنی ہو گیا ہو جیسے سوائر کی جگہ کوئی شخص سوائل پڑھ جائے۔ اگر ایسی غلطی ہو جس سے معنی میں بہت تغیر نہ آئے اور مثل اُس کا قرآن مجید میں موجود ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

اگر کسی لکھے ہوئے کاغذ پر نظر پڑ جائے اور اس کے معنی بھی سمجھ میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی اگر کسی شخص کے جسم عورت پر نظر پڑ جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی (بحر الرائق)

اگر عورت کسی مرد کا حالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی ہاں اگر شہوت کے ساتھ بوسہ لے تو البتہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار)

اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکل جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ نماز کے سامنے سے نکلنے والے پر سخت گناہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس شخص کو منع کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے (درمختار وغیرہ)

تمام مفسدات نماز جنکا بیان اوپر ہو چکا اگر قبل قعدۂ اخیرہ کے یا قعدۂ اخیرہ میں قبل التحیات پڑھ کے پائے جائیں تو مفسد نماز ہیں ورنہ مفسد نہیں بلکہ متم نماز ہیں یعنی ان کے پائے جانے سے

---

[1] یہاں جو صورتیں جتنے بیان کی ہیں وہ متقدمین کے قواعد کے لحاظ سے ہیں اور انہیں کے مذہب میں فتویٰ ہے متاخرین کے نزدیک اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی لہٰذا ہمنے متقدمین کا مذہب اختیار کیا (فتاویٰ خان وغیرہ)

[2] یہ بارہ صورتیں ہیں جنمیں امام صاحب کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے اور صاحبین کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی بلکہ تام ہوتی ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مفسد نماز قعدۂ اخیرہ میں بعد التحیات پڑھ چکنے کے پایا گیا ایک کوئی رکن نماز کا باقی نہیں رہا اور ایسے وقت میں اگر کوئی چیز مفسد نماز کی پائی جاتی ہے تو نماز تمام ہو جاتی ہے مگر چونکہ احتیاط امام صاحب کے مذہب میں ہے اور عبادات میں جہاں تک احتیاط ممکن ہو بہتر ہے اور فقہ کے جملہ متون میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اس لئے ہم نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ واللہ اعلم (شامی)

ہو جائے گی مگر ان چند صورتوں میں اگر بعد التحیات پڑھنے کے قعدۂ اخیرہ میں کسی تیمم کرنے والے کو وضو پر قدرت ہو جائے یا موزوں پر مسح کرنے والے کی مدت گزر جائے یا پٹی پر مسح کرتا ہوا اور وہ زخم جس پر پٹی بندھی ہو اچھا ہو جائے یا کسی کا موزہ اتر جائے یا خود اتار دے مگر عمل کثیر نہ ہونے پائے یا کسی امی کو کوئی سورت یاد ہو جائے یا کسی برہنہ نماز پڑھنے والے کو کپڑا مل جائے یا اشاروں سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے پر قادر ہو جائے یا امام کو حدث ہو جائے اور وہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دے جس کی امامت کی صلاحیت نہیں یا فجر کی نماز میں آفتاب نکل آئے یا جمعے کی نماز میں عصر کا وقت آجائے یا کسی شخص وضو سے معذور ہو اور اس کا عذر جاتا رہے یا کسی صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آجائے اور وقت میں ادا کرنے کی گنجائش ہو تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ یہ امور بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے پائے گئے ہیں۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے

(۱) حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کے اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے مثال کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے۔

(۲) رکوع یا سجدے میں جاتے وقت اپنے کپڑوں کو مٹی وغیرہ سے بچانے کے لئے یا اور کسی غرض سے اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے۔ (رد المحتار وغیرہ) (۳) حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پہنچنے پائے مکروہ تحریمی ہے۔ مثال (۱) کوئی شخص اپنے داڑھی کے بال ہاتھ میں لے (۲) اپنے کپڑے کو پکڑے (۳) اپنے بدن کو بے ضرورت کھجلائے۔ (۴) حالت نماز میں وہ کپڑے پہننا مکروہ تحریمی ہیں جن کو پہنکر عام طور پر لوگوں کے پاس نہ جا سکتا ہو ہاں اگر اس کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا اس کے پاس نہ ہو تو مکروہ نہیں (۵) کوئی ٹکڑا چاندی سونے یا پتھر وغیرہ کا منہ میں رکھ لینا مکروہ تنزیہی بشرطیکہ قرأت میں مخل نہ ہو اگر قرأت میں مخل ہو گا تو پھر نماز فاسد ہو جائے گی (درمختار۔ شامی)

(۶) برہنہ سر نماز پڑھنا ہاں اگر اپنا تذلل اور خشوع ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے (رد المحتار)

(۷) پاخانہ پیشاب یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کئے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کو بعد نماز شروع کر چکنے کے عین حالت نماز میں پاخانہ پیشاب وغیرہ معلوم ہو تو اس کو چاہئے کہ نماز توڑ دے اور ان ضرورتوں سے فراغت کر کے باطمینان پڑھے خواہ وہ نماز نفل ہو یا فرض اور خواہ تنہا پڑھتا ہو یا جماعت سے اور یہ خوف بھی ہو کہ بعد اس جماعت کے دوسری جماعت نہ ملے گی۔ ہاں اگر یہ خوف ہو کہ وقت نماز کا نہ رہے گا یا جنازہ کی نماز ہو اور یہ خوف ہو کہ نماز ہو جائے گی تو نہ توڑے بلکہ اسی حالت میں نماز تمام کر لے۔ (شامی)

(۸) مردوں کو اپنے بالوں کا جوڑا وغیرہ باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر حالت نماز میں جوڑا وغیرہ باندھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے (درمختار۔ شامی وغیرہ)

(۹) سجدے کے مقام سے کنکریوں وغیرہ کا ہٹانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر بغیر ہٹائے سجدہ بالکل ممکن ہی نہ ہو تو پھر ہٹانا ضروری ہے اور اگر مسنون طریقے سے ہٹانے ممکن نہ ہو تو ایک مرتبہ ہٹا دے ورنہ ہٹانا بہتر ہے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

(۱۰) حالت نماز میں انگلیوں کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیوں کا دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا مکروہ تحریمی ہے (درمختار۔ شامی وغیرہ)

(۱۱) حالت نماز میں ہاتھ کا کولہے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے (بحرالرائق۔ شامی وغیرہ)

(۱۲) حالت نماز میں منہ کا قبلے سے پھیرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ پورا منہ پھیرا جائے یا تھوڑا (شامی وغیرہ)

(۱۳) گوشۂ چشم سے بے ضرورت شدیدہ ادھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے (درمختار وغیرہ)

(۱۴) حالت نماز میں اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ہاتھ اور سرین زمین پر ہوں اور دونوں زانو کھڑے ہوئے سینے سے لگے ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۵) مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے (شامی وغیرہ)

(۱۶) کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (شامی وغیرہ)

(۱۷) اسلام کا جواب دینا ہاتھ یا سر کے اشارے سے مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی)

(۱۸) سجدہ صرف پیشانی یا صرف ناک پر کرنا مکروہ تحریمی ہے (درمختار وغیرہ)

(۱۹) حمام کے چھت پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (در مختار وغیرہ)

(۲۰) نماز میں بے عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (در مختار وغیرہ)

(۲۱) حالت نماز میں جمائی لینا مکروہ تنزیہی ہے (شامی)

(۲۲) حالت نماز میں آنکھوں کا بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر آنکھ بند کر لینے سے خشوع زیادہ ہوتا ہو تو مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے (در مختار وغیرہ)

(۲۳) امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں (در مختار وغیرہ)

(۲۴) صرف امام کا بے ضرورت کسی بلند مقام پر کھڑا ہونا جسکی بلندی ایک گز سے کم نہ ہو مکروہ تنزیہی ہے اگر امام کے ساتھ مقتدی بھی ہو تو مکروہ نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

(۲۵) مقتدیوں کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

(۲۶) حالت نماز میں کوئی ایسا کپڑا پہننا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو مکروہ تحریمی ہے۔ اسیطرح ایسے مقام میں نماز پڑھنا جہاں چھت پر یا داہنے بائیں جانب کسی جاندار کی تصویر ہو (در مختار وغیرہ) اگر فرش پر جہاں کھڑے ہوئے ہوں تصویر ہو تو مکروہ نہیں اسی طرح اگر تصویر چھپی ہوئی ہو یا اسقدر چھوٹی ہو کہ اگر زمین پر رکھدی جائے اور کوئی شخص کھڑے ہو کر اس کو دیکھے تو اس کے اعضا محسوس نہ ہوں یا اسکا سر یا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا مٹا دیا گیا ہو یا تصویر جاندار کی نہ ہو تو مکروہ نہیں (در مختار وغیرہ)

(۲۷) حالت نماز میں آیتوں یا سورتوں کا یا تسبیح کا انگلیوں سے شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر انگلیوں پر شمار نہ کرے بلکہ ان کے دبانے سے حساب رکھے تو مکروہ نہیں جیسا کہ صلوٰۃ التسبیح کے بیان میں گذر چکا۔ (شامی)

(۲۸) حالت نماز میں ناک صاف کرنا یا اسی طرح کوئی اور عمل قلیل بے ضرورت کرنا مکروہ تحریمی ہے

(۲۹) ناک اور منہ کسی کپڑے وغیرہ سے بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (شامی)

(۳۰) مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

(۳۱) قرأت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لئے جھک جانا اور جھکنے کی حالت میں قرأت تمام کرنا مکروہ

تحریمی ہے۔ (شامی)

(۳۲) رکوع اور سجدے سے قبل تین مرتبہ تسبیح کہنے سے سر اٹھا لینا مکروہ تنزیہی ہے۔

(۳۳) کسی ایسے کپڑے کو پہنکر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس میں بقدر معافی نجاست ہو مثلاً نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ نہ ہو یا خفیفہ چوتھائی حصہ سے زیادہ نہ ہو (رسائل ارکان)

(۳۴) فرض نمازوں میں قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے یعنی جو سورت پیچھے ہے اس کو پہلی رکعت میں پڑھنا اور جو پہلے ہے اس کو دوسری رکعت میں مثلاً قل یا ایہا الکافرون پہلی رکعت میں اور الم ترکیف دوسری رکعت میں۔ اگر سہواً خلاف ترتیب ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ نوافل میں اگر قصداً بھی خلاف کرے تو کچھ کراہت نہیں۔ اگر کسی سے سہواً خلاف ترتیب ہو جائے اور معاً اس کو خیال آجائے کہ میں خلاف ترتیب قرأت کر رہا ہوں تو اس کو چاہئے کہ اسی سورت کو تمام کرلے اس لئے کہ اس سورت کے شروع کرتے وقت اس کا قصد خلاف ترتیب پڑھنے کا نہ تھا اور قصد نہ ہونے کے سبب سے اس کا پڑھنا مکروہ نہ رہا۔ (شامی)

(۳۵) ایک رکعت میں سورت کی کچھ آیتیں ایک جگہ سے ایک رکعت میں پڑھنا اور کچھ آیتیں دوسری جگہ سے دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم چھوڑ دی جائے۔ اگر مسلسل قرأت کی جائے یعنی درمیان میں کچھ آیتیں نہ چھوٹنے پائیں یا دو آیتوں سے زیادہ چھوڑ دی جائیں تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر دو سورتیں دو رکعتوں میں پڑھی جائیں اور ان دونوں سورتوں کے درمیان میں کوئی چھوٹی سورت جس میں تین آیتیں ہیں چھوڑ دی جائے تو مکروہ تنزیہی ہے مثال پہلی سورت میں سورۂ تکاثر پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورۂ تبت یدا اور درمیان میں سورۂ عصر جو تین آیتوں کی سورت ہے چھوڑ دی جائے۔ یہ کراہت بھی فرائض کے ساتھ خاص ہے نفل نمازوں میں اگر ایسا کیا جائے تو کچھ کراہت نہیں (شامی)

(۳۶) ایسی دو سورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا جن کے درمیان میں کوئی سورت بہ خواہ چھوٹی یا بڑی ایک یا ایک سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے اس کی کراہت بھی ف فرائض میں ہے۔ (شامی)

(۳۷) نماز کے سنن میں کسی سنت کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

(۳۸) مقتدی کو جبکہ امام قرأت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ پڑھنا یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خلاف

سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس کے پڑھنے سے قرآن مجید کے سننے میں خلل واقع ہو یا ایسی آواز سے پڑھے کہ امام کو پڑھنے میں اشتباہ ہونے لگے۔ ہاں اگر کوئی مقتدی ایسی طرح قرأت کرے کہ امام کی قرأت میں بھی خلل اندازی نہ ہو اور قرآن مجید کے سننے میں حرج نہ ہو مثلاً آہستہ آواز کی نماز میں بہت آہستہ آواز سے جو امام تک نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں نماز اس سے مکروہ نہ ہوگی بلکہ بعض محققین علماء کے نزدیک ایسی حالت میں مقتدی کو سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

ف اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا جب قرآن مجید پڑھا جائے تو تم لوگ اسکو سنو اور چپ رہو۔ اس آیۂ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کا سننا واجب ہے خواہ نماز کے اندر پڑھا جائے یا خارج نماز میں پس اگر اس کے خلاف کیا جائیگا تو بے شبہ مکروہ تحریمی ہوگا اسی واسطے جب امام قرأت شروع کر چکا ہو تو مقتدی کو بجائے اللھم وغیرہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ ایسی حالت میں مقتدی کو نیت باندھ کر چپ کھڑا ہو جانا چاہئے ۱۲ ف ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے صحابہ سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے پیچھے قرأت کی ہے تو ایک نے عرض کیا کہ میں نے کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ کیا حال ہے کہ تم لوگ قرآن پڑھنے میں مجھ سے نزاع کرتے ہو یعنی مجھے اطمینان سے پڑھنے نہیں دیتے (نسائی۔ مؤطا۔ امام مالک۔ ترمذی وغیرہ) یہ حدیث اور اس کے مثل اور بھی چند حدیثیں ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے کوئی چیز اس طرح پڑھنا جو اس کے اطمینان میں مخل ہو ممنوع ہے۔ ان احادیث کی بعض لوگوں نے تضعیف بھی کی مگر وہ قابل اعتبار نہیں ان سب کے جوابات امام الکلام میں موجود ہیں ۱۲ ف اس مسئلہ میں علماء امت مختلف ہیں صحابہ سے لیکر اس وقت تک قرآن مجید سے اس مسئلہ کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوتا قرآن مجید سے صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا سننا اور اس وقت سکوت کرنا حاضرین پر ضروری ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امام جب آواز سے قرأت کر رہا ہو تو مقتدی کچھ نہ پڑھیں ساکت رہیں یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اگر آہستہ آواز سے قرآن مجید پڑھا جائے تب بھی حاضرین پر سکوت ضروری ہو اور نہ خارج نماز میں کوئی اس امر کا قائل ہے حالانکہ اگر اس آیت سے آہستہ قرآن مجید پڑھنے کے وقت بھی سکوت ثابت کیا جائے گا تو خارج نماز میں بھی ثابت ہو جائے گا اس لئے کہ اس آیت میں کوئی تخصیص نماز کی نہیں کی گئی۔ احادیث نبویہ کے تتبع سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مقتدی پر قرأت فرض اور واجب نہیں چنانچہ اس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اگر کوئی شخص اس طرح قرأت کرے جو امام کو پریشان کر دے اس کی ممانعت حدیث سے ثابت ہوتی ہے ہاں اگر کوئی خرابی نہ ہونے پائے اور مقتدی قرأت نہ کرے تو اس کا جواز بلکہ استحباب بھی احادیث سے نکلتا ہے۔ صحابہ کے اقوال و افعال اس میں مختلف ہیں بعض قرأت نکرتے تھے اور منع کرتے تھے جیسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ بعض سے اجازت اور منع دونوں منقول ہیں جیسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، طحاوی ان سے اجازت روایت کرتے ہیں اور امام محمد ممانعت بعض سے آہستہ آواز کی نماز میں اجازت بلند آواز کی نماز میں ممانعت منقول ہے بعض سے ہر وقت نماز اجازت منقول ہے۔ ہمارے فقہا کا مذہب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قرأت امام اور منفرد پر واجب ہے مقتدی پر واجب نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے اور بعض نے مفسد نماز بھی لکھدی ہے اور بعض نے آہستہ آواز کی نماز میں مستحب اور بلند آواز کی نماز میں مکروہ لکھا ہے اور یہی مسلک معتدل اور قابل اختیار کر لیکے ہے اور امام محمد سے بھی صاف صاف اسی مذہب کو نقل کیا ہے شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی نے اس مسئلہ کو رسالہ مذہب فاروقی اعظم اور حجۃ اللہ البالغہ میں بہت صاف لکھا اور اس سے بھی زیادہ مفصل و مدلل علامہ لکھنوی نے اپنے رسالہ امام الکلام فیما یتعلق خاص اسی مسئلہ میں بیان فرمایا ہے اگر زیادہ تحقیق کسی کو ہو ان کتابوں کو دیکھے ہم نے یہاں بقدر ضرورت نہایت اختصار کے ساتھ لکھدیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۱۲

Marfat.com

نماز میں حدث ہو جانیکا بیان

نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو جائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حدث اصغر ہو گا تو دو حال سے خالی نہیں اختیاری ہو گا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہو گا یا نہیں اگر اختیاری ہو گا تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہہ کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوئے ہیں اور اگر بے اختیاری ہو گا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہو گا جیسے قہقہہ جنون بیہوشی وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح پیشاب پاخانہ مذی وغیرہ اگر نادر الوقوع ہو گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر نادر الوقوع نہ ہو گا تو نماز فاسد نہ ہو گی بلکہ اس شخص کو اختیار ہے کہ بعد اس حدث کے رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کرلے اور اگر نماز کا اعادہ کرلے تو بہتر ہے۔

اس صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں (۱) کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے (۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کو جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرلے اس لئے کہ قرأت نماز کا رکن ہے (۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو (۴) بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لئے چلے ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔ (۵) مقتدی کو ہر حال میں اور امام کو اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز وہیں پڑھنا جہاں پہلے شروع کی تھی (۶) امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کرنا جس میں امامت کی صلاحیت نہ ہو۔

منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرلے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ کرنا چاہئے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے حاصل یہ کہ جس قدر حرکت سخت ضروری

ہو اس سے زیادہ نہ کرے بعد وضو کے چاہے وہیں اپنی نماز تمام کرلے چاہے جہاں پہلے تھا وہیں جا کر پڑھے۔

امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدۂ اخیر میں ہو تو اس کو چاہئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرنے کے لئے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلا دے کہ اتنی رکعتیں وغیرہ میرے اوپر باقی ہیں رکعتوں کے لئے انگلی سے اشارہ کرے مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھا دے دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر قرأت باقی ہو منہ پر سجدۂ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر سجدۂ سہو کرنا ہو تو سینے پر۔ پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بنجائے اور جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرلے خواہ جہاں وضو کیا وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں اگر پانی مسجد کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں چاہے کرے اور چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار میں رہیں (شامی وغیرہ)

خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کر دیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام کی نیت کرلے تب بھی درست ہے بشرطیکہ امام مسجد سے باہر نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں یا سُترے سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً سلام پھیر کر وضو کرنا چاہئے۔ بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کرلے۔

مقتدی کو ہر حال میں اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہئے خواہ جماعت باقی ہو یا نہیں۔

اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہئے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتوں

ادا کرنے میں مصروف ہو۔

اگر کسی کو قعدۂ اخیرہ میں بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا عمداً حدث اصغر کرلے یا بے ہوش ہو جائے یا قہقہہ کے ساتھ ہنسے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اُس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

نماز کے اقسام اور ان کے پڑھنے کا طریقہ اور نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن و مستحبات وغیرہ اور جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جو چیزیں حالت نماز میں مکروہ ہیں۔ ان سب کا بیان بہ تفصیل ہو چکا۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ ان سب مضامین کو بحذف تفصیل تین نقشوں میں درج کریں۔ پہلے نقشہ میں نماز کے اقسام دوسرے نقشہ میں نماز کے فرائض و واجبات سنن مستحبات تیسرے نقشے میں نماز کے مکروہات و مفسدات تاکہ یہ اجمالی صورت ذہن نشین ہو جائے اور ماسبق کی تفصیل بھی از سر نو تازہ ہو جائے۔

پہلا نقشہ

فرض نمازیں	فرض نمازیں دن رات میں جمعے کے دن پندرہ اور دوسرے دنوں میں سترہ رکعت ہیں۔ دو رکعت فجر کے وقت چار رکعت ظہر کے وقت اور جمعے کے دن بجائے چار رکعت کے دو چاہئے۔ کہ وقت تین رکعت مغرب کیوقت۔ چار عشا کے وقت۔ یہ نمازیں فرض عین ہیں۔ اور جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے۔
واجب نمازیں	شریعت کی طرف سے تین نمازیں واجب ہیں وتر اور عیدین۔ وتر تین رکعت سے روز عشا کے بعد اور عید دو دو رکعت سال بھر کے بعد ان کے علاوہ جو نماز نذر کی جائے وہ بھی واجب ہے اور نفل جس شروع کر دینے سے واجب ہو جاتی ہے یعنی اُس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے میں اس کی قضا ضروری ہے۔
مسنون نمازیں	فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت ظہر کے وقت چھ رکعت چار فرض سے پہلے دو فرض کے بعد مغرب کے وقت دو رکعت فرض کے بعد عشا کیوقت دو رکعت فرض کے بعد نماز تہجد۔ تحیۃ المسجد۔ نماز تراویح بیس رکعت۔ نماز احرام نماز کسوف دو رکعت نماز خسوف دو رکعت۔
مستحب نمازیں	وتر کے بعد دو رکعت سنت وضو دو رکعت۔ نماز سفر دو رکعت نماز استخارہ دو رکعت۔ نماز حاجت دو رکعت۔ صلوٰۃ الاوابین چھ رکعت۔ صلوٰۃ التسبیح چار رکعت۔ نماز توبہ دو رکعت۔ نماز تحلل دو رکعت

دوسرا نقشہ

فرائض (۱) قیام (۲) قرأت (۳) رکوع (۴) سجدہ (۵) قعدۂ اخیرہ (۶) نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا۔

واجبات (۱) تکبیر تحریمہ کا اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا (۲) بعد تکبیر تحریمہ کے بقدر سورۂ فاتحہ کے قیام کرنا۔ (۳) فرض نمازوں کی دو رکعت باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا (۴) سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا فرض کی پہلی دو رکعت اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں (۵) قومہ (۶) تعدیل ارکان یعنی رکوع سجدوں میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح پڑھی جا سکے (۷) جلسہ (۸) قعدہ اولیٰ بقدر التحیات کے (۹) دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ التحیات پڑھنا (۱۰) نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل نہ کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے (۱۱) نماز وتر میں دعائے قنوت۔ (۱۲) عیدین میں چھ تکبیریں (۱۳) عیدین کی دوسری رکعت کے رکوع میں تکبیر (۱۴) امام کو فجر مغرب عشا کی پہلی دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کرنا اور باقی نمازوں میں آہستہ آواز سے (۱۵) نماز کو دو مرتبہ السلام علیکم کہکر ختم کرنا

سنن (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سر نہ جھکانا (۲) تکبیر تحریمہ سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں تک عورتوں کو شانہ تک (۳) اٹھے ہوئے ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ رخ ہونا (۴) ہاتھ اٹھانے کے وقت انگلیوں کا نہ کشادہ کرنا نہ ملانا (۵) بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھ باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے عورتوں کو سینے پر (۶) مردوں کو اس طرح کہ بائیں کلائی داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کے حلقہ میں ہو اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی کے اوپر ہوں اور عورتوں کو صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ لینا (۷) بعد ہاتھ باندھنے کے فوراً سبحانک اللھم پڑھنا (۸) منفرد اور امام کو بعد سبحانک اللھم کے اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھنا (۹) ہر رکعت کے شروع پر بسم اللہ پڑھنا (۱۰) بعد سورۂ فاتحہ کے آہستہ آواز سے آمین کہنا (۱۱) حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کا فصل ہونا (۱۲) فجر ظہر کے فرض میں طوال مفصل عصر عشا میں اوساط مغرب میں قصار پڑھنا (۱۳) فجر کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت سے ڈیوڑھی سورت پڑھنا (۱۴) رکوع سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا (۱۵) مردوں کو رکوع میں گھٹنوں کا دونوں ہاتھ سے پکڑنا اور عورتوں صرف رکھ لینا (۱۶) مردوں کو کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا عورتوں کو ملا کر (۱۷) رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کا سیدھا کرنا (۱۸) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا عورتوں کو صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں (۱۹) کم سے تین مرتبہ سبحان ربی العظیم رکوع میں اور سبحان ربی الاعلیٰ سجدوں میں کہنا (۲۰) رکوع میں مردوں کو ہاتھ پہلو سے جدا رکھنا (۲۱) قومے میں امام کو صرف سمع اللہ مقتدی کو صرف ربنا منفرد کو دونوں کہنا (۲۲) سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے

Marfat.com

پھیر ہاتھوں کا پھر ناک پر پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اٹھتے وقت اس کے برعکس (۲۳) سجدے میں منہ کو دونوں کے درمیان میں رکھنا (۲۴) سجدے میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے جدا رکھنا اور ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا (۲۵) سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کا ملا ہوا رکھنا اور پیر کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف اور دونوں زانوؤں کا ملا ہوا رکھنا (۲۶) سجدے سے کھڑے ہوتے وقت زمین سے سہارا نہ دینا (۲۷) دونوں سجدوں کے درمیان میں اور قعدۂ اولیٰ و اخریٰ میں اسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جو اوپر بیان ہوا (۲۸) التحیات میں اسی خاص کیفیت سے اشارہ کرنا (۲۹) فرض کے پہلے دو رکعت کے بعد ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا (۳۰) قعدۂ اخیرہ میں بعد التحیات کے درود پڑھنا (۳۱) بعد درود کے کوئی دعائے ماثورہ پڑھنا (۳۲) السلام علیکم کہتے وقت داہنی بائیں طرف منہ پھیرنا پہلے داہنے طرف پھر بائیں طرف (۳۳) امام کو بلند آواز سے سلام کہنا (۳۴) دوسرے سلام کی آواز کا پہلے سلام سے پست ہونا (۳۵) امام کو سلام میں مقتدیوں اور فرشتوں کی اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ والوں اور امام اور فرشتوں کی اور منفرد کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا۔

مستحبات (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو آستین وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال لینا (۲) قیام کی حالت میں سجدے کے مقام پر رکوع میں قدم پر سجدے میں ناک پر بیٹھنے کی حالت میں زانو پر سلام کی حالت میں شانوں پر نظر رکھنا (۳) کھانسی یا جمائی کا روکنا (۴) اگر جمائی آجائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ ورنہ بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ بند کر لینا (۵) بعد قد قامت الصلوٰۃ کے فوراً امام کو تکبیر تحریمہ کہنا (۶) دونوں قعدوں میں وہی خاص التحیات پڑھنا (۷) قنوت میں اللّٰھم انا نستعینک اور اللّٰھم اہدنی پڑھنا

تیسیر الفقہ

جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (۱) نماز کے شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود ہو جانا (۲) نماز کے فرائض کا چھوٹ جانا (۳) نماز کے واجبات کا سہواً چھوٹ کر سجدہ سہو نہ کرنا (۴) حالت نماز میں کلام کرنا (۵) بے عذر اور بے کسی غرض صحیح کے کھانسنا (۶) کسی مصیبت یا درد کے سبب سے رونا یا آہ یا اُف کرنا (۷) کھانا پینا (۸) وہ عمل کثیر جو افعال و اعمال نماز کی جنس سے نہ ہو (۹) نماز میں بے عذر چلنا پھرنا (۱۰) عورت کا حالت نماز میں محاذی ہو جانا۔ گیارہ شرطوں کے ساتھ جو اوپر بیان ہو چکیں (۱۱) نماز کے صحت کے شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا (۱۲) امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے سجدہ سہو نہ کرنا (۱۳) ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں (۱۴) مقتدی لاحق کا ہر حال میں اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز کو غیر موضع اقتدا میں تمام کرنا (۱۵) قرآن مجید کی قرأت میں غلطی کرنا بتفصیل مذکور۔

جو چیزیں نماز میں مکروہ ہیں مکروہ تحریمی (۱) حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا (۲) [illegible]

جاتے وقت مٹی وغیرہ سے بچانے کیلئے کپڑوں کا اٹھا لینا (۳) حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پہونچنا (۴) جو خراب کپڑے لوگوں کے سامنے پہنکر نکل سکتا ہو ان کو حالت نماز میں پہننا (۵) برہنہ سر نماز پڑھنا بشرطیکہ اظہار خشوع کے لئے نہو (۶) پیشاب پاخانہ یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کئے ہوئے نماز پڑھنا (۷) سجدہ کے مقام سے کنکریوں کا ہٹانا بشرطیکہ بے ہٹائے ہوئے سجدہ ممکن ہو (۸) حالت نماز میں انگلیوں کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا (۹) نماز میں ہاتھ کولہے پر رکھنا (۱۰) منہ قبلہ سے پھیرنا (۱۱) حالت نماز میں اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ہاتھ اور سرین زمین پر ہوں اور زانو کھڑے ہوئے سینہ سے لگے ہوں (۱۲) مردوں کو دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدہ میں زمین پر بچھا دینا (۱۳) کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا (۱۴) صرف پیشانی یا ناک سے سجدہ کرنا (۱۵) عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا (۱۶) حالت نماز میں وہ کپڑا پہننا جس میں جاندار کی تصویر ہو بہ تفصیل مذکور (۱۷) حالت نماز میں بے ضرورت عمل قلیل کرنا (۱۸) اور منہ کپڑے سے بند کر لینا (۱۹) قرأت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لئے جھک جانا اور اس جھکنے کی حالت میں باقی قرأت تمام کرنا (۲۰) کسی ایسے کپڑے کو پہننا جس میں بقدر معافی نجاست ہو (۲۱) فرض نمازوں میں قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت کرنا (۲۲) نماز کی سنن میں کسی سنت کا ترک کر دینا (۲۳) مقتدی کو امام کے پیچھے کچھ پڑھنا جس سے قرآن مجید کے سننے میں خلل واقع ہو یا امام کی قرأت میں انتشار ہو۔

مکروہ تنزیہی (۱) کوئی ٹکڑا چاندی سونے پتھر وغیرہ کا منہ میں رکھ لینا بشرطیکہ قرأت میں مخل نہو (۲) مردوں کے اپنے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا (۳) گوشہ چشم سے بے ضرورت اِدھر اُدھر دیکھنا (۴) سلام یا سلام کا جواب اشارے سے دینا (۵) نماز میں بے عذر چار زانو بیٹھنا (۶) جمائی لینا (۷) آنکھوں کا بند کر لینا (۸) امام کا محراب میں کھڑا ہونا (۹) صرف امام کا کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا (۱۰) مقتدیوں کا بے ضرورت کسی مقام پر کھڑے ہونا (۱۱) آیتوں یا سورتوں وغیرہ کا انگلیوں پر شمار کرنا (۱۲) فرض نمازوں میں ایک ہی سورت کی کچھ آیتیں ایک رکعت میں کچھ دوسری رکعت میں پڑھنا بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم چھوڑا جائے (۱۳) فرض نمازوں میں ایک سورت کا درمیان میں چھوڑ کر دو سورتوں کا ایک ہی رکعت میں پڑھنا۔

نماز میں سہو کا بیان

نماز کے سنن اور مستحبات کے ترک سے نماز میں کچھ خرابی نہیں آتی یعنی صحیح ہو جاتی ہے ہاں جن سنن کے چھوڑ دینے سے نماز میں کراہت تحریمیہ آجاتی ہے اُن کے ترک سے البتہ نماز کا اعادہ کر لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ جو نماز کراہت تحریمیہ کے ساتھ ادا کی جائے اُس نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (شامی)

نماز کے فرائض میں اگر کوئی چیز سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اسکا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا

نماز کے واجبات میں اگر کوئی چیز عمداً چھوڑ دی جائے تو اس کا بھی تدارک نہیں ہو سکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے

نماز کے واجبات میں اگر کوئی چیز سہواً چھوٹ جائے تو اس کا تدارک ہو سکتا ہے وہ تدارک یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں بعد التحیات پڑھنے کے داہنی طرف ایک مرتبہ سلام پھیر کر دو سجدے کئے جائیں اور بعد ان سجدوں کے پھر قعدہ کیا جائے اور التحیات اور درود شریف اور دعا بدستور معمول پڑھ کر سلام پھیرا جائے ان سجدوں کو سجدۂ سہو کہتے ہیں (شامی)

سجدہ سہو کر لینے سے وہ خرابی جو ترک واجب کے سبب سے نماز میں آئی تھی رفع ہو جاتی ہے۔ خواہ جسقدر واجب چھوٹ گئے ہوں دو ہی سجدے کافی ہیں یہاں تک کہ اگر کسی سے نماز کے سب واجبات چھوٹ گئے ہوں اسکو بھی دو ہی سجدے کرنا چاہیئے دو سے زیادہ سجدۂ سہو مشروع نہیں (درمختار)

سجدۂ سہو اس شخص پر واجب ہے جس سے کوئی واجب نماز کا چھوٹ گیا ہو اور بعد سجدے کے التحیات پڑھنا بھی واجب ہے۔ افضل یہ ہے کہ بعد داہنی طرف سلام پھیرنے کے یہ سجدے کئے جائیں اگر بے سلام پھیرے یا سامنے ہی سلام کہکر سجدے کر لئے جائیں تب بھی جائز ہے۔

نماز کے واجبات چونکہ اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں لہذا یہاں اب ہر واجب کے ترک کا ذکر کرنا بیکار ہے ہاں چند واجبات کا بحسب ضرورت ذکر کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ یا دوسری سورت چھوڑ جائے اور اُسی رکعت کے رکوع میں یا بعد رکوع کے یاد آجائے تو اس کو چاہیئے کہ کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی سورت کو پڑھ لے اور پھر رکوع کرے اور سجدۂ سہو کرے اسلئے کہ رکوع کے ادا کرنے میں تاخیر ہو گئی اور اگر سورۂ فاتحہ وغیرہ چھوٹ جائے اور دوسری رکعت میں یاد آئے تو اگر دوسری سورت چھوٹی ہے تو اس کو پڑھ لے اور سورۂ فاتحہ چھوٹی ہو تو اس کو نہ پڑھے ورنہ ایک رکعت میں دو سورۂ فاتحہ ہو جائیں گی اور تکرار سورۂ فاتحہ کی مشروع نہیں۔

اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ سے پہلے دوسری سورت پڑھ جائے اور اسی وقت اسکو خیال آجائے تو چاہیے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد پھر سورت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے اس لئے کہ دوسری سورت کا سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھنا واجب ہے اور یہاں اس کے خلاف ہوا۔

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ جائے تو اس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیے اس لئے کہ سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد دوسری سورت کا ملانا واجب ہے۔

اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اسکو سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ ہاں اگر آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں

اگر کوئی شخص حالت قیام میں التحیات پڑھ جائے تو اگر پہلی رکعت ہو اور سورۂ فاتحہ سے پہلے پڑھے تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ التحیات اور سورۂ فاتحہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز پڑھنا چاہیے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو اور التحیات بھی اسی قسم سے ہے اور اگر قرأت کے بعد پڑھے یا دوسری رکعت میں پڑھے خواہ قرأت سے پہلے یا قرأت کے بعد اسکو سجدۂ سہو کرنا چاہیے اس لئے کہ قرأت کے بعد فوراً رکوع کرنا واجب ہے اور دوسری رکعت کی ابتدا بھی قرأت سے کرنا واجب ہے۔

اگر کوئی شخص قومہ بھول جائے یا سجدوں کے درمیان میں جلسہ نہ کرے تو اس کو بھی سجدۂ سہو کرنا چاہیے

اگر کوئی شخص کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کرے دوسرا سجدہ بھول جائے اور دوسری رکعت میں دوسری رکعت کے بعد یا قعدۂ اخیرہ میں قبل التحیات پڑھنے کے یاد آجائے تو اس سجدے کو ادا کرلے اور سجدہ سہو کرے اور اگر قعدۂ اخیرہ میں بعد التحیات کے یاد کرے تو اس سجدے کو ادا کر پھر التحیات پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔

اگر کوئی شخص کسی رکعت میں پہلے سجدہ کرلے رکوع نہ کرے اور دوسری رکعت سے پہلے اس کو یاد آجائے تو اس کو چاہیے کہ رکوع کرے اور پھر سجدہ کرے بعد اس کے دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو سجدۂ سہو کرے اور اگر دوسری رکعت سے پہلے نہ یاد آئے بلکہ دوسری رکعت میں تو دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع سمجھا جائیگا اور یہ دوسری رکعت کالعدم ہو جائے گی اس کے عوض میں اور رکعت

Marfat.com

س کو پڑھنا ہوگی۔ اس صورت میں بھی سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔

اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو اگر پورا کھڑا ہو چکا ہو تو پھر نہ بیٹھے اور سجدہ سہو کرلے اور اگر پورا نہ کھڑا ہوا ہو بلکہ سجدے سے قریب ہو یعنی گھٹنوں سے اونچا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔

اور اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے اور قبل سجدہ کرنے کے اسکو یاد آجائے تو اس کو چاہئے کہ بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا بلکہ اسکی یہ نماز اگر فرض کی نیت سے پڑھتا تھا تو نفل ہو جائیگی اور اس کو اختیار ہے کہ اس ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملا دے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہ ہو اور دو رکعتیں یہ بھی نفل ہو جائیں۔ اگر عصر اور فجر کے فرض میں یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لئے کہ عصر اور فجر کے فرض کے بعد نفل مکروہ ہے اور یہ رکعتیں فرض نہیں رہیں بلکہ نفل ہو گئی ہیں۔ پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی اور اس میں کچھ کراہت نہیں، مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے دوسری رکعت نہ ملائے ورنہ پانچ رکعت ہو جائیں گی اور نفل میں طاق رکعتیں منقول نہیں اور اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہ ہوگی۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ میں بعد اس قدر بیٹھنے کے جس میں التحیات پڑھی جا سکے کھڑا ہو جائے تو اگر سجدہ کر چکا ہو تو بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے اس لئے کہ سلام کے ادا کرنے میں جو واجب تھا تاخیر ہو گئی اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ ایک رکعت اور ملا دے تاکہ یہ رکعت ضائع نہ ہو اور اگر رکعت نہ ملائے بلکہ اسی رکعت کے بعد سلام پھیر دے تب بھی جائز ہے مگر ملا دینا بہتر ہے۔ اس صورت میں یہ دو رکعتیں اگر فرض کی نیت کی تھی تو فرض ہی رہیں گی نفل نہ ہو جائیں گی عصر اور فجر کے فرض میں بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لئے کہ بعد عصر اور فجر کے فرض کے قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر سہواً پڑھ لی جائے تو کچھ کراہت نہیں اس صورت میں فرض کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی گئی ہیں یہ ان سنتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں جو فرض کے بعد ظہر مغرب عشاء کے وقت مسنون ہیں کیونکہ ان سنتوں کا ان ترتیب سے ادا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

اگر کوئی شخص نماز میں ایسا فعل کرے جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے تو اس کو بھی سجدۂ سہو کرنا چاہئے مثال (۱) سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی شخص اتنی رکعت کرے جس میں کوئی رکن ادا ہو سکے (۲) کوئی شخص

بعد قرأت کے اتنی ہی دیر تک سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے (۳) کوئی شخص قعدۂ اولیٰ میں بعد التحیات کے اتنی ہی دیر تک چپ بیٹھا رہے یا درود شریف پڑھے یا کوئی دعا مانگے ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

اگر کسی شخص سے سہو ہو گیا ہو اور سجدہ سہو کرنا اس کو یاد نہ رہے یہاں تک کہ نماز ختم کرنے کی غرض سے سلام پھیر دے اس کے بعد اس کو سجدہ سہو کا خیال آئے تو اب بھی وہ سجدہ سہو کر سکتا ہے تاوقتیکہ قبلہ سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے۔

اگر کسی نے ظہر کی فرض میں دو ہی رکعت کے بعد یہ سمجھ کر کہ میں چاروں رکعتیں پڑھ چکا ہوں سلام پھیر دیا اور بعد سلام کے خیال آیا تو اس کو چاہئے کہ دو رکعتیں اور پڑھ کر نماز تمام کر دے اور سجدہ سہو کر لے۔

اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے تو اگر اس کی عادت شک کرنیکی نہ ہو تو چاہئے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر اس کو شک ہوا کرتا ہو تو اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جے رکعتیں اسکو غالب گمان سے یاد پڑیں اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کمی کی جانب کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز میں شک ہو کہ تین رکعت پڑھ چکا یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر پوری کرے اور ان سب صورتوں میں اسی کو سجدہ سہو کرنا چاہئے۔

اگر کسی شخص کو کسی رکعت کے بعد یہ شبہہ ہو کہ اسکے بعد قعدہ کرنا چاہئے خواہ قعدۂ اولیٰ کا شبہہ ہو یا قعدۂ اخیرہ کا تو اس کو چاہئے کہ وہاں قعدہ کر دے اور سجدہ سہو کر لے۔

قضا نمازوں کا بیان

بے عذر نماز کا قضا کرنا گناہ کبیرہ ہے جو بے صدق دل سے توبہ کئے ہوئے معاف نہیں ہوتا۔ حج کرنے سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں اور ارحم الراحمین کو اختیار ہے کہ بے کسی وسیلا اور سبب کے معاف کر دے۔

اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو ان کو چاہئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر یہ آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قرأت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

قضا نماز کا بالاعلان ادا کرنا گناہ ہے اس لئے کہ نماز کا قضا ہونا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا گناہ ہے

قضا کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز کا ہے قضا نماز میں یہ بھی نیت کرنا چاہیے کہ میں فلاں نماز کی قضا پڑھتا ہوں اور اگر نہ نیت کرے تب بھی جائز ہے اس لئے کہ قضا بنیت ادا اور ادا بنیت قضا درست ہے۔

فرض نمازوں کی قضا بھی فرض اور واجب کی قضا واجب ہے۔ وتر کی قضا واجب ہے اور اسی طرح نذر کے نماز کی اور اس نفل کی جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو اس لئے کہ نفل بعد شروع کرنے کے واجب ہو جاتی ہے سنن موکدہ وغیرہ یا اور کسی نفل کی قضا نہیں ہو سکتی بلکہ جو نماز ان کی قضا کی غرض سے پڑھی جائے گی وہ مستقل نماز علیحدہ سمجھی جائیگی اُس کی قضا نہ ہوگی ہاں فجر کی سنتوں کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض کے ساتھ قضا ہو جائیں اور فرض کی قضا قبل زوال کے پڑھی جائے تو وہ سنتیں بھی پڑھی جائیں اور اگر بعد زوال کے پڑھی جائے تو نہیں اور اگر صرف سنتیں قضا ہوئیں ہوں تو بعد طلوع آفتاب کے زوال سے پہلے پڑھ لی جائیں۔ اور ظہر کی سنتوں کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر رہ جائیں تو وقت کے اندر قبل ان دو سنتوں کے جو فرض کے بعد ہیں پڑھ لیجائیں وقت کے بعد نہیں پڑھی جا سکتیں خواہ فرض کے ساتھ رہ جائیں یا تنہا۔

وقتی نماز اور قضا نماز میں اور ایسا ہی قضا نمازوں میں باہم ترتیب ضروری ہے بشرطیکہ وہ قضا فرض نماز ہو یا وتر کی مثلاً کسی کی ظہر کی نماز قضا ہو گئی ہو تو ظہر کی قضا اور عصر کی وقتی نماز میں اس کو ترتیب کی رعایت ضروری ہے یعنی جبتک پہلے ظہر کی قضا نہ پڑھ لیگا عصر کا فرض نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائے گی اور اگر کسی نے وتر نہ پڑھی ہو تو وہ فجر کا فرض بے وتر ادا کئے ہوئے نہیں پڑھ سکتا اسی طرح اگر کسی کے ذمہ فجر اور ظہر کی قضا ہو تو ان دونوں کے آپس میں بھی ترتیب ضروری ہے یعنی جبتک پہلے فجر کی قضا نہ پڑھ لے گا ظہر کی قضا نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائیگی اور ظہر کی قضا بدستور اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ ہاں اگر بعد اس قضا کے پانچ نمازیں اسی طرح پڑھ لی جائیں تو پھر یہ پانچوں صحیح ہو جائیں گی یعنی نفل نہ ہوں گی فرض رہیں گی۔ چنانچہ آگے بیان ہوگا ترتیب ان تین صورتوں میں ساقط ہو جاتی ہے۔

پہلی صورت۔ نسیان یعنی قضا نماز کا یاد نہ رہنا اگر کسی کے ذمہ قضا نماز ہو اور اس کو وقتی نماز پڑھتے وقت اسکے ادا کرنیکا خیال نہ رہے تو اسپر ترتیب واجب نہیں اور اس کی وقتی نماز جسکو ادا کر رہا ہے صحیح ہو جائیگی اس لئے کہ قضا نماز پڑھنے کا حکم یاد کرنے پر مشروط ہے۔ اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں مختلف ایام میں قضا ہوئی ہوں مثلاً ظہر کسی دن کی اور عصر کسی دن کی مغرب کسی دن کی اور اس کو یہ نہ یاد رہے کہ پہلے کون

قضا ہوئی تھی تو اس صورت میں ان کی آپس کی ترتیب ساقط ہو جائے گی جس کو چاہے پہلے ادا کرے یا ہے پہلے ظہر کی قضا پڑھے یا عصر کی یا مغرب کی (شامی)

اگر نماز شروع کرتے وقت قضا نماز کا خیال نہ تھا بعد شروع کرنے کے خیال آیا تو اگر قبل قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے یا بعد التحیات پڑھنے کے مگر قبل سلام کے یہ خیال آجائے تو وہ نماز اس کی نفل ہو جائے گی اور فرض اس کو پھر پڑھنا ہوگا (شامی)

اگر کسی شخص کو وجوب ترتیب کا علم نہو یعنی یہ نہ جانتا ہو کہ پہلے قضا نمازوں کو بغیر پڑھے ہوئے وقتی نمازوں کو نہ پڑھنا چاہیے تو اس کا یہ جہل بھی نسیان کے حکم میں رکھا جائیگا اور ترتیب اس سے ساقط ہو جائیگی (الدر) دوسری صورت۔ وقت کا تنگ ہو جانا۔ اگر کسی کے ذمہ کوئی قضا نماز ہو اور وقتی نماز ایسے تنگ وقت پڑھے جس میں صرف ایک نماز کی گنجائش ہو خواہ اُس وقتی کو پڑھ لے یا اس قضا کو تو اس صورت میں ترتیب ساقط ہو جائیگی اور بغیر اس قضا کے پڑھے ہوئے وقتی نماز کا پڑھنا اس شخص کے لئے درست ہوگا عصر کی نماز میں وقت مستحب کا اعتبار کیا گیا ہے یعنی اگر مستحب وقت میں صرف اسی قدر گنجائش ہو کہ صرف عصر کا فرض پڑھا جا سکتا ہو اس سے زیادہ کی گنجائش نہو تو ترتیب ساقط ہو جائے گی اگرچہ اصل وقت میں گنجائش ہو اس لئے کہ بعد آفتاب زرد ہو جانے کے نماز مکروہ ہے (شامی)

اگر کسی کے ذمہ کئی نمازوں کی قضا ہو اور وقت میں سب کی گنجائش نہو بعض کی گنجائش ہو تب بھی صحیح ہے کہ ترتیب ساقط ہو جائیگی اور اس پر یہ ضروری نہوگا کہ جس قدر قضا نمازوں کی گنجائش وقت میں ہو پہلے ان کو ادا کر لے اُس کے بعد وقتی نماز پڑھے مثلاً کسی کی عشاء کی نماز قضا ہوئی تھی اور فجر کو ایسے تنگ وقت میں اٹھا کہ صرف پانچ رکعت کی گنجائش ہو تو اُس پر یہ ضروری نہیں کہ پہلے وتر پڑھ لے تب صبح کی نماز پڑھے بلکہ بے وتر ادا کئے ہوئے بھی اگر صبح کے فرض پڑھے گا تو درست ہے۔

تیسری صورت۔ قضا نمازوں کا پانچ سے زیادہ ہو جانا۔ وتر کا حساب ان پانچ میں نہیں ہے اگر وتر بھی ملا لی جائے تو یوں کہیں گے کہ چھ سے زیادہ ہونا یہ قضا نمازیں خواہ حقیقۃً قضا ہوں جیسے وہ نمازیں جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائیں یا حکماً قضا ہوں جیسے وہ نمازیں جو کسی قضا نماز کے بعد باوجود ترتیب واجب ہونے کے بے اسکے ادا کئے ہوئے پڑھ لیجائیں مثلاً کسی سے فجر کی نماز قضا ہوئی ہو اور وہ ظہر کی نماز بے اسکے ادا کئے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے تو یہ ظہر کی نماز حکماً

Marfat.com

قضا میں شمار ہوگی اس کے بعد عصر کی نماز بھی حکماً قضا سمجھی جائے گی اگرچہ ادا کئے ہوئے ان دونوں نمازوں کے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے اسی طرح مغرب اور عشا کی بھی پھر جب دوسرے دن کی فجر پڑھے گا تو چونکہ اس سے پہلے قضا نمازیں پانچ ہو چکی تھیں ایک حقیقۃً اور چار حکماً لہٰذا اب اس کے ذمہ ترتیب واجب نہ تھی اور یہ فجر کی نماز اس کی صحیح ہوگی۔

پانچ نمازوں تک ترتیب باقی رہتی ہے اگرچہ وہ مختلف اوقات میں قضا ہوئی ہوں اور زمانہ بھی گزر چکا ہو مثلاً کسی کی کوئی قضا نماز ہوئی تھی اور وہ اس کو یاد نہ رہی چند روز کے بعد پھر اس کی کوئی نماز قضا ہوگئی اور اس کا بھی خیال اس کو نہ رہا پھر چند روز کے بعد اس کی کوئی نماز قضا ہوئی اور اس کو بھی اس کو خیال نہ رہا پھر چند روز کے بعد اس کی کوئی نماز قضا ہوئی اور اس کا بھی اس کو خیال نہ رہا پھر چند روز کے بعد اور کوئی نماز قضا ہوئی اور وہ بھی اس کو یاد نہ رہی تو اب یہ پانچ نمازیں ہوئیں اب تک ان میں ترتیب واجب ہے یعنی ان کے یاد ہوتے ہوئے باوجود وقت میں گنجائش کے وقتی فرض اگر پڑھے گا تو وہ صحیح نہ ہوگی اور نفل ہو جائے گی (درمختار۔ ردالمحتار)

ترتیب ساقط ہو جانے کے بعد پھر عود نہیں کرتی مثلاً کسی کی قضا نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں اور اس سبب سے اس کی ترتیب ساقط ہو جائے بعد اس کے وہ اپنی قضا نمازوں کو ادا کرنا شروع کرے یہاں تک کہ ادا کرتے کرتے پانچ رہ جائیں تو اب وہ صاحب ترتیب نہ ہوگا اور یہ ان کے ادا کئے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے جو فرض نماز پڑھے گا وہ صحیح ہوگی۔

اگر کسی کی کوئی نماز قضا ہوگئی ہو اور اس کے بعد اس نے پانچ نمازیں اور پڑھ لی ہوں اور اس نماز کو باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے نہ پڑھا ہو تو پانچویں نماز کا وقت گزر جانے کے بعد یہ پانچوں نمازیں اس کی صحیح ہو جائیں گی یعنی فرض رہیں گی اس لئے کہ یہ پانچویں نمازیں حکماً قضا ہیں اور وہ ایک حقیقۃً قضا سب مل کر پانچ سے زیادہ ہوگئیں لہٰذا ان میں ترتیب ساقط ہوگئی اور ان کا ادا کرنا خلاف ترتیب درست ہوگیا۔

اگر کسی کی نمازیں حالت سفر میں قضا ہوئی ہوں اور اقامت کی حالت میں ان کو ادا کرے تو قصر کے ساتھ قضا کرنا چاہئے یعنی چار رکعت والی نماز کی دو رکعت اسی طرح حالت اقامت میں نمازیں قضا ہوئی تھیں ان کی قضا حالت سفر میں پڑھے تو پوری چار رکعتیں پڑھے قصر نہ کرے (درمختار وغیرہ)

نفل نمازیں شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہیں اگرچہ وہ کسی وقت مکروہ میں شروع کی جائیں یعنی ان کا تمام کرنا ضروری ہے اور اگر کسی قسم کا فساد یا کراہت تحریمہ اس میں آجائے تو ان کی قضا پڑھنا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نفل قصداً شروع کیجائے اور شروع کرنا اس کا صحیح ہو اگر قصداً نہ شروع کی جائے مثلاً کوئی شخص یہ خیال کر کے کہ میں نے ابھی فرض نماز نہیں پڑھی فرض کی نیت سے نماز شروع کرے بعد اس کے اس کو یاد آجائے کہ میں فرض پڑھ چکا تھا تو یہ نماز اس کی نفل ہو جائیگی اس کا تمام کرنا اس پر ضروری نہ ہوگا اور اگر اس میں فساد وغیرہ آجائے گا تو اس کی قضا بھی اسکو نہ پڑھنا پڑے گی اسی طرح اگر کوئی قعدۂ اخیرہ میں سہواً کھڑا ہو جائے اور دو رکعتیں پڑھ لے تو یہ دو رکعتیں اس کی نفل ہو جائیں گی اور چونکہ قصداً انہیں شروع کی گئیں اس لئے ان کا تمام کرنا اس ضروری نہیں نہ فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضا ضروری ہے۔ اور اگر شروع کرنا صحیح نہ ہو تب بھی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضا نہ کرنا ہوگی مثلاً کوئی مرد کسی عورت کی اقتدا میں نفل نماز شروع کرے تو یہ شروع کرنا ہی اس کا صحیح نہ ہوگا۔

اگر نفل نماز شروع کر دینے کے بعد فاسد کر دی جائے تو صرف دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اگرچہ نیت دو رکعت سے زیادہ کی کی ہو اس لئے کہ نفل کا ہر شفع یعنی ہر دو رکعتیں علیحدہ نماز کا حکم رکھتی ہیں۔

اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور اس کے دونوں شفع میں قرأت نہ کرے یا پہلے شفع میں قرأت نہ کرے یا دوسرے میں نہ کرے یا صرف پہلے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا صرف دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا پہلی شفع کی دونوں رکعتوں میں اور دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے تو ان سب چھ صورتوں میں دو ہی رکعت کی قضا اس کے ذمہ لازم ہوگی۔ پہلی دوسری صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لئے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قرأت نہ کرنیکے سبب سے اس کی تحریمہ فاسد ہوگئی اور دوسرے شفع کی بنا اس پر صحیح نہ ہوگی گویا دوسرا شفع شروع ہی نہیں کیا گیا پس اس کی قضا بھی لازم نہ ہوگی۔ تیسری صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس سبب سے کہ پہلے شفع میں کچھ فساد نہیں آیا فساد صرف دوسرے شفع میں آیا ہے۔ چوتھی صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لئے کہ فساد صرف اسی میں آیا ہے دوسرا شفع بالکل صحیح ہے۔ پانچویں صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس لئے کہ فساد صرف اسی میں آیا ہے پہلا شفع بالکل صحیح ہے۔ چھٹی صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لئے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعت

Marfat.com

میں قرأت نہ کرنے کے سبب سے اس کی تحریمہ فاسد ہو جائے گی اور دوسرے شفع کی بنا اُس پر صحیح نہ ہوگی لہٰذا اسکی قضا بھی اُس کے ذمہ لازم نہ ہوگی۔

اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور ہر شفع کی ایک ایک رکعت میں قرأت کرے ایک ایک میں نہ کرے یا پہلے شفع کی ایک اور دوسرے کی دونوں رکعتوں میں نہ کرے تو ان دونوں صورتوں میں چار رکعت کی قضا پڑھنا ہوگی اس لئے کہ ان دونوں صورتوں میں پہلے شفع کی تحریمہ فاسد نہیں ہوئی لہٰذا دوسرے شفع کی بنا اُس پر صحیح ہوگی اور فساد دونوں شفعوں میں آیا ہے۔

حیض و نفاس کی حالت میں جو نمازیں نہ پڑھی جائیں وہ معاف ہیں ان کی قضا نہیں ہے اگر حیض و نفاس سے کسی ایسے وقت میں فراغت حاصل ہو جائے کہ اس میں تحریمہ کی گنجائش ہو تو اس وقت کے نماز کی قضا اُس کو پڑھنا ہوگی۔ اور اگر وقت میں زیادہ گنجائش ہو تو اُسی وقت اس نماز کو پڑھ لے اگرچہ پڑھ چکی ہو اس لئے کہ اس سے پہلے اس پر نماز فرض نہ تھی اب فرض ہوئی ہے اس سے پہلے پڑھنے کا کچھ اعتبار نہیں یعنی فرض نہیں ساقط ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی نابالغ ایسے وقت میں بالغ ہو تو اس کو بھی اس وقت کے نماز کی قضا پڑھنا ہوگی اس مسئلے کی تفصیل [illegible] کے بیان میں ہو چکی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی لڑکا عشا کی نماز پڑھ کر سوئے اور بوقت طلوع فجر کے بیدار ہو کر اپنے کو افرد یکھے جس سے معلوم ہو کہ اُس کو احتلام ہو گیا ہے تو اسکو چاہئے کہ عشا کی نماز کا پھر اعادہ کرے [illegible]

اگر کسی عورت کو آخر وقت میں حیض یا نفاس آجائے اور ابھی تک اس نے نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت کی [illegible] سے معاف ہے اس کی قضا اس کو نہ کرنا ہوگی۔ (شرح وقایہ وغیرہ)

اگر کسی کو جنون یا بیہوشی طاری ہو جائے اور چھ نمازوں کے وقت تک رہے تو اس کے ذمہ ان نمازوں کی قضا نہیں وہ نمازیں معاف ہیں ہاں اگر پانچ نمازوں تک بیہوشی رہے اور چھٹی نماز میں اس کو ہوش آجائے تو ان نمازوں کی قضا اس کو کرنا ہوگی۔

جو کافر دارالحرب میں اسلام لائے اور مسائل نہ جاننے کے سبب سے نماز نہ پڑھے تو جتنے دن وہاں رہنے کے سبب سے اسکی نمازیں گئی ہوں ان نمازوں کی قضا اس کے ذمہ ہیں (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کی بہت نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور ان کو ادا کرنا چاہے تو قضا کے وقت ان کی تعیین ضروری ہے اس طرح کہ میں اس فجر کی قضا پڑھتا ہوں کہ جو سب کے اخیر میں مجھ سے قضا ہوئی ہے پھر اس کے بعد

یہ نیت کرے کہ میں اُس فجر کی قضا پڑھتا ہوں جو اس سے پہلے مجھ سے قضاء ہوئی تھی اس طرح ظہر عصر وغیرہ کی نمازیں بھی تعیین کرلے۔

اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں حالت مرض میں فوت ہوئی ہوں اور وہ ان کے ادا کرنے پر قادر نہ تھا اگرچہ اشارے ہی سے سہی تو اس کو چاہئے کہ مرتے وقت اپنے وارثوں سے وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے ہر نماز کے عوض میں صدقہ دیدینا اور اس کے وارث اس کے مال کی تہائی سے ہر نماز کے عوض میں سوا سیر گیہوں یا ڈھائی سیر جو یا ان کی قیمت محتاجوں کو دیدیں انشاء اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی قضا اس میت کے ذمہ سے اُتر جائے گی۔

نماز کا شروع کر کے قطع کر دینا بے کسی عذر کے حرام ہے خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا نفل اور اگر مال کے خوف سے قطع کر دی جائے خواہ اپنا مال ہو یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کا تو جائز ہے مثلاً کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور کسی شخص کو دیکھے کہ اسکا یا کسی دوسرے کا مال چرائے لئے جاتا ہے، اور اگر نماز کی تکمیل کے لئے قطع کرے تو مستحب ہے مثلاً کوئی شخص تنہا فرض پڑھ رہا ہو اور جماعت میں شریک ہونے کی غرض سے جو نماز کی تکمیل کا ذریعہ ہے اس فرض کو توڑ دے اور اپنی یا کسی دوسرے کی جان بچانے کے لئے قطع کرنا فرض ہے۔

اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی حالت میں فریاد رسی کے لئے بلائے تو ایسی حالت میں بھی توڑ دینا فرض ہے اگرچہ یہ نہ معلوم ہو کہ اس پر کون مصیبت آئی ہے یا معلوم ہو اور جانتا ہو کہ میں اسکی مدد کر سکوں گا۔

اگر کسی کو نماز پڑھنے کی حالت میں اُس کے ماں باپ پکاریں تو اگر فرض نماز ہو تو نہ توڑے اور نفل ہو اور وہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو بھی نہ توڑنا بہتر ہے اور توڑ دے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر وہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو توڑ دے اس خیال سے کہ وہ ناخوش نہ ہو جائیں (شامی وغیرہ)

مریض اور معذور کی نماز

اگر کوئی شخص کسی مرض کی وجہ سے نماز کے ارکان ادا کرنے پر پورے طور سے قادر نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی طاقت اور قدرت کے موافق ارکان نماز کو ادا کرے۔

اگر قیام پر قدرت نہ ہو کہ اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا کھڑے ہونے سے بدن میں کہیں سخت درد ہونے لگتا ہو تو اس پر قیام فرض نہیں اس کو چاہئے

Marfat.com

بیٹھ کر نماز نہ پڑھے اور رکوع سجدے سر کے اشارے سے کرے اگر مسنون طریقے بیٹھ سکتا ہو یعنی جس طریقے سے التحیات پڑھنے کے لئے حالت صحت میں بیٹھنا چاہئے تو اسی طرح بیٹھے ورنہ جس طریقے سے بیٹھنے میں اس کو آسانی ہو اسی طرح بیٹھے۔ اور اگر تھوڑی دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہو تو اس کو چاہئے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے اور جتنی دیر تک کھڑا ہو جائے کھڑا رہے بعد اس کے بیٹھ جائے حتیٰ کہ اگر صرف بقدر تکبیر تحریمہ کے کھڑے ہونے کی قوت ہو تب بھی اس کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے بعد اس کے بیٹھ جائے اگر نہ کھڑا ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی چیز کے سہارے خواہ لکڑی کے یا تکیہ کے یا کسی آدمی کے کھڑا ہو سکتا ہو تب بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہئے۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ)

اگر کسی شخص کے پاس کپڑا اس قدر ہو کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اس کا ستر عورت نہ چھپ سکتا ہو بیٹھنے کی حالت میں چھپ جاتا ہو تو اس صورت میں بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہئے۔ اسی طرح اگر کوئی کمزور آدمی کھڑے ہونے سے ایسا بے طاقت یا تنفس میں مبتلا ہو جاتا ہو کہ قرأت نہ کر سکے تو اس کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہئے۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ)

اگر رکوع اور سجدے یا صرف سجدے پر قدرت نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اگرچہ کھڑے ہونے کی قوت ہو اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے سجدے کے لئے رکوع کی بہ نسبت زیادہ سر جھکاوے کسی چیز کا پیشانی کے برابر اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر کوئی اونچی چیز پیشانی کے برابر رکھی ہوئی ہو اور اس پر سجدہ کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی مریض بیٹھنے سے بھی معذور ہو یعنی نہ اپنی قوت سے بیٹھ سکتا ہو نہ کسی کے سہارے سے تو اس کو چاہئے کہ لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ لیٹنے کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے پیر قبلے کی طرف ہوں اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ لے تاکہ منہ قبلے کی طرف ہو جائے۔ اور اگر پہلو پر لیٹے خواہ داہنے پر یا بائیں پہلو پر تب بھی درست ہے بشرطیکہ منہ قبلے کی طرف ہو اور سر سے رکوع سجدے کا اشارہ کرنا چاہئے سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارے سے جھکا ہوا ہو۔ آنکھ یا ابرو وغیرہ کے اشارے سے سجدہ کرنا کافی نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی عورت دردزہ میں مبتلا ہو مگر ہوش حواس قائم ہوں تو اس کو چاہئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے تاخیر نہ کرے یہاں تک کہ نفاس میں مبتلا ہو جائے اور نماز قضا ہو جائے ہاں اگر [illegible]

نماز پڑھنے میں یہ خوف ہو کہ اگر اسی حالت میں بچہ پیدا ہو جائے گا تو اس کو صدمہ پہنچے گا تو بیٹھ کر پڑھے اسی طرح اگر کسی عورت کے خاص حصے سے بچے کا کچھ حصہ نصف سے کم باہر آ گیا ہو مگر ابھی تک نفاس نہ ہوا ہو تو اس کو بھی نماز میں تاخیر کرنا جائز نہیں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے اور زمین میں کوئی گڑھا کھود کر روئی وغیرہ بچھا کر بچے کا سر اس میں رکھدے یہ بھی نہ ممکن ہو تو اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

(خزانۃ الروایات وغیرہ)

اگر کوئی مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اس کو چاہیے کہ نماز اس وقت نہ پڑھے بعد صحت کے اسکی قضا پڑھ لے پھر اگر یہی حالت اس کی پانچ نمازوں سے زیادہ تک رہے تو اُس پر ان نمازوں کی قضا بھی نہیں جیسا کہ قضا کے بیان میں گزر چکا۔

اگر کسی مریض کو رکعتوں کا شمار یاد نہ رہتا ہو تو اس پر بھی اس وقت کی نماز کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ بعد صحت کے ان کی قضا پڑھ لے ہاں اگر کوئی شخص اس کو بتلاتا جائے اور وہ پڑھ لے تو جائز ہے یہی حکم ہے اس شخص کا جو زیادہ بڑھاپے کے سبب مخبوط العقل ہو گیا ہو یعنی دوسرے شخص کے بتلانے سے اسکی نماز درست ہو جائے گی اور اگر کوئی بتلانے والا نہ ملے تو وہ اپنے غالب رائے پر عمل کرے۔ (نفع المفتی)

اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت میں بیمار ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ باقی نماز جس طرح پڑھ سکتا ہو تمام کر لے مثلاً اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا اور اب کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھ کر پڑھے رکوع سجدے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کرے بیٹھنے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو لیٹ کر۔

اگر کوئی معذور حالت نماز میں قادر ہو جائے تو اگر صرف قیام سے معذور تھا اور بیٹھکر رکوع سجدہ کر رہا تھا اور اب کھڑے ہونے کی قدرت ہو گئی تو باقی نماز کھڑے ہو کر تمام کرے اور اگر رکوع سجدے سے بھی معذور تھا اور اس نے اشارے سے رکوع سجدہ کرنے ارادہ کر کے نیت باندھی تھی مگر ابھی تک کوئی رکوع اشارے سے ادا نہیں کیا تھا اور اب اس کو رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ باقی نماز اپنی رکوع سجدے کے ساتھ ادا کرے اور اگر اشارے سے کوئی رکوع سجدہ کر چکا ہو تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی پھر نئے سرے سے اُس نماز کا پڑھنا اس پر لازم ہوگا۔

اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے

اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے (شامی وغیرہ)

نفل نماز میں جیسا کہ ابتدا میں بیٹھ کر پڑھنے کا اختیار حاصل ہے ویسا ہی درمیان نماز میں بھی بیٹھ جانے کا اختیار ہے اور اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

چلتی ہوئی کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اگر یہ خوف ہو کہ چلتی ہوئی کشتی میں کھڑے ہونے سے سر گھومنے لگے گا۔

اگر کوئی کشتی دریا کے کنارے رُکی ہوئی ہو تو وہ خشکی کے حکم میں ہے اور اس پر بیٹھ کر نماز کسی طرح جائز نہیں اور اگر دریا کے اندر رُکی ہوئی ہو اور ہوا سے اس کو جنبش و حرکت بھی ہوتی ہو تو وہ چلتی ہوئی کشتی کے حکم میں ہے کشتی میں نماز پڑھنے کی حالت میں استقبال قبلہ ضروری ہے اور جب کشتی اور کسی طرف پھرے کہ قبلہ بدل جائے تو نماز پڑھنے والے کو بھی پھر جانا چاہیے تاکہ استقبال قبلہ نہ جانے پائے۔ اگر استقبال قبلہ ممکن نہ ہو تو اخیر وقت تک تأمل کرے جب دیکھے کہ اب نماز کا وقت جاتا ہے تو پھر جس طرف چاہے نماز پڑھ لے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص کسی جانور پر سوار ہو اور اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر ہو تو اس کو تمام نوافل کا سوا سنت فجر کے اُسی سواری پر بیٹھے بیٹھے پڑھنا جائز ہے رکوع سجدہ اشارہ سے کرے ایسی حالت میں استقبال قبلہ بھی شرط نہیں نہ نماز شروع کرتے وقت نہ حالت نماز میں بلکہ جس طرف وہ جانور جا رہا ہو اسی طرف نماز پڑھنا چاہیے۔

اگر کسی شخص نے سواری پر نفل نماز شروع کی اور بعد اس کے بے عمل کثیر کے اُس سواری سے اُتر پڑا تو وہ اسی نماز کی بقیہ حصہ کو تمام کرلے نئے سرے سے نماز پڑھنے کی حاجت نہیں مگر اب استقبال قبلہ ضروری ہو جائے گا اور رکوع سجدہ اشارے سے کافی نہ ہوگا۔ اور اگر کسی نے اپنے گاؤں یا شہر سے باہر سواری پر نماز پڑھنا شروع کی تھی اور ابھی نماز تمام نہ ہونے پائی تھی کہ گاؤں یا شہر میں پہونچ گیا تو اس کو اسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے بقیہ نماز تمام کرلینا چاہیے اُترنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

گاڑی وغیرہ کی سواری میں بھی نفل کا پڑھنا جائز ہے خواہ چلتی ہوئی گاڑی ہو یا کھڑی ہوئی ذالک

اور واجبات کا کسی جانور یا گاڑی کی سواری میں پڑھنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً سواری سے خود اتر نہ سکتا ہو یا اُترنے کے بعد چڑھنا دشوار ہو یا اُترنے میں کسی درندے جانور یا دشمن کا خوف ہو یا عورت کو اپنی بے حرمتی کا خوف ہو یا کیچڑ وغیرہ اسقدر ہو کہ اگر نیچے اُتر کر نماز پڑھے تو منہ وغیرہ میں کیچڑ بھر جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ اگر اُتر کر نماز پڑھے گا تو ساتھ کے لوگ آگے بڑھ جائیں گے اور خود تنہا رہ جائیگا ایسی صورتوں میں اُسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشارے سے فرض اور واجب نمازوں کا پڑھنا بھی جائز ہے مگر استقبال قبلہ ضروری ہے۔ اور اگر گاڑی کا کوئی جزو جانور پر نہو خواہ کھڑی ہو یا چلتی ہو جانور اس کو تسمہ یا رسّی کے سہارے سے کھینچ رہا ہو جس کا ایک سرا اس جانور پر ہو اور دوسرا سرا گاڑی پر تو ایسی گاڑی پر فرائض اور واجبات کا بے عذر پڑھنا بھی جائز ہے مگر کھڑے ہو کر اور استقبال قبلہ کیساتھ شامی وغیرہ ریل کی سواری میں نماز پڑھنا جائز ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور اترنے سے معذور ہو یا نہیں ہاں استقبال قبلہ ضروری ہے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیے۔ (عمدۃ الرعایۃ)

اگر کھڑے ہونے میں ریل کی حرکت سے گر جانے کا خوف ہو جیسا کہ بعض ناہموار لینوں میں ہوتا ہے تو پھر بیٹھ کر پڑھے اگر کسی کے دانتوں میں درد ہوتا ہو اور بغیر منہ میں سرد پانی یا کوئی دوا ڈالے ہوئے درد میں سکون نہیں ہوتا تو اس کو چاہیے کہ اگر کوئی شخص لائق امامت کے مل جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لے ورنہ اسی حالت میں یعنی منہ میں دوا رکھے ہوئے خود ہی نماز پڑھ لے اور قرارت وغیرہ نہ کرے (عینیہ)

مسافر کی نماز

مسافر جب اپنے گانوں یا شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اس کو قصر یعنی چار رکعت کے فرض میں دو ہی رکعت پڑھنا واجب ہے اگر پوری چار رکعت پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور دو جو اس سے ترک ہوں گے ایک قصر دوسرے قعدۂ اخیرہ کے بعد فوراً سلام پھیرنا اس لئے کہ پہلا قعدہ مسافر کے حق میں قعدۂ اخیرہ ہے اس کے بعد اس کو فوراً سلام پھیر دینا چاہیے تھا اور اس نے نہیں پھیرا بلکہ کھڑا ہو گیا تین رکعت یا دو رکعت کے فرائض میں قصر نہیں ہے (درمختار وغیرہ)

مسافر اگر چار رکعت فرض پڑھے گا تو پہلی دو رکعتیں اس کی فرض ہو جائیں گی اور دوسری نفل اگر کوئی شخص اس مسافت کو جو متوسط چال سے تین دن سے کم میں نہیں طے ہو سکتی کسی تیز

Marfat.com

سواری کے ذریعہ سے مثل گھوڑے یا ریل وغیرہ کے تین دن سے کم میں طے کرلے تب بھی وہ مسافر سمجھا جائے گا متوسط چال سے مراد آدمی یا اونٹ کی متوسط رفتار ہے۔ تین دن کی مسافت سے یہ مراد ہے کہ صبح سے دوپہر تک چلے نہ یہ کہ صبح سے شام تک اسی لئے ہم نے اس مسافت کا اندازہ چھتیس میل کیا ہے جیسا کہ اوپر لکھ چکے صبح سے دوپہر تک آدمی متوسط چال سے بارہ میل سے زیادہ نہیں چل سکتا۔

سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز مثلاً کوئی شخص چوری کی غرض سے یا کسی کے قتل کے ارادے سے یا کوئی غلام اپنے مولیٰ کی بے اجازت یا کوئی لڑکا اپنے والدین کی خلاف مرضی سفر کرے ہر حال میں اسکو قصر کرنا چاہئے مسافر کو اس وقت تک قصر کرنا چاہئے جب تک اپنے وطن اصلی نہ پہونچ جائے یا کسی مقام پر کم سے کم پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد نہ کرلے بشرطیکہ وہ مقام ٹھہرنے کے لائق ہو۔ اگر کوئی شخص پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو اس کو قصر کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر پندرہ دن کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہو مثلاً کوئی شخص دریا میں ٹھہرنے کی نیت کرلے یا دارالحرب میں یا جنگل میں تو اس نیت کا کچھ اعتبار نہوگا ہاں خانہ بدوش لوگ اگر جنگل میں بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلیں تو یہ نیت صحیح ہوجائیگی اس لئے کہ وہ جنگلوں میں رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قبل قطع کرنے اُس مقدار مسافت کے جس کا اعتبار سفر میں کیا گیا ہے کسی مقام میں ٹھہرنے کی یا اپنے وطن لوٹ جانے کی نیت کرلے تو وہ مقیم ہوجائے گا اگرچہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہو یہ سمجھا جائیگا کہ اس نے اپنے ارادۂ سفر کو فسخ کردیا (ردالمحتار)

ان چند صورتوں میں اگر کوئی مسافر بعد قطع کرنے مسافت سفر کے پندرہ دن سے بھی زیادہ ٹھہر جائے تو وہ مقیم نہوگا اور قصر کرنا اس پر واجب رہے گا۔ (۱) ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا نہو مگر کسی وجہ سے بے قصد وارادہ زیادہ ٹھہرنے کا اتفاق ہوجائے (۲) کچھ نیت ہی نہ کی ہو بلکہ امروز فردا میں اسکا ارادہ وہاں سے چلے جانے کا ہو خواہ اسی پس وپیش میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ بھی ٹھہر جائے (۳) پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہو (۴) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر وہ مقام میں بشرطیکہ ان دونوں مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے اذان کی آواز دوسرے مقام میں نہ جاسکتی ہو مثلاً دس روز مکہ معظمہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منیٰ میں مکہ سے منیٰ تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اگر رات کو ایک مقام میں رہنے کی

نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کرلی ہے وہ اسکا وطن اقامت ہو جائیگا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہو گی اب دوسرا موضع جس میں دن کو رہتا ہے اگر اس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا اور اگر ایک موضع دوسرے موضع سے اس قدر قریب ہوگا کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جاسکتی ہے تو وہ دونوں موضعے ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادے سے مقیم ہو جائے گا (۵) خود اپنے سفر وغیرہ میں دوسرے کا تابع ہو مثلاً عورت اپنے شوہر کے ساتھ سفر میں ہو یا ملازم اپنے آقا کے ساتھ یا لڑکا اپنے باپ کے ساتھ ان سب صورتوں میں اور ان کے امثال میں اگر یہ لوگ پندرہ دن سے بھی زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرلیں تب بھی مقیم نہ ہوں گے اور ان پر قصر واجب رہیگا ہاں اگر وہ لوگ جن کے یہ تابع ہیں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کرلیں تو یہ بھی مقیم ہو جائینگے خواہ یہ لوگ ارادہ کریں یا نہیں بشرطیکہ ان لوگوں کے ارادے کا ان کو علم ہو جائے اگر ان لوگوں کے ارادے کا ان کو علم نہ ہو تو یہ لوگ مقیم نہ ہوں گے مسافر ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کو علم ہو جائے (درمختار و ردالمحتار)

مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہئے کہ اپنی نماز اُٹھ کر تمام کرلے اور اس میں قرارت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدۂ اولیٰ اس مقتدی پر بھی فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد سلام پھیرنے کے فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے (درمختار)

مسافر بھی مقیم کی اقتدا کرسکتا ہے مگر وقت کے اندر بعد وقت کے نہیں اس لئے کہ مسافر جب مقیم کی اقتدا کرے گا تو بہ نسبت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدہ اولیٰ نفل ہوگا اور اس کا فرض امام کی تحریمہ قعدۂ اولیٰ کے نفل ہونے کے ساتھ ہوگی اور مسافر مقتدی کی اس کی فرضیت کے ساتھ پس فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں

(درمختار۔ ردالمحتار)

مسافر فجر کی سنتوں کو ترک نہ کرے اور مغرب کی سنت کا بھی نہ ترک کرنا بہتر ہے اور باقی سنتوں کے ترک کا اختیار ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اگر چل رہا ہو اور اطمینان نہ ہو تو نہ پڑھے ورنہ پڑھ لے (ردالمحتار درمختار)

ایک وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام میں تمام عمر سکونت

Marfat.com

کے ارادے سے مقیم تھا بعد اس کے اُس نے اُس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام میں اسی نیت سے سکونت اختیار کی تو اب یہ دوسرا مقام وطن اصلی ہو جائے گا اور پہلا مقام وطن نہ رہے گا یہاں تک کہ ان دونوں مقاموں میں سفر کی مسافت ہو اور اس دوسرے مقام سے سفر کر کے پہلے مقام میں جائے تو مقیم نہ ہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

وطن اصلی وطن اقامت سے باطل نہیں ہوتا یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام میں چند روز کی سکونت اختیار کرے بعد اس کے اپنے وطن اصلی میں جائے تو معاً وہاں پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔

وطن اقامت وطن اصلی میں جانے سے باطل ہو جاتا ہے یعنی جب وطن اقامت سے وطن اصلی میں پہنچ جائے گا تو مقیم ہو جائے گا پھر جب وہاں سے اُس وطن اقامت میں جائے تو مقیم نہ ہوگا ہاں پھر وہاں پہنچکر اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلے تو دوبارہ وطن اقامت ہو جائیگا اور وطن اقامت وطن اقامت سے بھی باطل ہو جاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص ایک مقام میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت سے اقامت کرے بعد اس کے اس مقام کو چھوڑ دے اور بجائے اُس کے دوسرے مقام میں اسی نیت کے ساتھ اقامت کرے تو وہ پہلا مقام وطن نہ رہیگا وہاں جانے سے مقیم نہ ہوگا۔

اگر کوئی مسافر کسی نماز کے وقت کو وہ اخیر وقت ہو جس میں صرف تحریمہ کی گنجائش ہو پندرہ دن اقامت کی نیت کرلے تو وہ مقیم ہو جائیگا اور اگر ابھی تک اس وقت کی نماز نہ پڑھی ہو اور چار رکعت والی نماز ہو تو اُسے قصر جائز نہیں اور اگر قصر کے ساتھ ساتھ پڑھ چکا ہو تو پھر اعادہ کی حاجت نہیں (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کرلے خواہ اول نماز میں یا درمیان میں یا اخیر میں مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہیے اس میں قصر جائز نہیں۔ ہاں اگر نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہو تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہ ہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا ہاں بعد اس نماز کے البتہ اس کو قصر جائز نہ ہوگا۔ مثال (۱) کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی بعد ایک رکعت پڑھنے کے وقت نکل گیا بعد اس کے اس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی (۲) کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہوا اور لاحق ہو گیا پھر جب اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا تو اس نے اقامت کی نیت کرلی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑیگا اور یہ

نماز اگر چار رکعت کی ہو گی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہو گی۔ (درمختار وغیرہ)

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں اس وقت نماز نہ پڑھیں اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لیں۔

اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں انکو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے اس قاعدے سے نماز پڑھیں۔ تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ نماز شروع کر دے اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء بشرطیکہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں تو جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگے ورنہ ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے جیسے فجر۔ جمعہ۔ عیدین کی نماز یا ظہر۔ عصر۔ عشاء کی نماز قصر کی حالت میں۔ اور دوسرا حصہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار

عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی ایسی ہی مجبوری کی حالت میں چار وقت کی نماز احزاب کی لڑائی میں قضا ہو گئی تھی جس کو آپ نے بعد اطمینان کے ادا کیا ۱۲ منہ یہ قاعدہ نماز پڑھنے کا خلاف قیاس ہے اس میں بہت عمل کثیر کرنا ہوتا ہے قبلے سے بھی انحراف ہوتا ہے۔ مگر چونکہ احادیث میں و نیز قرآن مجید میں یہ طریقہ نماز خوف کا وارد ہو گیا ہے اس لئے مشروع رکھا گیا ہے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ طریقہ ناجائز ان کے نزدیک یہ طریقہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھا آپ کے بعد پھر اس طریقے سے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ بحر العلوم نے ارکان اربعہ میں اسی رائے کو پسند کیا ہے مگر جسقدر دلائل بیان کئے ہیں وہ قابل تسلیم نہیں ہیں ایک دلیل ان کی یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس طریقہ نماز کو حضرتؐ کے زمانہ کے ساتھ خاص کیا ہے اور انھیں سے خطاب کر کے کہا ہے کہ جب تم کسی لشکر میں ہو اور نماز پڑھاؤ تو یہ طریقہ کرو کسی دوسرے کو اجازت نہیں دی مگر درحقیقت اس آیت سے خصوصیت نہیں ثابت ہو سکتی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو حضرتؐ سے خطاب کیا گیا ہے اور مراد تعمیم ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

کرنا چاہیئے پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو تنہا سلام پھیر دے اور یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کریں اس لئے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قرأت کے ساتھ تمام کرے اس لئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کے لئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہیئے اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر کی اسی قدر اجازت دی گئی ہے جس کی سخت ضرورت ہو۔ اگر امام تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلے حصے کے ساتھ ایک رکعت دوسرے کے ساتھ دو یا تین رکعت پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی)

دوسرے حصے کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصے کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کرلے تب دشمن کے مقابلہ میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہونچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔ (درمختار، شامی وغیرہ)

یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کے لئے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہونچ جائیگا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدہ سے نماز پڑھی بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو ان کو اس نماز کا اعادہ کرلینا چاہیئے اس لئے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے وقت خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ شروع کی گئی ہے بے ضرورت شدید اسقدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔

اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں

کے لئے اس قدر عمل کثیر معاف نہوگا۔

نماز خلاف جہت قبلے کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو اُن کو چاہیے کہ فوراً قبلے کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

اگر اطمینان سے قبلے کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آجائے تو فو اُن کو دشمن کی طرف پھر جانا چاہیے اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔

اگر کوئی شخص دریا میں پیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اگر ممکن تو تھوڑی تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

یہاں تک پنجوقتی نمازوں کا اور ان کے متعلقات کا ذکر تھا۔ اب چونکہ بحمداللہ اُس سے فراغت ملی لہذا نماز جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہے اس لئے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام ہے اسی لئے عیدین کی نماز سے اس کو مقدم کیا گیا ہے۔

نماز جمعے کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی عبادت پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے پروردگار نے اِس عبادت کو اپنے اُن غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لئے جن کا سلسلہ ابتدائی پیدائش آخر وقت تک بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے۔ اور جمعے کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائض ہوئی ہیں حتی کہ حضرت آدم علیہ السلام جو انسانی نسل کے لئے اصل اول ہیں اسی دن پیدا کئے گئے لہذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم اور ہم اوپر جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ اجتماع تکلیف کا باعث ہوتا اِن سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپسمیں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعے کا دن

Marfat.com

دنوں میں افضل واشرف تھا لہذا یہ تخصیص اسی دن کے لئے کی گئی۔

اگلی امتوں کو بھی خدائے تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انھوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصے میں پڑی۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے چنانچہ ابتک یہ دونوں فرقے ان دونوں دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہوجاتی ہے۔

نماز جمعہ کی فرضیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ ہی میں معلوم ہوگئی تھی مگر غلبۂ کفر کے سبب سے اس کے ادا کرنیکا موقع نہ ملتا تھا بعد ہجرت کے مدینہ منورہ میں تشریف لاتے ہی آپ نے نماز جمعہ شروع کردی آپ کے تشریف لانے سے پہلے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اپنے اجتہاد صائب اور کشف صادق سے نماز جمعہ شروع کردی تھی (فتح الباری)

جمعے کے فضائل

(۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہے اسی میں حضرت آدم کئے گئے اور اسی دن وہ جنت میں بھیجے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا (صحیح مسلم)

علما میں اختلاف ہے کہ جمعہ کا دن افضل ہے یا عرفہ کا یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کا دن تمام دنوں سے بہتر ہے جن میں عرفہ بھی داخل ہے۔

(۲) امام احمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی بڑھا ہوا ہے اسلئے کہ اسی شب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی نہیں کرسکتا۔ (اشعۃ اللمعات۔ شرح فارسی مشکوٰۃ)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو۔ (صحیح بخاری مسلم)

علماء مختلف ہیں کہ یہ ساعت جس کا ذکر حدیث میں گذرا کس وقت ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ میں چالیس قول نقول کئے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے دوسرے یہ کہ وہ ساعت آخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیرہ نے اختیار کیا ہے۔ اور بہت احادیث صحیحہ اس کی موید ہیں۔ شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جمعے کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعے کا دن ختم ہونے لگے تو ان کو خبر دے تاکہ وہ اس وقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جائیں۔ (اشعۃ اللمعات)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے سب دنوں میں جمعے کا دن افضل ہے اسی دن صور پھونکا جائیگا اور اسی دن تمھارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ پر کیسے پیش کیا جائیگا حالانکہ آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہوں گی حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن حرام کر دیا ہے (ابوداؤد)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شَاهِدٌ سے مراد جمعے کا دن ہے کوئی دن جمعے سے زیادہ بزرگ نہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے (ترمذی)

شَاهِدٌ کا لفظ سورہ بروج میں واقع ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے۔

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ۝

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکی عظمت ہے (ابن ماجہ)

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعے کے دن یا شب جمعے کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس

ف۵ بعض علماء کے نزدیک تین مرتبہ صور پھونکا جائیگا مگر اکثر علماء کے نزدیک دو مرتبہ ایک مرتبہ سب لوگ مرجائیں گے دوسری پھر زندہ ہو جائیں گے ۱۲ ف۶ قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں اور قسم ہے یوم موعود (قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی ۱۲

عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے (ترمذی)

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی تلاوت فرمائی ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا اُس نے کہا کہ اگر ہم پر ایسی آیت اُترتی تو ہم اُس دن کو عید نا لیتے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری تھی جمعہ کے دن اور عرفہ کا دن یعنی ہم کو بنانے کی کیا حاجت اُس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتے تھے شب جمعہ کو فرماتے تھے کہ جمعہ کی رات سفید رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے (مشکوۃ)

(۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیج دیگا اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے اگرچہ وہاں دن رات نہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمادے گا پس جب جمعہ کا دن آئے گا اور وقت ہوگا جس وقت مسلمان دنیا میں جمعے کی نماز کے لئے نکلتے تھے ایک منادی آواز دے گا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگل میں چلو وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول وعرض سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا وہاں مشک کے ڈھیر ہوں گے آسمان کے برابر بلند انبیا علیہم السلام نور کے منبروں پر بٹھلائے جائیں گے اور مومنین یاقوت کی کرسیوں پر پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں ڈھیر ہوگا اُڑے وہ ہوا اس مشک کو ان کے کپڑوں کے اندر لے جائیگی اور مشک ان کے بالوں میں لگائے گی وہ ہوا اس مشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ بہتر ہے جس نے دنیا کی خوشبوئیں دی جائیں پھر حق تعالیٰ حاملان عرش کو حکم دیگا کہ عرش کو ان لوگوں کے درمیان میں لیجا کر رکھو پھر ان لوگوں کو خطاب کرکے فرمائیگا کہ اے میرے بندو جو غیب پر ایمان لائے ہو حالانکہ مجھ کو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے سب لوگ ایک زبان کہیں گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہو جا حق تعالیٰ فرمائیگا کہ اے اہل جنت اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی جنت میں نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہم کو اپنی صورت زیبا دکھادے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں پس حق تعالیٰ پردے

اٹھا دے گا اور ان لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا اور اپنے جمال جہاں آرا سے ان لوگوں کو گھیر لے گا اگر اہل جنت کے لئے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بیشک وہ اس نور کی تاب نہ لا سکیں اور جل جائیں پھر اُن سے فرمائیگا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ اور اُن لوگوں کا حسن و جمال اس جمال حقیقی کے اثر سے دونا ہو گیا ہوگا یہ لوگ اپنی بی بیوں کے پاس آئیں گے نہ بی بیاں انکو دیکھیں گی نہ یہ بی بیوں کو تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو انکو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائیگا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے انکی بی بیاں کہیں گی کہ جاتے وقت جیسی صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (شرح سفر السعادۃ) دیکھئے جمعے کی دن کتنی بڑی نعمت ملی)

(۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کیجاتی ہے مگر جمعے کی برکت سے جمعے کے دن نہیں تیز کی جاتی (احیاء العلوم)

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعے کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانوں اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اس دن لازم کر لو (ابن ماجہ)

جمعے کے آداب

(۱) ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعے کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پنجشنبہ کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے اور عطر خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لا کر رکھ لے تاکہ پھر جمعے کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول ہونا نہ پڑے بزرگان سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعہ کا فائدہ اس کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جسکو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتیٰ کہ صبح کو لوگوں سے پوچھے کہ آج کون دن ہے اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد میں جا کے رہتے تھے (احیاء العلوم)

(۲) پھر جمعے کے دن بعد نماز فجر کے غسل کرے سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے اگر کوئی

لہ ہمارے امام صاحب کے نزدیک یہ غسل سنت مؤکدہ ہے اور بعض علماء اس کے وجوب کے قائل ہیں احادیث میں اسکی بہت تاکید آئی ہے مگر چونکہ بعض احادیث میں ترک غسل کی اجازت بھی آگئی ہے اس لئے وہ تاکید وجوب کے حد تک نہ پہنچے گی۔ مگر بے عذر شدید سنت مؤکدہ کو بھی ترک کرنا گناہ ہے۔ اہل مدینہ جب کسی کو گالی دیتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ تو اباتی حاشیہ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

شخص فجر کی نماز سے پہلے غسل کرے تو سنت ادا نہ ہوگی۔ اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے

(۳) جمعے کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخون وغیرہ بھی کتروائے۔

(۴) جامع مسجد میں بہت سویرے جائے جو شخص جتنے سویرے جائیگا اسی قدر اسکو ثواب زیادہ ملے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن فرشتے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اُس کو پھر اُس کے بعد دوسرے کو اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہیں سب سے پہلے جو آیا اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ کی راہ میں اونٹ قربانی کرنے کو اس کے بعد جو جیسے گائے کی قربانی کرنے میں پھر جیسے مرغ کی قربانی میں پھر جیسے اللہ کی راہ میں کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اگلے زمانے میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدہام ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں کہ بہت طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا کہ یہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی یہ کہہ کر امام غزالی فرماتے ہیں کہ کیوں نہیں شرم آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دین کتنے سویرے بازاروں میں خرید و فروخت کے لئے پہنچ جاتے ہیں پس طالبان دین کیوں پیش قدمی نہیں کرتے

درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانہ میں اس مبارک دن کی قدر بالکل گھٹا دی ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے افسوس وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر تھا اور جو دن اگلی امتوں کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ذلت اور ناقدری ہو رہی ہے خدا کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰) اس سے بھی زیادہ ناپاک ہے جو جمعہ کے دن غسل نہ کرے (احیاء العلوم) حضرت عثمانؓ ایک دن کسی وجہ سے غسل نہ کر سکے تو حضرت فاروقؓ نے خطبہ پڑھنے ہی کی حالت میں ان کو ٹوکا۔ رضی اللہ عنہما ۱۲

ف۔ صحیح یہ ہے کہ یہ غسل نماز کے لئے سنت ہے جن لوگوں پر نماز جمعہ فرض نہیں ان پر غسل بھی مسنون نہیں چاہے کریں چاہے نہ کریں۔ واللہ اعلم (بحر الرائق۔ شرح وقایہ وغیرہ)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن فجر کی نماز میں سورۂ الم سجدہ اور ہل اتی علی الانسان پڑھتے تھے لہٰذا انہیں سورتوں کو جمعے کے دن فجر کی نماز میں سنت سمجھ کر پڑھا کرے کبھی کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔

(۶) جمعے کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔

(۸) جمعے کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورۂ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن جو کوئی سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئیگا اور اس جمعے سے پچھلے جمعہ تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے (شرح سفر السعادۃ) علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہ صغیرہ مراد ہیں اس لئے کہ کبیرہ بے توبہ کے نہیں معاف ہوتے واللہ اعلم و ہو ارحم الراحمین۔

(۹) جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اسی لئے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

اس کے علاوہ ہر عبادت کا ثواب جمعے کے دن زیادہ ملتا ہے۔

نماز جمعے کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظم اسلام سے ہے منکر اس کا کافر اور بے عذر اس کا تارک فاسق ہے۔

(۱) قولہ تعالیٰ۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

جب نماز جمعہ کے لئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔

Marfat.com

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے پھر اس کے اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اس کے بعد نماز کے لئے چلے اور جب مسجد میں آئے تو کسی آدمی کو اسکی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جس قدر نوافل اس کی قسمت میں ہوں پڑھے جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گزشتہ جمعے سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص کے معاف ہو جائیں گے۔ (صحیح بخاری)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعے کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اس کو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب ملے گا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا (ترمذی)

(۴) ابن عمر اور ابن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدائے تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے (ترمذی) اور ایک روایت میں ہے کہ خدا اس سے بیزار ہو جاتا ہے

(۶) طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ کا جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر (نہیں) غلام، عورت، لڑکا، بیمار

(۷) ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تاکید جمعہ کے بارے میں فرمایا کہ میرا مصمم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کروں اور خود ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق میں وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعہ کی نماز ترک کر دیتا ہے وہ منافق لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں کہ جو تغیر و تبدل سے بالکل محفوظ ہے (مشکوۃ) یعنی اسکے نفاق کا حکم ہمیشہ رہے گا ہاں اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاملہ فرمائے تو وہ دوسری بات ہے۔

(۹) جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جو شخص بلا عذر

برادر قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو جمعے کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز اور محمود ہے (مشکوٰۃ)۔ یعنی اس کو کسی کی عبادت کی پروا نہیں نہ اس کا کچھ فائدہ ہے اس کی ذات بہمہ صفت موصوف ہے کوئی اسکی حمد و ثنا کرے یا نہ کرے

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا جس شخص نے پے در پے کئی جمعے ترک کر دیئے پس اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔ (اشعۃ اللمعات)

(۱۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور وہ جمعے اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا اس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ وہ دوزخ میں ہے پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر اسی سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے (احیاء العلوم)

ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعے کی سخت تاکید شریعت میں ہے اور اس کے ترک پر سخت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعوئ اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے پر جرأت کر سکتا ہے۔

نماز جمعے کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مقیم ہونا مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

(۲) تندرست ہونا مریض پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ جو مرض جامع مسجد تک پیادہ پا جانے سے مانع ہو اسی مرض کا اعتبار ہے۔ بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو کہ مسجد تک نہ جا سکے یا نابینا ہو یہ سب لوگ مریض سمجھے جائیں گے اور نماز جمعہ ان پر واجب نہ ہوگی۔

(۳) آزاد ہونا۔ غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

(۴) مرد ہونا عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

(۵) جماعت کے ترک کرنے کے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے خالی ہونا۔ اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔ مثال (۱) پانی بہت زور سے برستا ہو (۲) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو (۳) مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو۔

Marfat.com

(۶) اور نمازوں کے واجب ہونیکی شرطیں اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں یعنی عاقل ہونا بالغ ہونا مسلمان ہونا۔

یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نماز جمعے کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرطوں کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائیگی یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمے سے اتر جائیگا مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت نماز جمعہ پڑھے۔

نماز جمعہ کے صحیح ہونیکی شرطیں

(۱) مصر[۱] گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی گاؤں شہر سے اس قدر قریب ہو کہ وہاں سے نماز جمعہ پڑھنے کے لئے اگر کوئی شخص آئے تو دن ہی دن میں اپنے گھر واپس جا سکے تو ایسا مقام بھی مصر کے حکم میں ہے، اور وہاں کے لوگوں پر بھی نماز جمعہ فرض ہے (شرح سفر السعادۃ)

مصر۔ فقہا کی اصطلاح میں اس مقام کو کہتے ہیں جہاں ایسے مسلمان بستے ہوں جن پر نماز جمعہ واجب ہے اس قدر ہوں کہ اگر سب مل کر وہاں کی کسی بڑی مسجد میں جمع ہونا چاہیں تو اس مسجد میں ان سب کی

---

[۱] یہ مذہب حنفیہ کا ہے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ایسا مقام شرط ہے جہاں چالیس مرد آزاد مکلف بستے ہوں امام مالک کے نزدیک وہ جگہ شرط ہے جہاں ملی ہوئی بستی اور مسجد اور بازار ہو خلاصہ یہ کہ باتفاق جمیع علمائے امت و اجماع مجتہدین شامل آیت فرضیت جمعہ مکان کے بارے میں مطلق نہیں بلکہ ضرور کوئی نہ کوئی خاص مکان مراد ہے اور چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے متصف ہونا باتفاق وغیرہ میں صحیح مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا جمعہ اور تشریق صحیح نہیں مگر مصر جامع میں اسلئے حنفیہ نے مصر کی شرط کی اور صحابہ سے اقوال ہیں کہ کسی گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ پڑھی ہو (فتح القدیر) حضرت علی کی اس حدیث پر اگرچہ بعض محدثین نے جرح کی ہے مگر قابل اعتبار نہیں بعض سندیں اسکی بالکل صحیح ہیں علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں اور اس کی [illegible] متفق علیہ ہے پس شاید وہ مطلع نہیں ہوئے اس سند پر جس میں مجالد ہیں اور اس [illegible] صحیح ہے اگر یہ سندیں ان کو معلوم ہو جاتیں تو ایسا نہ کہتے بعض لوگوں [illegible] ہر جگہ نماز جمعہ درست ہے گاؤں ہو یا شہر اور بخاری کی حدیث [illegible] آئی میں تھا جو ایک قریہ ہے بحرین کا اس وجہ سے ان دلال نہیں ہو سکتا کہ قریہ کا اطلاق شہر پر بھی [illegible] واقع ہے سورہ یوسف میں مصر جیسے شہر کو اور سورہ یٰسین میں انطاکیہ شہر کو قریہ لکھا ہے واللہ اعلم۔ علامہ [illegible] کے اقوال مختلف ہیں بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ جہاں حاکم اور قاضی رہتا ہو جو احکام شرعیہ جاری کرے بعض نے یہ تعریف کی کہ جہاں دس ہزار آدمی رہتے ہوں بعض نے یہ کہ جہاں ہر پیشے والا اپنے پیشے کو چلا سکے بعض نے یہ کہ جہاں اتنے لوگ رہتے ہوں کہ اگر کوئی دشمن آئے مقابلہ کرے تو وہ اس کے دفع پر قادر ہوں بعض نے یہ کہ جہاں ہر روز کسی نہ کسی چیز کی [illegible] ضرورت پیدا ہوتی ہو مگر اکثر فقہا کے نزدیک مختار اور تمام متاخرین کا مفتی بہ یہی قول ہے جو ہم نے لکھا [illegible]

گنجائش نہو اس مسجد سے مراد جمعہ مسجد نہیں ہے بلکہ پنجوقتی نماز کی مسجد مراد ہے۔

جس مقام میں یہ تعریف صادق ہو وہ مصر ہے اور جہاں نہ صادق ہو وہ قریہ ہے۔

(خزانۃ المفتین۔ بحر الرائق۔ مختصر وقایہ وغیرہ)

(۲) دار السلام ہونا۔ دار الحرب میں نماز جمعہ درست نہیں۔ دار الاسلام وہ مقام ہے جہاں کا بادشاہ مسلمان ہو یا وہاں احکام اسلام جاری ہوں اور کافروں کی طرف سے کوئی مزاحمت احکام شرعیہ میں نہ ہوتی ہو اور اہل اسلام وہاں بامن و امان بلا اجازت کفار کے رہ سکتے ہوں جہاں جہاں یہ باتیں نہ ہوں وہ دار الحرب ہے۔

جو مقام کسی زمانے میں دار الاسلام تھا اس کے دار الحرب ہونے میں تین شرطیں ہیں (۱) اس میں کفر کے احکام علانیہ جاری ہونے لگیں (۲) دار الحرب سے متصل ہو اس کے اور دار الحرب کے درمیان کوئی دوسرا شہر نہ ہو (۳) کوئی مسلمان اس میں بغیر امان کفار نہ رہ سکے (خزانۃ المفتین)

(۳) بادشاہ اسلام یا اس کی طرف سے کسی شخص کا موجود ہونا۔ ہاں جن مقامات میں کفار کا قبضہ ہو اور وہاں کے قاضی اور حاکم سب کافر ہوں۔ وہاں یہ شرط نہیں مثلاً ہمارے زمانہ میں ہندوستان کا یہی حال ہے لہذا یہاں کے لئے یہ شرط نہیں مسلمان خود ہی جمع ہو کر نماز پڑھ لیں درست ہے (رد المحتار)

(۴) ظہر کا وقت۔ وقت ظہر سے پہلے اور اس کے بعد نماز جمعہ درست نہیں حتی کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو ہو اور اسی وجہ سے نماز جمعے کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔

ہندوستان کو بعض لوگ دار الحرب سمجھتے ہیں حالانکہ دار الحرب کی تعریف پر کسی طرح صادق نہیں آتی مولانا عبد الحی صاحب مرحوم کے فتاوے اس مسئلے کی تحقیق و تفصیل میں موجود ہیں جسمیں انھوں نے فقہا کی عبارتیں اس مضمون کی نقل کی ہیں کہ جو شہر آجکل کفار کے قبضہ میں ہیں وہ دار الاسلام ہیں اسلئے کہ وہاں احکام اسلام جاری ہیں اور کفار کیطرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوتی واللہ اعلم ۱۲ عہ یہ شرط اس مصلحت سے کی گئی ہے کہ نماز جمعہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جسمیں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں اور فتنہ و فساد کا بھی ڈر ہوتا ہے لہذا اگر کوئی شخص بادشاہ کیطرف سے موجود ہوگا تو اس کا انسداد کر سکے گا اور انتظام درست رہیگا اسی وجہ سے بعض فقہا نے لکھا ہے کہ مسلمان ہونا بھی شرط نہیں بعض محققین نے اس شرط کی مخالفت کی ہے کہ یہ شرط صرف احتیاطی عقلی ہے نہ یہ کہ بے اسکے شرعاً نماز صحیح نہ ہو شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے فتح المنان میں ایسا ہی لکھا ہے بعض نے یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ جس زمانہ میں حضرت عثمان رضؓ باغیوں کے خوف سے خانہ نشین تھے جمعے کی نماز بے انکی اجازت اور موجودگی کی پڑھی گئی اور اگر نماز جمعے کے صحیح ہونے کیلئے بادشاہ کی اجازت وغیرہ شرط ہوتی تو وہ لوگ جو عالم تھے کیوں خلاف کرتے۔ مگر یہ واقعہ دلیل نہیں ہو سکتا، حالت عذر و مجبوری میں ہمارے فقہا نے بھی اس شرط کو ساقط کر دیا ہے واللہ اعلم عہ بعض لوگوں نے جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی جائز رکھی ہے حالانکہ کسی حدیث سے ثابت نہیں بخاری اور مسلم کی حدیثوں میں صاف صاف موجود ہے کہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کی نماز زوال کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ واللہ اعلم ۱۲

(۵) خطبہ۔ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ کہہ دیا جائے اگرچہ صرف اسی قدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہے (درمختار وغیرہ)

(۶) خطبے کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۷) خطبے کے وقت ظہر کے اندر ہونا وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۸) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبہ سے نماز ختم ہونے تک موجود رہنا وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور مگر یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی ۔ (بحر الرائق۔ بزازیہ مدد المختار)

اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں (درمختار وغیرہ)

(۹) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعہ کا پڑھنا کسی خاص مقام میں چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعہ مسجد کے دروازے بند کر لئے جائیں تو نماز نہ ہوگی۔

یہ شرائط جو بیان ہوئے نماز کے صحیح ہونے کے تھے اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمہ سے نہ اترے گا نماز ظہر پھر اسکو پڑھنا ہوگی اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہذا ایسی حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (رد المحتار)

خطبے کے مسائل

جب سب لوگ جماعت میں آجائیں تو امام کو چاہئے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے بعد اذان کے فوراً امام کھڑے ہو کر خطبہ شروع کر دے۔

خطبہ پڑھنے والے کا بالغ ہونا شرط نہیں اگر کوئی نابالغ لڑکا خطبہ پڑھ دے تب بھی جائز ہے (درمختار)

خطبے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا فرض ہے اگر نہ کیا جائے تو وہ خطبہ معتبر نہ ہوگا اور نماز جمعہ کی شرط ادا نہ ہوگی۔ یا اگر صرف الحمد للہ یا سبحان اللہ کہہ لیا جائے مگر نہ خطبہ کی نیت سے تب بھی خطبہ ادا نہ ہوگا

خطبہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں (۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا (۲) دو خطبے پڑھنا (۳) دونوں خطبے کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکے (۴) دونوں حدثوں سے طہارت کی حالت میں خطبہ پڑھنا (۵) خطبے پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا (۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا (۷) خطبہ اس آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں (۸) خطبے میں ان آٹھ قسم کے مضامین ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی تعریف۔ خداوند عالم کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رسالت کی شہادت۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔ وعظ و نصیحت۔ قرآن مجید کی آیتوں یا کسی سورت کا پڑھنا۔ دوسرے خطبے میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبے میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔ خطبے زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔ خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانے میں عادت ہے منقول نہیں۔ دونوں خطبو کا عربی زبان میں ہونا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض عوام کا دستور ہے خلاف سنت موکدہ اور مکروہ تحریمی ہے۔ خطبہ سننے وا کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔

دوسرے خطبے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راش اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہم کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہ وقت کے لئے بھی دعا کرنا ہے مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے (بحر الرائق۔ در مختار وغیرہ)

جب امام خطبے کے لئے اٹھ کھڑا ہو اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکر

ع باوجودیکہ صدہا بلاد عجم صحابہؓ کے زمانہ میں فتح ہو گئے تھے اور وہاں کے لوگ عربی سے بالکل واقف نہ تھے مگر صحابہؓ نے ان لئے خطبہ انکی زبان میں نہیں بدلا اور عربی زبان میں پڑھا کئے مصنف شرح موطا میں ہے کہ جب ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفا اللہ عنہم اور ان کے تابعین وغیرہ کے خطبوں کو دیکھا تو اس میں چند چیزیں معلوم ہوئیں اللہ تعالیٰ کی حمد اور وحدت اور رسالت شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مسلمانوں کو تقویٰ کی نصیحت قرآن مجید کے کسی آیت کی تلاوت مسلمانوں کے لئے دعا اور کا عربی ہونا اسی التزام مسلمانوں کے مشرق سے مغرب تک اس عربی خطبے پر باوجودیکہ اکثر ملکوں میں حاضرین عجمی ہوتے تھے فقہ ہمارے فقہا جو لکھتے ہیں کہ خطبہ فارسی زبان میں جائز ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ نماز جمعے کی شرط ادا ہو جائے نہ یہ کہ بالکل خالی از کراہت ہے زیادہ تفصیل اس مسئلے کی مولانا شیخ عبدالحی لکھنوی کے رسالہ احکام النفائس موجود ہے واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

تحریمی ہے ہاں قضا نماز کا پڑھنا اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے پھر جبتک امام خطبہ ختم نہ کردے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

جب خطبہ شروع ہوجائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا بات چیت کرنا چلنا پھرنا سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتادے۔ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور خطبہ شروع ہوجائے تو جماعت حاصل کرنے کے طریقہ پر عمل کرے (خزانۃ المفتین)

دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے ہاں بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحابؓ سے منقول نہیں۔

رمضان کے اخیر جمعے کے خطبے میں وداع وفراق رمضان کے مضامین پڑھنا اگرچہ جائز ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحابؓ سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے لہذا اس پر مداومت کرنا جس سے عوام کو اس کے سنت ہونے کا خیال پیدا ہو۔ نہ چاہیے۔

ہمارے زمانہ میں اس خطبے پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہے اور اس خطبے کے سننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے (روح الاخوان)

خطبے کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اگر خطبے میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

ف مگر یہ ضروری ہے کہ اگر کچھ کہے تو عربی زبان میں کہے کسی اور زبان میں کہے گا تو مکروہ ہوگا ۱۲ منہ ف بعض لوگ اس زمانے میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور اس کو مسنون سمجھتے ہیں۔ ہاں چونکہ بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں کہ جمعے کی وہ ساعت جس میں دعا مقبول ہوتی ہے اسی وقت ہو اس لئے اگر آہستہ اپنے لیے دعا مانگ لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہاتھ اٹھا کر نہ چاہیے احادیث میں صراحۃً موجود ہے کہ حضرتؐ اس وقت کچھ کام نہ کرتے تھے نہ دعا نہ غیر دعا شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ نے شرح سفر السعادۃ وغیرہ میں اس مسئلے کو تفصیلاً لکھا ہے واللہ اعلم ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعے کے دن

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اس غرض سے نہیں نقل کرتے کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کرلیں بلکہ روشنی طریقہ معلوم کرنے کے لئے ہاں کبھی کبھی بغرض تبرک و اتباع اس کے مقدس الفاظ بھی خطبے میں شامل کرلئے جایا کریں تو مناسب ہے بہتر یہی ہے کہ ہر مرتبہ نیا خطبہ پڑھا جائے اور لوگوں کو جن مسائل کی زیادہ ضرورت ہو خطبے میں بیان کئے جائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ من اولہ الی آخرہ ابھی تک کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذرا ہاں کچھ ٹکڑے خطبے کے لوگوں نے نقل کئے ہیں۔

عادت شریفہ یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہوجاتے اس وقت آپ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلال اذان کہتے جب اذان ختم ہوجاتی آپ کھڑے ہوجاتے اور معاً خطبہ شروع فرمادیتے جب تک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے بعد منبر[1] بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہیں۔

دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے نہ دعا مانگتے جب دوسرے خطبے سے آپ کو فراغت ہوتی حضرت بلالؓ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے خطبہ پڑھتے وقت حضرت کی آواز بلند ہوجاتی تھی اور مبارک آنکھیں سرخ ہوجاتی تھیں

---

[1] بقول صحیح ساتویں ہجری میں منبر بنایا گیا منبر بنانے کا قصہ یہ ہے کہ مدینہ میں ایک انصاریہ تھیں جن کا غلام بڑھئی تھا۔ ان کے پاس حضرت کا ارشاد پہنچا کہ بہتر ہو اگر تم اپنے غلام سے میرے لئے ایک منبر بنوا دیتیں حسب الارشاد انھوں نے ایک منبر گز کی لکڑی سے جس میں تین سیڑھیاں تھیں بنوا کر مسجد شریف میں بھیجدیا جس مقام پر اب منبر شریف ہے وہیں وہ مقدس منبر رکھدیا گیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے وہ ستون جس سے پہلے آپ ٹیکہ لگا لیتے تھے حضرت کے فراق صحبت میں فریاد کرنے لگا اور ایسی آواز سے رویا کہ جیسے اونٹنی بلکتی ہے بخاری کی روایت ہے کہ جیسے روتا ہوا لڑکا چپ کیا جائے ویسا صحابہ اس کے حال سے رونے لگے حضرت منبر سے اتر پڑے اور اس ستون کو اپنے سینہ سے لگا لیا یہاں تک کہ اس کا رونا موقوف ہوگیا یہ روایت بہت صحیح اور مشہور ہے بعض نے لکھا ہے کہ ستیانا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس مقدس منبر کو اپنے زمانہ خلافت میں شام لیجانا چاہا مگر جیسے ہی وہ منبر اپنی جگہ سے اٹھایا گیا آفتاب میں سخت گرہن پڑگیا کہ ستارے نظر آنے لگے اس حال کو دیکھ کر وہ اپنے ارادے سے باز رہے ۶۵۴ھ ہجری میں جب مسجد شریف میں آگ لگی تھی وہ منبر جل گیا (شرح سفر السعادۃ)

مسلم میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن سے کہ شکوت ہو عنقریب آنا چاہتا ہو اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے کہ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور بعد اس کے فرماتے تھے۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَاِلَيَّ کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے۔ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَصِلُوا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوْبَةً فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فِيْ شَهْرِيْ هٰذَا فِيْ عَامِيْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ تَرَكَهَا فِيْ حَيَاتِيْ اَوْ بَعْدِيْ جُحُوْدًا بِهَا وَاسْتِخْفَافًا بِهَا وَلَهٗ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَكَ لَهٗ فِيْ اَمْرِهٖ اَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَهٗ اَلَا وَلَا زَكٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا حَجَّ لَهٗ اَلَا وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰى يَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ امْرَاَةٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا اَلَا وَلَا يَؤُمُّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ يَقْهَرَهٗ سُلْطَانٌ يَخَافُ سَيْفَهٗ سَوْطَهٗ۔ (ابن ماجہ)

ے میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہوں جیسے یہ دو انگلیاں ۱۲ ے لیکن [illegible] بہتر خدا کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا [illegible] ہر بدعت دوزخ میں ہے میں ہر مومن کا اس کی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں جو مسلمان مرے اور مال چھوڑے تو اس کے اعزا کا ہے اور اگر کچھ قرض چھوڑے یا کچھ اہل و عیال تو وہ میرے ذمے ہیں ۱۲ ے اے لوگو توبہ کرو موت آنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک کام کرنے میں اور پورا کرو اس عہد کو جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے اس کے ذکر کی کثرت اور صدقہ دینے سے ظاہر اور باطن میں اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ کے نزدیک [illegible] کئے جاؤ گے اور رزق پاؤ گے اور بدولت اس کے تمہارے اوپر جمعہ کی نماز فرض کی ہے میں نے اس مقام میں اسی شہر میں اسی سال [illegible] تک جو شخص اسکو ترک کرے میری زندگی میں یا میرے بعد اسکی فرضیت کا انکار کرکے یا بے پرواہی سے [illegible] کوئی بادشاہ ہو ظالم یا عادل تو اللہ اس کی پراگندگیوں کو نہ دور کرے نہ اس کے کسی کام میں برکت دے بیشک نہ اس کی نماز قبول ہوگی نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی نیکی یہاں تک کہ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا بیشک نہ امامت کرے کوئی عورت کسی مرد کی نہ کوئی اعرابی یعنی جاہل کسی مہاجر یعنی عالم کی نہ کوئی فاسق کسی صالح کی مگر یہ کہ کوئی بادشاہ جبراً ایسا کرائے جس کی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو ۱۲

کبھی بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ خطبہ پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا (ابوداؤد وغیرہ)

حضرت سورۂ ق خطبے میں اکثر پڑھا کرتے تھے حتی کہ میں نے سورۂ ق حضرت ہی سے سُن سُن کر یاد کی ہے جب آپ منبر پر اس کو پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

اور کبھی سورۂ العصر اور کبھی لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّۃِ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ۔ اور کبھی وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ قَالَ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ (بحرالرائق)

نماز کے مسائل

بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی دوسرا شخص امام بنایا جائے تو وہ ایسا شخص ہو جس نے خطبہ سنا ہو اگر کوئی شخص ایسا امام بنا دیا جائے جس نے خطبہ نہیں سنا تو نماز نہ ہوگی اور اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنالے تب بھی جائز نہیں۔ ہاں بعد نماز شروع کر دینے کے اگر امام کو حدث ہو جائے اور وہ اس وقت کسی کو امام بنائے تو اس پر

---

۱۵ اسی خطبہ کی نسبت صاحب بحرالرائق نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خطبہ تھا ۱۲ منہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور پیغمبر ہیں ان کو اللہ نے سچی باتوں کی بشارت اور ان سے ڈرانے کے لئے قیامت کے قریب بھیجا ہے جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہیں ۱۲۔ اس کا ذکر اس مقام میں صرف عادۃً فرمادیا ہے ورنہ جمعے کی نماز تو مکے ہی میں فرض ہو چکی تھی ۱۲۔ اعرابی چونکہ اکثر جاہل اور مہاجر عالم تھے اسلئے اعرابی سے جاہل اور مہاجر سے عالم مراد لیا گیا ۱۲

۲ دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے جنت والے اپنی مرادوں کو پہونچیں گے ۱۲ ۱۵ دوزخ والے کہیں گے کہ اے مالک (داروغہ دوزخ) اب تیرا رب اس عذاب کو ختم کرے وہ کہے گا تم ہمیشہ یہیں رہو گے ۱۲۔

یہ شرط نہیں جس نے خطبہ نہیں سنا اس کا امام بنانا بھی درست ہے۔ خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے خطبے اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کے بعد خطبے کے اعادہ کی ضرورت ہے ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو شرعی مسئلہ بتانے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبے کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں اور خطبے کے اعادہ کی ضرورت ہے۔ (درمختار۔ خزانۃ المفتین)

نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْفَرْضِ صَلٰوۃِ الْجُمُعَۃِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں۔

بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگرچہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

اگر کوئی مسبوق قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدۂ سہو کے بعد آکر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعے کی نماز تمام کرنی چاہیے یعنی دو رکعت پڑھنے سے ظہر کی نماز اس کے ذمہ سے اتر جائے گی۔ (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ)

جب کسی مقام میں جمعے کے صحیح ہونے کی کسی شرط میں شک پڑ جائے مثلاً مصر ہونے یا جیسا بعض علماء کے نزدیک نماز جمعہ ایک مقام کی ایک ہی مسجد میں ہونا چاہیے تو ایسی حالت میں وہاں کے لوگوں کو بہتر یہ ہے کہ بعد جمعے کے فرض اور سنت پڑھ چکنے کے چار رکعت بہ نیت ظہر احتیاطاً پڑھ لیا کریں اور اس کی نیت یوں کریں نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعٰتِ فَرْضِ الظُّهْرِ اٰخِرَ وَقْتِهٖ وَلَا اُصَلِّیْ بَعْدُ۔ میں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اخیری ظہر کا وقت ہے ملا اور اب تک اس کو میں نے نہیں پڑھا ادا کروں اور اس نماز کی چاروں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا ضروری ہے۔ اس نماز کو کچھ ضروری نہ سمجھے اور نہ یہ خیال کرے کہ جمعے کی نماز نہیں ہوتی

علہ بعض علماء کے نزدیک جمعہ کی نماز ایک مقام کی متعدد مساجد میں جائز نہیں مگر یہ قول ضعیف ہے (بحرالرائق)

علہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر دوسری رکعت کا اکثر حصہ مل جائے تو نماز صحیح ہو گئی اور اسکو جمعہ کی تمام کرنا ہوگی ورنہ امام کے سلام کے بعد ظہر کی نماز تمام کرنا چاہیے مثلاً ایک رکعت امام کے ساتھ ملی ہو تو بعد امام کے سلام کے [illegible] مگر فتویٰ اس قول پر نہیں نہ اسکی کوئی قوی دلیل ہے (بحرالرائق) علہ جب شہر میں دو جمعے ہونے لگے تو وہاں کے علماء نے احتیاطاً چار رکعت ظہر احتیاطی پڑھنے کا حکم لوگوں کو دیدیا (بقیہ)

کسی زمانہ میں اس نماز نے جاہلوں کو اس خیال میں ڈال دیا تھا کہ جمعے کی نماز فرض ہی نہیں اسی سبب سے صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ فتوے دیا کہ یہ نماز نہ پڑھی جائے تاکہ جاہلوں کا اعتقاد نہ خراب ہونے پائے۔

عیدین کی نماز کا بیان

شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ۔ یہ دونوں اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں ان دونوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے جمعے کی نماز کے صحت و وجوب کے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوا خطبے کے۔ جمعہ کی نماز میں خطبہ شرط ہے عیدین کی نماز میں شرط نہیں جمعے کا خطبہ فرض ہے عیدین کا خطبہ سنت ہے مگر عیدین کے خطبے کا سننا بھی مثل جمعے کے خطبے کے واجب ہے جمعے کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا ضروری ہے اور عیدین کا نماز کے بعد مسنون ہے۔

عید الفطر کے دن بارہ چیزیں مسنون ہیں۔ اپنی آرائش کرنا۔ غسل کرنا۔ مسواک کرنا۔ عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔ خوشبو لگانا۔ صبح کو بہت سویرے اٹھنا۔ عیدگاہ میں بہت سویرے جانا۔ قبل عیدگاہ جانے کے صدقۂ فطر دیدینا۔ قبل عیدگاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔ نماز عیدگاہ میں جاکر پڑھنا جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔ پیادہ پا جانا اور راستے میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔

---

۱ عید الفطر کی نماز ۲ ہجری میں شروع ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ نے دو دن سال بھر میں مقرر کر لئے تھے کہ جن میں خوشی کیا کرتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر وہاں تشریف لائے تو پوچھا کہ یہ دن کیسے ہیں، لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اسلام سے پہلے ان دونوں دنوں میں خوشی کیا کرتے تھے تب آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو انکے عوض میں اس سے بہتر دوسرے دو دن دیئے ہیں عید الفطر کا دن اور عید الاضحیٰ کا دن (بحر الرائق)

۲ صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں جو دستور چھوہارے اور دودھ کو ملا کر کھانے کا ہے اسکی کوئی اصل نہیں مقتضیٰ یہ کہ اسکو مسنون نہ سمجھنا چاہیے علی ہذا ہمارے زمانہ میں ہندوستان میں سیوئیاں اور دودھ کھانے کی رسم ہے یہ بھی محض بے اصل اور رواجی امر ہے اسکو بھی مسنون نہ سمجھنا چاہیے ۱۲ منہ ۳ ہمارے زمانہ میں اکثر لوگ عید کی نماز شہر کی مسجدوں میں پڑھ لیتے ہیں عیدگاہ نہیں جاتے حالانکہ عیدگاہ جانا سنت موکدہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مقدس مسجد کو باوجود بے انتہا شرف و فضیلت کے عیدین کے دن چھوڑ دیتے تھے اور نماز پڑھنے عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے ۱۲ منہ ۴ سوار ہو کر واپس آنے کی اجازت ہے ۱۲ (درمختار وغیرہ)

Marfat.com

عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوۃَ عِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ وَاجِبَۃٍ میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں یہ نیت کرکے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللھم پڑھ کر تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دے اور تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت[1] پڑھ کر حسب دستور رکوع سجدے کرکے کھڑا ہو اور اس دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے[2] بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ (مجالس الابرار)

بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعے کے خطبے میں۔

بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبے کے دعا مانگنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب اور تابعین تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں اور اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہو تو ہو نقل کی جائز ہے لہٰذا بغرض اتباع دعا نہ مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے۔

عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے پہلے خطبے میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے دوسرے میں سات مرتبہ (بحر الرائق وغیرہ)

عید الاضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہی سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں ہیں اس قدر ہے کہ عید الاضحیٰ کی نیت میں بجائے عید الفطر کے عید الاضحیٰ کا لفظ داخل کرے اور عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی شیریں چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں عید الفطر میں راستہ چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے عید الفطر کی نماز ادا کرکے پڑھے

---

[1] عیدین کی نماز میں بھی مثل جمعہ کے نماز کے سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ۱۲ منہ [2] علامہ لکھنوی مولانا شیخ عبد الحی فرنگی محلی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ میں اس تکبیر کے بعد ہاتھ باندھنے اور نہ باندھنے میں متردد تھا اور اپنے زمانہ کے علماء سے اس کا سوال بھی کیا مگر کسی نے شافی جواب نہ دیا یہاں تک کہ میں مجالس الابرار میں اس عبارت پر مطلع ہوا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میرا تردد رفع فرمایا اور ہاتھ نہ باندھنے کا حکم دیا ہے ۱۲ منہ [3] مولانا شیخ عبد الحی رحمہ اللہ اور مولوی محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتووں میں ایسا ہی لکھا ہے ۱۲

مسنون ہے اور عید الاضحیٰ کی سویرے اذان و اقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اور کوئی نماز نہ پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ ہاں بعد نماز کے گھر میں آکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے (بحر الرائق)

عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں ان کو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے

عید الفطر کے خطبے میں صدقہ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبے میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہئے۔

تکبیر تشریق یعنی ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام مصر ہو۔ یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں ہاں اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی۔ (رد المحتار)

یہ تکبیر عرفہ یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہئے یہ سب تیئیس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں (رد المحتار)

نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہئے۔ اگر کوئی عمل منافی نماز کے عمداً کرے مثلاً قہقہہ سے ہنسے یا بات کردے عمداً یا سہواً یا مسجد سے چلا جائے تو پھر ان چیزوں کے بعد تکبیر نہ کہنا چاہئے اگر کسی کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر کہہ لے وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کرکے کہے تب بھی جائز ہے (بحر الرائق)

ف یہ مذہب امام صاحب کا ہے صاحبین کے نزدیک یہ کوئی شرط نہیں عورت اور مسافر اور منفرد پر اور قریہ میں بھی یہ تکبیر واجب ہے صاحب بحر الرائق نے سراج وہاج وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ یہ لوگ بھی تکبیر کہہ لیا کریں ۱۲ ف یہ مذہب صاحبین کا ہے اور حضرت فاروق و مرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے امام صاحب کے نزدیک عرفہ کی فجر سے عید کی عصر تک کل آٹھ نمازوں کے بعد تکبیر واجب ہے اور یہی مذہب ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا چونکہ بلند آواز سے تکبیر کہنا بدعت ہے اس لئے امام صاحب نے ابن مسعود کے مذہب کو اختیار کیا لیکن عبادات میں اکثر کا اختیار کرنا بہتر ہے اور اصول میں مقرر ہے کہ جب کوئی چیز بدعت اور وجوب میں دائر ہو تو اس کا کرنا اختیار کیا جائے اس لئے فتویٰ صاحبین کے قول پر دیا گیا اور یہ بالکل ہے واللہ اعلم ۱۲ ف قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفہ کے دن مغرب کی نماز پڑھائی اور تکبیر تشریق کہنے کو بھول گیا تو امام ابو حنیفہ نے جو پیچھے نماز میں شریک تھے تکبیر کہدی (بقیہ حاشیہ ص۱۵۷ پر)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہدیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں (درمختار۔ بحرالرائق وغیرہ)

عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا واجب ہے (بحرالرائق۔ ردالمحتار)

عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد میں جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس لئے کہ جماعت اس میں شرط ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا ہو اور کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہوگئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھ سکتا ہے۔

اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضحیٰ کی تیرھویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے اور یہ نماز قضا سمجھی جائے گی۔

عید الاضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی تیرھویں تاریخ تک تاخیر کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر بالکل جائز نہیں (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ)

عذر کی مثال (۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو۔ (۲) پانی برس رہا ہو (۳) چاند کی تاریخ متحقق نہ ہو اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہنے متحقق ہو جائے (۴) ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ابر کھل جانے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی (ردالمحتار)

(بقیہ حاشیہ ۱۵۶) صاحب بحرالرائق یہ روایت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک تو یہی مسئلہ یعنی اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی کہدیں۔ دوسرے یہ کہ تعظیم استاد کی یہی ہے کہ اس کی اطاعت کرے دیکھو امام ابو یوسف امام صاحب کے حکم سے امام بن گئے یہ نہ خیال کیا کہ ہے اپنے استاد کے ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھانا چاہئے۔ تیسرے یہ کہ استاد کو چاہئے کہ جب اپنے کسی شاگرد کو لائق دیکھے تو لوگوں کے سامنے اس کی عظمت کرے تاکہ لوگ بھی اس کو بزرگ سمجھیں اور اس سے فائدے اٹھائیں۔ چوتھے یہ کہ شاگرد کو چاہئے کہ اپنے استاد کا مرتبہ نہ بھول جائے دیکھو امام ابو یوسف استاد کی موجودگی میں تکبیر بھول گئے حالانکہ کئی وقت اس تکبیر کو کہتے ہوئے ہو چکے تھے ۱۲

(۵) ہمارے فقہا لکھتے ہیں کہ عید کی نماز کے بعد تکبیر کہنا تمام سلف سے منقول ہے اس لئے ضرور کہہ لینا چاہئے۔ صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں کہ بحرالرائق کی عبارت سے اس کا وجوب معلوم ہوتا ہے ۱۲

اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آکر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو قیام میں آکر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کے فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائیگا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے بعد اس کے رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہے مگر حالت رکوع میں تکبیر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جو بقیہ تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں (رد المحتار)

اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کر لے اس کے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا لیکن چونکہ اس طریقہ سے دونوں رکعتوں کی قرأت میں تکبیر فاصل ہوئی جاتی ہے اور یہ کسی کا مذہب نہیں ہے اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔ (رد المحتار)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ حالت رکوع میں تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی

کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

جیسا کہ بیت شریف کے باہر اس کی محاذات پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ استقبال قبلہ ہو جائے گا خواہ جس طرف پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے۔ مگر ہاں جب ایک طرف منہ کر کے نماز شروع کی جائے تو پھر حالت نماز میں دوسری طرف پھر جانا جائز نہیں ہے جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی ہے (رد المحتار)

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں کعبہ کے اندر نفل نماز پڑھی ہے مگر چونکہ نفل اور فرض دونوں کے لئے کعبہ کی شرط ہوتے ہیں۔ برابر ہیں اس لئے فرض بھی جائز ہے۔ امام مالک کے نزدیک فرض نماز جائز نہیں اس لئے قبلہ کا استقبال اس صورت میں نہیں ہوتا امام شافعی اس معاملہ میں ہمارے موافق ہیں صاحب شرح وقایہ نے ان کا اختلاف نقل کیا ہے یہ صحیح نہیں ان کی مذہب کے کتابوں میں ہمارے موافق لکھا ہے صاحب نہایہ نے ہیں کہ یہ لفظ صاحب شرح وقایہ کے قلم سے سہواً نکل گیا واللہ اعلم ۱۲

کعبہ شریفہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے اس لئے کہ جس قدر کعبہ ہے وہ زمین اور اُس کی محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے۔ قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں پر منحصر نہیں اسی لئے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو تو اس کی نماز بالاتفاق درست ہے لیکن چونکہ اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع بھی فرمایا ہے اس لئے مکروہ تحریمی ہوگی۔

کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اس لئے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ہاں بہ شرط عذر ہو تو مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے اس لئے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ کیا جائیگا آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہوتا مگر یہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ کسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لی جائے تو کراہت نہ رہے گی۔

اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے ہوں تب بھی نماز ہو جائے گی لیکن اگر صرف امام کعبے کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ اس صورت میں امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا (ردالمحتار)

اگر مقتدی اندر ہوں اور امام باہر تب بھی نماز درست ہو جائے لیکن مقتدی امام سے آگے نہ ہوں۔

خداوند عالم کی توفیق سے ان نمازوں کا بیان تمام ہو چکا جن میں قرآن مجید کی قرأت فرض ہے اب ہم کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے ساتھ ہی کچھ حالات قرآن مجید کے اور اس کی تلاوت وغیرہ کے احکام بھی لکھ دیں اور اسی لئے ہم نے سجدۂ تلاوت کا بیان بھی یہیں کیا اگرچہ اکثر فقہائے عادت ہے کہ سجدۂ سہو کے بعد سجدۂ تلاوت کا بھی ذکر کیے ہیں اگر ہم نے بھی اسی طریقہ پر تذکرہ کیا ہوتا نہایت دلچسپ اور مفید ہوگا جس کی تفصیل سے اکثر فقہ کی کتابیں خالی ہیں۔ اس بحث میں سب سے پہلے ہم یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کیا چیز ہے اور وہ ہم تک کیسے پہنچا اس کے بعد اس کے پڑھنے پڑھانے کی فضیلت اور ثواب بیان کریں گے اس کے بعد جو مسائل اس سے متعلق ہیں ان کا ذکر کریں گے۔ واللہ حسبی ونعم الوکیل۔

قرآن مجید کے نزول اور جمع و ترتیب کے حالات

جانتے ہو قرآن مجید کیا چیز ہے ایک مقدس کتاب ہے جو نبی آخر الزماں بہترین پیغمبران محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہ مالک عرش و کرسی کا کلام ہے جو اس نے اپنے ایک برگزیدہ پیغمبر اور مقرب بندے سے کیا اسلام کی بنا اسی پاک آسمانی فرمان پر ہے جس نے اطاعت کی وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوا جس نے ذرا بھی سرکشی کی وہ اس پاکیزہ جماعت سے خارج ہو گیا اللہ جل شانہ کے باغیوں میں شامل ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف چالیس برس کا ہوا اس وقت آپ کو خلعت نبوت عطا ہوا اور تاج رسالت آپ کے سر پر رکھا گیا اسی زمانہ سے نزول قرآن کی ابتدا ہوئی۔ وقتاً فوقتاً بحسب حاجت و ضرورت تھوڑا تھوڑا تیئیس ۲۳ برس تک نازل ہوتا رہا اگلی کتابوں کی طرح پورا ایک[۵۸] ہی مرتبہ نازل نہیں ہو گیا۔

صحیح یہ ہے کہ بعد آپ کی نبوۃ کے رمضان کی شب قدر میں پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے اس آسمان پر جسے ہم دیکھ رہے ہیں حسب حکم رب العزت نازل ہو گیا اور بعد اس کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جس قدر جس قدر حکم ہوا انھوں نے اس مقدس کلام کو بعینہ بے کم و کاست بے تغیر و تبدل نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا کبھی دو آیتیں کبھی تین آیتیں کبھی ایک آیت سے بھی کم کبھی دس دس آیتیں کبھی کبھی پوری پوری سورتیں اسی کو شریعت میں وحی کہتے ہیں علماء نے وحی کے متعدد طریقے احادیث سے استخراج کیے ہیں۔ (۱) فرشتہ وحی لے کر آئے اور ایک آواز مثل گھنٹی کے معلوم ہو یہ کیفیت متعدد صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور یہ قسم وحی کی تمام اقسام میں سخت تھی بہت تکلیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی تھی حتیٰ کہ آپ نے فرمایا جب کبھی ایسی وحی آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اب جان نکل جائے گی۔ (۲) فرشتہ دل میں کوئی بات ڈال دے (۳) فرشتہ آدمی کی صورت میں آکر ہم کلام ہو۔ یہ قسم بہت آسان تھی اس میں تکلیف نہ ہوتی تھی۔ (۴) اللہ تعالیٰ بلا واسطہ بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمائے جیسا کہ شب معراج میں (۵) حق تعالیٰ حالت خواب میں کلام فرمائے یہ قسم بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ (۶) فرشتہ حالت خواب میں آکر کلام کرے۔ مگر اخیر دو قسموں کی وحی سے قرآن مجید خالی ہے۔ تمام قرآن

---

۵۸ مثلاً حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور یہ سب کتابیں پوری ایک ہی دفعہ نازل ہو گئیں اور بالاتفاق یہ سب کتابیں رمضان ہی کے مہینے میں اتریں (اتقان ۱۲)

Marfat.com

حالت بیداری میں نازل ہوا۔ اگرچہ بعض علماء نے سورۂ کوثر کو اخیر قسم سے قرار دیا ہے مگر محققین نے اس کو رد کر دیا ہے اور ان کے شبہ کا کافی جواب دیدیا ہے (اتقان)

قرآن مجید کے بدفعات نازل ہونے میں یہ بھی حکمت تھی کہ اس میں بعض آیتیں وہ تھیں جنکا کسی وقت منسوخ کر دینا خدائے تعالیٰ کو منظور تھا۔ قرآن مجید میں تین قسم کے منسوخات ہوئے بعض وہ جن کا حکم بھی منسوخ اور تلاوت بھی منسوخ **مثال** (۱) سورۂ لم یکن میں لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا مِّنْ مَّالٍ لَّاَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ اِلَيْهِ الثَّانِيْ وَلَوْ كَانَ لَهُ الثَّانِيْ لَاَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ اِلَيْهِ الثَّالِثُ لَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ بھی تھا (۲) دعائے قنوت بھی قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں بعض وہ ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی مگر حکم باقی ہے جیسے آیت رجم کہ حکم اس کا باقی ہے مگر تلاوت اس کی نہیں ہوتی یہ دونوں قسمیں قرآن مجید سے نکال دی گئیں اور ان کا لکھنا بھی قرآن مجید میں جائز نہیں بعض وہ ہیں جن کی تلاوت باقی ہے مگر حکم منسوخ ہوگیا ہے یہ قسم قرآن مجید میں داخل ہے اور اس کی بہت مثالیں ہیں بعض لوگوں نے مستقل تصانیف میں ان کو جمع کیا ہے فن تفسیر میں اس سے بہت بحث ہوتی ہے مگر یہ مقام ان کی تفصیل کا نہیں (تفسیر اتقان)

جب شافع قیامت پناہ امت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلیٰ جل مجدہ کے جوار رحمت میں سکونت اختیار فرمائی اور نزول وحی موقوف ہوگیا قرآن مجید کسی کتاب میں جیسا آجکل ہے جمع نہ تھا متفرق چیزوں پر سورتیں اور آیتیں لکھی ہوئی تھیں اور وہ مختلف لوگوں کے پاس تھیں، اکثر صحابہؓ کو پورا قرآن مجید زبانی یاد تھا سب سے پہلے قرآن مجید کے یکجا کرنے کا خیال حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں پیدا ہوا اور حق تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے اس سچے وعدے کو پورا کیا جو اپنے پیغمبر سے کیا تھا یعنی یہ کہ قرآن مجید کے ہم حافظ ہیں اس کا جمع کرنا اور حفاظت کرنا ہمارے ذمے ہے۔ یہ زمانہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کا تھا حضرت فاروق نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حفاظ قرآن شہید ہوتے جاتے ہیں اور بہت سے جنگ یمامہ میں شہید ہوگئے مجھے خوف ہے کہ اگر یہی حال رہے گا تو بڑا حصہ قرآن مجید کا ہاتھ سے جاتا رہے گا لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس طرف توجہ فرمائیں اور قرآن مجید کے جمع کرنے کا اہتمام کیجئے حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

نہیں کیا اس کو تم کیسے کر سکتے ہو حضرت فاروق رضؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یہ بہت اچھا کام ہے۔ پھر وقتاً فوقتاً حضرت فاروق رضؓ اس کی تحریک کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت صدیق کے دل مبارک میں بھی بات جم گئی انھوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور یہ سب قصہ بیان کر کے فرمایا کہ قرآن مجید کے جمع کرنے کے لئے میں نے آپ کو منتخب کیا ہے آپ کاتب وحی تھے اور جوان صالح ہیں انھوں نے بھی وہی عذر کیا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اس کو آپ لوگ کیسے کر سکتے ہیں بالآخر وہ بھی راضی ہو گئے اور انھوں نے بہت اہتمام بلیغ سے قرآن مجید کو جمع کرنا شروع کیا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے منتخب کرنے کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ ہر سال رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کا دور[1] کیا کرتے تھے اور سال وفات میں دو مرتبہ قرآن مجید کا دور ہوا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس اخیر دورے میں شریک تھے اور اس اخیر دورے کے بعد پھر کوئی آیت منسوخ نہیں ہوئی جس قدر قرآن اس دورے میں پڑھا گیا وہ سب باقی رہا لہٰذا ان کو منسوخ التلاوۃ آیتوں کا خوب علم تھا۔ (شرح السنۃ)

جب قرآن مجید صحابہ رضؓ کے اہتمام بلیغ سے جمع ہو چکا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس کی نظر ثانی کی اور جہاں کہیں کتابت میں غلطی ہو گئی تھی اس کی تصحیح فرمائی سالہا سال اس فکر میں رہے اور اکثر اوقات صحابہ سے مناظرہ بھی کیا کبھی صحت اسی مکتوب کی ظاہر ہوتی تھی کبھی اس کے خلاف پس فوراً اس کو صحیح کر دیتے تھے پھر جب یہ سب مدارج طے ہو چکے حضرت فاروق نے اس کے پڑھنے پڑھانے کا سخت اہتمام کیا حفاظ صحابہ کو دور دراز ملکوں میں قرآن و فقہ کی تعلیم کے لئے بھیجا جس کا سلسلہ ہم تک پہنچا۔

حق یہ ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا احسان اس بارے میں تمام امت محمدیہ پر ہے انھیں کی بدولت آج ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے اور ہم اس کی تلاوت سے فیضیاب ہوتے ہیں اس احسان کی مکافات کس سے ہو سکتی ہے۔ اے اللہ اپنے رضوان کی خلعتیں ان کے زیب بدن فرما اور تاج کرامت و خلعت ان کے مقدس سر پر رکھ۔ آمین

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس احسان کو اور بھی کامل کر دیا اپنے زمانۂ خلافت میں انھوں نے

---

[1] حدیث میں معارضہ کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ کبھی آپ انکو سناتے تھے کبھی وہ آپ کو ۱۲ فتح الباری۔

اس مصحف شریف کی سات نقلیں کرا کر ممالک بعیدہ میں بھیجدیں اور اختلاف قرأت کی وجہ سے جو فسادات برپا ہو رہے تھے اور ایک دوسرے کی قرأت کو خلاف حق اور باطل سمجھتا تھا ان سب جھگڑوں سے دین اسلام کو پاک کر دیا۔ صرف ایک قرأت پر سب کو متفق کر دیا اب بحمد اللہ تعالیٰ جیسی مضبوط کتاب اہل اسلام کے پاس ہے کوئی مذہب دنیا میں اسکی مثال نہیں لا سکتا۔ انجیل و توریت کی حالت ناگفتہ بہ وہ تحریف و تبدیل ہوئی کہ الاماں۔ قرآن مجید کی نسبت مخالفوں کو بھی اقرار ہے کہ ہاں یہ وہی کتاب ہے جس کی نسبت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کلام خدا ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی ان کے بعد نہیں ہوئی۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

قرآن مجید میں آیتوں اور سورتوں کی ترتیب جو اس زمانہ میں ہے یہ بھی صحابہؓ نے دی ہو مگر نہ اپنی رائے اور قیاس سے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس ترتیب سے پڑھتے تھے اور جو ترتیب اس عہد مبارک میں تھی اس کے ذرا بھی خلاف نہیں کیا صرف دو سورتوں کی ترتیب البتہ صحابہؓ نے اپنے قیاس سے دی ہے برأۃ اور انفال تو یہ بھی یقیناً خلاف لوح محفوظ نہ ہوگی جس کا قادر قوی حافظ ہو اس میں ترتیب بھی خلاف مرضی نہیں ہو سکتی۔

بعض اور صحابہؓ نے بھی مثل ابن مسعود اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہما کے قرآن مجید کو جمع کیا تو کسی کی ترتیب نزول کے موافق تھی کسی کی اور کسی طرح جا بجا منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی ان میں کسی غرض سے مندرج تھیں کہیں کہیں تفسیری الفاظ بھی ان میں لکھے ہوئے تھے ان سب مصاحف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لیلیا ورنہ آگے چل کر ان کی وجہ سے سخت اختلاف پڑتا۔ علاوہ اس کے یہ متفقہ قوت جو اس مصحف کے جمع کرنے میں تھی ان مصاحف میں کہاں وہ صرف ایک ہی شخص کی ممنت کا نتیجہ تھے اس سبب سے اور بھی خرابیاں ان میں ہوں گی۔

صحابہ کے زمانہ میں قرآن مجید میں سورتوں کے نام پاروں کے نشانات وغیرہ کچھ نہ تھے بلکہ حرفوں پر نقطے بھی نہ دیے گئے تھے بلکہ بعض صحابہ اس کو برا سمجھتے تھے وہ چاہتے تھے کہ مصحف میں سوا قرآن کے اور کوئی چیز نہ لکھی جائے عبد الملک کے زمانہ میں ابو الاسود یا امام حسن بصری نے اس میں نقطے بنائے اور اُن کے بعد پھر خمس اور عشر لکھے گئے اور سورتوں اور پاروں کے نام بھی لکھ دیے گئے علماء ان سب چیزوں کے جواز پر متفق ہیں اس لئے کہ ایسی کوئی چیز یں نہیں ہیں جن کے قرآن ہونے کا شبہہ ہو اور یہ

ان چیزوں کا لکھنا ہے جن کے قرآن ہونے کا شبہہ پڑے۔

قرآن مجید کے فضائل اور اسکی تلاوت وغیرہ کا ثواب

قرآنمجید کی عظمت اور بزرگی اور اسکی فضیلت اور رفعت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ وہ خداوند عالم خالق لوح وقلم کا کلام ہے تمام عیوب ونقائص سے بری اور پاک ہے فصاحت وبلاغت اس کی تہ عرب نے مان لی بڑے بڑے فصاحت وبلاغت کے مدعی اُس کے مثل دو تین فقرے بھی صدہا برس کی کوششوں میں نہ بنا سکے برسرمجمع اعلان بھی دیا گیا جوش دلانے والے خطاب سے کہا گیا کہ اگر تم اسکے کلام خدا ہونے میں شک کرتے ہو اور اس کو کلام بشر سمجھتے ہو تو تم اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل کوئی عبارت بنا لاؤ اور تمام اعوان وانصار کو جمع کرو ہرگز نہ بنا سکو گے ہرگز نہ بنا سکو گے دم جن نے جب اس کلام معجز نظام کو سُنا بے ساختہ کہہ اٹھے کہ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ۱ بیشک ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا جو نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اپنے پروردگار کا کسی کو شریک ہرگز نہ سمجھیں گے۔ خود اللہ جل شانہ اس مقدس کلام کی تعریف فرماتا ہے پھر ہم لوگوں کی زبان وقلم میں کیا طاقت ہے کہ اس کے اوصاف وفضائل کا ایک شمہ بھی بیان کر سکیں۔

اسکے تلاوت اور پڑھنے پڑھانے کا ثواب محتاج بیان نہیں تمام علمائے امت متفق ہیں کہ کوئی ذکر تلاوت قرآن مجید سے زیادہ ثواب نہیں رکھتا احادیث اس باب میں بیش از بیش ہیں نمونے کے تبرکاً چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی قرآنمجید کے پڑھنے میں مشغول اور دعا یا کسی دوسرے ذکر کی اس کو فرصت نہ ملے میں اس کو دعا مانگنے والوں سے بھی زیادہ دوں گا اور کلام اللہ کی بزرگی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے خدا کی بزرگی تمام مخلوق پر (سنن دارمی)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآنمجید اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے تمام آسمانوں اور زمینوں اور ان چیزوں سے جو اس میں ہیں۔ (سنن دارمی)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قرآن مجید کسی کھال میں ہو تو وہ کھال آگ میں نہیں

جل سکتی (دارمی) کھال سے مراد قلب مومن ہے کہ اگر اس میں قرآن مجید ہو تو عذاب دوزخ سے محفوظ رہے

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ تین قسم کے لوگوں کو قیامت میں خوف نہ ہوگا نہ ان سے حساب لیا جائیگا اور ان تین میں سے قرآن مجید پڑھنے والے کو آپ نے بیان فرمایا۔ (دارمی)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو میں بھی ایک آدمی ہوں قریب ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے کوئی مجھکو بلانے آئے اور میں چلا جاؤں میں تم میں دو گران قیمت اور بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی مقدس کتاب اس میں ہدایت اور نور ہے پس تم لوگ اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑ لو اور اس پر عمل کرو۔ (راوی کہتا ہے کہ پھر آپ نے لوگوں کو اس پر بہت رغبت دلائی) دوسرے میرے اہل بیت ہیں تم کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کی رعایت حقوق میں (دارمی)

(۶) قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ملائکہ اور رحمت کا نزول ہوتا ہے صحیح بخاری میں اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات کو وہ سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا قریب ہی بندھا ہوا تھا وہ بھڑکنے لگا وہ چپ ہو گئے گھوڑے کو بھی سکون ہو گیا پھر انھوں نے پڑھنا شروع کیا پھر اس کی وہی حالت ہوئی پھر انھوں نے پڑھنا شروع کیا پھر اس کی وہی حالت ہوئی تب انھوں نے تلاوت موقوف کر دی اس خیال سے کہ ان کے صاحبزادے یحییٰ قریب ہی تھے کہیں گھوڑا زیادہ بھڑکے اور وہ کچل نہ جائیں صبح کو یہ واقعہ حضرت رسالت میں عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اے ابن حضیر پڑھے جاؤ اے ابن حضیر پڑھے جاؤ تب انھوں نے اپنا وہ خوف عذر میں پیش کیا اور کہا کہ بعد تلاوت ختم کرنے کے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ٹکڑا ابر کا تھا جس میں چراغ روشن تھے یہاں تک کہ وہ میری نظر سے غائب ہو گیا حضرتؐ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا چیز تھی انھوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے تمہاری قرأت کے سبب سے نزدیک آ گئے تھے اگر تم پڑھے جاتے تو وہ فرشتے تمہارے پاس آجاتے اور صبح کو سب لوگ ان کو دیکھتے۔ اسی قسم کا واقعہ کئی صحابہ کو قرأت قرآن مجید کے وقت پیش آیا جو صحیح احادیث میں مروی ہیں کئی قصے تو صحیح بخاری میں ہیں

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حسد کی اجازت نہیں مگر دو شخصوں پر ایک وہ جو قرآن مجید پڑھتا ہو اور وہ اسکی تلاوت میں رات کو مشغول رہتا ہو دوسرے وہ جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس کو دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث میں حسد سے مراد غبطہ ہے دونوں میں فرق یہ ہے کہ کسی شخص کے نعمت کی زائل ہوجانے کی خواہش کرنا حسد ہے اور اس نعمت کا اپنے لئے خواہش کرنا بغیر اس کے کہ دوسرے شخص سے زائل ہو غبطہ ہے۔ غبطہ مطلقاً جائز ہے حسد مطلقاً ناجائز اس حدیث میں غبطے کی اجازت صرف انہیں دونوں چیزوں میں منحصر کرنا مقصود نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی نعمت ان دو نعمتوں سے بڑھ کر نہیں جس کے حاصل ہونے کی خواہش کیجائے

(۸) ابو صالح رضی اللہ عنہ سے روی ہے کہ قرآن مجید اپنے پڑھنے والوں کی قیامت میں سفارش کرے گا پس اس کو لباس کرامت پہنایا جائے گا پھر قرآن مجید کہے گا کہ اے اللہ اور زیادہ اس کے اوپر انعام فرما تب اس کو تاج کرامت پہنایا جائے گا پھر کہے گا اے اللہ اور زیادہ دے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کی گراں بہا خلعت اس شخص کو عطا فرمائے گا (سنن دارمی)

(۹) جو شخص اچھی طرح قرآن مجید پڑھے اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے دس عزیزوں کے حق میں جو مستحق دوزخ ہوں گے اس کی سفارش قبول فرمائے گا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے سے ہر حرف کے عوض میں دس نیکیاں ملتی ہیں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے (سنن دارمی) مقصود یہ ہے کہ صرف الم کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ اللہ اکبر۔

(۱۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب میں بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن مجید کو پڑھا اور پڑھایا یہ حدیث ابو عبدالرحمن نے حضرت عثمان رضی اللہ سے سن کر قرآن مجید پڑھانا شروع کیا حضرت عثمان کے وقت خلافت سے حجاج کے زمانہ تک پڑھاتے رہے اور فرماتے تھے کہ اسی حدیث نے مجھے اس کام میں بٹھلا دیا ہے کہ قرآن پڑھانے میں مشغول ہوں۔ (صحیح بخاری۔ سنن دارمی)

(۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے لڑکے کو قرآن مجید تعلیم کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو قیامت میں ایک تاج جنت کا پہنائے گا۔ (طبرانی)

(۱۳) معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اچھی طرح قرآن مجید پڑھے اور اس پر عمل کرے قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بدرجہا بہتر ہوگی پھر کیا کہنا اس شخص کا جس نے پڑھا اور عمل کیا۔ (ابو داؤد)

Marfat.com

(۱۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ قرآن اللہ کا نعمت خانہ ہے اس کو جتنا لے سکو میرے نزدیک اس گھر سے زیادہ کوئی بے برکت مقام نہیں جس گھر میں خدا کی کتاب نہ ہو اور بیشک وہ دل جس میں کچھ بھی قرآن نہ ہو ایک ویران گھر ہے جس میں کوئی رہنے والا نہیں (دارمی)

(۱۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید یاد کرکے بھول جائے وہ قیامت کے دن جذامی ہوگا۔ (صحیح بخاری) معاذ اللہ

(۱۶) خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص قرآن مجید پڑھے اس کو اکہرا ثواب ملے گا اور جو اس کو سنے اس کو دہرا ثواب ملے گا۔ (دارمی)

اسی حدیث سے علماء نے اخذ کیا ہے کہ قرآن مجید کے سننے میں پڑھنے سے بھی زیادہ ثواب ہے (کبیری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت مرغوب تھا کہ کوئی دوسرا شخص قرآن مجید پڑھے اور آپ سنیں ایک مرتبہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا کہ تم پڑھ کر مجھ کو سناؤ انھوں نے کہا کہ میں آپ کو سناؤں آپ ہی پر نازل ہوا ہے ارشاد ہوا کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے سے سنوں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ نساء پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ اس آیت پر پہونچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا حضرت نے فرمایا بس بس۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی چشم مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے (صحیح بخاری۔ سنن دارمی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب کبھی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے ابوموسیٰ ہم کو اپنے پروردگار کی یاد دلاؤ وہ قرآن پڑھنا شروع کر دیتے (دارمی)

یہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے قرآن مجید بہت اچھا پڑھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

اسی طرح قرآن مجید کی خاص خاص سورتوں کے فضائل بھی صحیح احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں مختصراً چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں سورۂ فاتحہ کی نسبت احادیث میں وارد ہوا ہے کہ سبع مثانی

ترجمہ۔ کیا حال ہوگا اس وقت جب ہم ہر امت کیلئے انبیاء میں سے ایک گواہ بلائیں گے اور ان لوگوں پر تجھ کو گواہ بنائیں گے۔ ذکر قیامت کا ہے کہ اس دن خدائے غفور رحیم ہر امت پر اپنے پیغمبر کو گواہ بنائیگا اور ہم لوگوں پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم علماء حضرات نائب اس وجہ سے کہ اس آیت میں آپ کے گواہ بنانے کا ذکر ہے اور آپ کو اپنی امت کے تمام اچھے اور برے حالات بیان کرنے پڑیں گے اور امت کی برائی آپ کو ناگوار ہے علاوہ اس کے آپ کی عادت بھی تھی کہ قرآن مجید کے پڑھنے میں اکثر رویا کرتے تھے ۱۲

اور قرآن عظیم یہی ہے۔ (صحیح بخاری) ایسی سورت کسی نبی پر نہیں نازل ہوئی۔ (مستدرک حاکم)

سورۂ بقرہ کے حق میں آیا ہے کہ جس گھر میں پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے (ترمذی) اسکو پڑھو برکت ہوگی ورنہ حسرت ہوگی (مسلم) دو ترو تازہ چیزوں کو پڑھا کرو۔ بقرہ اور آل عمران۔ یہ دونوں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کریں گی اور مالک روز جزا سے جھگڑ کر اس کو بخشائیں گی۔ آیت الکرسی تمام آیات قرآنی کی بزرگ اور سردار ہے (مسلم) اخیر سورۂ بقرہ کی دو آیتیں جس گھر میں پڑھی جائیں تین دن تک شیطان اس گھر کے قریب نہیں جاتا (ترمذی)

سورۂ انعام جب اتری تو حضرتؐ نے تسبیح پڑھی اور فرمایا کہ اس قدر فرشتے اس کے ساتھ تھے کہ آسمان کے کنارے بھر گئے۔ (مستدرک حاکم)

سورۂ کہف جمعہ کے دن جو شخص پڑھے اس کے لئے ایک نور ہوگا دوسرے جمعہ تک (مستدرک) اس کے لئے نور ہوگا قیامت کے دن (حصن حصین)

سورۂ یٰسین قرآن مجید کا دل ہے جو کوئی شخص اس کو خدا کے لئے پڑھے وہ بخشدیا جائیگا۔ اس اپنے مردوں پر پڑھو۔ (مستدرک حاکم)

سورۂ فتح مجھ کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (صحیح بخاری)

سورۂ تبارک الذی نے ایک شخص کی سفارش کی یہاں تک کہ بخش دیا گیا (صحاح ستہ) یہ اپنے پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے یہانتک کہ وہ بخشدیا جائے گا۔ (صحیح ابن حبان)

میں چاہتا ہوں کہ یہ سورت ہر مومن کے دل میں رہے (مستدرک حاکم) یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچاتی ہے جو اس کو رات کو پڑھ لے اس نے بہت نیکی کی اور اچھا کام کیا (مستدرک)

سورۂ اذا زلزلت نصف قرآن کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ (ترمذی)

سورۂ قل یا ایہا الکافرون میں ربع قرآن کے برابر ثواب ہے۔ (ترمذی)

سورۂ اذا جاء کا ثواب ربع قرآن کا ثواب ہے۔ (بخاری) ایک شخص اس سورت کو ہر نماز میں پڑھا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے کہدو کہ اللہ ان کو دوست رکھتا ہے (صحیح بخاری) اس کی محبت تم کو جنت میں داخل کرے گی (صحیح بخاری)

لہ قرآن مجید میں حضرت سے خطاب ہے کہ ہم نے تم کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عنایت فرمایا ہے اسی کو آپ نے بیان فرمادیا کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم سے یہی سورت مراد ہے ۱۲

ایک شخص کو یہ سورت پڑھتے ہوئے آپ نے سنا تو فرمایا کہ جنت ضروری ہوگی (ترمذی)

سورۂ فلق اور ناس اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے (مستدرک) اس سے بڑھ کے کوئی دعا یا استغفار نہیں ہے (نسائی) یعنی یہ بہت اعلیٰ درجہ کی دعا ہے اور اس کے پڑھنے سے تمام بلاؤں سے نجات ملتی ہے۔ جب سے یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کو ورد کر لیا اور دوسری دعائیں جو شر جن یا حسد وغیرہ سے بچنے کے لئے پڑھتے تھے چھوڑ دیں۔ (ترمذی)

قرآن مجید تمام امراض جسمانی و روحانی کی دوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی سچے دل سے قرآن مجید پڑھے تو پہاڑ بھی ہل جائے علامہ سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید طب روحانی ہے بشرطیکہ نیک لوگوں کی زبان سے ادا ہو اللہ کے حکم سے ہر مرض کی شفا اس سے حاصل ہوتی ہے مگر چونکہ نیک لوگ کم ہیں اور ہر کس و ناکس کی زبان میں اثر نہیں ہوتا اس لئے لوگوں نے طب جسمانی کی طرف رجوع کیا۔

خاص خاص سورتوں کے خواص بھی صحیح احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں سینکڑوں مریضوں کو اس سے شفا ہوئی ہے۔ ہزاروں بلائیں اس سے دفع ہوئی ہیں۔

صحیح بخاری میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹ لیا تھا کچھ صحابہؓ وہاں مسافرانہ اترے ہوئے تھے ان سے ایک شخص نے آکر کہا کہ یہاں کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے آپ لوگوں میں اگر کوئی جھاڑتے ہوں تو چلیں ان میں سے ایک صحابی چلے گئے اور انھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونک دی وہ اچھا ہو گیا۔

کشتی پر سوار ہونے وقت۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پڑھ لینے سے کشتی غرق ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔ (اتقان)

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ آخر سورت تک پڑھ لینے سے چوری سے امان ہوتا ہے (اتقان)

رات کو جس وقت اٹھنا منظور ہو سوتے وقت آخر سورۂ کہف پڑھ لے اس وقت ضرور آنکھ کھل جائے گی ایک راوی اس حدیث کے کہتے ہیں کہ یہ میری آزمودہ ہے۔ (اتقان)

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ۔ بِغَيْرِ حِسَابٍ تک پڑھ لینا ادائے قرض کے لئے مفید ہے (اتقان) یہ آیت اس بندہ ناچیز کی آزمودہ ہے مگر مجھے ایک خاص طریقہ اس کے پڑھنے کا

بتلایا گیا ہے وہ یہ کہ ہر نماز کے بعد اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر سات مرتبہ پڑھے واقعی بہت سریع التاثیر ہے چالیس دن بھی نہیں گذرنے پاتے کہ اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۔ جس عورت کے لڑکا نہ ہوتا ہو چالیس دن تک پڑھنے سے کامیاب ہو جاتی ہے یہ بھی میرے سامنے کئی مرتبہ آزمائی گئی۔

قرآن مجید کے فضائل اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا ثواب مختصراً بیان ہو چکا غالباً اسقدر ثواب و فضیلت معلوم کرنے کے بعد پھر کوئی مسلمان جرأت نہیں کر سکتا کہ قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے پڑھنے پڑھانے سے غفلت کرے۔

اے اللہ اے مالک عرش و کرسی اے توریت و انجیل و قرآن کے نازل کرنے والے اے قرآن کو تمام کتب پر فضیلت دینے والے منعم حقیقی اپنے فضل و کرم اپنی رحمت کاملہ وجود اتم کے صدقے میں ہم سب مسلمانوں کو اس اپنی مقدس کتاب سے فیض یاب فرما، اس کے تلاوت کی ہمیں توفیق دے ہمارے اعمال و افعال کو اس کے موافق کر قیامت کے جانکاہ واقعہ میں جب ہمارے اعمال قبیحہ ہمیں دوزخ کا مستحق بنا دیں۔ قرآن مجید کو ہمارا شفیع کر اور قرآن پڑھنے والوں کے صدقے میں ہمیں بخشدے۔ آمین۔ اے خوشا نصیب اس شخص کے جس کو ہر روز قرآن مجید کی زیارت اور تلاوت نصیب ہوتی ہو۔ سو عزیز جانیں اس نیک بندہ پر فدا جس کا وظیفہ ایسی مقدس کتاب ہو بیشک انشاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی یہ امید پوری ہو گی جس کو علامہ شاطبی اپنے ان اشعار میں ظاہر فرماتے ہیں۔

لَعَلَّ اِلٰهَ الْعَرْشِ يَا اِخْوَتِيْ يُقِيْ ۔۔۔ جَمَاعَتَنَا كُلَّ الْمَكَارِهِ هُوَّلَا

وَيَجْعَلُنَا مِمَّنْ يَّكُوْنُ كِتَابُهٗ ۔۔۔ شَفِيْعًا لَهٗ اِذْ مَا سِوَاهُ قَدْ اضْمَحَلَّا

یہ بھی واضح رہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب اس پر موقوف نہیں کہ اس کے معنی سمجھ کر تلاوت کی جائے۔ جو شخص عربی زبان نہ جانتا ہو قرآن مجید کے معنی نہ سمجھ سکتا ہو اس کو بھی قرآن مجید

علہ ترجمہ امید ہے کہ اے بھائیو مالک عرش کرسی ہماری جماعت کو تمام برائیوں اور خوف کی چیزوں سے بچالے اور ہم کو ان لوگوں میں شامل فرمادیوے جنکے لئے اس کی مقدس کتاب قیامت کے دن شفاعت کرے گی اس لئے کہ ہمیں اسکی مقدس کتاب کو فراموش نہیں کیا جو وہ ناخوش ہو کر ہم سے کچھ برائی کرے اخیر جملہ اشارہ ہے اس حدیث کیطرف جس کا مضمون یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید سے غفلت کرتے ہیں قرآن مجید ان کو دوزخ میں بھجوا دیگا۔ جماعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اسکے علوم حاصل کرتے ہیں

Marfat.com

کی تلاوت کا ثواب ملے گا اور وہ بھی اس فیض عام سے محروم نہ رہے گا اس لئے کہ قرآن مجید کے الفاظ بھی تاثیر اور فائدے سے خالی نہیں ہیں یہ دوسری بات ہے کہ اگر معنی سمجھ کر تلاوت کیجائے تو زیادہ ثواب ملے گا۔

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب

جب قرآن مجید کے فضائل معلوم ہو چکے اور اس کی عظمت دلنشین ہو چکی تو یہ امر قابل بیان رہا کہ اس کی تعظیم و تکریم میں کس درجہ کوشش کرنا چاہئے اور اس کی تلاوت اور سماع میں کیسا ادب اور اہتمام ملحوظ رکھنا چاہئے مگر چند ضروری اور مفید باتیں ہم بیان کئے دیتے ہیں۔

صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور پڑھانے کے لئے کسی استاد سے اجازت لینا یا اس کو سنانا شرط نہیں ہاں اس قدر ضروری ہے کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اگر اتنی لیاقت اپنے میں نہ دیکھے تو اسکو ضروری ہے کہ کسی استاد کو سنادے یا اس سے پڑھ لے (اتقان)

یہ بھی شرط نہیں[1] ہے کہ قرآن مجید کے معانی سمجھ لیتا ہو اور اگر قرآن مجید میں اعراب نہ ہوں تب بھی اس کے صحیح اعراب پڑھ لینے پر قادر ہو۔

صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت صرف انسان کو دی گئی ہے شیاطین وغیرہ اس کی تلاوت پر قادر نہیں۔ بلکہ فرشتوں کو بھی یہ نعمت نصیب نہیں ہوئی وہ بھی اس آرزو میں رہتے ہیں کہ کوئی انسان تلاوت کرے اور وہ سنیں۔ ہاں مومنین جن کو البتہ یہ نعمت نصیب ہے اور وہ تلاوت قرآن پر قادر ہیں۔ (نفط المرجان - اتقان)

شاید اس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام مستثنیٰ ہوں۔ اس لئے کہ ان کی نسبت حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ہر رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ اور حافظ ابن

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب میں دعا اور اذکار کا ترجمہ نہیں کیا اس لئے کہ ان کے مجرد الفاظ میں خاصیت ہے جو معلوم ہوں یا نہیں گو معنی معلوم ہو جانے سے ایک قسم کا سرور اور نشاط ہوتا ہے۔ پس قرآن مجید جو افضل اذکار ہیں اسکے الفاظ تاثیر و فیض سے کیسے خالی ہو سکتے ہیں۔

[2] علامہ سیوطی وغیرہ کی عبارت سے یہ مدعا بخوبی ظاہر ہے اور اس شرط کی کوئی وجہ بھی نہیں معلوم ہوتی علاوہ ان سب کے اگر یہ شرط لگائی جائے تو تلاوت یک قلم موقوف ہو جائے گی واللہ اعلم

حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کردی ہے کہ کبھی وہ پڑھتے تھے اور حضرت سنتے تھے اور کبھی آپ پڑھتے تھے اور وہ سنتے تھے۔ واللہ اعلم۔

بہتر یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر باطہارت نہایت ادب سے کسی پاکیزہ مقام میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا جائے سب سے بہتر اس کام کے لئے مسجد ہے۔ جو لوگ ہر وقت یا اکثر اوقات اس کی تلاوت میں مشغول رہنا چاہیں ان کے لئے ہر حال میں قرآن مجید پڑھنا بہتر ہے۔ لیٹے ہوں یا بیٹھے باوضو ہوں یا بے وضو ہاں جنابت کی حالت میں البتہ نہ چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت بیان فرماتی ہیں کہ آپ ہر حال میں تلاوت فرمایا کرتے تھے وضو کی حالت میں بھی بے وضو بھی ہاں جنابت کی حالت میں البتہ نہ کرتے تھے۔

قرآن مجید کی تلاوت میں ایک خاص وقت مقرر کرلینا بھی درست ہے اکثر صحابہؓ فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ وقت مقرر کرلینے میں ناغہ بھی نہیں ہوتا۔

مسنون ہے کہ پڑھنے والا شروع کرنے سے پہلے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ پڑھ لے۔ اور اگر پڑھنے کے درمیان میں کوئی دنیاوی کلام کرے تو اس کے بعد پھر اس کا اعادہ چاہیے۔

قرآن مجید کی تلاوت مصحف میں دیکھ کر زیادہ ثواب[1] رکھتی ہے بہ نسبت زبانی پڑھنے کے لئے کہ وہاں دو عبادتیں ہوتی ہیں۔ ایک تلاوت دوسرے مصحف شریف کی زیارت۔

قرآن مجید کی پڑھنے کی حالت میں کوئی کلام کرنا یا اور کسی ایسے کام میں مصروف ہونا جو دل کو دوسری طرف متوجہ کردے مکروہ ہے۔ قرآن مجید پڑھتے وقت اپنے کو ہمہ تن اسی طرف متوجہ کرے نہ یہ کہ زبان سے الفاظ جاری ہوں اور دل میں ادھر اُدھر کے خیالات۔

قرآن مجید کی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے مگر سورۂ برأت کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھنا چاہیے۔

بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کو اسی ترتیب سے پڑھے جس ترتیب سے مصحف شریف میں

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اتقان میں چند مرفوع حدیثیں بھی اس باب میں نقل کی ہیں مثل اس کے کہ بے مصحف میں بے دیکھے تلاوت کرنے سے ایک ہزار درجہ ثواب ملتا ہے اور دیکھ کر پڑھنے سے دو ہزار درجہ ۱۲

Marfat.com

لکھی ہیں۔ ہاں بچوں کے لئے آسانی کی غرض سے سورتوں کا خلاف ترتیب پڑھانا جیسا کہ آج کل پارۂ عم یتسالون میں دستور ہے بلا کراہت جائز ہے۔ (رد المحتار)

اور آیتوں کا خلاف ترتیب پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ (اتقان)

قرآن مجید کی مختلف سورتوں کی آیتوں کے ایک ساتھ ملا کر پڑھنے کو علماء نے مکروہ لکھا ہے اس وجہ سے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آپ نے اس سے منع فرمایا تھا۔ (اتقان وغیرہ)

مگر میرے خیال میں یہ کراہت اس وقت ہوگی جب ان آیتوں کی تلاوت ثواب کی غرض سے ہو۔ اس لئے کہ جھاڑ پھونک کے واسطے مختلف آیتوں کا ایک ساتھ پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب سے بصحت منقول ہے۔ اور ہر ایک آیت کے خواص جداگانہ ہیں لہٰذا جو خاص اثر ہیں مطلوب ہے وہ جن جن آیتوں میں ہوگا ہم کو ان کا پڑھنا ضروری ہے۔

قرآن مجید نہایت خوش آوازی سے پڑھنا چاہیے جس سے جس قدر ہو سکے صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے (دارمی) مگر جس کی آواز ہی نہ اچھی ہو وہ مجبور ہے۔ اور قواعد قرأت[1] کی پابندی سے قرآن مجید پڑھنا چاہیے راگ سے پڑھنا اور گانا قرآن مجید کا بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔

قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھے بہت عجلت سے پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے۔

جو شخص قرآن مجید کے معنی سمجھ سکتا ہو اس کو قرآن مجید پڑھتے وقت اس کے معانی پر غور کرنا اور ہر مضمون کے موافق اپنے میں اس کا اثر ظاہر کرنا مسنون ہے مثلاً جب کوئی ایسی آیت پڑھے جس میں اللہ پاک کی رحمت کا ذکر ہو تو طلب رحمت کرے اور عذاب کا ذکر ہو تو پناہ مانگے کوئی جواب طلب مضمون ہو تو اس کا جواب دے مثلاً حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ والتین کے اخیر میں جب پہنچے۔

---

[1] یہ ایک مستقل فن ہے جس میں قرآن مجید کی قرأت کے قواعد بیان کئے جاتے ہیں اور ان مختلف قراتوں کا ذکر ہوتا ہے جن میں قرآن مجید نازل ہوا اس فن میں بہت کتابیں ہیں مگر حق یہ ہے کہ [illegible] ایسی مجلت کریں کہ الفاظ کے سمجھنے میں دقت ہو بالاتفاق مکروہ ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے میں [illegible] اسی لئے بہت لوگ قرآن مجید کے معانی نہیں سمجھتے ان کو بھی ٹھہر کر پڑھنا مفید ہے۔ (اتقان) افسوس ہمارے زمانہ میں قرآن مجید کی سخت بے تعظیمی ہوتی ہے پڑھنے میں ایسی عجلت کی جاتی ہے کہ سوا بعض بعض الفاظ کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تراویح میں کہ حافظوں کو ایسا ہی دیکھا جاتا ہے ان پر کس نے جبر کیا جو یہ تراویح پڑھنے آئے اس سے بہتر ہو تا کہ ایسے حضرات نہ پڑھتے تو قرآن مجید کی بے ادبی تو نہ ہوتی ۱۲

تو بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ پڑھ لیتے (ترمذی) یا سورۂ قیامت کے اخیر میں جب
تو فرماتے کہ بَلٰی (ترمذی) سورۂ فاتحہ کو جب ختم کرتے تو آمین کہتے لیکن یہ جواب دینا یا دعا ما
اس وقت مسنون ہے کہ قرآن مجید فرض نماز میں یا تراویح میں نہ پڑھا جاتا ہو اگر فرض یا تراویح
پڑھا جاتا ہو پھر جواب نہ دینا چاہیے (ردالمحتار)

قرآن مجید پڑھنے کی حالت میں رونا مستحب ہے۔ اگر رونا نہ آئے تو اپنی سنگدلی پر رنج
افسوس کرے۔

سورۂ والضحیٰ کے بعد سے اخیر تک ہر سورت کے ختم ہونے کے بعد اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہنا مستحب
قرآن مجید ختم ہونے کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
کہ ہر ختم کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے۔ (اتقان)

قرآن مجید ختم کرتے وقت سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنا متاخرین کے نزدیک بہتر ہے بشرطیکہ
خارج نماز میں پڑھا جائے۔

جب ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کر چکے تو مسنون ہے کہ فوراً دوسرا شروع کر دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہے کہ جب قرآن ایک مرتبہ ختم ہو جائے تو
شروع کر دیا جائے اور اس دوسرے کو صرف اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پہنچا کر چھوڑ دے
بعد اس کے دعا وغیرہ مانگے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں مروی ہے

جہاں قرآن مجید پڑھا جاتا ہو وہاں سب لوگوں کو چاہیے کہ ہمہ تن اسی طرف متوجہ ہوں
دوسرے کام میں جو سننے میں حارج ہو مشغول نہ ہوں اس لئے کہ قرآن مجید کا سننا فرض ہے۔
حاضرین کو کوئی ضروری کام ہو جس کی وجہ سے وہ اس طرف متوجہ نہ ہو سکیں تو پڑھنے والے کو
کہ آہستہ آواز سے پڑھے اور اگر ایسی حالت میں بلند آواز سے پڑھے گا تو گناہ اسی پر ہوگا
اگر کوئی لڑکا قرآن مجید بلند آواز سے پڑھ رہا ہو اور لوگ اپنے ضروری کاموں میں مشغول
تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ حرج شریعت سے اٹھا دیا گیا ہے اور لڑکا اگر آہستہ آواز سے
تو عادتاً یاد نہیں ہوتا۔ (ردالمحتار)

عہ ترجمہ ہاں اور ہم اس پر گواہ ہیں چونکہ اس سورت کے اخیر میں حق تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا ہم سب
کے حاکم نہیں ہیں لہذا اس کے جواب میں یہ جملہ عرض کیا گیا ۱۲

سننے والوں کو تمام اُن اُمور کی رعایت کرنا چاہیے جو اوپر مذکور ہوئے سوا اعوذ باللہ اور بسم اللہ
ے۔ اور حالت جنابت میں بھی قرآن مجید کا سننا جائز ہے۔
اگر کوئی شخص خوش آواز ہو قرآن اچھا پڑھتا ہو اس سے قرآن مجید پڑھنے کی درخواست کرنا
مسنون ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے درخواست فرمائی حضرت
رزق اعظم ابوموسیٰ اشعری سے درخواست فرمایا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہما۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآنجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے تفصیل ان
مقاموں کی یہ ہے۔
(۱) سورۂ اعراف کے اخیر میں یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ
عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ۔ (۲) سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت
وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ط
(۳) سورۂ نحل کے پانچویں رکوع کے اخیر کی یہ آیت۔ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا
یُؤْمَرُوْنَ (۴) سورۂ بنی اسرائیل کے بارھویں رکوع میں یہ آیت وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ
وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ط (۵) سورۂ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ
الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِیًّا ط (۶) سورۂ حج کے دوسرے رکوع میں

ہ ترجمہ بیشک جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں (فرشتے) وہ اس کی عبادت سے غرور اور انکار نہیں کرتے اور اس کا سجدہ
رتے ہیں۔ اس آیت میں لفظ "ولہ یسجدون" پر سجدہ ہے ۱۲ ھ ترجمہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں تمام وہ چیزیں جو آسمانوں
ر زمینوں میں ہیں کوئی خوشی سے، کوئی ناخوشی سے اور ان کے سایہ صبح اور شام۔ اس آیت کے اخیر میں سجدہ ہے ۱۲
ھ ترجمہ اللہ تعالیٰ کا سجدہ کرتے ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین پر چل رہے ہیں اور فرشتے اور وہ
رور نہیں کرتے ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور سجدہ کرتے ہیں جو کچھ حکم پاتے ہیں اس آیت میں "ویفعلون یا ان
سجدہ ہے ۱۲ لہ گرتے ہیں منہ کے بل (یعنی سجدہ کرتے ہیں) روتے ہیں اور زیادہ ہوتا ہے ان کو خشوع۔ ان لوگوں کا
کر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایماندار لوگ تھے ۱۲ ھ ترجمہ جب ان پر آیتیں رحمٰن کی پڑھی جاتی ہیں ان
کرتے ہیں وہ سجدے کرنے کے لئے روتے ہوئے۔ یہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے اصحاب کا حال بیان فرمایا ہے اس
یت میں "سجدا وبکیا" کے لفظ پر سجدہ ہے ۱۲

یہ آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ ط اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ط (۷) سورۂ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا ط (۸) سورۂ نمل کے دوسرے رکوع میں یہ آیت اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط (۹) سورۂ الم تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ (۱۰) سورۂ ص کے دوسرے رکوع میں یہ آیت وَخَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَابَ

ف ۱ امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک سورۂ حج کی دوسری آیت میں بھی سجدہ ہے اور وہ آیت یہ ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا ہمارے نزدیک صرف اسی آیت میں سجدہ نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ہمارے موافق طحاوی کی شرح معانی الآثار میں ایک روایت موجود ہے ۱۲ عف ۵ ترجمہ کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ کا سجدہ کرتی ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور آفتاب ماہتاب اور ستارے اور درخت اور جانور اور بہت سے آدمی اور بہت سے آدمیوں پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ مکہ کے کافروں کا حال ہے کہ وہ سجدہ کرنے میں اپنی ذلت سمجھتے تھے اس آیت میں لفظ "لیسجد لہ" پر سجدہ ہے مگر بعد آیت تمام ہو جانے کے سجدہ کرنا چاہئے ۱۲ ف ۵ اور جب ترجمہ کیا جاتا ہے اُنسے کہ سجدہ کرو رحمٰن کا تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے کیا ہم سجدہ کریں اسکا جسکو تم کہتے ہو اور ہم کو نفرت بڑھتی ہے عرب کے کافر خدا کو رحمٰن نہ کہتے تھے۔ اس آیت کے اخیر میں سجدہ ہے ۱۲ ف ۵ ترجمہ یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اللہ کا جو نکالتا ہے وہ چیز جو کہ آسمانوں اور زمین میں چھپی ہیں اور جانتا ہے وہ چیزیں جن کو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہی خدا ہے کوئی اس کے سوا خدا نہیں مالک ہے عرش عظیم کا۔ آسمانوں میں چھپی ہوئی چیزوں سے مراد پانی اور زمین میں چھپی ہوئی چیزوں سے مراد گھاس غیرہ (معالم التنزیل) یہ قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہے ان سے ہُدہُد نے آکر بیان کیا تھا کہ آج میرا گزر شہر سبا میں ہوا تھا وہاں کی بادشاہ عورت ہے (نام اس کا بلقیس تھا) وہ اور اس کی قوم آفتاب کی پرستش کرتے ہیں شیطان نے انکو سخت گمراہ کر رکھا ہے ان کو ہدایت نہیں ہوتی یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اللہ کا الخ اس آیت میں لفظ رب العرش العظیم پر سجدہ ہے اگر الا مشددہ پڑھا جائے جیسا کہ اکثر لوگوں کی قرأت ہے اور اگر الا مشددہ نہ پڑھا جائے کسائی کی قرأت کے موافق تو پھر الا یسجدوا پر سجدہ ہے (ردالمحتار) ف ۵ ترجمہ ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ جب انکیں وہ آیتیں یاد دلائی جائیں تو سجدہ کرنے کے لئے گر جائیں اور اللہ کی حمد ثنا بیان کریں اور یہ لوگ غرور نہیں کرتے اس آیت کے اخیر لفظ میں سجدہ ہے ۱۲ ف ۵ ترجمہ اور گر پڑا سجدہ کیلئے اور توبہ کی پس بخشدیا ان کو اور بیشک ہمارے یہاں انکا تقرب اور عمدہ مقام ہے۔ یہ حال داؤد علیہ السلام کا ہے قصہ اسکا بہت طویل ہے اس آیت میں "وحسن مآب" کی لفظ پر سجدہ ہے بعض علماء کے نزدیک اناب کی لفظ پر ہے مگر یہ قول محقق نہیں (ردالمحتار)

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ط (۱۱) سورۂ حٰمٓ سجدہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیت فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ط (۱۲) سورۂ نجم کے آخر میں یہ آیت فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۩ (۱۳) سورۂ انشقاق میں یہ آیت فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ط سورۂ اقرأ میں یہ آیت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ط

(۱) سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے تین سبب ہیں (۱) آیت سجدہ کی تلاوت خواہ پوری آیت کی تلاوت کیجائے یا صرف اس لفظ کی جس میں سجدہ ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ اور خواہ آیت سجدہ کی بعینہٖ تلاوت کی جائے یا اس کا ترجمہ کسی اور زبان میں اور خواہ تلاوت کرنیوالا خود اپنی تلاوت کو سنے یا نہ سنے مثلاً کوئی بہرا تلاوت کرے۔ صحیح یہ ہے کہ اگر رکوع یا سجدے یا تشہد میں آیت سجدے کی تلاوت کی جائے تب بھی سجدہ واجب ہو جائیگا۔ اور اسی حالت میں اس کی بھی نیت کرلی جائے گی (رد المحتار)

اگر کوئی شخص سونے کی حالت میں آیت سجدہ تلاوت کرے اس پر بھی بعد اطلاع کے واجب ہے

(۲) آیت سجدہ کا کسی انسان سے سننا۔ خواہ پوری آیت سنے یا صرف لفظ سجدہ مع ایک لفظ ماقبل یا مابعد کے اور خواہ عربی زبان میں سنے یا اور کسی زبان میں اور خواہ سننے والا جانتا ہو کہ یہ ترجمہ آیت سجدہ کا ہے یا نہ جانتا ہو لیکن نہ جاننے سے ادائے سجدہ میں جس قدر تاخیر ہوگی اس میں وہ معذور سمجھا جائیگا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

کسی جانور سے مثل طوطے وغیرہ کے اگر آیت سجدے کی سنی جائے تو صحیح یہ ہے کہ سجدہ واجب نہ ہوگا

ف۵ ترجمہ:۔ پس اگر وہ کریں سجدہ کرنے سے یہ لوگ پس جو لوگ (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں اس کی تسبیح پڑھتے ہیں رات دن اور تھکتے نہیں اس آیت میں "وہم لا یسمعون" کی لفظ پر سجدہ ہے۔ ابن عباس اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے کہ امام شافعی کے نزدیک "ان کنتم ایاہ تعبدون" پر ہے جو اس آیت سے پہلے ہے احتیاطاً ہم نے اس قول کو اختیار نہیں کیا (رد المحتار) ف۶ سجدہ کرو اللہ کا اور عبادت کرو ۱۲ منہ کیا حال ہے ان کا کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ۱۲ منہ ف۷ پس سجدہ کرو اللہ سے نزدیک ہو جا یہ خطاب ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ۱۲ منہ صاحب بحر الرائق نے مختصر سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف واسجد کہکر سکوت کرلے اور واقترب نہ کہے تو اس پر بھی سجدہ واجب ہو جائے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ سجدے کے قبل یا بعد سے کسی لفظ کے ملانے کی حاجت نہیں مگر صاحب بحر الرائق نے اس کی تصحیح نہیں کی اور ہم نے یہ شرط تصحیح کے ساتھ نقل کی ہے ۱۲

اسی طرح اگر کسی ایسے مجنون سے آیت سجدہ سنی جائے جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو جائے اور زائل نہ ہو تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔ (۳) ایسے شخص کی اقتدا کرنا جس نے آیت سجدہ کی تلاوت کی ہو خواہ اس کی اقتدا سے پہلے یا اقتدا کے بعد اور خواہ اُس نے ایسی آہستہ آواز سے تلاوت کی ہو کہ کسی مقتدی نے نہ سُنا ہو یا بلند آواز سے کی ہو۔ اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے اس کے بعد اس کی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو سجدے کی ضرورت نہیں اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ اگر وہ رکعت نہ ملے تو پھر اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے

(بحر الرائق۔ رد المحتار)

مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اس پر نہ اس کے امام پر نہ اُن لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔ (رد المحتار)

یہ تین سبب جو سجدے کے واجب ہونے کے بیان کئے گئے اِن کے سوا اور کسی چیز سے سجدہ واجب نہیں ہوتا مثلاً اگر کوئی شخص آیت سجدہ لکھے یا دل میں پڑھے زبان سے نہ کہے یا ایک ایک حرف کر کے پڑھے پوری آیت ایک دم نہ پڑھے یا اسی طرح کسی سے سُنے تو ان سب صورتوں میں سجدہ واجب نہ ہوگا (رد المحتار)

(۲) سجدۂ تلاوت انھیں لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے ادا ًیا قضا ًحیض و نفاس والی عورت پر واجب نہیں نابالغ پر اور ایسے مجنون پر واجب نہیں جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو گیا خواہ اس کے بعد زائل ہو یا نہیں جس مجنون کا جنون ایک دن رات سے کم رہے اس پر واجب ہے اسی طرح مست اور جنب پر بھی۔

(۳) سجدۂ تلاوت کے صحیح ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کی ہیں یعنی طہارت اور ستر عورت اور نیت اور استقبال قبلہ تحریمہ اس میں شرط نہیں اس کی نیت میں آیت کی تعیین شرط نہیں کہ یہ سجدہ فلاں آیت کے سبب سے ہے اور اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی جائے اور فوراً سجدہ کیا جائے تو نیت بھی شرط نہیں (رد المحتار)

Marfat.com

(۴) جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ان چیزوں سے سجدۂ سہو میں بھی فساد آجاتا ہے اور پھر اس کا اعادہ واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اس قدر فرق ہے کہ نماز میں قہقہہ سے وضو جاتا رہتا ہے اور اس میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذات بھی یہاں مفسد نہیں۔

(۵) سجدۂ تلاوت اگر خارج نماز میں واجب ہوا ہو تو بہتر یہ ہے کہ فوراً ادا کر لے اور اگر اس وقت نہ ادا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

(۶) خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ کرنا بھول جائے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا جس کی تدبیر اسکے سوا کوئی نہیں کہ توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنے فضل وکرم سے معاف فرماوے گا۔ (بحرالرائق)

نماز کا سجدہ خارج نماز میں اس وقت ادا نہیں ہو سکتا جبکہ نماز فاسد نہ ہو اگر فاسد ہو جائے اور اس کا مفسد خروج حیض نہ ہو تو وہ سجدہ خارج میں ادا کر لیا جائے۔ اور اگر حیض کی وجہ سے نماز میں فساد آیا ہو تو وہ سجدہ معاف ہو جاتا ہے (بحرالرائق و درمختار وغیرہ)

(۷) اگر کوئی شخص حالت نماز میں کسی دوسرے سے آیت سجدہ سنے خواہ وہ دوسرا بھی نماز میں ہو تو یہ سجدہ خارج نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز کے اندر نہ ادا کیا جائے گا بلکہ خارج نماز میں۔

(۸) اگر ایک آیت سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کئی بار کی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اور ایک آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اگر سننے والے کی مجلس نہ بدلے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے یا نہ بدلے۔ اور اگر سننے والے کی مجلس بدل جائے تو اس پر متعدد سجدے واجب ہوں گے خواہ پڑھنے والے کی بدلے یا نہ بدلے اگر پڑھنے والے کی بدل جائے گی تو اس پر بھی متعدد سجدے واجب ہوں گے۔ (بحرالرائق)

مجلس کے بدلنے کی دو صورتیں ہیں ایک حقیقی دوسری حکمی۔ اگر مکان بدل جائے تو حقیقی اور اگر مکان نہ بدلے بلکہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے یہ سمجھا جائے کہ پہلے فعل کو قطع کر کے اب یہ دوسرا فعل شروع کیا ہے تو حکمی ہے (بحرالرائق وغیرہ)

Marfat.com

حقیقی کی مثال (۱) دو گھر جدا جدا ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے بشرطیکہ ایک دو قدم سے زیادہ چلنا پڑے (۲) سوار ہو اور اتر پڑے (۳) راستے میں چلا جاتا ہو (۴) کسی درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جائے خواہ وہ دوسری شاخ اس پہلی شاخ سے قریب ہو یا دور (۵) کسی نہر یا حوض میں پیر رہا ہو۔ اگر ایک گھر ہو اور اس کے مختلف مقامات پر تلاوت کی جائے تو مجلس نہ بدلے گی مثلاً مسجد کے گوشوں میں۔ کشتی اگرچہ جاری ہو مگر مجلس نہ بدلے گی۔ اگر نماز پڑھتا ہوا گھوڑے پر سوار جا رہا ہو تو مجلس نہ بدلے گی اس لئے کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے شرعاً ایک ہی مجلس کا حکم دیا گیا ہے۔ اس صورت میں فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار حالت نماز میں ایک ہی آیت سجدہ کی تکرار کر رہا ہو تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اس گھوڑے کی ہمراہ اگر کوئی شخص پیادہ جا رہا ہو تو اس پر ہر مرتبہ سننے سے ایک سجدہ واجب ہوگا۔ اگر دو شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جا رہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو سنے تو ہر شخص پر دو سجدے واجب ہوں گے ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سننے کے سبب سے مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز ہی میں ادا کیا جائیگا اور سننے کے سبب سے جو ہوگا وہ خارج نماز کا سمجھا جائیگا اور بعد نماز کے ادا کیا جائیگا۔

حکمی کی مثال۔ آیت سجدہ کی تلاوت کر کے دو ایک لقمے سے زیادہ کھانا کھا لیا کسی سے دو ایک کلمے سے زیادہ باتیں کرنے لگا۔ لیٹ کر سو رہا۔ خرید و فروخت میں مشغول ہو گیا۔ کوئی عورت لڑکوں کو دودھ پلانے لگی۔ اگر ایک دو لقمہ سے زیادہ نہ کھائے کسی سے دو ایک کلمہ سے زیادہ باتیں نہ کرے لیٹ کر نہ سوئے بلکہ بیٹھے بیٹھے ان سب صورتوں میں مجلس نہ بدلے گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تسبیح پڑھنے لگے یا بیٹھے سے کھڑا ہو جائے تب بھی مجلس مختلف نہ ہوگی۔

(۹) اگر ایک آیت سجدہ کئی مرتبہ ایک ہی مجلس میں پڑھی جائے تو اختیار ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے یا پہلی ہی تلاوت کے بعد کیونکہ ایک ہی سجدہ اپنے ماقبل اور مابعد کی تلاوت کے لئے کافی ہے مگر احتیاط اس میں ہے کہ سب کے بعد کیا جائے۔ (بحر الرائق)

اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتوں کے اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر آیت سجدہ کی

Marfat.com

تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہ ہوگی (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۱۰) جمعے اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہئے اس لئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔ (بحرالرائق)

(۱۱) کسی سورت کا پڑھنا اور خاص کر آیت سجدہ کو چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

(۱۲) اگر حاضرین باوضو سجدے کے لئے مستعد نہ بیٹھے ہوں تو آیت سجدہ کا آہستہ آواز سے تلاوت کرنا بہتر ہے اس لئے کہ وہ لوگ اس وقت سجدہ نہ کریں گے اور دوسرے وقت شاید بھول جائیں تو گنہگار ہوں گے (درمختار وغیرہ)

سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے پھر اٹھتے وقت اللہ اکبر کہہ کے اٹھے اور کھڑے ہو کر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ سجدہ تلاوت کئی آدمی مل کر بھی کر سکتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص کو مثل امام کے آگے کھڑا کریں۔ اور خود مقتدیوں کی طرح صف باندھ کر پیچھے کھڑے ہوں اور اس کی اتباع کریں یہ صورت درحقیقت جماعت کی نہیں ہے۔ اسی لئے اگر امام کا سجدہ کسی وجہ سے فاسد ہو جائے تو مقتدیوں کا فاسد نہ ہوگا اور اسی سبب سے عورت کا آگے کھڑا کر دینا بھی جائز ہے

آیت سجدہ اگر فرض نمازوں میں پڑھی جائے تو اس کے سجدے میں مثل نماز کے سجدے کے سبحان ربی الاعلیٰ کہنا بہتر ہے اور نفل نمازوں میں یا خارج نماز میں اگر پڑھی جائے تو اس کے سجدے میں اختیار ہے کہ سبحان ربی الاعلیٰ کہیں یا اور تسبیحیں جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ پڑھیں مثل اس تسبیح کے۔ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اور دونوں کو جمع کر لیں تو اور بھی بہتر ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تمام آیات سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کرے تو حق تعالیٰ اس کی مشکل کو دفع فرماتا ہے اور ایسی حالت میں اختیار ہے کہ سب آیتیں ایک دفعہ پڑھ لیں اور بعد اس کے چودہ سجدے کرے یا ہر آیت کو پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے (ردالمحتار)

سجدہ شکر مستحب ہے جب کوئی بڑی نعمت حق تعالیٰ کی طرف سے فائض نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

میرے منہ نے سجدہ کیا اس کا جس نے اسکو پیدا کیا ہے اور جس نے اس کو بنایا ہے اور اس میں کان اور آنکھ پیدا کیے اپنی طاقت اور قوت سے پس بزرگ ہے اللہ اچھا پیدا کرنے والا ۱۲

خلفائے راشدین سے منقول ہے مگر بعد نماز کے علی الاتصال سجدہ کرنا مکروہ ہے تاکہ جاہلوں کو اس کی سنت ہونے کا خیال نہ پیدا ہو۔

بعض ناواقف لوگ بعد وتر کے دو سجدے کرتے ہیں اور اس کو مسنون سمجھتے ہیں بعض لوگ ان سجدوں کے لئے ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ عنہ کو ان سجدوں کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ حدیث بتصریح محدثین موضوع اور بے اصل ہے لہذا ان سجدوں کا بخیال سنت ادا کرنا مکروہ ہے اور بہر حال اس کا ترک بہتر ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

جنازے کی نماز وغیرہ کا بیان

چونکہ اسلام کی مقدس شریعت میں اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ عمدہ سلوک اور احسانات اور ہر قسم کی مراعات ایک جزء اعظم قرار دی گئی ہے اور شریعت نہیں چاہتی کہ اس دینی اخوت اور محبت کا سلسلہ موت سے منقطع ہو جائے اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب کوئی مسلمان دنیا سے انتقال کرتا اس کے ساتھ وہ بہت احسان کرتے اور جو چیزیں اس کے لئے قبر اور قیامت میں مفید ہوتیں ان کی کوشش فرماتے اور اس کے اعزا اور اقارب سے بھی سلوک کرتے تفصیل ان مضامین کی آئندہ بیانات سے بخوبی ظاہر ہے۔ یہی سبب ہے کہ جنازے کی نماز جو درحقیقت میت کے لئے دعائے مغفرت ہے مسلمانوں پر خدا کی طرف سے فرض کر دی گئی ہے اور اس کا پاک و صاف کر کے ایک عمدہ اہتمام سے آخری منزل تک پہنچا دینا ایک امر لازم کر دیا گیا۔ فی الواقع میت کے حقوق کی رعایت اسکی بیماری سے آخری وقت تک بلکہ اس کے بعد بھی جیسی اسلام میں ہوتی ہے کسی مذہب میں اُن کا ایک شمہ بھی نہیں اگر کسی کی چشم بصیرت روشن ہو تو وہ ان معاملات کو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھنے کے قابل سمجھے گا۔

بیمار کی عیادت کا بیان

جب کوئی شخص اپنے دوستوں میں بیمار ہو تو اُس کے دیکھنے کو جانا اور اس کے حالات کو دریافت کرنا مستحب ہے۔ اسی کو عیادت کہتے ہیں۔ اور اگر اس کے اعزا وغیرہ میں کوئی اسکی خبر گیری کرنیوالا

Marfat.com

تو ایسی حالت میں اس کی تیمارداری عام مسلمانوں پر جن کو اس کی حالت معلوم ہو فرض کفایہ ہے
عیادت کی فضیلت و تاکید اور اس کا ثواب احادیث میں بے حد وارد ہوا ہے مگر ہم اس بیان کو
زیادہ بڑھانا نہیں چاہتے صرف دو تین مختصر حدیثیں بیان کئے دیتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حق تعالیٰ قیامت میں فرمائے گا کہ اے میرے بندے میں تیرا پروردگار ہوں
میں بیمار ہوا اور میری عیادت کو نہ آیا بندہ عرض کرے گا کہ خداوندا تو تمام عالم کا پروردگار ہے تیری
عیادت کیسی ہو سکتی ہے یعنی تو بیمار ہی نہیں ہو سکتا ارشاد ہوگا کہ فلاں میرا بندہ بیمار ہوا اور تو نے
اُس کی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھ کو اُسی کے پاس پاتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد ہے کہ جو شخص صبح کو بیمار کی عیادت کرے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے شام تک دعائے
مغفرت کرتے ہیں اور جو شام کو کرے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں صبح تک (سفر السعادت)

جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت کرے اس کو ایک باغ ملے گا بہشت میں (ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ تم لوگ بیمار کی عیادت کیا کرو اور جنازے
کے ہمراہ جایا کرو۔ (صحیح بخاری)

عیادت کے آداب میں ہے کہ وضو کر کے محض ثواب اور حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے
جائے اور جب بیمار کے پاس پہنچے تو اس کا حال پوچھے اور اس کی تسکین کرے اور اس کو تسلی دے
اور اس کو صحت کا امیدوار کرے اور بیماری کے جو جو فضائل اور ثواب حدیث میں وارد ہوئے ہیں
اس کو سنائے اور اس کے لئے دعائے صحت کرے اور اپنے لئے بھی اس سے دعا کی درخواست کرے
اور بیمار کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے ہاں اگر بیمار اس کے بیٹھنے سے خوش ہوتا ہو تو زیادہ
بیٹھنا بہتر ہے اور عیادت میں جلدی نہ کرے بلکہ جب دو تین روز بیماری کو گزر جائیں تب عیادت کو
جائے یہی عادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی (شرح سفر السعادت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب کوئی آپ کے دوستوں میں بیمار ہوتا تو آپ اس کی
عیادت کو تشریف لیجاتے اور بیمار کے سرہانے بیٹھ جاتے اور اس کا حال پوچھتے اور فرماتے کہ تم کو اپنی
طبیعت کیسی معلوم ہوتی ہے اور تمہارا دل کس چیز کو چاہتا ہے اگر کسی چیز کی وہ خواہش کرتا اور وہ
اس کے لئے مضر نہ ہوتی تو اس کے دینے کا حکم فرماتے اور اپنے سیدھے ہاتھ کو بیمار کے بدن پر رکھکر

اس کے لئے دعا فرماتے کبھی ان الفاظ سے اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا اور اکثر تین مرتبہ دعا فرماتے جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ شْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ شْفِ سَعْدًا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی بھی عیادت منقول ہے۔ ایک جوان یہودی آپ کی خدمت کیا کرتا تھا جب بیمار ہوا تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس سے مسلمان ہو جانے کو ارشاد فرمایا قسمت نے یاری کی اور وہ مسلمان ہو گیا جب آپ کے چچا ابو طالب بیمار ہوئے باوجودیکہ مشرک تھے آپ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے اور ان سے بھی مسلمان ہو جانے کی درخواست فرمائی مگر کاتب ازل نے یہ سعادت ان کی قسمت میں نہ لکھی تھی لہذا وہ تعمیل ارشاد سے محروم رہے۔ اسی وجہ سے اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ عیادت حقوق اسلام سے نہیں ہے یعنی جو مسلمان بیمار ہو خواہ اس سے کبھی ملاقات ہو یا نہیں اس کی عیادت مسنون نہیں بلکہ حقوق صحبت سے ہے کہ جس شخص سے ملاقات ہو اسکی عیادت مسنون ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (شرح سفر السعادت)

قریب المرگ کے احکام

جب کسی مریض پر علامات موت ظاہر ہونے لگیں تو مسنون یہ ہے کہ اسکا منہ قبلے کی طرف پھیر دیا جائے اور وہ مریض داہنے پہلو پر لٹا دیا جائے اور چت لٹانے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ اس طرح کہ پیر قبلہ کی طرف ہوں یہ سب صورتیں اس وقت مسنون ہیں کہ مریض کو تکلیف نہ ہو اگر اس کو تکلیف ہو تو جس طرح اس کو آرام ملتا ہو اسی طرح اسکو لیٹا رہنے دیں۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اس وقت مستحب ہے کہ کوئی شخص اس کے اعزا یا احباب وغیرہ میں سے اس کو تلقین کرے یعنی اس کے سامنے بآواز سے کلمہ طیبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا جائے تاکہ مریض اسکو سن کر خود بھی پڑھے اور اس بشارت کا مستحق ہو جائے جو صحیح احادیث میں وارد ہوئی ہے کہ جس

---

۱۵ اے اللہ اے تمام لوگوں کے پروردگار بیماری کو دور کر دے اور صحت عنایت فرما تو ہی صحت دینے والا ہے صحت وہی ہے جو تو عنایت فرمائے ایسی صحت دے کہ پھر کوئی بیماری باقی نہ رہے ۱۲ ۱۵ ترجمہ۔ اے اللہ شفا دے سعد کو اے اللہ صحت دے سعد کو اے اللہ صحت دے سعد کو ۱۲ ۱۵ ترجمہ
دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں اسکی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں ۱۲

آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا (بحر الرائق)

مگر مریض سے یہ نہ کہا جائے کہ تم بھی پڑھو مبادا کہ شدت مرض یا بدحواسی کے سبب سے اس کے منہ سے انکار نکل جائے سورۂ یٰسین کا ایسے مریض کے پاس پڑھنا مستحب ہے (رد المحتار)

اس آخری وقت میں نیک اور پرہیزگار لوگوں کا موجود ہونا بہتر ہے کہ انکی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ (فتاوی عالمگیری)

اس وقت مریض کے پاس کوئی خوشبودار چیز رکھ دینا یا آگ میں سلگا دینا مستحب ہے۔

پھر جب اس کی روح بدن سے مفارقت کر جائے تو اس کی آنکھیں نہایت نرمی اور آہستگی سے بند کر دی جائیں اور اس کا منہ کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا جائے اس طرح کہ وہ پٹی ٹھوڑی کے نیچے رکھی جائے اور سر پر لیجا کر اس کے دونوں کنارے باندھ دیئے ہیں اور اس کے اعضا سیدھے کر دیئے جائیں اور جوڑ نرم کر دیئے جائیں اس طرح کہ ہر جوڑ کو اس کے منتہی تک پہنچا کر کھینچ دیا جائے اور آنکھیں بند کرنیوالا آنکھ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَھِّلْ عَلَیْہِ مَا یَخَافُ وَاَسْعِدْہُ بِلِقَائِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِمَّا خَرَجَ عَنْہُ بعد ان سب مراتب کے اس کے غسل و تکفین اور نماز سے جس قدر جلد ممکن ہو فراغت کر کے دفن کر دیا جائے۔

غسل میت کے مسائل

میت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اگر کوئی میت بے غسل کے دفن کر دی جائے تو تمام وہ مسلمان جن کو اس کی خبر ہوگی گنہگار ہوں گے۔

اگر کسی میت کو بے غسل کے قبر میں رکھ دیا ہو مگر ابھی مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو اس کو قبر سے نکال کر غسل دیدینا ضروری ہے ہاں اگر مٹی پڑ چکی ہو تو پھر نہ نکالنا چاہیے (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی عضو میت کا خشک رہگیا ہو اور کفن پہنانے کے بعد یاد آئے تو کفن کھول کر اس عضو کو دھو دینا چاہیے ہاں اگر کوئی انگلی یا اس کے برابر کوئی حصہ جسم کا خشک رہ جائے اور بعد تکفین کے یاد آئے تو پھر اس کے دھونے کی ضرورت نہیں (بحر الرائق)

۱۵ اے اللہ آسان کر اس میت پر کام اسکا اور سہل کر اس پر وہ زمانہ جو اب آئیگا اور مشرف فرما اسکو اپنی دیدار سے اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے) ۱۲

ایک مرتبہ غسل دینا فرض ہے اور تین مرتبہ مسنون ہے۔

میت کے غسل کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو کسی ایسے تخت وغیرہ پر لٹا کر جو تین یا پانچ یا سات مرتبہ کسی خوشبودار چیز سے دھونی پا چکا ہو اس کے جسم عورت کو کسی کپڑے سے بند کر کے جو کپڑے[1] اس کے بدن میں ہوں وہ بہت جلد آسانی سے اتار لئے جائیں اور اس کو استنجا کرایا جائے اس طرح کہ نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر اس کے خاص حصے اور مشترک حصے کو دھودے بعد اس کے اُس میت کو وضو کرایا جائے اس وضو میں کلی نہ کرائی جائے گی اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے گا اس لئے کہ پھر منہ اور ناک سے پانی کا نکلنا دشوار ہوگا ہاں نہلانے والا اپنی انگلی میں کپڑا لپیٹ کر اس کے دانتوں کو اور ناک کے اندرونی حصہ کو صاف کردے صحیح یہ ہے کہ اس وضو میں سر کا مسح بھی کرایا جائیگا (بحر الرائق)

جب وضو سے فراغت ہو جائے تو اس کا سر اگر بال ہوں تو تل دیا جائے جس پانی سے سر ملا جائے اُس میں خطمی جوش کر لی جائے یا صابن ملا دیا جائے تاکہ میل اچھی طرح صاف ہو جائے غسل کے لئے گرم پانی بہتر ہے اس لئے کہ اُس سے میل خوب صاف ہوتا ہے۔ جب سر صاف ہو چکے تو میت کو بائیں پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے اس قدر کہ پانی تخت تک پہنچ جائے یہ ایک مرتبہ غسل ہوا پھر دوسرے مرتبہ اس کو داہنے پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیں پھر اس کو بٹھا کر اس کا پیٹ آہستہ آہستہ ملا جائے تاکہ آلائش نکل جائے اور وہ دھو دی جائے بعد اُس کے پھر اس کو بائیں پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے یہ تیسرا مرتبہ ہوا۔ پہلے مرتبہ خالص پانی سے غسل دیا جائے دوسرے مرتبہ اس پانی سے جس میں بیر کی پتی یا خطمی جوش کی گئی ہو۔ تیسرے مرتبہ اس پانی سے جس میں کافور ملا ہو۔ جب غسل سے فراغت ہو جائے تو میت کا بدن کسی کپڑے سے خشک کر لیا جائے تاکہ بدن کی تری سے کفن نہ خراب ہو۔ بعد اس کے زعفران اور ورس[2] کے سوا اور کوئی خوشبو اس کے سر اور ڈاڑھی میں لگا دی جائے اس کی پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک اور گھٹنوں پر کافور مل دیا جائے میت کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے اور ناخن

---

[1] کپڑے اتار لینے میں یہ مصلحت ہے کہ کپڑوں کی گرمی سے نعش کے خراب ہو جانیکا خوف ہوتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے کپڑے نہیں اتارے گئے بلکہ آپ کو کپڑوں کے ساتھ غسل دیا گیا یہ آپ ہی کے ساتھ خاص تھا آپ کے جسم اقدس میں کسی خرابی کا معاذ اللہ خوف نہ تھا۔ ابوداؤد میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے اتار کر غسل دینے میں صحابہ کا اختلاف ہوا تب گھر کے ایک گوشہ سے آواز آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں کے ساتھ غسل دو آپ کے جسم اطہر سے کپڑے نہ اتارو ۱۲

[2] ورس ایک زرد گھاس ہے بلاد عرب میں پیدا ہوتی ہے پتی اس کی کنجد کی پتی سے مشابہ ہوتی ہے اس کے کپڑے رنگے جاتے ہیں رنگ اس کا سرخی اور زردی کے درمیان میں ہوتا ہے ۱۲ قسطلانی

یا بال اس کے نہ کاٹے جائیں مونچھیں نہ کتری جائیں ہاں اگر کوئی ناخن ٹوٹ جائے تو اس کے علیحدہ کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (بحر الرائق)

میت کے نہلانے کی اجرت لینا جائز نہیں اس لئے کہ میت کا نہلانا خدا کی طرف سے فرض ہے پھر اس پر اجرت کیسی ہاں اگر کئی شخص نہلانے والے وہاں موجود ہوں تو پھر جائز ہے اس لئے کہ ایسی صورت میں کسی خاص شخص پر اس کا نہلانا فرض نہیں (درمختار وغیرہ)

نہلانے والا ایسا شخص ہونا چاہئے کہ جس کو میت کا دیکھنا جائز ہو عورت کو دادر مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہیں ہاں منکوحہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اس لئے کہ وہ عدت کے زمانہ تک اس کے نکاح میں سمجھی جائے گی بخلاف شوہر کے کہ وہ عورت کے مرتے ہی اس کے نکاح سے علیحدہ سمجھا جائیگا اور اس کو اس عورت کا غسل دینا جائز نہ ہوگا۔

اگر کوئی عورت ایسی جگہ مرجائے جہاں کوئی عورت نہ ہو جو اس کو غسل دے تو اگر کوئی مرد اسکا محرم موجود ہو تو وہ اس کو تیمم کرادے اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو غیر محرم اپنے ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر اس کو تیمم کرادے ہاں لونڈی کو اجنبی بھی بے کپڑا لپیٹے ہوئے تیمم کرا سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی مرد ایسی جگہ مرجائے جہاں کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو تو اس کو محرم عورت بے کپڑا لپیٹے ہوئے اور غیر محرم ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر تیمم کرادے۔

نابالغ لڑکے اور لڑکی کو عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا کوئی عزیز ہو اور اگر عزیز نہ نہلانا جانتا ہو تو کوئی متقی پرہیزگار آدمی اس کو غسل دے۔

اگر کوئی کافر یا جنبی آدمی یا وہ شخص جسے میت کا دیکھنا جائز نہ تھا میت کو غسل دے تب بھی غسل صحیح ہو جائے گا اگرچہ مکروہ ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

بہتر یہ ہے کہ جس جگہ میت کو غسل دیا جائے وہاں غسل دینے والے اور اس شخص کے جو اسکا شریک ہو کوئی دوسرا شخص نہ جائے اور غسل دینے والا اگر اس میں کوئی عمدہ بات دیکھے تو لوگوں سے بیان کردے اور اگر کوئی بری حالت دیکھے تو کسی پر ظاہر نہ کرے ہاں اگر میت کوئی مشہور شخص ہو اور اس میں کوئی بری بات دیکھے تو ظاہر کردے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور اس بدعت سے [illegible]

سے باز رہیں۔ (بحرالرائق۔ عالمگیری وغیرہ)

اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مرگیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اُس کا غسل دینا فرض ہے، پانی میں ڈوبنا غسل کے لئے کافی نہ ہوگا اس لئے کہ میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی انکا فعل نہیں ہوا ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دیدی جائے تو غسل ہو جائے گا اسی طرح اگر میت کے اوپر مینھ کا پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی بہہ جائے تب بھی اس کا غسل دینا فرض رہے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں۔ بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ)

اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائیگا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائیگا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہو بلکہ نصف ہو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائیگا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائیگا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔

(بحرالرائق۔ ردالمحتار)

اگر کوئی لڑکا پیدا ہوتے ہی مرجائے اس کا غسل دینا بھی فرض ہے اور اگر مرا ہوا پیدا ہو خواہ اس کے سب اعضا بن چکے ہوں یا نہیں تو بہتر یہی ہے کہ اس کو بھی غسل دیا جائے (بحرالرائق وغیرہ)

اگر کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دارالاسلام میں یہ واقعہ ہوا ہو تو اس کو غسل دیا جائیگا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

اگر مسلمان کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائیگا اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کرلی جائیں اور صرف انھیں کو غسل دیا جائے۔ کافروں کی نعش کو غسل نہ دیا جائے۔

اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مرجائے تو اس کی نعش اس کے کسی ہم مذہب کو دیدیجائے اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجۂ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا حتی کہ اگر کوئی شخص اس کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست

نہ ہو گی (درمختار وغیرہ)

باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مُردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔

مرتد اگر مرجائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہل مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دینا چاہیے۔

جب میت کو غسل دے چکیں اور اس کی تری کپڑے سے پونچھ کر دور کر دیں تو اس کو کفن پہنایا جائے۔

کفن کے مسائل

میت کو کفن دینا مثل غسل کے فرض کفایہ ہے۔ (بحر الرائق۔ رد المحتار)

مرد کے کفن میں تین کپڑے مسنون ہیں تہ بند[1]۔ کفنی[2]۔ چادر[3]۔ اور عمامہ مکروہ ہے (بحر الرائق وغیرہ)

عورت کے کفن میں پانچ کپڑے مسنون ہیں تہ بند[4]۔ کفنی[5]۔ دوپٹہ[6]۔ سینہ بند[7]۔ چادر[8]۔ اگر مرد کے کفن میں صرف تہ بند اور چادر پر اکتفا کی جائے یا عورت کے کفن میں صرف کفنی اور تہ بند یا صرف دو تہ بندوں پر اکتفا کی جائے تب بھی جائز ہے۔ اور اگر اس قدر کفن بھی ممکن نہ ہو تو جسقدر ہو سکے مگر کم سے کم اس قدر کپڑا ضروری ہے جو پورے بدن کو چھپالے اگر اس قدر بھی نہ ہو تو لوگوں سے مانگ کر پورا کیا جائے یہ بھی نہ ہو سکے تو جس قدر جسم کھلا رہ گیا ہو گھانس وغیرہ سے چھپا دیا جائے۔

قبل اس کے کہ میت کو کفن پہنایا جائے کفن میں تین مرتبہ کسی خوشبودار چیز کی دھونی دیدینا مستحب ہے۔ (بحر الرائق)

مرد کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھا دی جائے اور اس

---

[1] تہ بند کو عربی میں ازار اور کفنی کو قمیص اور چادر کو رداء کہتے ہیں ازار اور لفافہ دونوں چادر کو کہتے ہیں یہ چادریں سر سے پیر تک ہوتی ہیں اور لفافہ کی چادر ازار سے کچھ تھوڑی بڑی ہوتی ہے اور قمیص ایک قسم کا کرتہ ہے جو گردن سے لیکر پیر تک ہوتا ہے مگر اس کے دامنوں میں چاک نہیں ہوتا۔ (ہدایہ) [2] [3] تہ بند اور چادر اور کفنی کی وہی حد ہے جو مرد کے کفن میں بیان ہو چکی ہے رہا دوپٹہ اور سینہ بند دو پٹہ تین گز کا ہوتا ہے جو سر سے لیکر منہ پر ڈال دیا جاتا ہے لپیٹا نہیں جاتا اور سینہ بند سینے سے (بقیہ ص ۱۹۰ پر)

اور بہتر تہ بند بچھا دیا جائے اور میت کو کفنی پہنا کر تہہ بند پر لٹا دیں اور پہلے تہ بند لپیٹ دیں اس طرح کہ پہلے بایاں جانب اسکا میت کے بدن پر رکھیں اس کے بعد داہنا تاکہ داہنا جانب بائیں کے اوپر رہے اور اوپر سے بعد اس کے پھر چادر کو اسی طرح لپیٹ دیں تاکہ داہنا جانب بائیں کے اوپر رہے۔

عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھا کر اس کے اوپر تہ بند بچھا دیں اور عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بالوں کے دو حصے کر کے ایک حصہ گردن کے پیچھے سے داہنے جانب لا کر اور دوسرا گردن کے پیچھے سے بائیں لا کر سینے پر رکھ دیں کفنی کے اوپر بعد اس کے دوپٹہ اس کے سر سے لیکر منہ تک ڈال دیں بعد اس کے تہ بند پر اس کو لٹا دیں اور مثل سابق پہلے تہ بند کو لپیٹ دیں اس کے بعد چادر کو ان سب کے بعد سینہ بند کو لپیٹ دیں اگر ہوا وغیرہ سے کفن کے کھل جانے کا خوف ہوتا ہو اس کو کسی چیز سے باندھ دیں (درمختار وغیرہ)

بالغ اور نابالغ محرم اور حلال سب کا کفن یکساں ہوتا ہے۔

جو لڑکا مرا ہوا پیدا ہو یا حمل ساقط ہو جائے اس کے لئے صرف کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے کفن مسنون کی کوئی ضرورت نہیں (رد المحتار وغیرہ)

اسی طرح اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے اس کو بھی کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو پھر کفن مسنون دینا چاہیے۔ (رد المحتار وغیرہ)

کسی انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہیے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے

کفن انھیں کپڑوں کا ہونا چاہیے جن کا پہننا زندگی کی حالت میں جائز تھا مرد کے لئے خالص ریشمی یا زعفران یا کسم کے رنگے ہوئے کپڑے کا کفن نہ دیا جائے ہاں عورتوں کو اس قسم کا کفن دیا جا سکتا ہے اس لئے کہ ان کو حالت زندگی میں ایسے کپڑوں کا پہننا جائز تھا کفن کا گراں قیمت کا بنانا مکروہ ہے اور بہت برے کپڑے کا بھی نہ ہونا چاہیے بلکہ ایسے کپڑوں کا جن کو میت اپنی زندگی

(بقیہ صفحہ ۱۸۹) لیکر پاؤں تک ہوتا ہے (قاضی خاں) ۱۲ منہ اسی وجہ سے جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور ان کے پاس صرف ایک چادر تھی کہ اگر اس سے انکا سر چھپایا جاتا تھا تو پیر کھل جاتے تھے اور اگر پیر بند کئے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے سر کو تو چادر سے بند کر دو اور پیر کو اذخر سے۔ اذخر ایک قسم کی گھاس ہے

کی حالت میں جمعہ اور عیدین میں پہنتا ہو اور عورت کے لئے ایسے کپڑے کا جس کو وہ اپنے باپ کے پاس پہن کر جاتی ہو کفن سپید رنگ کے کپڑے کا بہتر ہے پرانے اور نئے کی کچھ تخصیص نہیں

میت کا کفن اس شخص کو بنانا چاہیئے جو حالت حیات میں اس کی کفالت کرتا تھا خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو یا نہیں جیسے عورت کا کفن اس کے شوہر کے ذمے ہے خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مری ہو یا نہیں اور خواہ شوہر امیر ہو یا غریب اسی طرح غلام کا کفن اس کے آقا کے ذمے ہے خلاصہ یہ کہ جن لوگوں کا کھانا اور کپڑا زندگی میں جس شخص کے ذمے تھا ہوگا اسی شخص کے ذمے بعد مرنے کے ان لوگوں کا کفن بھی ہوگا (بحر الرائق)

اور اگر ایسا کوئی شخص نہو جس پر حالت حیات میں اس کی کفالت ضروری تھی اور وہ میت کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو تو اس کا کفن اس مال سے بنایا جائے ورنہ بیت المال سے اگر بیت المال نہو جیسا ہمارے زمانے میں ہندوستان میں نہیں ہے تو مسلمانوں سے چندہ لیکر اس کا کفن بنا دیا جائے کافر اگر مر جائے تو اس کا کفن مسنون طریقے سے نہ دیا جائیگا بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ دیا جائیگا اور مرتد کو بالکل کفن نہ دیا جائیگا نہ مسنون نہ غیر مسنون۔

جب میت کو کفن پہنا چکیں تو اس کی نماز پڑھیں اور اس کے تمام اعزا و احباب و اہل محلہ کو خبر کر دیں تاکہ وہ لوگ بھی اس کے حق سے ادا ہو جائیں اور نماز میں اگر شریک ہو لیں۔

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے منکر اس کا کافر ہے۔

نماز جنازہ درحقیقت اس میت کے لئے دعا ہے ارحم الراحمین سے۔

نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کے لئے ہم اوپر لکھ چکے ہیں ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم ہو جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں (درالمختار)

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں ایک وہ جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لئے اوپر بیان ہو چکیں۔ طہارت۔ ستر عورت۔ استقبال

قبلہ۔ نیت ہاں وقت اس کے لئے شرط نہیں۔ اور اس کے لئے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہی مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کر لے بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا بھی خوف ہو تو تیمم جائز نہیں۔

آج کل جنازے کی نماز پڑھنے والے جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھتے ہیں ان کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتا پیر سے نکالدیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کو میت سے تعلق ہے۔

(۱) میت کا مسلمان ہونا کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے سوا ان لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں۔ اگر بعد لڑائی کے یا اپنی موت سے مرجائیں تو پھر انکی نماز پڑھی جائیگی جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اسکی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی ان لوگوں کی نماز جرأ نہیں پڑھی جاتی صحیح یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی جان خودکشی کرکے دی ہو اس کی نماز پڑھنا درست ہے جس لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائیگا۔ اور اسکی نماز پڑھی جائیگی میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مرگیا ہو مرا ہوا لڑکا اگر پیدا ہو تو اسکی نماز درست نہیں (درالمختار) (۲) میت کا بدن اور کفن نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اسکا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہے (درالمختار) اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو یعنی اسکو غسل نہ دیا گیا ہو یا درصورت ناممکن ہونے غسل کے تیمم نہ کرایا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں ہاں اگر اس کا طاہر کرنا ممکن نہ ہو مثلاً غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اسکی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے خیال آئے کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا تو اس کی نماز دوبارہ اسکی قبر پر پڑھی جائے اس لئے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں ہے لہٰذا نماز ہو جائے گی۔ اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے جبتک کہ اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو جب خیال ہو کہ ا

Marfat.com

نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے۔ (درمختار و ردالمحتار) میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں (ردالمحتار، فتاویٰ عالمگیریہ) (۲) میت کے جسم عورت کا پوشیدہ ہونا اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز درست نہیں (۴) میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز نہ ہوگی (۵) میت کا یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) (۶) میت کا وہاں موجود ہونا اگر میت وہاں نہ موجود ہو تو نماز نہ صحیح ہوگی۔

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قایم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض اور واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر کے ان کا بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں اسی طرح یہاں بھی قیام فرض ہے اور بے عذر اس کا ترک جائز نہیں۔ عذر کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ رکوع سجدے قعدے وغیرہ اس نماز میں نہیں

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا (۳) میت کے لئے دعا کرنا۔

جماعت جیسا کہ اور نمازوں کے لئے شرط نہیں ہے ویسا ہی یہاں بھی شرط نہیں ہے۔ اگر

ف یہ مذہب حنفیہ اور مالکیہ کا ہے امام احمد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک میت کا وہاں موجود ہونا شرط نہیں ان کے نزدیک غائب پر بھی نماز جنازہ درست ہے وہ اپنے استدلال میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ جب نجاشی بادشاہ حبش کا انتقال فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے مدینہ میں ان پر نماز پڑھی حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اس پر دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے اور واقعی یہ بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینوں کے جنازہ کی نماز نہ پڑھتے تھے کیا دوسرے کو بھی ایسا کرنے کا اختیار ہے۔ دوسرا جواب حنفیہ اور مالکیہ کا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر کر دیا گیا ہو خدا کی قدرت سے صحیح ابن حبان میں ایک حدیث بھی مل گئی ہے جس سے یہ جواب بہت قوی ہو گیا اس حدیث کو علامہ زیلعی نے نصب الرایہ میں نقل کیا ہے عمران بن حصین سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے ان پر نماز پڑھو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور صحابہ بھی آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہوئے صحابہ کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت صلعم کے سامنے ہے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نجاشی کا جنازہ حاضر کر دیا گیا تھا اور صحابہ نے بھی اس کو دیکھا اس کے علاوہ اگر نماز جنازہ غائب پر درست ہوتی تو ان صحابہ میں جو آنحضرت صلعم کے ساتھ شہید ہوئے اور حضرت جبرئیل نے آپ کو خبر دی تو آپ ان پر بھی نماز پڑھتے اس لئے کہ وہ تو آپ کو نہایت محبوب تھے۔ واللہ اعلم ۱۲

ایک شخص بھی جنازہ کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا خواہ وہ عورت ہو یا مرد بالغ ہو یا نابالغ (ردالمحتار) ہاں یہاں جماعت کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے کہ یہ دعا ہے میت کے لئے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہ الٰہی میں کسی چیز کے لئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔ نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے محاذی کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَدُعَاءً لِلْمَیِّتِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کے ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ اس کو پڑھ کر پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اس تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں اگر بالغ ہو تو یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ

---

۱ اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور مردوں کو اور ان کو جو حاضر ہیں اور ان کو جو غائب ہیں اور ہمارے چھوٹوں بڑوں کو اور مردوں اور عورتوں کو اے اللہ جس کو زندہ رکھے تو ہم میں سے اس کو زندہ رکھ اسلام پر اور جس کو موت دے اس کو موت دے ایمان پر ۱۲ ۲ اے اللہ بخش دے اس میت کو اور رحم فرما اس پر اور معاف فرما دے اسکی سب خطائیں اور عزت سامان کر اس کے اترنے کا اور کشادہ کر دے اسکی قبر کو اور غسل دے اسکو پانی سے اور برف سے اور اولے سے اور صاف کر اس کو گناہوں سے جیسے سفید رنگ کا کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور دنیا کے گھر کے عوض میں اسکو اس سے اچھا گھر عنایت فرما اور اس کے اعزہ سے بہتر کر وہاں کے لوگوں کو اور اس کی بی بی سے بہتر بی بی اس کو مرحمت فرما اور اس کو بہشت بریں میں داخل فرما اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اس کو نجات دے ۱۲

اس حدیث میں پانی اور برف اور اولے سے غسل دینے کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ اس کو انواع و اقسام کی طہارتوں سے طاہر فرما تا کہ پھر کسی قسم کا گناہ اس کا باقی نہ رہے ۱۲

Marfat.com

وابدِلہُ دَارًا خَیرًا مِن دَارِہٖ وَاَھلًا خَیرًا مِن اَھلِہٖ وَزَوجًا خَیرًا مِن زَوجِہٖ وَاَدخِلہُ الجَنَّۃَ وَاَعِذہُ مِن عَذَابِ القَبرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔ اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بلکہ شامی نے رد المحتار میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے ان دونوں دعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان کو ہمارے فقہاء نے بھی نقل کیا ہے جس دعا کو چاہے اختیار کرے۔ اور اگر میت نابالغ ہے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجعَلہُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰھُمَّ اجعَلہُ لَنَا ذُخرًا اَللّٰھُمَّ اجعَلہُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا جب دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں۔ اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرأت وغیرہ نہیں ہے ہاں اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد اس نیت سے پڑھے کہ اس میں حق تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے تو کچھ مضائقہ نہیں (رد المحتار)

نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور اسلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثنا اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔

جنازے کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری میں دو۔ اور تیسری میں ایک۔ (رد المحتار)

جنازے کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازے کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذاۃ سے اس میں فساد نہیں آتا۔

جنازے کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنجوقتی نمازوں یا جمعہ عیدین کی نماز کے

لہ ای اللہ اس بچے کو ہمارے لئے فرط کر دے اور اس کو ہمارے لئے ذخیرہ بنا دے اے اللہ اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والا بنا دے اور اس کی سفارش قبول فرما۔ فرط اس جماعت کو کہتے ہیں جو قافلے سے پہلی منزل پر پہنچ کر آسائش کا سامان مہیا کر دیتے ہیں مقصود یہ ہے کہ اسکی سفارش ہمارے حق میں قبول فرما اور اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے کی اجازت دے ۱۲ منہ اس کے مستحب ہونے کی یہ وجہ ہے کہ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس میت پر تین صفیں نماز پڑھ لیں وہ بخشدیا جاتا ہے ۱۲ (ابوداؤد)

لئے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہاں جو مسجد خاص جنازے کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں (رد المختار۔ درمختار۔ بحرالرائق وغیرہ)

میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔

(درمختار۔ بحرالرائق وغیرہ)

جنازے کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں بشرطیکہ کوئی عذر نہو۔

(درمختار وغیرہ)

اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہیئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے خواہ اس طرح کہ ایک کے آگے ایک رکھدیا جائے کہ ہر ایک کے سر کے پاس دوسرے کے پیر ہوں خواہ اس طرح کہ ایک جنازے کے سامنے دوسرا جنازہ رکھدیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور خواہ اس طرح کہ ہر ایک کا سر دوسرے کے شانے کے محاذی ہو ان سب صورتوں میں دوسری صورت بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے محاذی ہو جائیگا جو مسنون ہے اور باقی صورتوں میں امام کو اختیار ہے کہ جس جنازے کے سامنے چاہے کھڑا ہو مگر بہتر یہ ہے کہ جو شخص سب میں بزرگ ہو اس کے جنازے کے سامنے کھڑا ہو۔ (درمختار۔ رد المحتار وغیرہ)

اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے ان کے بعد مخنثوں کے ان کے بعد بالغہ عورتوں کے ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہیں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا اور اس کو چاہیئے کہ فوراً آتے ہوئے مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہکر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہو گی پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیریں

Marfat.com

ادا کرلے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جائے گا اور اس کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ کر شریک ہو جائے اور بعد ختم نماز کے اپنی گئی ہوئی تین تکبیروں کا اعادہ کرلے۔

اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا اور کسی تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کے لئے مستعد تھا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز ہو جانا چاہئے امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہئے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمہ ہوگا بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی پیٹھ ہو (بحر الرائق وغیرہ)

جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جنازہ اٹھ جائے گا تو دعا نہ پڑھے۔

جنازے کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کا ہے (بحر الرائق)

جنازے کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہ وقت کو ہے بشرطیکہ مسلمان ہو گو تقویٰ اور ورع میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں اگر بادشاہ وقت وہاں نہ ہو تو اسکا نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے گو ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر وہ بھی نہ ہو تو امام کا نائب ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا جائز نہیں انہیں کا امام بنانا واجب ہے

ہ یہ مذہب قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ان کے نزدیک نماز جنازہ بھی جس وقت کوئی شخص پہنچے اس کو فوراً شریک ہو جانا چاہئے اور اس تکبیر کے حق میں وہ مسبوق نہ ہوگا اور امام صاحب اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک جو شخص پہلی تکبیر کے وقت حاضر نہ تھا اس کے لئے وہ نماز میں شریک ہی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ جنازہ کی نماز [illegible] لیکن اس مسئلہ میں امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہے اگرچہ بعض علماء نے اس مسئلہ میں بھی امام صاحب [illegible] اور بعض نے [illegible] بہت صاف لکھا ہے صاحب بحر الرائق نے اس مقام کو [illegible] جو مسئلے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی شامی سے دور ہو جاتے ہیں واللہ اعلم ۱۲ منہ اسی وجہ سے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سعید بن عاص کو جو حاکم مدینہ تھے امام بنایا اگرچہ وہ ورع اور [illegible] سعید سے بدرجہا افضل تھے چنانچہ خود بھی انھوں نے سعید سے فرمایا کہ اگر [illegible] ہوتا میں ہرگز تم کو امام نہ بناتا ۱۲

اگر یہ لوگ کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزا میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو ورنہ میت کے وہ اعزا جن کو حق ولایت[۵] حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جسکو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتیٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔

اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھادی ہو تو بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادے کا اختیار نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہونے بادشاہِ وقت وغیرہ کے نماز پڑھے تب بھی بادشاہِ وقت کو اعادے کا اختیار نہ ہوگا گو ایسی حالت میں بادشاہ وقت کے امام نہ بننے سے ترک واجب کا گناہ اولیائے میت پر ہوگا۔ (رد المحتار)

حاصل یہ کہ ایک جنازے کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولی میت کو بشرطیکہ اس کی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھادی ہو۔

دفن کے مسائل

میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔

جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لئے جہاں قبر کھدی ہو لیجانا چاہیے۔ اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کو دست بدست لیجائیں یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے اسی طرح بدلتے ہوئے لیجائیں اور اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لیجائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے میت چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر شانوں پر رکھنا چاہیے مثل مال اسباب کے شانوں لادنا مکروہ

[۵] وہ اعزا میت کے جنکو حق ولایت حاصل ہے کتاب الزکاح میں بیان کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲

اسی طرح اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لیجانا بھی مکروہ ہے۔

میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر اور کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے پچھلا داہنا پایا داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے اس کے بعد اگلا بایاں پایا اپنے شانے پر رکھ کر پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس[1] قدم ہو جائیں۔ جنازے کا تیز قدم لیجانا مسنون ہے مگر نہ اسقدر کہ نعش حرکت و اضطراب ہونے لگے (رد المحتار)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائیں ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں (رد المحتار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں اُن کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہو جانا[2] چاہیے (رد المحتار۔ در المختار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگرچہ جنازہ کے آگے چلنا بھی جائز ہے ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

جنازہ کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔

جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا[3] یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے (در مختار وغیرہ)

میت کی قبر کم سے کم اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو اور بغلی[4] قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے

---

[1] حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص جنازے کو اٹھا کر چالیس قدم چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں (شامی اور زیلعی) [2] کتب احادیث میں مروی ہے کہ پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے مگر اخیر میں آپ نے اس کو ترک کر دیا اور فعل منسوخ ہو گیا (صحیح مسلم وغیرہ) [3] حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ برا جانتے تھے اس کو کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہوں وہ بلند آواز سے کہیں کہ اللہ تمہاری میت کو بخشے یہ روایت نقل کر کے علامہ شامی رد المحتار میں لکھتے ہیں کہ جب بلند آواز سے دعا اور ذکر کرنا برا ہے تو میت کے ہمراہ گھسٹا کیا حال ہوگا جو آجکل ہمارے ہندوستان میں رائج ہے [4] لحد بغلی قبر کہتے ہیں کہ قبر کھودی جائے اور بعد اسکے قبلے کی جانب ایک گڑھا اور کھودا جائے جس میں میت رکھی جائے اور صندوقی کا یہ طریقہ ہے کہ بیچ میں گڑھا کھودا جائے اور اس میں میت رکھی جائے

بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلے کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔ قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون[ص] نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبر میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔ (رد المحتار)

قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہنا مستحب ہے۔

میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے (رد المحتار)

قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

بعد اس کے کچی کوٹھیوں[ص] یا نرکل سے اس کو بند کر دیں پختہ کوٹھیوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ کوٹھیوں یا لکڑی کے تختے رکھ دینا بھی جائز ہے (درمختار وغیرہ)

عورت اور مخنث کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے (رد المحتار)

مردوں کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا نہ چاہیے ہاں اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اسپر ڈالدیں[ص]

ص: مذہب حنفیہ کا ہے شافعیہ کے نزدیک میت قبر کے پائنتی رکھی جائے اور سر اٹھا کر کھینچتے ہوئے قبر لیجا کر رکھدیں ۱۲ ص: یہ مذہب حنفیہ کا ہے شافعیہ کے نزدیک طاق عدد مسنون ہے ۱۲ ص: قبلہ رو کر دینے کو درمختار وغیرہ نے واجب لکھا ہے اسوجہ سے کہ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسکا حکم فرمایا مگر علامہ شامی نے لکھا ہے کہ یہ مضمون کسی حدیث میں علماء کو نہیں ملا پھر انھوں نے تحفہ سے جو فقہ شافعی کی کتاب ہے اسکا مسنون ہونا اور انکا دلیلوں بھی اسکے مسنون ہونیکی طرف انکی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے ہمنے بھی اسکو مسنون لکھا ہے واللہ اعلم

ص: کوٹھی ایک قسم کی اینٹ کو کہتے ہیں یہ اینٹ عمارت کی معمولی اینٹوں سے زیادہ لمبی ہوتی ہے ۱۲

زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے بشرطیکہ بہت زیادہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو جائے اگر اس سے کم رہے تو پھر مکروہ نہیں (ردالمحتار)

قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈالدے اور پہلے مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ اور دوسری مرتبہ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ (ردالمحتار)

بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا[ع] اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

بعد مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑک دینا[ع] مستحب ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن کرنا نہ چاہئے اس لئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے (درمختار وغیرہ)

قبر کا مربع[ع] بنانا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہئے۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند[ع] کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

قبر پختہ[ع] کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

ع یہ قرآن مجید کی آیت ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اسی (زمین) سے ہم نے تمکو پیدا کیا اور اسی میں لیجائیں گے ہم تمکو اور اسی سے پھر دوبارہ تم کو نکالیں گے ۱۲ ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فراغت پاتے تو تھوڑی دیر اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو اور اللہ سے سوال کرو کہ اسکو ایمان پر قائم رکھے اسلئے کہ اسوقت اس سے سوال ہو رہا ہے (ابوداؤد) ۱۲

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا تھا اور بھی بعض صحابہ کی قبروں پر پانی چھڑکنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے ۱۲ ل ع یہ مذہب ضعیف کا ہے امام شافعی رح کے نزدیک مربع بنانا بہتر ہے کما حققہ ۱۲ ص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کو مربع نہیں بیان کیا گیا بلکہ کوہان شتر کے ۱۲ ص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ جو قبر بلند دیکھو اس کو زمین کے برابر کردو (ترمذی) اور بھی یہ مضمون متعدد صحابہ سے منقول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبر بھی بلند نہیں ہے۔ ص مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں پر چونا گچ کرنے سے اور ان پر لکھنے سے اور ان پر عمارت بنانے سے اور مٹی لگانے سے مضامین اس حدیث کے ان تمام کتابوں میں کچھ کسی میں کچھ کسی میں مروی ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں جہاں صاحب سفر السعادۃ نے ان امور کی ممانعت لکھی ہے فرماتے ہیں کہ جو کچھ مصنف نے ذکر کیا ہے سب حق ہے اور صحیح احادیث میں یہ مضامین وارد ہوئے ہیں اور نبی صلعم اور خلفائے راشدین اور صحابہ رض کے زمانہ میں یہی طریقہ تھا (بقیہ صفحہ اگلے پر)

بعد دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت[۵] مثل گنبد یا قبے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو[۵] ورنہ جائز نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ)

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتی کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں اس لئے اس کے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں بعض علماء[۵] نے ان اقسام کے جمع کرنے

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۰۱) اگر اخیر زمانہ میں لوگوں نے اس مصلحت سے کہ مشائخ اور علماء کی قدر و منزلت لوگوں کی نظروں میں رہے بزرگوں کی قبریں پر تکلفات شروع کر دیئے خصوصاً ہندوستان میں کفار کے مرغوب کرنے کی مصلحت بھی مدنظر تھی مگر اصل یہ ہے کہ جب صحیح احادیث میں ان چیزوں کی صاف ممانعت آچکی اور اس کی کوئی علت خاص نہ بیان کی گئی نہ معلوم ہوتی ہے تو پھر ان کے مقابلے میں یہ مصلحتیں کیا کام دے سکتی ہیں اخیر میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھ دیا کہ اگر جہال و عوام کوئی بات کریں تو یقین ہے کہ بزرگوں کی روح اس سے ہرگز خوش نہ ہوگی ان بزرگوں کی دیانت اور کمال اس کو مقتضی ہے واللہ اعلم ۱۲

[۵] جو احادیث کراہت پر کے حاشیہ میں نقل کی گئیں ان سے قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت ظاہر ہو رہی ہے ۱۲

[۵] اگرچہ اس حدیث سابق سے لکھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کو آپ نے دفن کیا تھا تو ایک پتھر ان کی قبر پر اپنے رکھدیا اور فرمایا کہ یہ اس لئے تاکہ اس قبر کی پہچان رہے اور میں اپنے اعزا کو اس کے قریب دفن کروں پھر آپ نے اپنے فرزند عزیز حضرت ابراہیم کو وہیں دفن کیا لہٰذا معلوم ہوا کہ قبر پر علامت بنانا جائز ہے مگر ضرورت کے وقت اور وہ حدیث جس میں لکھنے کی ممانعت ہے اس وقت کے لئے ہے جب ضرورت نہ ہو ۱۲ [۵] علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ لکھا ہے ابواب السعادۃ فی اسباب الشہادۃ اس میں شہید کے وہ تمام اقسام جمع کئے ہیں جنکی نسبت احادیث وارد ہوئی ہیں (۱) منجملہ ان کے وہ شخص ہے جو جہاد میں مارا جائے اور یہ اعلیٰ درجہ کا شہید ہے اور شہید کے لفظ سے اکثر یہی قسم مراد ہوتی ہے (۲) جو مرض طاعون میں مرے یا زمانہ طاعون میں کسی اور مرض سے مرجائے (۳) وہ شخص جو پیٹ کی بیماری میں مرے مثلاً دستوں کے سبب سے یا درد شکم استسقاء وغیرہ سے یا عورت نفاس وغیرہ کی خرابیوں سے (۴) جو ڈوب کر مرے (۵) ذات الجنب سے جو شخص مرے (۶) جو شخص جمعے کے دن یا اس کی رات میں مرے (۷) جو شخص جل کر مرے (۸) جو شخص گر کر مرے (۹) جو شخص شہادت کی تمنا دل میں رکھتا ہو مگر کسی وجہ سے اتفاق نہ ہو۔ (۱۰) مرض سل میں جسکا انتقال ہو (۱۱) حالت سفر میں جسکی جان نکلے (۱۲) بخار کے مرض میں جو انتقال کرے (۱۳) سانپ کے کاٹنے سے جسکا انتقال ہو (۱۴) اپنے مال یا اولاد کی حفاظت میں مقتول ہو یا بیگناہ قید کیا گیا ہو اور جیل میں اسکا انتقال ہو جائے (۱۵) کسی پر عاشق ہو (بقیہ صفحہ ۲۰۳ پر)

Marfat.com

کے لئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں مگر یہاں ہم کو شہید کے جو احکام بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جس میں یہ چند شرطیں پائی جائیں۔

(۱) مسلمان ہونا غیر اہل اسلام کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی۔

(۲) مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا۔ جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کے لئے شہادت کے وہ احکام جن کا ہم ذکر آگے کریں گے ثابت نہ ہوں گے

(۳) حدث اکبر سے پاک ہونا۔ کوئی شخص حالت جنابت یا حیض و نفاس میں شہید ہو جائے تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہوں گے۔

(۴) بیگناہ مقتول ہونا۔ اگر کوئی شخص بے گناہ نہ مقتول ہوا ہو بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یوں ہی مر گیا ہو تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہونگے

(۵) اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ[۵] سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعۂ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہوں گے اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکۂ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلۂ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتیٰ کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہوں بلکہ اگر وہ سبب قتل ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہو جائیں تب بھی شہید کے احکام

(بقیہ صفحہ ۲۰۲) اور اسی حالت میں مر جائے بشرطیکہ کوئی امر خلاف مروت اس سے صادر نہ ہو۔ حالت طلب علم میں جو شخص مر جائے۔ جو شخص روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے

[۴] نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک برگزیدہ صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں شہید ہوئے تھے ان کو فرشتوں نے غسل دیا تھا ان کا قصہ صحیح احادیث میں مذکور ہے ۱۲

[۵] آلۂ جارحہ سے مراد وہ آلہ ہے جس میں کاٹنے کی قوت ہو جیسے تلوار۔ چاقو۔ چھری۔ یا اور کوئی ہتھیار جو خواہ لوہے کی ہو یا نہ ہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی بانس کے ٹکڑے یا ناخنوں کی نوک سے ذبح کر ڈالا جائے اس پر بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے

جاری ہو جائیں گے۔ مثال (۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا اس جانور کو حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگا دی جس سے کوئی جل کر مر گیا (بحر الرائق وغیرہ)

(۶) اس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص اگر مالی عوض مقرر ہو گا تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

مثال (۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلۂ جارحہ سے قتل کر دے (۲) کوئی مسلمان کسی کو آلۂ جارحہ سے قتل کرے مگر خطاءً مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوا معرکۂ جنگ کے مقتول پایا جاوے اور کوئی قاتل اُس کا معلوم نہ ہو۔ ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداءً کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کی سبب سے قصاص معاف ہو کر اُس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے

مثال (۱) کسی حربی کافر نے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو مگر اس مسلمان کے وارثوں سے اور اس کافر سے کچھ مال کے عوض میں صلح ہو گئی ہو تو اس صورت میں چونکہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداءً میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے (۲) کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلۂ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداءً قصاص ہی واجب ہوا تھا مال ابتداءً نہیں واجب ہوا بلکہ باپ کے احترام و عظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہے لہذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

(۷) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امور راحت و زندگی کے مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے خرید و فروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئیں اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالت ہوش و حواس میں گذرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں ہاں اگر جانوروں کے

پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا، اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملے میں ہو تو وہ شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملے میں ہے تو نہ خارج ہوگا۔ اگر کوئی شخص معرکہ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو اگر معرکۂ جنگ کے بعد صادر ہوں گی تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

جس شہید میں یہ سب شرائط پائے جائیں اس کا ایک[1] حکم تو ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کر دیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں ہاں اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لئے اور کپڑوں کا زیادہ کر دینا جائز ہے اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑوں کا اتار لینا بھی جائز ہے اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہئے ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہئے ٹوپی، جوتہ۔ موزہ۔ ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائے گا اور باقی سب احکام جو اور میت کے لئے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب ان کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔

اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائیگا اور نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

---

[1] شہید کے یہ دونوں حکم صحیح احادیث سے ثابت ہیں جنگ احد میں جو صحابہ شہید ہوئے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے غسل کے دفن کر دینے کا حکم دیا تھا اور جن کپڑوں کو پہنے ہوئے تھے انھیں میں ان کے دفن کا حکم فرمایا تھا اور ان پر نماز پڑھنا متعدد احادیث سے ثابت ہے اگرچہ ہر ہر حدیث ضعیف بھی ہو مگر مجموعہ ان سب کا حسب اصول حدیث ضرور حسن ہے اور صحیح بخاری کی نماز پڑھنے کی روایت پر نسبت ونافی کے قاعدے سے اسی کو ترجیح ہے باقی رہے شرائط ان کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] کو غسل نہ دینا اور کفن نہ پہنانا خلاف قیاس ہے اور جو حکم خلاف قیاس مروی ہو وہ اپنے [illegible] اور حکم شہدائے احد کے بارے میں صادر ہوا تھا لہٰذا ان کے حالات اور خصوصیات کا لحاظ کرکے ان شرائط [illegible]

متفرق مسائل

(۱) اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کے لئے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں ہاں اگر صرف کوٹھی رکھی گئی ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں کوٹھیا اٹھا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہیے۔

(۲) عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے (درمختار وغیرہ)

(۳) رونے والی عورتوں کا یا بیان کرنے والیوں کا جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع ہے (درمختار وغیرہ)

(۴) میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا مکروہ نہیں بلکہ بدعت ہے (ردالمحتار)

(۵) اگر امام جنازے کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہیے کہ ان زائد تکبیروں میں امام کا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہیں جب امام سلام پھیر تو خود بھی پھیر دیں ہاں اگر یہ زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں بلکہ مکبر[1] سے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھیں یہ خیال کر کے کہ شاید اس سے پہلے چار تکبیریں مکبر نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں امام نے اب تکبیر تحریمہ کی ہو (ردالمحتار وغیرہ)

(۶) اگر کوئی شخص کشتی پر مر جائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چاہیے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اس دریا میں ڈال دیں اور اگر زمین اس قدر دور نہ ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کریں (درمختار وغیرہ)

(۷) اگر کسی شخص کو نماز جنازے کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کہہ دینا کافی ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چار تکبیر

---

[1] جب جماعت زیادہ ہوتی ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ امام کے تکبیروں کی آواز اخیر صفوں تک نہ پہنچ سکے گی تو درمیان میں ایک دو شخص حسب ضرورت مقرر کر دیئے جاتے ہیں کہ امام کی تکبیریں کر بلند آواز سے تکبیر کہہ دیں تاکہ وہ مقتدی جو ان کے پیچھے ہیں انکی تکبیر کو سنکر ارکان نماز کے ادا کرنے میں خطا نہ کریں اسی تکبیر کہنے والے کو مکبر کہتے ہیں ۱۲

[2] ترجمہ۔ اے اللہ بخشدے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو ۱۲

اکتفا کی جائے تب بھی نماز ہو جائے گی اس لئے یہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

(۸) جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔ **مثال** (۱) جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو (۲) کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔

(۹) اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۰) قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لئے لیجانا جائز خلاف اولیٰ ہے بشرطیکہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور بعد دفن کے نعش کھود کر لیجانا تو ہر حال میں ناجائز ہے۔

(۱۱) میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔ اس تعریف کرنے کو ہمارے عرف میں مرثیہ کہتے ہیں۔ (۱۲) میت کے اعزا کو تسکین و تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب ان کو سنا کر صبر پر رغبت دلانا۔ اور ان کے اور نیز اس میت کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔ اسی کو تعزیت کہتے ہیں۔ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزا سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں بعد تین دن کے بھی تعزیت مکروہ نہیں جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

ع۱ ایک صحابی کی انگوٹھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس رہ گئی تھی بعد دفن کے اور مٹی ڈال چکنے کے انکو خیال آیا اور باتفاق صحابہ قبر کھول کر وہ اندر گئے اور انگوٹھی نکال لائے اصل مقصود ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تھی چنانچہ اکثر وہ فخر کیا کرتے تھے کہ میں تم سے زیادہ تر قریب العہد ہوں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے۔ ۱۲ ع۲ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی کسی مصیبت رسیدہ کی تعزیت کرے اللہ تعالیٰ اس کو بھی اسی قدر ثواب عنایت فرماتا ہے جس قدر اس مصیبت رسیدہ کی تعزیت کے وقت میں ان کلمات کا کہنا منقول ہے۔ اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَکَ وَغَفَرَ لِمَیِّتِکَ۔ ترجمہ اللہ تیرا اجر زیادہ کرے اور تجھے عمدہ صبر عطا فرمائے اور تیری میت کو بخشے۔ ۱۲ (درمختار)

(۱۳) اپنے لئے کفن تیار کر رکھنا مکروہ نہیں قبر کا تیار کر رکھنا مکروہ[۵] ہے۔ (در مختار)

(۱۴) میت کے کفن پر کوئی دعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا یا اس کے سینے پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور پیشانی پر انگلی سے بغیر روشنائی کے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھنا جائز ہے مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں اس لئے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہیے۔

(۱۵) قبر پر کوئی سبز شاخ رکھدینا مستحب[۵] ہے اور اگر اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔ (رد المحتار)

(۱۶) ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش کا دفن کرنا نہ چاہیے مگر بوقت ضرورت جائز ہے پھر اگر سب مرد ہی مرد ہوں تو جو ان سب میں افضل ہو اس کو پہلے رکھیں اس کے بعد درجہ بدرجہ رکھدیں اور اگر کچھ مرد ہوں کچھ عورتیں تو مردوں کو پہلے رکھیں ان کے بعد عورتوں کو (فتاویٰ عالمگیری)

ایصال ثواب کے مسائل

چونکہ ایصال ثواب کے طریقوں میں آجکل بہت نامشروع باتوں اور رسم و رواج کی آمیزش ہوگئی ہے حتی کہ اکثر لوگوں کو ان امور کے مسنون و مشروع ہونے کا خیال ہے جو بالکل ناجائز ہیں اور اس سے طرح طرح کی خرابیاں واقع ہو رہی ہیں۔

یہ خرابی کیا کم ہے کہ ایک ایسا فعل امور دین سے سمجھ لیا جائے اور عام طور پر اس کا التزام کر لیا جائے جو اصول شریعت سے ثابت نہ ہو جس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ جو ایسا کام دین میں نکالا جائے وہ مردود ہے اور گمراہی کا سبب ہے۔

---

[۵] کفن کا تیار رکھنا اس وجہ سے مکروہ نہیں کہ اسکی حاجت یقینی ہے بخلاف قبر کے اس لئے کہ یہ معلوم نہیں کسی کو کہ کہاں مرے گا اور کہ موت آئے گی شاید دریا کے سفر میں موت آجائے اور قبر کی حاجت ہی نہ پڑے یا خشکی میں مرے مگر جہاں قبر تیار کرائی ہے نہ موت آئے بلکہ دوسری جگہ ۱۲ [۵] حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر ایک تازہ شاخ کے دو حصے کر کے رکھدیئے اور فرمایا کہ جبتک یہ خشک نہیں ہوں گی اس وقت تک اس میت پر عذاب کی تخفیف بعض بالکیہ کا قول ہے کہ یہ تخفیف عذاب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے ہوئی تازہ شاخ کی تسبیح وغیرہ کو اس میں دخل نہیں ہر شخص کے رکھنے سے یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی مگر یہ قول بے دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بے دلیل کے ثابت نہیں ہو سکتا ۱۲ (رد المحتار)

Marfat.com

یہ خرابی کیا کم ہے کہ عورتوں کے رسم و رواج اور جاہلوں کے افعال سنت سمجھ لئے جائیں اور مثل سنت رسول اللہ ﷺ کے ان پر عمل ہونے لگے اور بدعت سے اجتناب و احتراز کی جس قدر سخت تاکیدیں شریعت میں وارد ہوئی ہیں وہ سب بالائے طاق کر دی جائیں۔

ان وجوہ سے مناسب معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے کچھ مسائل اور اس کا شرعی طریقہ بیان کر دیا جائے جس کو دیکھ کر ناظرین خود سمجھ لیں گے کہ اس کے سوا اور باتیں جو اس زمانے میں ایجاد کر لی گئی ہیں سب غیر مشروع ہیں۔ بلکہ بعض بعض غیر مشروع باتوں کا ذکر بھی کر دیا جائے گا تمام ان نامشروع چیزوں کا ذکر کرنا جو اس زمانہ میں رائج ہیں اگرچہ مفید تھا مگر ہمارے امکان میں نہیں اس لئے کہ ہر ملک میں جداگانہ رسم و رواج وہاں کے لوگوں نے جاری کر رکھے ہیں خود ہندوستان ہی کے مختلف مقامات میں مختلف رسوم جاری ہیں ان سب پر ہم کو اطلاع نہیں۔

اس بیان میں ہم زیادہ طول دینا بوجہ اس کے کہ یہ مسئلہ اس فن کا نہیں ہے مناسب نہیں سمجھتے یہاں ہم سب سے پہلے بدعت کی تعریف لکھتے ہیں۔

مسئلہ حسب تصریح علمائے محققین بدعت کے دو معنی ہیں ایک لغوی دوسرے اصطلاحی شرعی لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں خواہ عبادات کی قسم سے ہو یا عادات کی اس معنی کے اعتبار سے ہر چیز کو اس کے ماسبق کے اعتبار سے بدعت کہہ سکتے ہیں دین اسلام کو بھی عیسیٰ دین عیسوی کے بدعت کہا جا سکتا ہے اسی اعتبار سے حضرت فاروق اعظم رضؓ نے تراویح کی جماعت خاصہ کو بدعت فرمایا اور اسی لحاظ سے فقہا نے بدعت کی پانچ قسمیں کی ہیں، بدعت واجبہ۔ بدعت مستحبہ۔ بدعت مباحہ بدعت مکروہہ۔ بدعت محرمہ۔ اور اصطلاح شریعت میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں جو امور دینیہ سے سمجھی جائے اور کسی دلیل شرعی سے اس کا ثبوت نہ ہو نہ کتاب اللہ سے نہ احادیث سے نہ اجماع مجتہدین سے نہ قیاس شرعی سے اس معنی کے لحاظ سے بدعت کی کوئی قسم سوا مذمومہ کے نہیں ہو سکتی اور اس معنی کے اعتبار سے حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ جب بدعت کی تعریف معلوم ہو چکی تو ہر مسلمان کو یہ امر ضروری ہوا کہ جب کوئی کام دین کا کرے تو یہ پہلے تحقیق کر لے کہ اس کام کا ثبوت کسی دلیل شرعی سے ہوتا ہے یا نہیں اگر نہ ہوتا ہو تو گو وہ کام اپنی طبیعت کو کیسا ہی اچھا معلوم ہوا اور کتنے ہی بڑے بڑے لوگوں نے اس کام کو

کیا ہو مگر اس کے کرنے سے سخت اجتناب کرے ورنہ اس وعید شدید کا مستحق ہوگا جو صحیح حدیث میں وارد ہوئی ہے۔

مسئلہ اہل سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اعمال و عبادات کا ثواب خواہ مالی ہوں جیسے صدقہ وغیرہ یا بدنی جیسے نماز روزہ قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کسی دوسرے کو دیدے تو حق جل شانہ محض اپنے فضل سے ان عبادات کا ثواب اس کو پہنچا دیتا ہے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ فرائض کا ثواب بھی دوسرے کو پہنچ سکتا ہے یا صرف نوافل کا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ زندوں کو بھی یہ ثواب پہنچ سکتا ہے یا صرف مُردوں کو۔

فائدہ۔ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب پہنچانے کو ہمارے عرف میں فاتحہ کہتے ہیں۔

مسئلہ۔ صحیح یہ ہے کہ جس وقت عبادت کی جائے اس کے ساتھ ہی دوسرے کو اُسکا ثواب دینے کی نیت شرط نہیں حتیٰ کہ اگر بعد اس عبادت کے بھی کسی دوسرے کو اس کے دینے کی نیت کرلی جائے تب بھی جائز ہے اور اُس کا ثواب دوسرے کو پہنچ جائے گا (بحر الرائق)

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص اپنی کسی عبادت کا ثواب دوسرے شخص کو دیدے تو یہ نہیں ہوتا کہ اُس عبادت کا ثواب اس کے کرنیوالے کو بالکل نہ ملے بلکہ اس عبادت کا ثواب اس کو بھی ملتا ہے اور جس کو دیا گیا ہے اس کو بھی یہ محض فضل الٰہی ہے۔ اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی نفل عبادت کو کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کا ثواب مومنین کی ارواح کو پہنچا دے تاکہ اس کو بھی ثواب ملے اور ان لوگوں کو بھی بلکہ اس صورت میں مومنین کی نفع رسانی کے سبب سے دوہرے ثواب کی امید ہے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کسی ایک عبادت کا ثواب کئی مُردوں کی ارواح کو پہنچائے تو وہ ثواب تقسیم ہو کر اُن مُردوں کو نہیں دیا جاتا بلکہ ہر شخص کو پورا پورا ثواب جو اس عبادت کا مقرر ہے۔

---

(۱) امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت مشہور ہے مگر متاخرین شافعیہ کی تحقیق میں ہمارا ہی مذہب مقبول ہوا ہے ۱۲ (رد المحتار)

علامہ صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے کہ فرائض اور نوافل دونوں کا ثواب پہنچ سکتا ہے اور اسی طرح زندہ اور مردہ دونوں کو ثواب پہنچ سکتا ہے مگر مشہور اور محقق اس کے خلاف ہے ۱۲

(۲) شاید اس کو فاتحہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ اس تلاوت میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھا کرتی ہے ۱۲

Marfat.com

عنایت ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مقدس میں بھی عبادات کا ثواب بھیجنا مشروع ہے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئی عمرے کئے اور ان کا ثواب اپنی طرف سے آنحضرتؐ کی مقدس روح کو پہنچایا اور بھی بعض بعض صحابہؓ اپنی عبادتوں کا ثواب اس بارگاہ نورانی میں ہدیہ کیا کرتے تھے۔ علمائے امت نے بھی اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ وافر حاصل کیا ہے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے آپ کی طرف سے دس ہزار سے زیادہ قرآن مجید ختم کئے اور اسی قدر قربانیاں کیں۔ حضرات صوفیہ کے یہاں ایک نماز رائج ہے جو ظہر، مغرب، عشاء کے بعد دو رکعت کی جاتی ہے اور اس کا ثواب آپ کی مقدس روح کو پہنچایا جاتا ہے اس نماز کو ہدیۃ الرسول کہتے ہیں اس نماز کو بعض ناواقف مسنون سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس لئے اس کا پڑھنا موجب ثواب ضرور ہے۔ لہذا بعض علماء کا یہ خیال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس روح کو ایصال مشروع محض فاسد[1] ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصال ثواب مستحب ہے اس لئے کہ آپ کے حقوق جو امت پر ہیں بیحد و بے حساب ہیں جو جو احسانات آپ نے کئے ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ یہ احسان کیا کم ہے کہ چاہ ضلالت سے نکل کر شاہ راہ ہدایت پر چلنا آپ ہی کی بدو

---

[1] بعض علماء کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب مقدس میں ایصال ثواب مشروع نہیں بدو وجہ اول یہ کہ حضرتؐ نے اپنے لئے امکا حکم نہیں دیا دوسرے یہ کہ ایصال ثواب یا ترقی درجات کو مفید ہوتا ہو یا مغفرت ذنب کو یہ دونوں باتیں وہاں بے سود ہیں جو درجات عالیہ کہ حضرت کو عنایت ہوئے ہیں ان سے بڑھ کر اور کوئی درجہ ہی نہیں جس کے حصول کی امید ہو گناہوں کا وہاں ذکر ہی کیا جنکے معافی کی آرزو کیجائے۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ایسے امور میں خاص اجازت اور حکم کی ضرورت نہیں دیکھا صحابہ اور علماء امت ایسا کرتے خصوصاً ان کے جیسے متبع سنت صحابی کا اس کو کرنا کیسے ممکن ہے۔ ثانیاً اس لئے کہ یہاں ایصال ثواب سے ترقی درجات کی آرزو کی گئی صلے اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ میں ترقی ممکن ہے ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود اپنے لئے زیادت مراتب کی دعا کرتے حالانکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور درود شریف میں بھی زیادتی کی دعا کی جاتی ہے اور وہ بھی احادیث سے ثابت ہیں ۱۲ (رد المحتار)

نصیب ہوا اور کفر کی روح فرسا تاریکیوں سے نجات پاکر اسلام کی دلربا روشنی آپ ہی کی طفیل سے ملی۔ ان احسانات کی مجازات اگر ہم سے کچھ ہو نہیں سکتی تو اسی قدر سہی کہ کبھی کبھی اگر کچھ عبادت ہو سکے تو اس کا ثواب آپ کی روح شریف کو پہنچا دیں۔ میرے خیال میں وہ شخص بہت بدنصیب ہے جس کو تمام عمر میں ایک دفعہ بھی یہ سعادت نہ نصیب ہوئی ہو۔

مسئلہ۔ ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب پہنچانا منظور ہو اس عبادت سے فراغت کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے اللہ اس عبادت کا ثواب فلاں شخص کی روح کو پہنچا دے۔ **مثال**۔ قرآن مجید کی سورتیں یا اور کوئی ذکر یا تسبیح وغیرہ پڑھ کر یا نفل نماز پڑھ کر یا کسی محتاج کو کھانا کھلا کر یا کچھ دے کر یا روزہ رکھ کر یا حج کر کے حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ ھٰذِہِ الْعِبَادَۃِ اِلٰی فُلَانٍ۔

آجکل ہمارے اطراف میں جو یہ طریقہ رائج ہے کہ کھانا یا شیرینی وغیرہ آگے رکھ کر قرآن مجید کی سورتیں پڑھتے ہیں اور اس کو ایک ضروری امر خیال کرتے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس کے خلاف کرے یعنی بغیر اس کے کہ کھانا آگے رکھا جائے قرآن مجید کی سورتیں پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچا دے تو اس پر سخت انکار کیا جاسکتا ہے عوام کے خیال میں یہ بات جم گئی ہے کہ جبتک یہ خاص صورت نہ کیجائے میت کو ثواب نہ پہونچے گا حالانکہ یہ ایک سخت بدعت ہے کھانا اگر کسی کو کھلایا جائے تو اس کا ثواب علیحدہ میت کو پہنچے گا قرآن مجید کی سورتیں پڑھ کر بخشی جائیں گی تو اس کا ثواب علیحدہ پہونچے ان دونوں میں ایک دوسرے پر موقوف سمجھنا نہایت جہل ہے۔ عوام کے اس خیال کا سبب جہاں تک میں غور کرتا ہوں شاید یہ ہوا ہو کہ کسی بزرگ نے کسی میت کے ایصال ثواب کے لئے چاہا ہوگا کہ عبادت مالی اور عبادت بدنی دونوں کا ثواب اس کو پہنچایا جائے لہذا انھوں نے قرآن مجید کی تلاوت بھی کی ہوگی اور کھانا بھی کسی محتاج کو کھلایا ہوگا اور یہ دونوں عبادتیں کسی اتفاق ایک ہی مجلس میں ہوئی ہوں گی اس حالت اجتماعی کو دیکھ کر بعض ناواقف سمجھے ہوں گے کہ کھانے کا آگے رکھ کر پڑھنا ایک ضروری امر ہے۔ یہ رسم سوا ہندوستان کے اور کسی ملک میں نہیں ہوتی۔

ہمارے زمانہ میں عوام کو یہ بھی خیال ہے کہ قبر پر جا کر پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس کے کہ اپنی جگہ پر پڑھ دیا جائے یہاں تک کہ جب کسی کو کچھ پڑھ کر کسی میت کو اس کا ثواب پہنچانا منظور ہوتا ہے تو

خاص کر اس بیچارے کو قبر پر جانا پڑتا ہے حالانکہ یہ خیال محض بے اصل ہے جیسا کہ قبر پر جا کر پڑھنا ویسا ہی اپنی جگہ پر۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ جب زیارت قبر کیلئے جائیں تو وہاں فاتحہ بھی پڑھ لیں

مسئلہ۔ چند لوگوں کا مقرر کر دینا کہ وہ قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا کریں اور اس کا ثواب میت کو دیا کریں جائز ہے بشرطیکہ قبر پر بیٹھنا صرف اس غرض سے ہو کہ قرآن مجید پڑھنا التزام و اطمینان کے ساتھ ہو جایا کرے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۔ ایصال ثواب کے لئے دن اور تاریخ کا مقرر کرنا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رائج ہے۔ تیجہ۔ دسواں بیسواں۔ چالیسواں۔ شش ماہی۔ برسی۔ محض بے اصل ہے لیکن اگر اس مقرر تاریخ سے کوئی غرض صحیح متعلق ہو تو پھر بیجا نہ ہوگا مثلاً اس کے کہ کام کا وقت مقرر کر لینے سے کام اچھا اور انتظام اور اطمینان سے ہوتا ہے جیسا کہ صحابہؓ نے قرآن مجید کی تلاوت کا وقت مقرر کر لیا تھا یا یہ غرض ہو کہ وقت مقرر ہو جانے سے لوگوں کے بلانے کی زحمت نہ اٹھانا پڑے گی۔ اور لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت رہا کرتی ہے اور بے کسی غرض صحیح کے ناجائز ہے۔ اسی لحاظ سے شیخ دہلوی نے اس اجتماع خاص کو جو سیوم کے دن ہوتا ہے بدعت حرام لکھا ہے (شرح سفر السعادۃ)

ہمارے زمانہ میں ان تاریخوں پر سخت التزام ہو گیا ہے اگر کوئی ان تاریخوں میں ان اعمال کو نہ کرے تو نشانۂ ملامت ہوتا ہے جس کے سبب سے دو خرابیاں سخت پیدا ہو گئی ہیں ایک یہ کہ عوام کا اعتقاد خراب ہو گیا وہ خدا جانے ان تاریخوں کے اعمال کو کیا سمجھنے لگے سنت یا مستحب یا شاید اس سے بھی زیادہ دوسرے یہ کہ بعض لوگ جو ان اعمال کی اصلیت سے ناواقف ہیں ان کے اعتقاد میں کسی قسم کی خرابی نہیں آئی محض خوف ملامت سے ان اعمال کو کرتے ہیں اس سے مقصود خوشنودیٔ الٰہی نہیں ہوتی بیچاروں سے جس طرح ممکن ہوا قرض دام لے کر جو دستور ہوتا ہے کرنا ہی پڑتا ہے علاوہ ان سب خرابیوں کے جس چیز کو

لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ایک تو یہ ہوتی ہے کہ چند مسلمانوں کا مل کر دعائے مغفرت کرنا زیادہ قبولیت کا سبب ہوتا ہے دوسرے یہ کہ چند لوگ مل کر عبادت کریں گے تو زیادہ ہوگی بہ نسبت ایک دو شخص کے اور اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا اور یہی اصل مقصود ہے تیسرے یہ کہ فقرا کو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے اس کا انتظام بھی اچھا ہوگا ۱۲ علامہ شامی سرح وہانیہ میں نقل کیا کہ یہ تمام افعال لوگوں کے دکھلانے سنانے کو ہوتے ہیں خدا کی خوشنودی اس سے مقصود نہیں ہوتی لہٰذا اس سے احتراز چاہئے

شریعت نے ہم پر لازم نہیں کیا اس کو لازم سمجھ لینا یہ خود ہی کیا کم بدعت ہے زمانے کی یہ حالت دیکھ کر یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ ان تعینات کے اٹھا دینے کی کوشش کیجائے اور اصلی حالت ان اعمال کی ظاہر کردی جائے کہ نہ یہ سنت ہیں نہ مستحب۔

مسئلہ۔ چند لوگوں کا مقرر کر دینا کہ وہ قبر پر بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا کریں اور اس کا ثواب میت کو پہنچائیں جائز ہے (در مختار وغیرہ)

مسئلہ۔ قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا مستحب ہے بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتے کم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعے کا ہو۔ بزرگوں کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے۔ عورتوں کے لئے بھی زیارت قبور جائز ہے بشرطیکہ جوان نہ ہوں اور رنج و غم کے تازہ کرنے کے لئے زیارت نہ کریں بلکہ عبرت اور برکت حاصل کرنیکی غرض سے۔ (رد المحتار۔ شرح منیہ وغیرہ)

ہ عوام کے اعتقادات کی حفاظت کے لئے شریعت نے بہت اہتمام کیا ہے بہت ایسی باتیں جو مباح ہیں بلکہ عبادت و ثواب ہیں اٹھا دی گئی ہیں فقہ کی کتابیں جس نے دیکھی ہیں اس پر اس کی مثالیں پوشیدہ نہیں دیکھئے چادر کعت احتیاطی ظہر کی نسبت صاحب بحر الرائق نے یہ فتویٰ دیا کہ نہ پڑھی جائیں محض اس خیال سے کہ عوام اس کو ضروری سمجھ لیں گے اور جمعے کی نماز کی فرضیت میں ان کو تردد ہوگا۔ فجر کی سنتیں بعد فرض کے قبل طلوع آفتاب کے حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہیں مگر عوام کے لئے علامہ شامی نے فتویٰ دیا ہے کہ عید گاہ میں قبل نماز عید کے نفل ناجائز ہے مگر حضرت علی مرتضیٰ نے عوام کو منع نہ کیا اس خیال سے کہ معلوم نہیں وہ لوگ ممانعت کا کیا مطلب سمجھیں ۱۲ ہ حدیث میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہوں قبروں کی زیارت کیا کرو۔ علاوہ اس کے قبروں کی زیارت سے اگر انسان خیال کرے تو بہت بڑی عبرت حاصل کر سکتا ہے اور اپنی موت کے یاد کرنے کی تو اس سے بہتر کوئی صورت نہیں اور موت کا یاد کرنا بھی عبادت ہے ۱۲

ہ علامہ شامی نے رد المحتار میں نقل کیا ہے کہ جمعے کے دن اور ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اس کے بعد اگر کوئی شخص قبر کی زیارت کرے تو میت کو اس کا علم ہوتا ہے ۱۲ لہ چونکہ اولیاء اللہ کے قبور سے مختلف اقسام کے فیوض جاری ہیں کسی سے کسی قسم کے کسی کو کسی قسم کا اسلئے ان کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بے سود نہ ہوگا اور یہ امر سلف سے معمول ہے امام شافعی سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک اجابت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے علامہ شامی لکھتے ہیں کہ بعض ائمہ شافعی نے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے اور قبر کی زیارت کے لئے سفر کو منع کیا ہے مگر امام غزالی نے اس کو رد کر دیا ہے اس اخیر زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کی زیارت کے لئے سفر کرنے میں بہت زور شور سے حرمت کے فتوے دیئے گئے تھے مگر بحمد اللہ کہ جناب مولوی عبد الحئی صاحب فرنگی محلی نے ان کا کافی انسداد کیا اور اس بحث میں کئی رسالے لکھ کر خصم کو ساکت کر دیا جس کا جی چاہے السعی المشکور دیکھ لے ۱۲

زیارت قبر کے وقت کھڑا رہنا اور کھڑے کھڑے کچھ پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا اور اسکے لئے اور اپنے لئے دعا کرنا مستحب ہے اور مسنون ہے کہ جب زیارت قبر کیلئے جائے تو قبرستان میں یا قبر کے پاس پہنچتے ہی کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ زیارت قبور کا محض اس خیال سے ترک کر دینا کہ وہاں عوام لوگ بدعت اور شرک کی باتیں مثل طواف قبور اور سجدۂ قبور وغیرہ وغیرہ کی کرتے ہیں یا نامحرم عورتیں وغیرہ وہاں جمع ہوتی ہیں نہ چاہیے بلکہ ایسی حالتوں میں انسان کو لازم ہے کہ ان امور کو حتی الامکان روکے اور زیارت قبور سے باز نہ رہے (رد المحتار بحر الرائق)

مسئلہ کسی میت کے غم میں کپڑوں کا پھاڑنا یا منہ پر طمانچے مارنا یا سینے کا کوٹنا ناجائز ہے ہاں بغیر اس کے کہ زبان سے کچھ کہا جائے صرف رونا جائز ہے اور مسنون ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کی کثرت کرے۔

نمازوں کے تمام اقسام کا بیان ہو چکا ہے اب ہم ایک ضروری اور مفید بیان جس کے رسالے اکثر فقہ کی کتابوں میں متفرق ذکر کئے گئے ہیں اور اس سبب سے ان کے دستیاب ہونے میں بڑی دقت ہوتی ہے اس جلد کو ختم کئے دیتے ہیں۔

مسجد کے احکام

یہاں ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود ہیں جو وقف سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے کہ ان کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ وقف کے بیان میں آئیگا۔ ہم یہاں اُن احکام کو بیان کرتے ہیں جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۱) مسجد کے دروازہ کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر نگرانی کے وقت میں اور ہمارے اس ملک میں چوری کا خطرہ ہو تو بند کر لیا جائے تو جائز ہے۔ (۲) مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب یا اس کا رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ جس کمرہ میں مسجد کا سامان رہتا ہو اس کمرہ کو مسجد کا حکم نہیں ہاں اس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہیں دیا جاتا ہے کہ اس کے لئے مقرر کی گئی ہو۔

ف اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ جب کوئی شخص زیارت قبر کو جائے تو میت کے سامنے کھڑا ہو یا قبلہ کی طرف ہو دونوں صورتوں کو کیساں لکھا ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں صورتیں ثابت ہیں اور دونوں کا اختیار ہے سلام ہے جو تحفہ پہلے گھر والوں کے لئے ہوتا ہے اسی طرح قبر والوں کے لئے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے خیر چاہتے ہیں اور یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ماتم میں نیا کوئی کام نہیں بلکہ ثواب ہے اور اس کا ثبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہوا ہے کہ جو شخص مرنے والے کے ماتم میں ہو اللہ تعالیٰ اس کو ملائکہ میں اور اس کی قبر میں اور قیامت کے دن اس کے لئے نور عطا فرمائے گا اور پل صراط کی راہ میں نازل ہوتی ہیں اور وہ لوگ مراد کو پہنچتے ہیں۔

(۳) مسجد کے در و دیوار کا منقش کرنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی شخص اپنے خاص مال سے بنائے مگر بہتر یہی ہے کہ مسجد میں نقش و نگار نہ بنائے جائیں۔ (۴) مسجد کے در و دیوار پر قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔ (۵) مسجد کے اندر وضو یا کلی کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر کوئی ظرف رکھ لیا جائے کہ وضو کا پانی اس میں گرے مسجد میں نہ گرنے پائے تو پھر جائز ہے۔ (۶) مسجد کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر نہایت ضرورت درپیش آئے تو چٹائی یا فرش پر تھوک دینا بہتر ہے بہ نسبت زمین مسجد کے اس لئے کہ چٹائی وغیرہ مسجد کا جز نہیں ہیں نہ ان کو مسجد کا حکم ہے۔ (۷) جنب اور حائض کو مسجد کے اندر جانا مکروہ تحریمی ہے۔

(۸) مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی ناجائز ہے۔

(۹) اگر کسی کے پیر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اس کو مسجد کی دیوار یا ستون میں پونچھنا مکروہ ہے۔

(۱۰) مسجد کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے ہاں اگر اس میں مسجد کو کوئی نفع ہو تو جائز ہے مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو کہ دیواروں کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی جگہ میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ نمی کو جذب کر لے گا۔ (۱۱) مسجد میں کوئی کوٹھری وغیرہ مسجد کا اسباب رکھنے کے لئے بنانا جائز ہے۔ (۱۲) مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں ہے ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔ (۱۳) مسجد میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کے لئے بنائی جاتی ہے اس میں دنیا کے کام نہ ہونے چاہئیں ہاں اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت مسجد کے اندر بیٹھے اور ضمناً اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

حق جل شانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد تمام ہو گئی جس میں نماز کا بیان ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

لہ اگر مال وقف سے نقش و نگار بنائے جائیں تو اس کا حکم وقف کے بیان میں لکھا جائے گا ۱۲

لہ مسجد کی آرائش عبادت سے ہوتی ہے نقش و نگار اس کی زینت نہیں یہ درحقیقت ایسا ہی ہے کہ کسی مرد کو بغرض زینت ہاتھوں میں چوڑیاں کانوں میں بالیاں پہنا دی جائیں ۱۲

چہل حدیث نماز

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد ختم ہو چکی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر چالیس حدیثیں جن میں نماز کا کچھ بیان ہو کچھ فضائل میں کچھ مسائل میں جمع کر کے اس جلد کے آخر میں ملحق کر دی جائیں تو بہت مناسب ہوگا چنانچہ حق تعالیٰ نے میرے اس خیال کو پورا کیا والحمد للہ علی ذلک میرے خیال کے چند وجوہ ہوئے جنکو میں ذیل میں بیان کرتا ہوں۔

(۱) صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص چالیس باتیں دین کی یاد کرلے اللہ تعالیٰ اس کا حشر علماء کے ساتھ کرے گا۔ اسی بنا پر اکثر علما نے سلفا عن خلف اس طرف پوری توجہ کی اور سینکڑوں چہل حدیثیں جمع ہو گئیں۔

(۲) کسی مسئلے کا اس کے ماخذ سے سمجھ لینا اور طریق استنباط کو جان لینا ہر خاص و عام کے لئے نہایت مفید ہے اور طبیعت کو ایک قسم کی مناسبت شریعت کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے۔

(۳) حدیث کے پڑھنے میں ایک نہایت برکت اور نور ہوتا ہے اور باغ ایمان میں ایک عجیب شادابی و سرسبزی اس آب حیات سے حاصل ہوتی ہے حدیث پڑھنے والے کی حالت بالکل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمکلامی کی دولت سے مشابہ ہے اسی سبب سے علماء نے کہا ہے کہ اھل الحدیث ھم اھل النبی۔ دینی و دنیاوی فوائد جو حدیث پڑھنے والے کو حاصل ہوتے ہیں بیشمار ہیں یہ امر مشاہد اور مجرب ہو چکا ہے کہ اس فن شریف میں مشغول رہنے والوں کی عمر زیادہ ہوتی ہے پس اگر بطور وظیفے کے بھی یہ حدیثیں ہر روز بعد نماز صبح کے یا اور کسی وقت پڑھ لی جایا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت کچھ فائدے کی امید ہے۔

انتیس ۲۹ حدیثیں اس میں صحیح بخاری کی ہیں جس کا ورد ہر مقصد کی کامیابی کے لئے تریاق مجرب

ہے اور حرمین شریفین میں بلکہ بعض دیار ہند میں بھی معمول ہے اور ایک حدیث صحیح مسلم کی ہے اور ایک مؤطا امام محمد کی۔ اور نو ترمذی کی۔ مؤطا کی وہ حدیث جو ہمنے نقل کی ہے۔ بخاری مسلم کی حدیثوں سے صحت میں کم نہیں ترمذی کی وہی حدیثیں ہم نے نقل کی ہیں جن میں تصریح صحت کی موجود ہے پس ناظرین سے امید ہے کہ اس دولت کو غنیمت سمجھیں اور ان احادیث کو یاد کرلیں ان کے مطالب سمجھیں اور ان کا ہر روز ورد رکھیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (اَلْبُخَارِيُّ)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام[1] بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر (۱) شہادت اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی خدا نہیں اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں (۲) اور پڑھنا نماز کا (۳) اور زکوٰۃ دینا (۴) اور حج کرنا (۵) اور رمضان کے روزے

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اُدْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوٰتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ وَتُرَدُّ اِلٰى فُقَرَآئِهِمْ (اَلْبُخَارِيُّ)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ[2] کو یمن کی طرف بھیجا اور یہ کہا کہ وہاں کے لوگوں کو بلاؤ اس بات کی شہادت کی طرف کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں پس اگر وہ لوگ تمہارے اس حکم کو مان لیں تو ان کو آگاہ کرو کہ اللہ نے ان پر فرض کی ہیں پانچ نمازیں ہر دن رات پس اگر وہ تمہارے اس حکم کو مان لیں تو ان کو آگاہ کرو کہ اللہ نے فرض کیا ہے ان پر ان کے مال میں صدقہ کہ ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقیروں کو دیا جائیگا۔

(بخاری)

[1] اسی وجہ سے علماء نے ان چار چیزوں کو یہ ترتیب رکن اسلام قرار دیا ہے ۱۲ [2] یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر کا ہے حضرت معاذ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا پھر یمن سے لوٹ کر ان کو آپ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ بعد اسلام کے سب سے پہلے نماز کا حکم ہوتا ہے ۱۲

(۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (اَلْبُخَارِيُّ)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلے اللہ علیہ و سلم سے ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ گواہی دو اس کی کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور حج کرے وہ شخص جو کعبہ تک جا سکتا ہو۔ (بخاری)

(۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اَلْبُخَارِيُّ)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون عبادت زیادہ پسند ہے اللہ کو آپ نے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر میں نے کہا کہ پھر اسکے بعد کون فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا میں نے کہا پھر کون فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری)

(۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُوْلُ ذٰلِكَ يُبْقِيْ مِنْ دَرَنِهٖ قَالُوْا لَا يُبْقِيْ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا (اَلْبُخَارِيُّ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کیا بتاتے ہو تم لوگ اگر تمہارے کسی کے دروازے پر کوئی نہر ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا یہ نہانا اس کے میل کو باقی رہنے دے گا لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ یہی حال پانچ نمازوں کا ہے اللہ ان کے سبب سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری)

(۶) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔ (مسلم)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان میں نماز حائل ہے۔ مسلم

(۷) عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں

(۳) اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کا مرتبہ اطاعت والدین اور جہاد سے زیادہ ہے فضیلت کی دوسری عبادتیں میں آتی ہیں

اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ
عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ
الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ - (اَلْبُخَارِيُّ)

یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اسکی کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور اس کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں پس جب یہ سب کرنے لگیں گے تو بچالیں گے مجھ سے اپنی جان اور مال کو مگر بحق اسلام[1] اور حساب انکا اللہ پر ہے

(۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ
اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ مِنْ اَعْمَالِهٖ
صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ
وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ
انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَةٍ شَيْئًا قَالَ الرَّبُّ
تَبَارَكَ وَتَعَالٰى انْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ
مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ
ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ
(اَلتِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک تمام ان چیزوں سے پہلے جنکا حساب بندے سے قیامت میں ہوگا نماز ہے اگر پس اگر نماز درست نکلی تو وہ اپنے مقصود کو پہنچ جائیگا اور کامیاب ہوگا اور اگر نماز درست نہ نکلی تو ناکام اور برباد ہوگا پھر اگر کسی فرض نماز میں کسی چیز کو کم کیا ہے تو پروردگار برتر فرشتوں سے فرمائے گا کہ دیکھو میرے بندے کے کچھ نوافل ہوں تو اس فرض کی کمی کو انسے پورا کردو پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا۔

ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرکے حسن کہا ہے۔

(۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى يُنَاجِيْ
رَبَّهٗ
(اَلْبُخَارِيُّ)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے (بخاری)

(۱۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ
مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ (اَلْبُخَارِيُّ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدث والے کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وضو کرے (بخاری)

---

[1] حق اسلام سے علم اسلام مراد ہے یعنی ان چیزوں کے بعد اس کی جان یا مال کو نقصان پہنچایا جائیگا تو بحکم اسلام مثلاً وہ کسی کو مار ڈالے تو وہ بحکم اسلام مارا جائیگا ۱۲ [2] اس حدیث کے ابتدائی مضمون کو ایک بزرگ نے اپنی کتاب میں نظم کیا ہے ؎
روز محشر کہ جاں گداز بود اولیں پرسش نماز بود۔ ۱۱ [3] اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نماز خداوند عالم سے مناجات کی حالت ہے لہذا اس سے چند مسائل معلوم ہوئے (۱) حالت نماز میں طاہر رہنا چاہئے (۲) کسی اور طرف متوجہ نہ رہنا چاہئے ۱۲
(۳) نہایت ادب اور خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھنا چاہئے ۱۲

(۱۱) عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَحْسَنُ

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے اور اس کی حرام کرنیوالی تکبیر ہے اور حلال کرنیوالی تسلیم یعنی السلام علیکم کہنا ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس باب کی تمام احادیث سے اصح اور احسن ہے۔

(۱۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ فَقَالَ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَيْرَهٗ فَعَلِّمْنِيْ فَقَالَ اِذَا اُقِمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَآئِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا (البخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اسی درمیان میں ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ جا نماز پڑھ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی (یعنی تیری نماز نہیں ہوئی) پھر اس نے نماز پڑھی اور آیا اور آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا کہ جا نماز پڑھ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی یہ تین مرتبہ ہوا تب اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنایا کہ میں اس کے سوا اور طریقہ نہیں جانتا آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر جس قدر قرآن تمکو آسان ہو پڑھو پھر رکوع کرو یہانتک کہ حالت رکوع میں مطمئن ہو جاؤ پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ حالت سجدہ میں مطمئن ہو جاؤ پھر اٹھو یہاں تک کہ تمام بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ حالت سجدے میں مطمئن ہو جاؤ پھر ایسا ہی پوری نماز میں کرو۔

(بخاری)

لہ نماز کے حرام کرنے سے مقصود نماز میں ان چیزوں کو حرام کرنا ہے جو نماز کے باہر حلال تھیں مثلاً کھانا پینا بات چیت کرنا وغیرہ کہنے کے اسی طرح حلال کرنیسے بھی یہی چیزوں کا حلال کرنا مراد ہے اس حدیث سے طہارت کا شرط نماز ہونا اور سلام کا فرض نماز اور واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ حنفیہ کا مذہب ہے ۱۲ ۔ ۵ اس حدیث سے نماز کی ارکان میں سے کوئی زیادہ رکوع اور سجدے اور قومہ اور جلسہ کا اطمینان سے ادا کرنے کی تاکید معلوم ہوتی ہے ۱۲

(۱۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ (اَلتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے (ترجمہ دعا کا) پاکی بیان کرتا ہوں میں تیری اے اللہ ساتھ تیری تعریف کے اور بزرگ ہے تیرا نام اور بڑی ہے تیری شان اور نہیں کوئی خدا سوا تیرے (ترمذی ابوداؤد) ابن ماجہ نے اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۱۴) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (اَلْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی نماز صحیح نہیں جس نے سورۂ فاتحہ (الحمد) نہ پڑھی۔ (بخاری ومسلم)

(۱۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ۔ مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّاهُ بِطَرِيْقَيْنِ فِيْ اَحَدِهِمَا اَبُوْحَنِيْفَةَ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ وَهُوَ اَحْسَنُ طُرُقِهٖ حَكَمَ عَلَيْهِ ابْنُ الْهُمَامِ بِاَنَّهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ اَمَّا اَبُوْحَنِيْفَةَ فَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَمُوْسٰى ابْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ مِنَ الْاِثْبَاتِ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيْحَيْنِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ مِنْ اَكَابِرِ التَّابِعِيْنَ وَثِقَاتِهِمْ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ امام محمد نے موطا میں یہ حدیث دو سندوں سے روایت کی ہے ایک میں ابوحنیفہ امام اعظم ہیں اور وہ سند تمام سندوں سے عمدہ ہے محقق ابن ہمام نے اس کو صحیح کہا ہے شرط بخاری ومسلم پر اور علامہ عینی نے کہا کہ وہ حدیث صحیح ہے ابوحنیفہ تو ابوحنیفہ ہیں اور موسیٰ بن ابی عائشہ پرہیزگار ثابت قدم لوگوں میں ہیں صحیحین کے راوی ہیں اور عبداللہ بن شداد ملک شام کے بزرگ اور پرہیزگاروں میں سے ہیں اور وہ حدیث صحیح ہے

عہ اس حدیث سے حنفیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی پر قرأت ضروری نہیں اس حدیث کے ملانے سے پہلی حدیث کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ وہ حکم تنہا نماز پڑھنے والے اور امام کا ہے۔ یہ حدیث بخاری مسلم کی حدیثوں سے کسی طرح صحت میں کم نہیں راوی اسکے سب عادل اور ثقہ ہیں جیسا کہ علامہ عینی کی تصریح سے معلوم ہوا ۱۲

Marfat.com

(۱۶) عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔ اَلتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے تھے ترمذی نے اس کو روایت کرکے حسن صحیح کہا ہے۔

(۱۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ۔ (اَلْبُخَارِيُّ)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک رہو سجدوں میں اور نہ بچھاوے کوئی تم میں سے اپنی دونوں کہنیاں جیسے کہ کتا بچھاتا ہے۔ (بخاری)

(۱۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ عَلٰى اَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ (اَلْبُخَارِيُّ)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں (یعنی سات ہڈیاں حالت سجدے میں زمین پر ہمیشہ رہیں) پیشانی پر اور آپ نے ہاتھ سے ناک کا اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پیروں کے پہلوؤں پر اور نہ اٹھائیں ہم کپڑے اور بال (بخاری)

(۱۹) عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ

شقیق بن سلمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو (تشہد میں) کہا کرتے تھے السلام علی جبرئیل ومیکائیل السلام علی فلاں وفلاں (فلاں میں متوجہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اور فرمایا کہ اللہ خود سلام ہے جب کوئی تم میں کا نماز پڑھے تو التحیات الخ کہے

ف اس حدیث سے سجدوں میں اطمینان کا وجوب اور کہنیاں بچھانے کی کراہت لی گئی ہے ۱۲ ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشانی کے ساتھ ناک دونوں پر سجدہ ہونا چاہئے اور یہی مذہب صاحبین کا ہے اور علماء حنفیہ کا اسی پر فتویٰ ہے ۱۲ ف دونوں ترجمہ کئے گئے ہیں لفظ بھی احادیث میں آئے ہیں مگر زیادہ تر نماز میں عمل اسی پر ہے ۱۲ ف یہ دعا قعدۂ اخیرہ میں بعد درود شریف کے ہے ۲

فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ
وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ
(فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوْهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ
لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ)
أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
(اَلْبُخَارِيُّ)

(ترجمہ) التحیات کا۔ سب مالی اور بدنی عبادتیں اور سب عبادتیں اللہ کے لئے ہیں سلام تجھ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں سلام تم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر (حضرت نے فرمایا کہ جب تم یہ کہو گے تو آسمان اور زمین کے سب نیک بندوں کو سلام پہنچ جائیگا مطلب یہ کہ جبرئیل اور میکائیل کی کچھ ضرورت نہیں) میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔
(بخاری)

(۲۰) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ
فَإِنَّ اللّٰهَ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ قَالَ
قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ۔ (اَلْبُخَارِيُّ)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہمنے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یا رسول اللہ کیسے درود پڑھا جایا کرے آپ پر اس لئے کہ اللہ نے ہمکو تعلیم کی ہے ہم کیسے درود پڑھیں آپنے فرمایا کہو اللھم صل الخ ترجمہ اس کا۔ اے اللہ رحمت کر محمد پر اور آل محمد پر جیسے رحمت کی تونے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہے اے اللہ برکت اتار محمد پر اور آل محمد پر جیسے برکت اتاری تونے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہے (بخاری)

(۲۱) عَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ أَنَّهٗ قَالَ
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِيْ
دُعَآءً أَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلٰوتِيْ قَالَ قُلْ
اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی دعا تعلیم فرما کہ اسکو میں اپنی (کے قعدہ وغیرہ میں) مانگوں آپنے فرمایا کہ اللھم الخ ترجمہ۔ اے اللہ میں نے ظلم کیا اپنی جان پر (بے

يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (البخاری)

(گناہ کیا، بہت ظلم اور نہیں بخشنے والا گناہوں کا مگر تو پس بخشدے مجھ کو اپنی طرف سے اور رحم کر مجھ پر بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (بخاری)

(۲۲) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (البخاری)

عائشہ رضی اللہ عنہا بی بی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ آپ نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے اللھم الخ ترجمہ۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری عذاب قبر سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری فساد مسیح دجال سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری زندگی اور موت کے فساد سے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری گناہ کرنے اور قرض سے (بخاری)

(۲۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ اُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا (البخاری)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت آپ نماز میں ہوتے تھے سلام کرتا تھا اور آپ مجھکو جواب دیتے تھے پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے لوٹے تو ہم نے آپ سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اور (بعد نماز کے) فرمایا کہ بیشک نماز میں بہت بڑی مشغولی ہے (یعنی دوسری طرف متوجہ نہ ہونا چاہیے (بخاری)

(۲۴) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ اِنَّا كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ اَحَدُنَا صَاحِبَهٗ بِحَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ (البخاری)

زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابتدا میں ہم نماز میں بات کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیان کرتا تھا ایک ہم میں کا اپنے ساتھی سے اپنی حاجت تک کہ نازل ہوئی آیت حافظوا الخ ترجمہ۔ پابند ہو نمازوں پر اور (خصوصاً) نماز (عصر) پر اور کھڑے ہو اللہ کیلئے چپ ہو کر پس حکم ہوا ہمکو چپ رہنے کا (یعنی کلام نہ کرنے کا) (بخاری)

ف اس حدیث سے اور اس کے بعد کی حدیث سے کلام کی ممانعت نماز میں ظاہر ہوتی ہے اور یہ حکم ہوا ہے کہ نماز میں ایسا مشغول ہونا چاہیے کہ کسی اس کے ہوتے ہوئے دوسری طرف توجہ نہ ہو۔

(۲۵) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ۔ اَلتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَهٗ وَقَالَ بِهٖ یَقُوْلُ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ وَاَهْلِ الْکُوْفَةِ

علقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو نماز پڑھاؤں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پس نماز پڑھی انھوں نے اور ہاتھ نہیں بلند کئے مگر پہلی دفعہ یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے قائل ہیں بہت اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تابعین اور یہی قول ہے سفیان اور اہل کوفہ کا۔

(۲۶) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَلْوِتْرُ لَیْسَ بِحَتْمٍ کَصَلٰوتِکُمُ الْمَکْتُوْبَةِ وَلٰکِنَّ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا یَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ اَلتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ وتر ویسی ضروری نہیں ہے جیسے تمھاری فرض نمازیں ہاں آپ کو جاری فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ہے کہ اللہ وتر (طاق) ہے دوست رکھتا ہے وتر کو پس وتر پڑھو اے قرآن والو (ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے)

(۲۷) عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ جُرَیْجٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ یُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کَانَ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَةِ بِقُلْ یَا اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ

عبدالعزیز بن جریج سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ساتھ کس چیز کے وتر پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتے تھے اور دوسری میں قل یا ایہا الکفرون تیسری میں قل ہو اللہ احد اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس)

ف ۱ اس حدیث سے حنفیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ سوا تکبیر تحریمہ کے رکوع میں جاتے وقت یا رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا مسنون نہیں اہل کوفہ سے مراد ترمذی کی ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں ۱۲ ف ۲ سنّ کے لفظ سے یہ گمان نہ ہونا چاہئے کہ وتر سنت ہے اس لئے کہ دوسری احادیث میں ترک وتر پر سخت وعیدیں آئی ہیں اور ترک سنت پر وعید نہیں ہوتی بلکہ یہاں سنّ کے لغوی معنی مراد ہیں جس کا ترجمہ ہم نے جاری فرمایا ہے وہ حدیثیں ترک وتر کی وعید میں آئی ہیں بہت صحیح اور زیادہ ہیں منجملہ ان کے ایک حدیث ہم علم الفقہ میں لکھ چکے ہیں ۱۲ ف ۳ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر تین رکعت جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے دوسرے اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ کئی سورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا درست ہے ۱۲

Marfat.com

اَلتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَهٗ

(۲۸) عَنْ اَبِی الْحَوْرَآءِ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِیٍّ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَاتٍ اَقُوْلُھُنَّ فِی الْوِتْرِ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ۔

(اَلتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَهٗ)

(ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے)

ابو الحوراء سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہ تعلیم فرمائے ہیں مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمے کہ کہوں میں انکو وتر میں اللھم اھدنی الخ (ترجمہ) اے اللہ ہدایت کر مجھکو منجملہ ان لوگوں کے جنکو تو نے ہدایت کی اور عافیت عنایت کر مجھکو منجملہ ان لوگوں کے جن کو تو نے عافیت دی ہے۔ اور محبت کر مجھ سے منجملہ ان کے جن سے تو نے محبت کی اور برکت دے مجھ کو اس چیز میں جو تو نے دی ہے اور بچا مجھکو ان چیزوں کی برائی سے جو تو نے مقدر کی ہے اس لئے کہ تو حاکم ہے تیرے اوپر کسی کا حکم نہیں اور وہ نہیں ذلیل ہو سکتا وہ جس سے تو محبت کرے بزرگ ہے تو اور برتر ہے۔

(ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے)

(۲۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔ (اَلْبُخَارِیُّ)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز تنہا نماز پر ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

(بخاری)

(۳۰) عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ۔ (اَلْبُخَارِیُّ)

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ نے فرمایا جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کوئی اذان دے[۵] اور بڑا تم میں سے امامت تمھاری کرے (بخاری)

---

[۵] دعائے قنوت کی ایک حدیث یہ ہے اور ایک اور ہے جس میں اللھم انا نستعینک الخ ہے عمل صحابہؓ کے اعتبار سے اسکو قوت زیادہ ہے مگر دونوں کا پڑھنا بہتر ہے وقت اس دعا کا وتر کی تیسری رکعت میں بعد دوسری سجدہ کے ہے ۱۲ منہ اس حدیث سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک اذان کا دوسرے اذان کا قبل از وقت ہونا تیسرے امام ایسے شخص کا بنانا جو تمام حاضرین سے افضل ہو ۱۲

(۳۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا (اَلْبُخَارِيُّ)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا قائم کی گئی نماز پس متوجہ ہوئے ہماری طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ سیدھی کرو اپنی صفیں اور مضبوط کرو۔ (بخاری)

(۳۲) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ (اَلْبُخَارِيُّ)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھی کرو اپنی صفیں اس لئے کہ سیدھا کرنا صفوں کا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے (بخاری)

(۳۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا (اَلْبُخَارِيُّ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اسلئے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس خلاف نہ کرو اس سے اور وہ جب رکوع کرے تو رکوع کرو اور وہ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو ربنا لک الحمد کہو اور وہ جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو

(۳۴) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَقُوْمُ فِي الصَّلٰوةِ فَاُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ (اَلْبُخَارِيُّ)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے آپ نے فرمایا کہ میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ دراز کروں اس کو پھر سنتا ہوں لڑکے کا رونا پس جلد نکل جاتا ہوں اپنی نماز میں اس بات کو برا سمجھ کر کہ گراں کروں اس کی ماں پر۔ (بخاری)

(۳۵) عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِّنَ السُّنَّةِ بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرے اسکے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے چار ظہر سے پہلے اور دو اسکے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشا کے بعد اور دو فجر سے

---

۱۲ اس حدیث سے اور اس کے بعد کی حدیث سے صف کے سیدھا کرنے کی تاکید اور مل کر کھڑے ہونے کا حکم معلوم ہوتا ہے ۱۲

۱۲ اس حدیث میں امام کی اطاعت کا حکم ہو رہا ہے کسی بات میں اس کے خلاف نہ کرنا چاہئے ادائے ارکان میں اس کو سبقت نہ چاہئے ۱۲

۱۲ اس حدیث میں حکم ہے اس بات کا کہ امام کو اپنے مقتدیوں کی ضرورت اور حالت کا لحاظ کر کے قرأت کرنا چاہئے یہ نہیں کہ بڑی سورتیں یا رکوع سجدے میں زیادہ زیادہ تسبیحیں پڑھنا شروع کر دے جس سے ضرورت والوں کا حرج ہو اور ان کو ناگوار گذرے ۱۲

بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ۔ (اَلتِّرْمِذِیُّ)

پہلے۔ (ترمذی)

(۳۶) عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَتَطَهَّرَ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طِیْبِ ثُمَّ رَاحَ اِلَی الْجُمُعَۃِ فَلَمْ یُفَرِّقْ بَیْنَ اثْنَیْنِ فَصَلّٰی مَا کُتِبَ لَہٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہَا وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی (اَلْبُخَارِیُّ)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعے کے دن غسل کرے اور طہارت کرے جس چیز سے ممکن ہو۔ پھر تیل لگائے یا خوشبو لے پھر نماز جمعہ کو جائے اور دو آدمیوں کے درمیان میں جدائی نہ کرے پھر نماز پڑھے جس قدر اس کی قسمت میں ہو پھر جب امام خطبے کیلئے نکلے چپ ہو جائے تو بخشے جائیں گے وہ گناہ جو اس جمعے سے دوسرے جمعے تک ہیں۔ (بخاری)

(۳۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَۃً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَۃً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَۃً ثُمَّ بَیْضَۃً ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْمَعُوْنَ الذِّکْرَ۔ (اَلْبُخَارِیُّ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعے کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بہ ترتیب ہر ایک کا نام لکھنا شروع کر دیتے ہیں سویرے جانے والے کا حال ایسا ہے جیسے اونٹ قربانی کرنیوالے کا پھر جیسے گائے کی قربانی پھر جیسے مینڈھے کی پھر جیسے مرغی کی پھر جیسے انڈا صدقہ دینے والے کا پھر جب امام نکلتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔ (بخاری)

(۳۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں رات کو عبادت کرے باایمان ہو کر ثواب سمجھ کر بخشے جائیں گے اسکے اگلے گناہ (بخاری)

---

۱۲ اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے (۱) غسل جمعہ کا مسنون ہونا (۲) خوشبو اور تیل لگانا یا مسنون ہونا (۳) جمعے میں کسی کو اپنی جگہ سے اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھنا مکروہ ہے (۴) امام کے نکلنے کے بعد چپ ہو جانے کا حکم ۱۲ ۱۲ اس حدیث میں جمعے کی نماز کیلئے سویرے جانے کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبہ شروع ہو جانے کے بعد جو شخص آئے اس کا نام اس دفتر میں نہ لکھا جائے گا ۱۲ ۱۲ اس حدیث سے تراویح کی فضیلت نکلتی ہے ۱۲

(۳۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ (البُخَارِيُّ)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی غافل ہو جائے کسی نماز سے تو چاہیے پڑھ لے جب یاد کرے۔ (بخاری)

(۴۰) عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلٰوةَ اِبْنَ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا اِبْنَ عَشْرٍ۔ (البُخَارِيُّ)

سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات برس کے بچے کو نماز سکھلاؤ اور اس کو نماز پر مارو دس برس کے سن میں۔ (ترمذی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ وَّالَاهُ۔ بعد ختم ہونے چہل حدیث کے مجھکو مناسب معلوم ہوا کہ چالیس آثار حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جس میں نماز کے مسائل ہوں یہاں لکھ دوں اس لئے کہ مسائل فقہ کے اصل اصول اور ماخذ انھیں کے آثار ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تبلیغ شریعت میں اُن سے زیادہ کسی کو حصہ نہیں ملا حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں ایک مستقل رسالہ میں ان کا مذہب اور ان کے اقوال فقہیہ جمع کئے ہیں اور لکھا ہے کہ مجھے بزرگان سلف سے تعجب ہے کہ انھوں نے کیوں اس طرف توجہ نہیں کی حالانکہ اس میں ہر خاص و عام کا فائدہ تھا خواص کو تو یہ فائدہ تھا کہ سمجھ لیں کہ مذاہب اربعہ اسی ایک متن کی شرح ہیں اور مجتہدین اربعہ حضرت فاروق اعظم کے سامنے مجتہد منتسب کی نسبت رکھتے ہیں اور عوام کو یہ فائدہ تھا کہ وہ ہر مذہب کو علیحدہ دین نہ سمجھیں بلکہ ایک ہی شریعت کی شاخ خیال کریں اسی رسالہ سے میں نے چالیس آثار جمع کئے ہیں۔

---

۱۵ اس حدیث سے بعض علماء نے ثابت کیا ہے کہ دس برس کے بعد جتنی نمازیں فوت ہوں ان کی قضا واجب ہے ۱۲

Marfat.com

چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اَنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِىْ الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ اَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ اِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهٗ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَآءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ مُشْتَبِكَةٌ۔

امام مالک نافع سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو لکھ بھیجا کہ بیشک میرے نزدیک تمہاری عبادتوں میں زیادہ قابل اہتمام نماز ہے پس جس شخص نے اس کی پابندی کی اور حفاظت کرائی اس نے اپنے دین کو بچالیا اور جس نے اس کو ضائع کر دیا وہ بدرجۂ اولیٰ اور عبادتوں کا ضائع کرنے والا ہوگا اس کے بعد لکھا کہ پڑھو ظہر کی نماز جب سایہ ایک گز ہو جائے اس وقت تک کہ تمہارا سایہ ایک مثل ہو اور عصر کی ایسے وقت کہ آفتاب بلند روشن اور صاف ہو اسقدر کہ غروب سے پہلے سوار دو فرسخ یا تین فرسخ چل سکے اور مغرب کی جب آفتاب ڈوب جائے اور عشاء کی جب شفق چھپ جائے پس جو کوئی سو جائے تو نہ سوئے اس کی آنکھیں (یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا) اور فجر اس حال میں کہ ستارے چمک رہے ہوں۔

(۲) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ عُمَرُ لَا تَنْتَظِرُوْا بِصَلٰوتِكُمُ اشْتِبَاكَ النُّجُوْمِ

ابو بکر بن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے انتظار کرو اپنی نمازوں کا ستاروں کے نکلنے کا۔

(۳) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عُمَرُ صَلُّوا الْعِشَآءَ قَبْلَ اَنْ يَّكْسَلَ الْكَسْلَانُ وَيَنَامَ الْمُرَيِّحُ

ابو بکر سوید بن غفلہ سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھو عشاء قبل اس کے کہ سست ہو آوے کاہل کرے اور سو جاوے آرام کرنے والا

۱؎ اس وقت بھی آفتاب روشن اور صاف رہتا ہے زردی نہیں آتی اور سوار دو فرسخ تین فرسخ چل سکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد آجاتا ہے کہ حنفیہ کو مغرب میں فرسخ تین میل کا ہونا جو قریباً دو گھنٹہ کا زیادہ ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ اسکو آرام نہ ملے سونے سے انسان کو آرام ملتا ہے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے اس میں ستارے اچھی طرح نکل آنے کے وقت مکروہ ہو جاتا ہے ۱۲ للہ مقصود ہے کہ وقت کی رعایت چاہئے ۱۲

(۴) اَبُوْبَكْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْغَيْمِ فَعَجِّلُوا الْعَصْرَ وَاَخِّرُوا الظُّهْرَ

ابوبکر اسود سے وہ حضرت فاروق سے کہ فرمایا انھوں نے جب ابر کا دن ہو تو جلد پڑھو عصر کی نماز اور دیر میں ظہر کی نماز۔

(۵) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ عُمَرُ لَاَنْ اُصَلِّيَهُمَا فِيْ جَمَاعَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُحْيِيَ مَا بَيْنَهُمَا يَعْنِي الصُّبْحَ وَالْعِشَاءَ

ابوبکر عبدالرحمٰن سے کہ حضرت عمر نے فرمایا بیشک مجھ کو ان دونوں یعنی فجر اور عشا کا جماعت سے پڑھنا زیادہ پسند ہے ان دونوں کے درمیان میں بیدار ہو کر عبادت کرنے سے

(۶) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا رَاٰى غُلَامًا فِي الصَّفِّ اَخْرَجَهُ

ابوبکر ابراہیم نخعی سے کہ عمر بن خطاب جب کسی لڑکے کو پہلی صف میں دیکھتے تو اس کو نکال دیتے۔

(۷) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ فَاَنْتَهَرَهُ فَقَالَ لَا صَلٰوةَ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ اِلَّا الصَّلٰوةَ الَّتِيْ يُقَامُ لَهَا۔

ابوبکر سعید بن مسیب سے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دو رکعت پڑھتے دیکھا اور مؤذن اقامت کہہ رہا تھا تو فرمایا کہ کوئی نماز جائز نہیں ایسے حال میں کہ مؤذن اقامت کہتا ہو سوا اس نماز کے جس کی اقامت کہی جائے۔

(۸) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ رَاَيْتُ الرَّجُلَ يَجِيْءُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّيْ فِيْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ۔

ابوبکر ابوعثمان نہدی سے کہ میں نے دیکھا ہے کہ آدمی آتا تھا اور عمر بن خطاب نماز فجر میں ہوتے تھے پس وہ (سنت فجر) پڑھ لیتا تھا مسجد کے گوشے میں بعد اسکے شریک ہوتا تھا لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں۔

(۹) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ نُعَيْمٍ قَالَ اِذَا اَمَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْاِمَامِ طَرِيْقٌ اَوْ نَهْرٌ اَوْ حَائِطٌ فَلَيْسَ مَعَهُ۔

ابوبکر نعیم سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے جب مقتدی اور امام کے درمیان میں کوئی راستہ یا نہر یا دیوار حائل ہو تو وہ مقتدی اس امام کے ساتھ نہیں ہے۔

(۱۰) مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بِالْهَاجِرَةِ فَوَجَدْتُهُ يُسَبِّحُ فَقُمْتُ وَرَاءَهُ فَقَرَّبَنِيْ حَتّٰى

امام مالک اور شافعی عبداللہ بن عتبہ سے کہ میں حاضر ہوا حضرت عمر کی خدمت میں دوپہر کو تو پایا میں نے انکو نماز پڑھتے پس کھڑا ہو گیا میں ان کے پیچھے پس

ف یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ ف معلوم ہوا کہ لڑکوں کو پیچھے کھڑا ہونا چاہئے ۱۲ ف اس حکم سے سنت فجر مستثنیٰ ہے چنانچہ آگے کی حدیث ملانے سے یہ مطلب صاف ظاہر ہے ۱۲ ف معلوم ہوا کہ سنت فجر کا فرض کے ہوتے ہوئے پڑھ لینا جائز ہے بشرطیکہ گمان غالب ہو کہ جماعت مل جائیگی یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ ف یعنی اس کی اقتدار کو یہ چیزیں مانع ہیں جیسا کہ علم الفقہ میں گذر چکا ۱۲

Marfat.com

جَعَلَنِي حِذَاءَهُ عَلَى يَمِينِهِ فَلَمَّا جَاءَ يَرْفَاءُ فَأَخَّرَنِي فَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ

قریب کر لیا مجھ کو اور کر لیا اپنی برابر داہنی جانب پس جب یرفا آیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے صف باندھ لی انکے پیچھے

(۱۱) أَبُوبَكْرٍ عَنْ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ أَنَّ عُمَرَ رض ابْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ ابْدَءُوا بِطَعَامِكُمْ ثُمَّ افْرَغُوا بِصَلَاتِكُمْ۔

ابوبکر یسار بن نمیر سے کہ عمر بن خطاب فرماتے تھے پہلے کھانا کھالو اور فراغت کر تو اپنی نماز کے لئے۔

(۱۲) أَبُودَاوُدَ عَنْ مُؤَذِّنٍ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ مَسْرُوحٌ أَذَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِيَ أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ۔

ابوداؤد حضرت عمر کے موذن سے جس کا نام مسروح تھا کہ انھوں نے اذان دی قبل فجر کے تو ان کو حکم دیا حضرت نے کہ لوٹ جائیں اور پکاریں کہ بندہ سو گیا تھا۔

(۱۳) أَبُوبَكْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ قَالَ الصَّلَوٰةُ الصَّلَوٰةُ فَقَالَ عُمَرُ وَيْحَكَ أَمَجْنُونٌ أَنْتَ أَمَا كَانَ فِي دُعَائِكَ الَّذِي دَعَوْتَنَا مَا نَأْتِيكَ حَتَّى تَأْتِيَنَا

ابو مجاہد سے کہ ابو محذورہ نے کہا الصلوٰۃ الصلوٰۃ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو مجنون ہے کیا تیری اُس بلانے (اذان) میں جو تو نے بلایا تھا یہ بات نہ تھی کہ ہم آجاتے یہاں تک کہ آئے تو ہمارے پاس۔

(۱۴) أَبُوبَكْرٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ مُؤَذِّنُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ جَاءَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدِرْ۔

ابوبکر ابوالزبیر موذن بیت المقدس سے کہ تشریف لائے ہمارے یہاں عمر بن خطاب پس فرمایا کہ جب اذان دیا کرو تو ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کہو تو جلدی۔

(۱۵) أَبُوبَكْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

ابوبکر نے ابن عمر سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے مشرق اور مغرب کے درمیان میں سب قبلہ ہے

ف معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایک مقتدی نادانستہ پیچھے کھڑا ہو جائے تو امام کو چاہئے کہ اسکو برابر کرلے پھر جب اور مقتدی آجائیں تو اس کو چاہئے کہ پیچھے ہٹ جائے ۱۲ ف یرفا حضرت فاروق کے غلام کا نام ہے ۱۲ ف یہ حکم اس وقت کے لئے ہے کہ جب کھانے کی خواہش ایسی ہو کہ نماز میں جی نہ لگے گا ۱۲ ف معلوم ہوا کہ قبل وقت کے اذان درست نہیں ہے یہی مذہب حنیفہ کا ہے ف معلوم ہوا کہ تثویب بدعت ہے سوا فجر کے اس میں خود حضرت فاروق سے منقول ہے ۱۲ ف معلوم ہوا کہ اذان کا ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کا جلد جلد کہنا مسنون ہے یہی حنیفہ کا مذہب ہے ۱۲

مَا اسْتَقْبَلْتَ الْبَيْتَ۔

(۱۶) اَلْبَيْهَقِيُّ عَنْ ضَعِيْفٍ قَالَ سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ إِنَّا نَبْدُوْا فَنَكُوْنُ فِي الْأَبْنِيَةِ فَإِنْ خَرَجْتُ قَرَرْتُ وَإِنْ خَرَجَتْ قَرَرْتُ فَقَالَ عُمَرُ اِجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا ثَوْبًا ثُمَّ لِيُصَلِّ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا۔

قُلْتُ تَمَسَّكَ بِهِ الْحَنَفِيَّةُ فِيْ قَوْلِهِمْ بِفَسَادِ صَلٰوةِ الرَّجُلِ إِذَا حَاذَتْهُ اِمْرَأَةٌ فِيْ صَلٰوةٍ مُّشْتَرَكَةٍ تَحْرِيْمَةً وَّأَدَاءً وَأَجَابَ الشَّافِعِيُّ فَقَالَ لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ عَنْ عُمَرَ وَلَيْسَ أَنَّهَا فِيْ صَلٰوةٍ وَّاحِدَةٍ لٰكِنَّ اسْتَحَبَّ ذٰلِكَ قَطْعًا لِمَادَّةِ الْفِتْنَةِ

(۱۷) اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ سَمِعْتُ عُمَرَ اِفْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَكَبَّرَ فَقَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ

(۱۸) اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ سَبْعِيْنَ صَلٰوةً فَلَمْ يَجْهَرْ فِيْهَا

جب تک سامنے رہو قبلے کے۔

بیہقی ضعیف سے کہ انھوں نے کہا میں نے پوچھا عمر خطاب سے کہ ہم جنگل میں ہوتے ہیں تو خیموں میں رہتے ہیں پس اگر میں نکلوں تو میں سردی کھاؤں اور اگر عورت نکلے تو وہ سردی کھائے پس فرمایا عمرؓ نے کہ اپنے اور اس کے درمیان میں کوئی کپڑا ڈال لے پھر ہر ایک تم میں کا نماز پڑھے۔

میں کہتا ہوں کہ تمسک کیا ہے اس سے حنفیہ نے اپنے اس قول میں کہ مرد کی نماز عورت کے محاذات سے فاسد ہو جاتی ہے جبکہ وہ نماز تحریمہ اور ادا میں مشترک ہو اور دیا ہے امام شافعی نے کہ یہ قول حضرت عمر کا مشہور نہیں اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ وہ ایک نماز میں تھی مگر اس کو بہتر حضرت عمر نے مادۂ فساد کے قطع کرنے کے لئے۔

ابوبکر اسود سے کہ سنا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے شروع کی نماز اور تکبیر کہی پھر کہا۔ سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک۔ پھر اعوذ باللہ پڑھی۔

ابوبکر اسود سے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ستر نمازیں پڑھیں اور انھوں نے بلند آواز سے

لہ یہی مذہب حنفیہ کا ہے اور امام شافعی کے نزدیک ٹھیک کعبہ کے محاذی کھڑا ہونا ضروری ہے ۱۲ منہ یہ عبارت شیخ ولی محدث دہلوی کی ہے۔ امام شافعی کی طرف سے یہ جواب ٹھیک نہیں کہ یہ قول حضرت عمر کا غیر مشہور ہے جبکہ صحیح ہو چکا اور اس پر کا عمل ہے تو غیر مشہور کیسے ہو سکتا ہے رہ گیا یہ کہ اس میں نماز کے ایک ہونے کا ذکر نہیں ہے یہ کچھ مضر نہیں ضرور یہ ایک ہی قصہ ہے اور نماز کے علیحدہ ہونے کی صورت میں تو کوئی فساد کا قائل نہیں ایک نیا قول ہو جائیگا جس کا کوئی قائل نہیں اور یہ کہنا کہ حضرت کے نزدیک یہ مستحب ہے امام شافعی کا قیاس ہے امام ابوحنیفہ پر کب حجت ہو سکتا ہے اگر حجت ہوگا تو ان کے مقلدین پر ۱۲ منہ یہ حنفیہ کے یہاں معمول ہے ۱۲

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

(۱۹) اَبُوْ بَکْرٍ عَنْ عِبَایَۃَ بْنِ الرِّبْعِیِّ قَالَ عُمَرُ لَا تُجْزِیْ صَلٰوۃٌ لَا یُقْرَأُ فِیْھَا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَاٰیَتَیْنِ۔

ابو بکر عبایہ بن ربعی سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں کافی ہے وہ نماز جس میں نہ پڑھی جائے سورۂ فاتحہ اور دو آیتیں۔

(۲۰) اَخْرَجَ مُحَمَّدٌ فِیْ مُؤَطَّاہُ عَنْ دَاوٗدَ ابْنِ قَیْسٍ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَیْتَ فِیْ فَمِ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ حَجَرًا۔

امام محمد اپنے موطا میں داؤد بن قیس سے کہ ہمکو خبر دی محمد بن عجلان نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش جو شخص قرأت خلف امام کرتا ہے اُس کے منہ میں پتھر ہوتے۔

(۲۱) اَلْبَیْھَقِیُّ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ شُرَیْکٍ اَنَّہٗ سَاَلَ عُمَرَ عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ اِقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ قَالَ وَاِنْ کُنْتُ اَنْتَ قَالَ وَاِنْ کُنْتُ اَنَا قَالَ وَاِنْ جَھَرْتَ قَالَ وَاِنْ جَھَرْتُ۔

بیہقی یزید بن شریک سے کہ انھوں نے پوچھا عمر رضی اللہ عنہ سے قرأت خلف امام کو تو فرمایا انھوں نے کہ پڑھو سورۂ فاتحہ کہا انھوں نے اگرچہ آپ (امام) ہوں فرمایا ہاں اگرچہ میں (امام) ہوں کہا انھوں نے اگرچہ آپ بلند آواز سے پڑھیں فرمایا ہاں اگرچہ میں بلند آواز سے پڑھوں۔

قُلْتُ رَوَی اَھْلُ الْکُوْفَۃِ عَنْ اَصْحَابِ عُمَرَ الْکُوْفِیِّیْنَ اَنَّ الْمَاْمُوْمَ لَا یَقْرَأُ شَیْئًا وَالْجَمْعُ اَنَّ الْقَبِیْحَ فِی الْاَصْلِ اَنْ یُّنَازِعَ الْاِمَامَ وَفِی الْقُرْاٰنِ وَقِرَاءَۃُ الْمَاْمُوْمِ قَدْ یُفْضِیْ اِلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ اشْتِغَالُ الْمَاْمُوْمِ بِمُنَاجَاۃِ

میں نے کہا کہ کوفہ والوں نے حضرت عمر کے کوفہ والے ملاقاتیوں سے یہ روایت کی ہے کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے۔ اور دونوں روایتوں میں تطبیق اصلح ہے کہ اصل میں بری بات ہے کہ امام سے قرآن میں نزاع کی جائے اور مقتدی کی قرأت کبھی اس حد تک پہنچا دیتی ہے مگر مقتدی کا بھی اپنے پروردگار کی مناجات میں مشغول

ف یہی مذہب حنفیہ کا ہے بسم اللہ کا آہستہ آواز سے پڑھنا ان کے نزدیک مستحب ہے امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے ۱۲ عفی عنہ۔ حکم تو یہ ہے کہ پڑھنے والے اور امام سے مقتدی کا نہیں جیسا کہ آگے کی حدیث ملانے سے ظاہر ہے ورنہ دو آیتوں کی بھی مقتدی پر فرض ہونا مذہب نہیں ۱۲ منہ یہ قول شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہے فی الواقع بہت محقق اور منصفانہ فیصلہ کیا ہے محققین حنفیہ اسی لئے قائل ہیں کہ مقتدی پر قرأت فرض نہیں لیکن اگر قرآن میں امام سے نزاع نہ ہونے پائے اور قرأت کرے تو مستحب ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ قرآن میں نزاع کا ایک مطلب یہ ہے کہ مقتدی امام کی قرأت نہ سنے بلکہ اسکے پڑھنے کی حالت میں خود بھی پڑھتا جائے دوسرا مطلب یہ ہے کہ ایسی آواز سے مقتدی قرأت کرے کہ امام کی قرأت میں خلل انداز ہو یہاں دونوں طلب مراد ہیں دونوں کی ممانعت اس میں وارد ہوئی ہے ۱۲

رَبِّہٖ مَطْلُوْبٌ فَتَعَارَضَتْ مَصْلَحَۃٌ وَ مُفْسِدَۃٌ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْمَصْلَحَۃِ بِحَیْثُ لَا تَتَخَلَّفُ شَیْءٌ مِّنْہَا مُفْسِدَۃٌ فَلْیَفْعَلْ وَ مَنْ خَافَ الْمُفْسِدَۃَ تَرَکَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

ہونا مقصود ہے پس پیش آئی ایک عمدگی اور ایک خرابی تو جو شخص عمدگی کو کر سکے بے اس کے کہ اسمیں خرابی آئی تو وہ قرأت کرے اور جو شخص ڈرتا ہو برائی کے آنے سے وہ نہ کرے واللہ اعلم۔

(۲۲) اَبُوْبَکْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِیْجَ عُمَرَ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَھُوَ یَقْرَأُ اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ۔

ابو بکر بن عبد اللہ بن شداد سے کہ میں نے سنا عمرؓ کا رونا فجر کی نماز میں اور وہ پڑھ رہے تھے یہ آیت انما اشکو بثی[ع] وحزنی الی اللہ۔

(۲۳) اَلْبَغَوِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ اَنَّ عُمَرَ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ الْیَدَیْنِ فِی الرُّکُوْعِ وَالْقَوْمَۃِ مِنْہُ۔

بغوی اور بیہقی کہ حضرت عمرؓ نے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں ہاتھ کا اٹھانا رکوع میں (جاتے وقت) اور رکوع سے اٹھنے میں۔

(۲۴) اَبُوْبَکْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ صَلَّیْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ اِلَّا حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ۔ قُلْتُ تَکَلَّمَ الشَّافِعِیَّۃُ وَالْحَنَفِیَّۃُ فِیْ تَرْجِیْحِ الرِّوَایَاتِ کُلٌّ عَلٰی حَسَبِ مَذْھَبِہٖ اِلَّا اَنَّ الْوَجْہَ عِنْدِیْ اَنَّ رَأْیَ رَفْعِ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَالْقَوْمَۃِ مِنْہُ مُسْتَحَبًّا فَکَانَ یَفْعَلُ تَارَۃً وَیَتْرُکُ اُخْرٰی۔

ابو بکر اسود سے کہ میں نے نماز پڑھی عمرؓ کے ساتھ اور نہیں اٹھائے انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ نماز کے کسی جز میں سوا اس وقت کے جب نماز شروع کی تھی۔

میں نے کہا کہ بحث کی ہے شافعیہ اور حنفیہ نے روایات کی ترجیح میں ہر ایک نے اپنے مذہب کے موافق اور قوی میرے نزدیک ہے کہ عمرؓ نے رکوع اور قومہ کے وقت ہاتھ کا اٹھانا مستحب سمجھا ہے اس لئے کبھی کرتے تھے کبھی نہ کرتے تھے۔

(۲۵) اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّ عُمَرَ کَانَ یَجْعَلُ کَفَّیْہِ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ قُلْتُ اِحْتَجَّ بِہٖ اِبْرَاھِیْمُ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَ

امام ابو حنیفہ حماد سے کہ وہ ابراہیم نخعی سے کہ عمرؓ اپنی دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھتے تھے۔

میں نے کہا حجت کی ہے ابراہیم نے اور ابو حنیفہ نے

ع معلوم ہوا کہ نماز میں رونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی مگر یہ کہ رونا کسی دنیاوی سبب سے ہو یہی حنفیہ کا مذہب ہے ۱۲ ع ۵ یہ قول شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہے گو یہ فیصلہ انکا نہایت منصفانہ ہے مگر میرے فہم ناقص میں دوسری روایت کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ پہلی روایت میں صرف ان کا راوی ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور ہے اور دوسری روایت میں انکا فعل منقول ہے اور ناقل بھی (باقی صفحہ ۲۳۷ پر)

ن بعدہ علی ترک التطبیق۔

(۲۰) ابوبکر عن زبید بن وھب ربما قنت عمر فی صلوٰۃ الفجر۔

(۲۷) ابوبکر عن ابی مالک الاشجعی قلت لابی یا ابت صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر وعثمان رضی اللہ عنہم فرایت احدا منھم قنت فقال یا بنی محدثۃ۔

(۲۸) ابوبکر عن الشعبی قال عبد اللہ لو ان الناس سلکوا وادیا وشعبا وسلک عمر وادیا وشعبا سلکت وادی عمر شعبۃ ولو قنت عمر قنت عبد اللہ۔

(۲۹) محمد بن الحسن عن حمید بن عبد الرحمن قال سمعت عمر بن الخطاب یقول لا یجوز الصلوٰۃ الا بتشہد۔

ان کے بعد ترک تطبیق پر۔

ابوبکر زید بن وہب سے کہ اکثر قنوت پڑھتے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں۔

ابوبکر ابو مالک اشجعی سے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تم نے نماز پڑھی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے کیا دیکھتا ہے کہ تھے ان میں سے کسی کو قنوت پڑھتے تو کہا انھوں نے کہ اے میرے بیٹے نئی بات ہے۔

ابوشعبی سے کہ فرمایا عبداللہ بن مسعود نے اگر چلیں لوگ ایک جنگل یا درے میں اور چلیں صرف عمر دوسرے جنگل یا درے میں تو چلوں گا میں عمر کے جنگل اور درے میں اگر قنوت پڑھی ہوتی عمر نے تو قنوت پڑھتا عبداللہ۔

امام محمد بن حسن بن عبدالرحمن سے کہا انھوں نے سنا میں نے عمر بن خطاب کو یہ فرماتے ہوئے کہ نہیں جائز ہے نماز بے تشہد (التحیات) کے۔

بقیہ صفحہ ۲۳۶) وہ شخص (اسود) ہے جس کا بیان اوپر گذر چکا کہ اسنے ستر نمازیں آپ کے ساتھ پڑھی تھیں اگر وہ کبھی رفع یدین کرتے ہوئے بھی تو وہ شخص دیکھتا باقی رہا ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا اس کا جواب ہے کہ اصل حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ وہ صحابی کا عمل اسکی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو اور وہ حدیث محتمل التاویل نہ ہو تو حنفیہ کے نزدیک منسوخ بھی جاتی ہے خصوصاً حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے ایسا واقع ہونا قطعاً مستلزم نسخ ہے اس لئے کہ ان کا ورع و تقویٰ اور اتباع سنت پر دلالت ہونا مسلمات سے ہے ۱۲ عفی عنہ۔ حنفیہ کے نزدیک سوا وتر کے اور کسی نماز میں قنوت نہیں ہے مگر جب کوئی مصیبت یا سخت کام پیش آئے تو اس کے دفعیہ کے لئے دعا بطور قنوت کے پڑھنا درست ہے۔ زید ابن وہب کا یہ کہنا کہ اکثر پڑھا ہے مراد اس سے اکثر اوقات مہمات کے ہیں جیسا کہ منقول ہے۔ فارس کی لڑائی کے وقت حضرت فاروق کا قنوت پڑھنا لہذا یہ حدیث کسی طرح حنفیہ کو مضر نہیں ۱۲ عفی عنہ۔ یہ حدیث اور اس کے بعد کی حدیث دلیل قوی ہے اس امر پر کہ حضرت فاروق بلکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے قنوت نہ پڑھتے تھے جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہے ابو مالک اشجعی کا اپنے باپ سے یہ نقل کرنا کہ قنوت نئی بات ہے اور اسی طرح عبداللہ بن مسعود کا حضرت فاروق کے قنوت پڑھنے سے انکار کرنا بغرض رد کے ان لوگوں کے اقوال کے ہے جو ہمیشہ مصیبت اور غیر مصیبت میں قنوت کے قائل ہیں اور مصیبت کے وقت تو حضرت فاروق بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے حنفیہ کے نزدیک بھی مستحب ہے۔

(۳۰) اَلتِّرْمِذِيُّ وَالْبَغَوِيُّ قَالَ عُمَرُ اَلدُّعَاءُ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ۔

ترمذی اور بغوی نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دعا کی ہوئی رہتی ہے آسمانوں زمین کے بیچ میں یہاں تک کہ درود پڑھے اپنے نبی پر۔

(۳۱) اَلشَّافِعِيُّ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَتَبَ اَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ صَلٰوتَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ۔

امام شافعی حضرت عمر سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے لوگوں کو لکھ بھیجا تھا کہ دو نمازوں کا ایک ساتھ پڑھنا کبائر سے ہے۔

(۳۲) اَلشَّافِعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَغَيْرِهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِي الْعِيْدِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

امام شافعی عبداللہ بن عمر وغیرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے عید کے دن خطبے سے پہلے۔

(۳۳) مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

امام مالک یزید بن رومان سے کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تئیس رکعت (تراویح معہ وتر) پڑھا کرتے

(۳۴) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَوْتَرَ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ۔

ابوبکر مکحول سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ وتر پڑھتے تھے تین رکعتوں سے کہ فصل کرتے تھے ان تینوں میں سلام سے۔

(۳۵) اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ زَعَمُوْا اَنَّ عُمَرَ كَانَ يُوْتِرُ فِي الْاَرْضِ۔

ابوبکر قاسم سے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ وتر پڑھتے تھے زمین میں۔

ف۵ دعا کا اطلاق نماز پر بھی آیا ہے اس لئے یہ حدیث نماز میں درود کے سنت موکدہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور حدیث سابق تشہد کے واجب ہونے پر ۱۲ منہ ف۵ یہ حدیث حنفیہ کے موید ہے ایک کے نزدیک دو نمازوں میں جمع کرنا جائز نہیں سوا مزدلفہ اور عرفہ کی وہ بھی اس سبب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق قطعی منقول ہے ۱۲ منہ ف۵ معلوم ہوا کہ تراویح کی بیس رکعت ہیں پس جو لوگ اس کو خلاف سنت سمجھ کر آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں نہایت غلطی پر ہیں شاید وہ اپنے آپ کو حضرت فاروق اعظم سے بھی زیادہ عالم سنت یا اتباع پر حریص سمجھتے ہیں معاذ اللہ ۱۲ منہ للہ ف۵ یہی مذہب حنفیہ کا ہے کہ وتر تین رکعت ایک سلام سے ہے امام شافعی وغیرہ اس میں مخالف ہیں ۱۲ ف۵ ائمہ کا اختلاف ہے کہ وتر کا مثل نوافل کے سواری پر پڑھنا جائز ہے یا مثل فرائض کے سواری سے اتر کر زمین پر پڑھنا چاہئے حنفیہ امر اخیر کے قائل ہیں یہ حدیث ان کی تائید کرتی ہے ۱۲

ف۵ حنفیہ کا یہی مذہب ہے۔

(۳۶) اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عُمَرَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔

ابوبکر اسود سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت پڑھی وتر میں رکوع سے پہلے۔

(۳۷) مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُصَلُّوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُوْنَ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ حَتّٰى اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ وَقَامَ عُمَرُ سَكَتُوْا فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ۔

امام مالک اور شافعی یہ کہ لوگ عمر بن خطاب کے زمانے میں جمعہ کے دن نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ نکلتے عمر، اور بیٹھتے منبر پر اور اذان دیتے مؤذن اور لوگ باتیں کرتے ہوتے تھے یہاں تک کہ جب چپ ہو جاتے مؤذن اور کھڑے ہو جاتے عمر چپ ہو جاتے لوگ پھر کوئی بات نہ کرتا تھا۔

(۳۸) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ عُمَرُ تُكَفَّنُ الرَّجُلُ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ لَا تَعْتَدُّوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔

ابوبکر راشد بن سعد سے کہ فرمایا حضرت عمر نے کفن کیا جائے مرد تین کپڑوں میں حد سے آگے نہ بڑھو اللہ نہیں پسند فرماتا حد سے آگے بڑھنے والوں کو

(۳۹) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ تُكَفَّنُ الْمَرْاَةُ فِيْ خَمْسَةِ اَثْوَابٍ اَلدِّرْعُ وَالْخِمَارُ وَالرِّدَاءُ وَالْاِزَارُ وَالْخِرْقَةُ۔

ابوبکر راشد بن سعد سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا کفن کی جائے عورت پانچ کپڑوں میں کرتی اور دوپٹہ اور چادر اور تہبند اور سینہ بند

(۴۰) اَلْبَيْهَقِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ اَرْبَعًا وَّخَمْسًا فَاجْمَعْنَا عَلٰى اَرْبَعٍ۔

بیہقی سعید بن مسیب سے وہ حضرت عمر سے کہ انہوں نے فرمایا بیشک (جنازہ کی نماز میں) یہ سب کچھ ہوا چار (تکبیر) اور پانچ تکبیر پھر ہم نے اتفاق کر لیا چار (تکبیر) پر۔

ف یہی مذہب حنفیہ کا ہے کہ امام جب خطبہ شروع کر دے تو پھر نماز پڑھنا چاہیے ۱۲ ف مقصود یہ ہے کہ تین کپڑوں سے زیادہ کفن نہ دو عمامہ کی کراہت اس سے نکلتی ہے جیسا کہ متقدمین حنفیہ کا مذہب ہے اور وہی محقق ہے۔ ۱۲

علم الفقہ جلد دوم تمام شد

ہماری چند مطبوعات ایک نظر میں

بدعت کیا ہے؟ ایک عظیم کتاب مجلد	تین روپے	تلخیص المفتاح۔ غیر مجلد	ایک روپیہ چار آنے
السہم المصیب فی الرد علی الخطیب البغدادی عربی غیر مجلد	دو روپے	زبدۃ المناسک (مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) "	ایک روپیہ چار آنے
تاریخ اسلام۔ درسی حصہ (درسی) بچوں کے لئے	ایک روپیہ آٹھ آنے	سفرنامہ شیخ الہندؒ۔ "	دو روپے
خطر البردہ شرح قصیدہ بردہ۔ "	ایک روپیہ آٹھ آنے	کشف الحاجہ (ترجمہ مالا بدار اردو) "	ایک روپیہ آٹھ آنے
فصل الخطاب فی مسئلہ ام الکتاب عربی	دو روپے	سیرۃ النعمان (مکمل سوانح ابوحنیفہؒ) "	تین روپے
نور الایضاح خورد (عربی)	ایک روپیہ آٹھ آنے	شہید اعظمؓ (ابوالکلام آزاد) "	ایک روپیہ چار آنے
سراجی محشیٰ (")	ایک روپیہ بارہ آنے	حیاۃ الناجزہ۔ کلاں (مسائل طلاق و مفقود وغیرہ) "	تین روپے آٹھ آنے
لامیۃ المعجزات (معجزات رسول عربی مع شرح اردو)	ایک روپیہ بارہ آنے	مفید القاری۔ "	ایک روپیہ چار آنے
نور الاصباح ترجمہ نور الایضاح "	دو روپے	نخبۃ الفکر۔ "	ایک روپیہ بارہ آنے
بوستان مع فرہنگ محشیٰ۔ "	تین روپے	تعلیم الاسلام مکمل۔ "	ایک روپیہ چھ آنے
اصلاح الرسوم (مولانا اشرفعلی تھانویؒ) "	ایک روپیہ آٹھ آنے	عربی بول چال اول۔ "	ایک روپیہ آٹھ آنے
حیات المسلمین (") "	ایک روپیہ آٹھ آنے	عربی بول چال دوم	ایک روپیہ آٹھ آنے
نشر الطیب (") سیرت رسول کریم "	تین روپے	فتاویٰ دار العلوم دیوبند مکمل آٹھ حصہ "	بیس روپے
بہشتی ثمر اول خلاصہ بہشتی زیور "	دو روپے	تواریخ حبیب الٰہ (سیرت رسول کریم) "	دو روپے
بہشتی ثمر دوم " "	ایک روپیہ بارہ آنے	حکایات صحابہ قسم اعلیٰ ناول سائز مجلد بتوڈسکور	تین روپے
خطبات ماثورہ مع اضافات (مطبوعہ ڈھابیل) "	ایک روپیہ آٹھ آنے	الشہاب الثاقب (مولانا مدنیؒ) غیر مجلد	ایک روپیہ بارہ آنے
شفاء العلیل۔ ترجمہ القول الجمیل (شاہ ولی اللہؒ) "	ایک روپیہ آٹھ آنے	کلیات امدادیہ (حاجی امداد اللہؒ) "	دو روپے آٹھ آنے
تبلیغ دین محشیٰ۔	ایک روپیہ آٹھ آنے	اشاعت اسلام (دنیا میں اسلام کس طرح پھیلا) "	چھ روپے
		خلفائے راشدین	دو روپے آٹھ آنے

(مولوی) سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور (یو

Marfat.com

نشر الطیب دنیا کے سب سے جلیل القدر و ذی مرتبہ انسان، پیغمبرِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سوانحعمری۔ حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ جیسے مستند و مقبول عالم کے قلم سے۔ اوّل تو مولانا تھانویؒ کا صرف نام لکھدینا ہی اس بات کی ضمانت ہے کہ کتاب عمدہ ہی ہوگی۔ لیکن تعارف کے طور پر چند خصوصیتیں اور ملاحظہ فرمائیں۔ مولاناؒ نے جہاں اور جس موقع پر یہ سمجھا کہ اس بات یا واقعہ یا حدیث پر معترض اعتراض کر سکتا ہے وہیں اُس واقعہ اور حدیث کی اصل عبارت پیش کردی ہے۔ یعنی ایک کالم میں عربی مع اعراب اور اسکے مقابلہ میں اُردو ترجمہ۔ اس سے کوئی اعتراض چند لمحوں سے زیادہ قائم نہیں رہتا۔

سوانح کیساتھ ساتھ آنحضرتؐ کی زندگی کے قریب قریب تمام ہی وہ واقعات آگئے ہیں جو عوام و خواص میں مقبول و معروف ہیں۔ مثلاً معراج مبارک، آسمانوں پر پیش آنیوالے واقعات، معجزات، ہجرت، جہاد اور دوست دشمن کیساتھ فیاضانہ سلوک اور ان سب خصوصیتوں کیساتھ ساتھ زبان آسان، طباعت عمدہ۔ کاغذ سپید اور مضبوط۔ کتابت اچھی۔ صفحات ۲۶۸ اور قیمت صرف تین روپے۔

اسلام مؤلفہ:۔ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی:۔ اسلام اور بانیِ اسلام کے متعلق معتبر ضخیم اور نادر کتابوں کا نچوڑ۔ عام فہم دلکش انداز میں اسلامی لطائف و غرائب کا حل۔ روح کو تازہ کرنیوالے مضامین سے لبریز۔ بیحد دلچسپ اور مفید۔ طباعت دیدہ زیب، جلد پر بلاک کا خوبصورت کور۔ قیمت سات روپے۔

تواریخ حبیب الٰہ سیرۃ کی یہ جامع و مشہور کتاب کوزہ میں دریا کی مصداق ہے۔ روح ایمانی کو تازہ کرنیوالے مضامین سے معمور، مستند، مفید اور دلکش۔ کم وقت اور کم صرفہ میں سیرت کے بیشمار واقعات کا معتبر علم حاصل کرنے کیلئے تواریخ حبیب الٰہ بہترین کتاب ہے۔ قیمت دو روپے۔ (مجلد دو روپے بارہ آنے)۔

اشاعتِ اسلام دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا:۔ دین کے دشمن کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اس الزام کے جواب میں "اشاعتِ اسلام" قرآن و حدیث اور عقل و تاریخ کے ایسے ایسے لاجواب دلائل پیش کرتی ہے کہ الزام کی خامی بالکل صاف نظر آنے لگتی ہے۔ جہاد کے مناظر ولولہ انگیز تاریخی مہمات، بیحد دلچسپ، سلیس سلجھا ہوا طرزِ بیان۔ قیمت چھ روپے۔ مجلد آٹھ روپے بارہ آنے

ہر قسم کی درسی و غیر درسی دینی کتابیں و قرآن مجید سیپارے ارزاں قیمت پر ملنے کا پتہ:۔ (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند

ہماری چند مطبوعات

تصانیف مولانا اشرف علیؒ

اصلاح الرسوم	۲۰×۲۶/۸ غیر مجلد	ایک روپیہ آٹھ آنے
حیات المسلمین	〃 〃	ایک روپیہ آٹھ آنے
نشر الطیب	〃 〃	تین روپے
اعمال قرآنی	〃 〃	بارہ آنے
احکام التجلی	〃 〃	پانچ آنے
اغلاط العوام	〃 〃	ڈھائی آنے
آداب المعاشرت	〃 〃	چار آنے
القول الصواب	〃 〃	چار آنے
صفائی معاملات	〃 〃	چھ آنے
زاد السعید	〃 〃	چار آنے
حق السماع	〃 〃	چار آنے
مناجات مقبول ناول سائز مجلد معہ ڈسکوں		ڈیڑھ روپیہ
القول البدیع	۲۰×۲۶/۸ غیر مجلد	پانچ آنے
اوراد رحمانی واذکار سبحانی	〃	بارہ آنے
تنویر السراج فی لیلۃ المعراج	〃	ایک روپیہ
تسہیل قصد السبیل	۲۰×۲۶ 〃	آٹھ آنے
قصد السبیل معہ پنج حاشیہ باطنی (رف)	〃	چھ آنے
جزاء الاعمال کلاں	۲۰×۲۶/۸ 〃	آٹھ آنے
حفظ الایمان - مع بسط البنان	〃	تین آنے
حقوق الاسلام	۲۰×۲۶/۸ غیر مجلد	دو آنے
فروع الایمان	〃 〃	دس آنے
جمال القرآن	〃 〃	چار آنے
خطبات الاحکام	〃 〃	دو روپے
خطبات ماثورہ کلاں	〃 〃	بارہ آنے
آداب القرآن	〃 〃	چھ آنے
الاقتصاد فی التقلید	〃 〃	دس آنے
طریقہ میلاد شریف	〃 〃	تین آنے
تجوید القرآن	〃 〃	تین آنے
فوائد مکیہ	〃 〃	چھ آنے
تحقیق تعلیم انگریزی	〃	ایک آنہ
اخبار زلزلہ	〃	دو آنے
خطبات ماثورہ معہ اضافات مطبوعہ ڈھابیل	〃	ڈیڑھ روپیہ

چند دیگر مختلف مصنفین

الجواب المتین	غیر مجلد	دس آنے
سلاسل طیبہ معہ اضافہ (مولانا مدنیؒ)	〃	آٹھ آنے
قبلہ نما (مولانا قاسمؒ)	〃	ایک روپیہ دس آنے
تقریر دلپذیر	〃	تین روپے آٹھ آنے
تحذیر الناس	〃	چھ آنے
العقل والنقل (مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)	〃	چودہ آنے
اعجاز القرآن	〃	بارہ آنے

ہر قسم کی کتابیں و قرآن مجید و سپارے ارزاں قیمت پر ملنے کا پتہ :- (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (یو۔پی)

Marfat.com

ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتابیں
ہر قسم کے قرآن مجید و حمائل
ملنے کا پتہ:- (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (یو۔پی)

وتعز من تشاء وتذل من تشاء

جلد ثالث

علم الفقہ

جسمیں

روزہ کے مسائل اور احکام اور روزہ کے مفسدات وغیرہ پورے طور پر بیان کئے گئے ہیں

اثر خامہ

حضرت حجۃ الاسلام امام اہلسنت مولانا الحاج الشاہ محمد عبدالشکور صاحب

فاروقی مجددی نقشبندی مدظلہ العالی

جسکو

(مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (ضلع سہارنپور) نے

اپنے

کتبخانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع کیا

ہر قسم کی کتب عربی و فارسی درسی و
غیر درسی ہر قسم کے قرآن مجید ملنے کا پتہ:- (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (یو۔پی)

بدعت کیا ہے؟ توحید و سنت کے اثبات اور شرک و بدعت کے رد میں ایک بہترین کتاب جو چار مفصل مدلل اور قیمتی مضامین سے مزین ہے۔ اس کا مطالعہ آپ کو یہ بتائے گا کہ عُرس، فاتحہ، نیاز، قوالی، اور اس طرح کی دیگر رسوم رائجہ کا دین میں کیا درجہ ہے (یہ چاروں قیمتی مضامین فاران کے "توحید نمبر" میں چھپے تھے اب ہم نے نظر ثانی اور تصحیح کے بعد چھاپے ہیں۔ صفحات ۳۰۴ قیمت مجلد تین روپے۔

شاہنامۂ اسلام جلد حصہ اول حضرت حفیظ جالندھری نے اپنے شاہنامے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کے واقعات بیان کئے۔ لیکن حضرت عامر عثمانی کا شاہنامہ آنحضورؐ کے وصال سے شروع ہوتا ہے۔ خاتم المرسلینؐ کے وصال سے اُن کے چاہنے والے صحابیوں پر کیا گذری؟ فرض اور محبت میں کیسی شدید کشمکش ہوئی؟ پھر خلافتِ راشدہ کس طرح قائم ہوئی — اسلام کی سب سے پہلی باقاعدہ حکومت کیونکر عالم وجود میں آئی۔ یہ سب کچھ شعر کی وجد آفریں زبان میں ملاحظہ فرمائیے۔ تمام کاغذ آرٹ پیپر پر چھپا ہوا۔ جلد مضبوط۔ ٹائٹل خوشنما رنگین۔ لکھائی چھپائی روشن معیاری۔ ہدیہ تین روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

شفاء العلیل حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآرا تصنیف القول الجمیل سواء السبیل کا مکمل اُردو ترجمہ شاہ صاحبؒ نے اس کتاب میں ذکر و بیعت کے مالہ و ماعلیہ پر مفصل کلام کیا ہے۔ بلاشبہ بیعت و ذکر کا موضوع نہایت اہم ہے۔ اور اس باب میں بہت افراط و تفریط چل رہی ہے۔ "سواء السبیل" کا مطالعہ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کیلئے نہایت مفید ہوگا۔ صفحات ۱۲۰۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

کلیات امدادیہ جناب حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کی تمام تصانیف کا نادر مجموعہ کاغذ گلیز سفید چکنا کتابت طباعت بہترین۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے

مباحثہ شاہجہانپور قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم صاحب رحمۃ علیہ کا غیر مسلم علماء سے مناظرۂ مشہورہ بسیط و مکمل گرفتیں استدلال اور جوابات دلچسپ تشریحات۔ قیمت ایک روپیہ۔

نفحۃ العرب درسی۔ ساڑھے پانچ روپے	سفرنامہ شیخ الہندؒ	غیر مجلد	دو روپے

ہر قسم کی درسی و غیر درسی اُردو فارسی و عربی کتابیں۔ ملنے کا پتہ:- (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند یو

Marfat.com

علم الفقہ

جلد سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الصیام جنۃ من النیران وعد للصائمین باب الریان فیالہ من عظیم الفضل وعمیم الاحسان والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ ماتتابع الملوان - جب علم الفقہ کی دوسری جلد بعنایت ایزدی تمام ہوچکی جسمیں اسلام کے رکن اعظم یعنی نماز کا بیان ہے، ارادہ ہوا کہ اب زکوٰۃ کا بیان شروع کروں جو اسلام کا دوسرا رکن ہے اور اکثر علمائے اسلام نے اپنی تصانیف میں اسی ترتیب کو اختیار کیا ہے ہم نے بوجوہ ذیل اس ترتیب کے خلاف روزے کا بیان شروع کردیا بعض علمائے ہماری اس ترتیب کو اختیار بھی کیا ہے جیسے امام محمد نے جامع صغیر میں -

(۱) جن لوگوں پر روزہ فرض ہے وہ بہت زیادہ ہیں انسے جن پر زکوٰۃ فرض ہے اسلیئے کہ زکوٰۃ صرف امراء پر ہے اور روزے میں سب شریک ہیں خصوصاً آجکل کہ اسلام میں غربت و افلاس زیادہ ہے زکوٰۃ کے مخاطب اور بھی کم ہیں اس لیئے زیادہ لوگوں کو ضرورت روزے کے مسائل کی ہے

(۲) روزہ زکوٰۃ سے افضل[عہ] ہے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا -

(۳) وہ زمانہ جسمیں ہم یہ تیسری جلد لکھ رہے ہیں ماہ مبارک سے قریب ہے اور عنقریب اس کے مسائل کی سخت ضرورت ہونے والی ہے -

عہ سید طحطاوی نے درمختار کی شرح میں زکوٰۃ کا افضل ہونا نقل کیا ہے مگر یہ قول شاذ معلوم ہوتا ہے احادیث صحیحہ اس قول کو رد کررہی ہیں واللہ اعلم ۱۲ -

Marfat.com

(۴) زکوٰۃ صرف انھیں لوگوں پر فرض ہے جو معصوم نہیں ہیں انبیاء علیہم السلام پر فرض نہیں ہے اور روزہ ان پر بھی فرض ہے یہ امر بھی روزہ کی جلالت شان کے لیئے کافی ہے۔

(۵) شارع نے بھی روزہ کے احکام زکوٰۃ سے پہلے بیان فرمائے ہیں اسلیئے کہ زکوٰۃ کی فرضیت علی سبیل التفصیل[عہ] روزے کی فرضیت کے بعد اتری ہے۔

رمضان کے روزے ہجرت کے اٹھارویں مہینے شعبان میں فرض کیئے گئے اس سے پہلے بقول بعض کوئی روزہ فرض نہ تھا اور بقول بعض عاشورا (محرم کی دسویں تاریخ) کا روزہ فرض تھا ابتدائے فرضیت رمضان میں بہت کچھ سختی تھی غروب آفتاب کے بعد سونے سے پہلے کھانے پینے کی اجازت تھی بعد سونے کے اگرچہ بے کھائے پیئے سو گیا ہو کھانا پینا جائز نہ تھا اور جماع تو کسی حالت میں درست نہ تھا مگر جب یہ احکام لوگوں پر شاق ہوئے اور کئی واقعات پیش آئے تب منسوخ ہو گئے اب بحمداللہ کسی قسم کی سختی نہیں (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح)، اگلی امتوں پر بھی روزہ فرض تھا مگر معلوم نہیں کہ کس دن اور کتنے۔

روزے کی فضیلت اور تاکید اور رمضان کی بزرگی

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے اسکی بیش از بیش تاکید سے ماہرین شریعت خوب واقف ہیں منکر اس کا کافر تارک اس کا فاسق ہے اسکی فضیلت کے لیئے صرف اسی قدر کافی ہے کہ بعض علماء نے اس کے بے انتہا فضائل کو دیکھ کر اس کو نماز جیسی عظیم الشان عبادت پر ترجیح و تفضیل دی اور اپنے

عہ علی سبیل التفصیل کے لفظ اس لیئے بڑھائے گئے کہ حسب تحقیق ملا علی قاری صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اجمالی فرضیت زکوٰۃ کی مکے ہی میں اتر چکی تھی مگر مسائل اسکے ہجرت کے بعد بیان کیئے گئے ۱۲ عہ اگرچہ اکثر علماء کے نزدیک زکوٰۃ کی فرضیت رمضان سے پہلے ہوئی ہے صاحب درمختار وغیرہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سفر السعادت میں ایک نہایت صحیح حدیث سے ثابت کر دیا ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت رمضان کے بعد ہوئی لہذا ہم نے انھیں کا قول اختیار کیا۔ وہ فرماتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت رمضان کے بعد ہوئی بدلیل اس حدیث کے کہ جسکو امام احمد اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے بسند صحیح و ثابت قیس بن سعد بن عبادہؓ سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا کہ ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کا زکوٰۃ سے پہلے حکم دیا تھا اس کے بعد زکوٰۃ کی فرضیت ہوئی پھر ہمکو صدقۂ فطر کا حکم دیا اور نہ منع کیا اور ہم اسکو اب بھی کرتے ہیں یہ حدیث صحیح دلالت کرتی ہے فرضیت رمضان کے مقدم ہونے پر ۱۲

Marfat.com

قول کی تاکید تائید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث پیش کی ہے جسکو امام نسائی نے ابو امامہ رضہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھکو کوئی ایسی چیز بتلائیے جسکو میں آپ سے یاد رکھوں آپ نے فرمایا کہ روزے کو اپنے اوپر لازم کرلو اسلئے کہ کوئی عمل اسکے مثل نہیں، اگرچہ اکثر علماء کا مذہب تفضیل نماز ہے اور وہی حق ہے (شرح سفر السعادۃ) پس جب اسمیں اختلاف ہو رہا ہے کہ نماز افضل ہے یا روزہ تو اب کسی دوسری عبادت کا کیا رتبہ ہے جو اس کی ہمسری کرسکے زکوٰۃ ہو یا حج۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرآن مجید کو اگر دیکھئے تو کہیں روزے کی فرضیت بیان ہو رہی ہے کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ اے ایمان والو فرض کیا گیا تمپر روزہ چند دنوں جیسے فرض کیا گیا تھا تمسے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہوجاؤ۔ اور کہیں روزے کی فضیلت بیان ہو رہی ہے کہ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ روزہ رکھنا تمہارا تمہارے لیئے بہتر اور مفید ہے کہیں ماہِ صیام کی بزرگی ظاہر فرمائی جاتی ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ رمضان کا مہینہ جسمیں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرتا ہے اور نشانیاں ہیں ہدایت کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی حتیٰ کہ ایک پوری سورت اس کی ایک رات کی فضیلت میں نازل ہوئی اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ بیشک ہم نے اتارا ہے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں اور تم جانتے ہو کہ کیا مرتبہ ہے لیلۃ القدر کا، لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے نماز جو بالاتفاق تمام عبادات میں اعلیٰ اور اعظم ہے اس کے مسائل بھی کتاب اللہ میں اسقدر نہیں ہیں جتنے روزے کے، کہیں رویت ہلال کے احکام بیان ہوتے ہیں کہ مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ جو شخص تم میں سے پائے اس مہینے کو تو چاہیئے کہ روزہ رکھے اس کا۔ کہیں روزے کی ابتدا انتہا اور افطار کے احکام ارشاد ہوتے ہیں کہ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَى الَّیْلِ پھر پورا کرو روزہ کو رات تک اور کہیں سحور کھانے کی اجازت اور اس کا وقت بیان فرمایا جاتا ہے کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ کھاؤ اور پیو یہانتک کہ ظاہر ہو تمکو

ف اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ روزے کی خاصیت ہیکہ آدمی کو پرہیزگار بنا دیتا ہے اسی واسطے حضرات صوفیہ کے یہاں معمول ہے کہ ابتدا میں روزے کی کثرت کرائی جاتی ہے چالیس چالیس روزے پے در پے رکھتے ہیں۔ ف ہزار مہینوں سے بہتر ہونیکا مطلب علماء نے یہ لکھا ہیکہ اس ایک رات کی عبادت میں جسقدر ثواب ملتا ہے ہزار مہینوں کی عبادت میں بھی اسقدر نہیں ملتا۔

سفید لکیر (صبح صادق) سیاہ لکیر (رات) سے فجر کے وقت کہیں شب کے وقت جماع وغیرہ کی اجازت عطا ہوتی ہے کہ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ جائز کیا گیا تمہارے لیئے روزے کی رات میں لذت حاصل کرنا اپنی عورتوں سے وہ تمہاری چھپانیوالی ہوں اور تم ان کے چھپانیوالے، کہیں اعتکاف کا ذکر ہو رہا ہے کہ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ اور نہ ملو (جماع کرو) عورتوں سے جس حالت میں کہ تم معتکف ہو، مسجدوں میں کہیں اس کی قضا کے احکام ارشاد ہوتے ہیں کہ مَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اور جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اس کو شمار کرنا چاہیئے دوسرے دنوں سے کہیں معذورین کے حق میں خطاب ہوتا ہے کہ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ اور ان لوگوں پر جو نہیں طاقت رکھتے ہیں اس روزے کی واجب ہے صدقہ ایک محتاج کا کھانا۔

غرضکہ اسی طرح بکثرت کتاب اللہ میں اس کا ذکر ہے کہیں صراحۃً کہیں اشارۃً صبر کی لفظ سے قرآن مجید میں اکثر یہی مراد ہے قولہٗ تعالیٰ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ مدد چاہو روزے اور نماز سے مراد یہاں روزہ ہے (تفسیر جلالین)

اب حدیث کو دیکھیئے:—

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں رمضان کی پہلی رات ہوئی شیاطین اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ اس کا کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ اس کا بند نہیں رہتا اور ایک منادی پکارتا ہے کہ اے طالب خیر سامنے آ اور اے طالب شر رک جا اور اللہ آزاد کرتا ہے لوگوں کو دوزخ سے اور یہ ندا اور آزادی ہر روز ہوتی ہے (ترمذی)

عہ کنایہ ہے حالت جماع سے کہ اس وقت ایک دوسرے کو چھپا لیتا ہے ۱۲۔

عہ اس لفظ کا ترجمہ اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ طاقت رکھتے ہیں اس سبب سے ان کو سخت دقت پیش آئی بعضوں نے یہاں لا مقدر کیا جسکے لانے سے یہ معنی ہوئے کہ طاقت نہیں رکھتے ہیں بعض نے اس آیت کو منسوخ الحکم قرار دیا مگر جبکہ کتب صحاح یہ باب افعال کا خاصہ سلب ماخذ اشتق ہوا ہے اور کلام عرب میں اس کے شواہد بھی موجود ہیں تو ان تکلفات کی کیا ضرورت بغیر لا کے مقدر کیئے ہوئے اسکے معنی یہی ہوتے ہیں جو ہم نے لکھے اس صورت میں منسوخ الحکم کہنا بھی بے سود ہے ۱۲۔

اگر کسی کو شبہ ہو کہ جب شیاطین مقید ہو جاتے ہیں تو چاہیئے کہ کوئی شخص اس ماہ مبارک میں گناہ اور نافرمانی نہ کرے، حالانکہ مشاہدہ اس کے خلاف ہے، جواب اس کا یہ ہے کہ گناہوں کی کمی تو ضرور ہو جاتی ہے، بہت بے نمازی نماز پڑھنے لگتے ہیں رمضان کے نمازی مشہور ہیں، ہاں بالکل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نفس انسانی جو گیارہ مہینے تک شیطان کے اغوا سے اسکے ہم رنگ ہو رہا ہے اس میں خود گناہ کرنیکی استعداد آگئی ہے، بقول کسے ؎

اوّل ابلیسے مرا اُستاد بود بعدازاں ابلیس پیشم باد بود

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ آگیا رمضان کا مبارک مہینہ اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کیئے ہیں اس مہینے میں آسمان کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر لیئے جاتے ہیں اور قید کر دیئے جاتے ہیں اسمیں سرکش جن، اس میں ایک رات اللہ کی ہے جو بہتر ہے ہزار مہینوں سے جو کوئی اس کے فائدے سے محروم رہا وہ بیشک بے نصیب ہے (نسائی۔ مسند امام احمد)

(۳) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں ہملوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے لوگو تم پر سایہ فگن ہوا ہے، ایک بزرگ مہینہ ایک مبارک مہینہ ایسا مہینہ جس میں ایک رات ہے جو بہتر ہے ہزار مہینوں سے اللہ نے اس کے روزے تم پر فرض کیئے ہیں اور اس کی راتوں کو عبادت کرنا سنت قرار دیا ہے جو شخص اس مہینے میں اللہ کا تقرب چاہے کوئی نفل عبادت کر کے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو اور دنوں میں فرض ادا کرے اور جو اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو اور دنوں میں ستر فرض ادا کرے یہ مہینہ ہے صبر کا اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ ہے یکجا ہو کر عبادت کرنے اور مل جل کر کھانے پینے کا یہ مہینہ ہے جسمیں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کی روزہ کشائی کرے اس کے سب گناہ بخشدیئے جائیں گے اور دوزخ سے آزاد کر دیا جائے گا اور اس کو اسی قدر ثواب ملے گا جتنا اس روزہ دار کو ہے بغیر اس کے کہ اس روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے سلمانؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص اس قدر نہیں پاتا ہے

ع۵ ترجمہ پہلے ایک شیطان میرا استاد تھا۔ بعد اسکے شیطان بھی میرے سامنے ہوا تھا یعنی میری شرارت سے وہ بھی بھاگتا تھا۔

جس سے روزہ دار کی روزہ کشائی کرے ارشاد ہوا کہ اللہ یہی ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو کسی روزہ دار کی روزہ کشائی ایک گھونٹ پانی یا ایک چھوہارے سے کرائے اور جو سیر ہو کر پلائے اس کو اللہ میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ پھر پیاسا نہ ہوگا آخر جنت میں داخل ہوگا یہ ایسا مہینہ ہے جس کا شروع (پہلا عشرہ[عہ]) رحمت ہے اور درمیان مغفرت ہے اور اس کا آخر آزادی ہے دوزخ سے جو کوئی اس مہینہ میں اپنے غلام سے کم کام لے اللہ اس کو بخشدیگا اور دوزخ سے آزاد کردے گا (مشکوٰۃ)

(۴) ایک حدیث میں آیا ہے کہ رمضان سب مہینوں کا سردار ہے (مرقاۃ المفاتیح)

(۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم سب لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار[عہ] آیا اور مسجد میں اس اونٹ کو بٹھلا کر وہیں باندھ دیا پھر ہم لوگوں سے پوچھا کہ تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے درمیان میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے، ہم لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں تب اس نے آپ سے عرض کیا کہ اے ابن عبدالمطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا اس نے کہا میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں اور پوچھنے میں سختی کروں گا آپ اپنے دل میں رنجیدہ نہ ہوں آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تیرے دل میں آئے پوچھ تب اس نے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ کو قسم دیکر آپ کے پروردگار کی اور اگلوں کے پروردگار کی کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے آپ نے فرمایا بارخدا[عہ] یا ہاں پھر اس نے کہا کہ میں آپکو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم کیا ہے دن رات میں ان پانچ نمازوں کے پڑھنے کا آپ نے فرمایا بارخدایا ہاں، پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے سال بھر میں اس مہینے کے روزے رکھنے کا آپ نے فرمایا بارخدایا ہاں پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مالداروں سے صدقہ لے کر ہمارے فقیروں کو دیجئے، آپ نے فرمایا بارخدایا ہاں تب اس نے

عہ یعنی اس کے شروع میں رحمت کی کثرت ہوتی ہے اور درمیان میں مغفرت کی اور آخر میں آزادی کی ۱۲

عہ یہ واقعہ ۳ھ ہجری کا ہے فتح الباری ۱۲

عہ بارخدایا ایک لفظ ہے محاورہ کی تبرکاً یا کلام کی تصدیق کے لیے استعمال ہوتا ہے ۱۲۔

Marfat.com

ہا کہ میں نے یقین کیا آپ کی باتوں پر میں قاصد ہوں اپنی قوم کا میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے ایک بنی سعد
ہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو بیشک ضرور جنت میں داخل ہوگا (بخاری)
(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ قبیلۂ عبدالقیس کے آئے اور عرض کیا کہ ہم
پ کے پاس ایک دور جگہ سے آئے ہیں اور ہمارے آپ کے درمیان کفار مضر رہتے ہیں انکے
سبب سے ہم سوا ان حرام مہینوں کے اور کبھی نہیں آسکتے لہذا آپ ہمکو کوئی ایسی بات
تلا دیجئے کہ ہم اپنے قبیلے والوں سے جاکر کہدیں اور اس کے سبب سے ہم سب جنت میں داخل
ہوں، آپ نے ان کو چار چیزوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا، حکم دیا صرف اللہ پر
یمان لانے کا پھر پوچھا کہ جانتے ہو صرف اللہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے انھوں نے
رض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، آپ نے فرمایا یہ ہے کہ گواہی دو اسکی
ہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے پیغمبر ہیں اور حکم دیا نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ دینے کا
ور روزہ رکھنے ان سب کے بعد فرمایا کہ اس کی خبر اپنے قبیلے والوں کو بھی کردو (صحیح بخاری)
(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور اس کی رات میں عبادت
رے ایمان دار ہوکر ثواب سمجھ کر اس کے اگلے گناہ سب بخش دیئے جاتے ہیں اور جو
لیلۃ القدر میں عبادت کرے ایمان دار ہوکر ثواب سمجھ کر اس کے بھی اگلے گناہ بخشدیئے
جاتے ہیں (بخاری - ترمذی)
(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ ہر نیکی کے عوض میں دس
ثواب ملتے ہیں سات سو تک مگر روزہ کہ وہ میرے ہی لئے ہے، میں ہی اس کی جزا
دوں گا - اور روزہ آگ کے لئے سپر ہے اور بے شک روزہ دار کے منھ کی خوشبو
اللہ کو زیادہ پسند ہے مشک کی خوشبو سے اور اگر کوئی جاہل کسی روزہ دار

---

۵ قبیلہ عرب میں ویسا ہی ہے جیسے ہمارے یہاں ذات - فرق اسقدر ہے کہ یہاں مختلف لوگ رہتے ہیں اور قبیلے میں
صرف ایک شخص کی اولاد اور اسی کے نام سے وہ قبیلہ مشہور ہوتا ہے ۱۲

۶ ان مضمون کی احادیث میں اس جگہ قام اور احیی کے الفاظ ہیں جن کے معنی پوری شب کا جاگنا ہوا مگر احادیث میں
وارد ہوا ہے کہ اگر شب کا اکثر حصہ عبادت میں گذرے تو پوری شب کا شمار عبادت میں ہوتا ہے ہاں اگر پوری شب
عبادت کرے اور کسی قسم کی ماندگی نہ آئے تو اور بھی بہتر ہے ۱۲

سے جھگڑا کرے تو اس کو چاہیئے کہ کہدے[ع] اِنِّیْ صَائِمٌ میں روزہ دار ہوں۔
(بخاری۔ ترمذی)

یہ حدیث نہایت غور سے دیکھنے کے قابل ہے۔ روزے کی نسبت پروردگار عالم کا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ ان تمام عبادتوں سے مستثنیٰ ہے جن کا اجر دس گنے سے سات سو تک ملتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ اس کی جزا میں خود دوں گا فرشتوں کا بھی واسطہ نہ ہوگا۔ اس سے زیادہ روزہ داروں کو اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی اس عبادت کا بدلہ اپنے مالک کے ہاتھوں سے پائیں گے کسی غیر کو دخل تک نہ ہوگا۔ پھر وہ بھی خدا جانے کیا اور کس قدر درحقیقت جو لوگ روزے کو نماز پر فضیلت دیتے ہیں فی الجملہ ایک حد تک معذور ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ روزے کو فرمایا کہ یہ ہمارے لیئے ہے علما نے اسکے کئی مطالب بیان فرمائے ہیں (۱) روزہ ایسی عبادت ہے کہ کسی زمانے میں غیر خدا کے لیئے نہیں کی گئی اس لیئے ارشاد ہوا کہ یہ ہمارے لیئے ہے (۲) روزے میں ریا کا احتمال نہیں اگر صرف لوگوں کے خیال سے کوئی شخص روزہ رکھنا چاہے ممکن ہے کہ وہ پوشیدہ طور پر کھا پی لے کسی کو علم نہیں ہو سکتا کہ یہ شخص روزہ دار نہیں پس جو شخص فی الواقع روزہ رکھتا ہے وہ خدا ہی کے لیئے رکھتا ہے (۳) روزہ اللہ کی صفت ہے نہ کھانا اور نہ پینا اور جماع سے باز رہنا اسی کا وصف ہے اس لیئے فرمایا گیا کہ روزہ ہمارے لیئے ہے (شرح سفر السعادۃ)

خیر جو کچھ بھی ہو روزے کے فخر کے لیئے کافی ہے کہ اس مالک عرش نے اپنا فرمایا ہے۔

ازاں دم کہ یارم کس خویش خواند دگر با کسے آشنائی نماند

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے روزہ دار اسی سے بلائے جائیں گے جو روزہ دار ہوگا اسی دروازے سے داخل ہوگا

ع مطلب یہ ہے کہ حالت صوم میں کسی سے جھگڑا نہ کرے اگر کوئی کرے بھی تو ٹال دے اور اس سے کہدے کہ میں روزہ دار ہوں جھگڑا نہ کروں گا بعض علماء نے لکھا ہے کہ صرف دل میں سمجھ لینا کافی ہے کہنے کی ضرورت نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ بغرض اتباع کہدے ۱۲ شرح سفر السعادت ع اسی حدیث کی طرف اشارہ کر کے مولانا جامی فرماتے ہیں ؎ انچہ بداں شرع بشارت دہ است از ہمہ حرف آنکہ آجری بہ است

Marfat.com

اور جو اس دروازے سے داخل ہوگا کبھی پیاسا نہ ہوگا (ترمذی)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ جو شخص دو چیزیں ایک قسم کی اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل نماز[۵] سے ہوگا وہ نماز کے دروازے سے اور جو شخص اہل صیام سے ہوگا وہ ریان کے دروازے سے اور جو شخص اہل صدقہ سے ہوگا وہ صدقہ کے دروازے سے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو شخص ان سب دروازوں سے بلایا جائے اسکو تو پھر کوئی ضرورت نہیں کیا کوئی ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا، آپ نے فرمایا کہ ہاں میں امید کرتا ہوں کہ تم انھیں میں ہوگے (بخاری)

(۱۱) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کیواسطے ایک دن روزہ رکھے حق تعالیٰ اس کو دوزخ سے بہ قدر مسافت ستر برس کے دور رکھے گا (بخاری)

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کو دو دفعہ فرحت حاصل ہوتی ہے ایک افطار کے وقت دوسرے اس وقت جب اپنے پروردگار کو دیکھے گا (بخاری ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے کی بدولت پروردگار بزرگ کے دیدار کی نعمت عظمیٰ بھی حاصل ہوگی۔

(۱۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ کو عید کا مہینہ فرماتے تھے (بخاری)

(۱۴) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن[۶] دونوں شفاعت کریں گے، بندے کا روزہ کہے گا کہ اے پروردگار میں نے اس کو کھانے سے روکا اور تمام خواہشات سے دن بھر باز رکھا پس میری سفارش اسکے حق میں قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے سونے سے رات میں روکا پس میری سفارش اس کے لیئے قبول فرما بس دونوں کی سفارش قبول ہوجائے گی (مشکوٰۃ)

---

[۵] اہل نماز سے وہ شخص مراد ہے جو نماز بہت پڑھا کرتا ہو اسی طرح اہل صیام وغیرہ سے ورنہ اگر ایک فرض نماز ادا کرے کوئی دوسرے کو ادا کرتا ہو ہرگز اس جزا کا مستحق نہیں ۱۲۔

[۶] یہاں قرآن سے مراد نماز ترادیح ہے جیسا کہ کتاب اللہ میں قرآن الفجر سے نماز فجر مراد ہے (مرقاۃ المفاتیح)

(۱۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ کوئی قطعی حکم دیں فرماتے تھے کہ جو شخص رمضان کی رات میں عبادت کرے اسکے اگلے گناہ بخشدیئے جائیں گے پس وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حال یہی رہا پھر حال یہی رہا خلافت میں ابوبکر صدیق کی اور شروع خلافت میں عمر بن خطاب کی رضی اللہ عنہما (بخاری۔ ترمذی)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان میں بے عذر شرعی ایک دن بھی روزہ نہ رکھے تو اس روزے کے بدلے میں اگر تمام عمر روزہ رکھے تو کافی نہ ہوگا (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ وہ گناہ معاف نہ ہوگا اور وہ ثواب نہ ملے گا ورنہ قضا تو صحیح ہو جائے گی اور اگر صدق دل سے توبہ کرے تو امید معافی کی بھی ہے۔

یہانتک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اقوال تھے اگر آپ کے اعمال و عبادات پر جو اس ماہ مبارک میں ہوتے تھے نظر کی جائے تو فی الواقع سوا اس کے کہ قوت نبوت تھی ورنہ کوئی بشر ان کا تحمل نہیں کر سکتا، ایک ادنیٰ بات یہ تھی کہ کبھی دو دو تین تین اور کبھی اس سے بھی زیادہ پے در پے روزے رکھتے تھے اور رات کو بھی افطار نہ فرماتے تھے نہ کچھ کھاتے تھے نہ کچھ پیتے تھے، یوں تو آپ پورے مہینہ میں عبادت کی کثرت فرماتے تھے مگر خاصکر اخیر عشرہ میں زیادہ اہتمام ہوتا تھا، احادیث صحیحہ میں ہے کہ جب اخیر عشرہ آتا تو آپ اپنے ازار کو سخت[عہ] باندھتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی شب بیداری کا حکم دیتے تھے، جود و سخا آپ کا یوں ہی عام تھا مگر خاصکر مہینے میں اور ہی کیفیت ہوتی تھی، اللہ پاک کے جود و کرم کا ایک سچا نمونہ صفحہ ہستی پر دیکھا جاتا تھا، ایک صحیح حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ

عہ کنایہ ہے ترک جماع سے ۱۲ عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یونہی تمام لوگوں سے زیادہ بخشش کرنیوالے تھے مگر تمام دنوں سے زیادہ رمضان میں آپ کا جود ہوتا تھا جب آپ سے جبریل ملاقات کرتے تھے اور وہ رمضان ہر رات میں آتے تھے پس اسی زمانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جود و بخشش میں ہوا سے بھی تیز ہوتے تھے کسی چیز کا آپ سے سوال نہ کیا جاتا تھا مگر آپ دیدیتے تھے ۱۲۔

حِیْنَ یَلْقَاہُ جِبْرَئِیْلُ وَکَانَ جِبْرَئِیْلُ یَلْقَاہُ کُلَّ لَیْلَۃٍ فِیْ شَہْرِ رَمَضَانَ حَتّٰی یَنْسَلِخَ فَاِذَا لَقِیَہُ جِبْرَئِیْلُ کَانَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ لَا یُسْئَلُ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ۔

خیر یہ حال تو ایک اولوالعزم پیغمبر کا تھا صحابہ کا حال ایک اجمالی نظر سے دیکھیے ان کے دلوں میں کس قدر عظمت اور محبت اس مہینے کی تھی اور روزے پر کس قدر دلدادہ اور حریص تھے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت میں منقول ہے کہ انھوں نے پندرہ دن تک رات کو بھی افطار نہیں کیا اور دوسرے بزرگوں سے بھی اس قسم کی روایتیں منقول ہیں (شرح سفر السعادۃ)

انس بن مالک کہتے ہیں کہ ابوطلحہ[1] رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جہاد کے خیال سے نوافل کے روزے بہت کم رکھتے تھے۔ بعد آپ کے میں نے ایام ممنوعہ کے سوا کبھی ان کو افطار کرتے نہیں دیکھا (صحیح بخاری)

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس قول کی خبر پہونچی کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا ہمیشہ روزہ رکھوں گا، آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم ایسا کہتے ہو، میں نے اقرار کیا، آپ نے فرمایا کہ یہ نبھ نہ سکے گا کبھی روزہ رکھو کبھی نہ رکھو، مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو، سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا، میں نے عرض کیا کہ مجھکو اس سے زیادہ طاقت ہے، ارشاد ہوا کہ اچھا ایک دن روزہ رکھو دو دن افطار کرو، میں نے عرض کیا کہ مجھکو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے، ارشاد ہوا کہ اچھا ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو اور یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ تھا اور یہ افضل ہے میں نے عرض کیا کہ مجھکو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے تب آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں (صحیح بخاری)

---

[1] یہ ابوطلحہ انس بن مالک کی والدہ کے شوہر ہیں رضی اللہ عنہم ۱۲ [2] حدیث میں نظر اور اضحیٰ کے لفظ ہیں مگر چونکہ اضحیٰ سے تمام ایام تشریق مراد ہیں اس لیے ہم نے بجائے اس کے ایام ممنوعہ کا لفظ استعمال کیا ۱۲۔

Marfat.com

ذرا اس حرص کو دیکھئے صحابہ نے تو یہاں تک کیا کہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھاتے تھے جن کو بھوک کی برداشت نہ ہوتی تھی اور رونے لگتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضور میں ایک آدمی لایا گیا جس نے رمضان میں نشہ پیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ تیری خرابی ہو ہمارے بچے تک تو روزہ دار ہیں اور اس شخص پر حد جاری کی (صحیح بخاری)

رُبیّع رضی اللہ عنہا معوذ بن عفرا کی بیٹی فرماتی ہیں کہ ہم خود روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں کو روزہ رکھاتے تھے اور روئی کی گڑیاں بنا رکھتے تھے جب کھانے کے لیئے وہ روتے تو وہی گڑیاں ان کو دیتے تھے اسی طرح شام تک ان کو بہلا رکھتے تھے (صحیح بخاری)

رویت ہلال کے احکام

(۱) شعبان کی انتیسویں تاریخ کو لوگوں پر واجب کفایہ ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کریں اگر چاند دیکھ لیا جائے تو اسی کی صبح سے روزہ رکھنا شروع کر دیں اور اگر نہ دیکھا جائے تو اس کی صبح کو روزہ نہ رکھیں بلکہ یہ خیال کر لیں کہ شعبان کا مہینہ تیس دن کا تھا۔

(۲) رجب کی انتیسویں تاریخ کو شعبان کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنا مستحب ہے اس لیئے کہ ممکن ہے انتیسویں رجب کو چاند نکل آئے اور ان لوگوں کو خبر نہ ہو اور یکم شعبان کو تیس رجب سمجھیں اور یہ اختلاف آخیر تاریخ تک پہنچے جس سے یہ تیس شعبان کو انتیس سمجھیں اور اس روز کسی سبب سے چاند دکھلائی دے تو اس کی صبح کو تیس شعبان حالانکہ وہ یقیناً یکم رمضان کی ہوگی اس صورت میں ان لوگوں کا ایک روزہ مفت میں جاتا رہے گا۔

(۳) جو شخص رمضان کا چاند دیکھے اس پر واجب ہے کہ اسی رات میں اس مقام کے لوگوں کو خبر کر دے یہاں تک کہ غلام بے اجازت اپنے آقا کے اور منکوحہ پردہ نشیں عورت بے رضامندی شوہر کے اپنے گھر سے نکل کر اس خبر کو بیان کرے یہ حکم اس وقت کے لیئے ہے جب کہ ایک ہی شخص نے چاند دیکھا ہو اور وہ

Marfat.com

شخص فاسق نہ ہو، اگر کئی شخصوں نے چاند دیکھا ہو تو پھر کسی پر واجب نہیں اسی طرح اگر وہ دیکھنے والا فاسق ہو تب بھی واجب نہیں اس خیال سے کہ فاسق کی شہادت اکثر مقبول نہیں ہوتی مگر بہتر اس صورت میں بھی یہی ہے کہ وہ اپنے دیکھنے کی خبر بیان کر دے۔

(درمختار۔ ردالمحتار۔ فتاویٰ ہندیہ)

عورت کے لیئے یہ حکم نہایت ضرورت کے وقت ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ بے اس کی شہادت کے رویت کا ثبوت کسی طرح نہ ہوگا (ردالمحتار)

(۴) رمضان کے چاند میں صرف ایک آدمی کی خبر مقبول ہو جاتی ہے تین شرطوں سے۔

(۱) خبر دینے والا مسلمان عاقل بالغ ہو اور فاسق نہ ہو یا اس کا فسق و عدم فسق دونوں غیر معلوم ہوں (۲) اپنے دیکھنے کی خبر دے (۳) چاند کے نکلنے کی جگہ غبار یا ابر وغیرہ کی وجہ سے صاف نہ ہو کہ ہر شخص اس کو آسانی سے دیکھ لے، پہلی شرط اگر نہ پائی جائے مثلاً کوئی کافر یا مجنون مست یا نابالغ بچہ خبر دے یا کوئی ایسا شخص خبر دے جسکا فاسق ہونا وہاں کے لوگوں پر ظاہر ہو تو پھر اس کا قول اعتبار کے قابل نہ ہوگا اور اگر دوسری شرط نہ پائی جائے مثلاً کوئی شخص دوسرے لوگوں کا دیکھنا بیان کرے تو قابل اعتبار نہیں، ہاں اگر اسی شہر کے قاضی کا دیکھنا بیان کرے اور یہ کہ قاضی نے اس کو اس خبر دینے کا حکم دیا ہے تو ایسی صورت میں اس کا قول معتبر ہوگا، اور اگر تیسری شرط نہ پائی جائے یعنی مطلع صاف ہو تب بھی ایک شخص کا بیان کرنا کافی نہیں ہے، ہاں اگر وہ شخص کسی اور شہر کا رہنے والا ہو یا وہ اپنا چاند دیکھنا جنگل میں بیان کرے یا اسی شہر میں رہتا ہو مگر کسی اونچے مقام سے اپنا دیکھنا بیان کرے تو ایسی حالت میں اسکا قول کافی ہوگا (ردالمحتار۔ عالمگیری)

(۵) عیدالفطر کا چاند بغیر اس کے کہ دو متقی پرہیزگار مرد یا ایک مرد اور ایک عورت قاضی کے پاس گواہی دیں ثابت نہ ہوگا، یہ بھی اسوقت جبکہ مطلع صاف نہ ہو۔

(۶) اگر مطلع صاف نہ ہو تو رمضان اور فطر دونوں میں دو ایک آدمیوں کا کہنا کفایت نہ کریگا بلکہ اس قدر آدمی ہوں جنکے خبر دینے سے یقین یا گمان غالب ہو جائے۔

(۷) جن مقامات میں شریعت کی طرف سے کوئی قاضی یا حاکم ہو وہاں چاند دیکھنے کی خبر حاکم یا قاضی کے سامنے بیان کرنا چاہیئے اس کو اختیار رہے کہ جو اس وقت

رزمانہ و حال سے اس کو حق معلوم ہو حکم دے۔

(۸) جن مقامات میں کوئی قاضی یا حاکم شریعت کی جانب سے نہ ہو جیسے ہندوستان میں تو وہاں کے لوگ خود ان قواعد کے موافق عمل کریں۔ (ردالمحتار۔ عالمگیری)

(۹) جس شخص نے رمضان یا فطر کا چاند دیکھا ہو اور اس کی خبر کسی سبب سے قابل اعتبار قرار نہ پائے تو اس کو دونوں دنوں میں روزہ رکھنا واجب ہے فرض نہیں۔

(۱۰) اگر حاکم یا قاضی رمضان کا چاند خود دیکھے تو اس کو اختیار ہے کہ کسی کو اپنا نائب مقرر کرے عام لوگوں کو خبر کر دے یا خود لوگوں کو حکم دے بخلاف عید کے اس لیئے عین ایک آدمی کی شہادت کسی حالت میں کافی نہیں۔

(۱۱) چاند کا ثبوت نجوم کے قواعد سے جیسا جنتری وغیرہ میں لکھا جاتا ہے کسی طرح نہیں ہو سکتا اگرچہ چند لوگ ثقہ اور پرہیزگار اس علم کے ماہر اس کی خبر دیں اور صحیح یہ ہے کہ ان لوگوں کو خود بھی اپنے حساب پر عمل کرنا جائز نہیں (ردالمختار)

(۱۲) چاند کی رویت کسی کے تجربہ سے بھی ثابت نہیں ہوتی گو وہ تجربہ کیسا ہی معتبر کیوں نہ ہو مثلاً امام جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ رجب کی پانچویں تاریخ جس دن ہوتی ہے اسی دن رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے یہ تجربہ اگرچہ اکثر علما کے امتحان میں آچکا ہے حتیٰ کہ مولانا شیخ محمد عبدالحی فرنگی محلی نے فلک الدوار میں لکھا ہے کہ میں بھی اسکو بارہ برس سے آزما رہا ہوں، ہر مرتبہ صحیح نکلتا ہے، مگر پھر بھی اس تجربے کے اعتماد پر چاہیئے کہ رویت ہلال کا ثبوت ہو جائے، ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۱۳) چاند کی خبر تار یا خط کے ذریعہ سے قبول نہ کی جائے گی، ہاں اگر قاضی کا خط قاضی کے پاس آئے تو وہ قابل اعتبار ہے۔

(۱۴) اگر کسی شہر کے کچھ[ع۵] لوگ آکر یہ شہادت دیں کہ وہاں چاند دیکھا گیا اور قاضی نے ان کی خبر قبول کر لی تو یہ شہادت ان کی معتبر ہوگی، بخلاف اس کے اگر صرف وہاں کے لوگوں کا دیکھنا یا صرف قاضی کا لوگوں کو حکم دینا نقل کریں تو یہ نقل قابل قبول نہ ہوگی (درالمختار، ردالمحتار وغیرہ)

ع۵ یہ لوگ کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت ہوں۔

(۱۵) ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت[۵] ہے ان دونوں شہروں میں متناہی فصل کیوں نہ ہو حتیٰ کہ ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا (درمختار - ردالمحتار وغیرہ)

(۱۶) اگر دو ثقہ آدمیوں کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں بعد تیس روز کے پورے ہو جانے کے عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں دن افطار کر لیا جائے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے (ردالمحتار وغیرہ)

---

[۵] ظاہر روایت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی قول منقول ہے اور جمہور حنفیہ کا اسی پر اعتماد ہے امام شافعی اور امام احمدؒ کے نزدیک ایک شہر والوں کا دیکھنا دوسرے شہر والوں کے لیے کافی نہیں۔ بعض حنفیہ نے مثل صاحب تبیین الحقائق وغیرہ کے اسی قول کو ترجیح دی ہے مگر یہ قول خلاف مذہب ہونے کے علاوہ چونکہ بے دلیل بھی ہے لہذا قابل ترک۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ خطاب عام ہے تمام دنیا کے مسلمانوں سے لہذا اگر ایک بھی دیکھے تو سب پر روزہ رکھنا ضروری ہو جائیگا امام شافعی وغیرہ کے عقلی اور قیاسی دلائل کے جوابات تو شامی وغیرہ میں موجود ہیں باقی رہی ایک حدیث جسکو امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے کریب سے جب وہ سفر شام سے واپس آئے پوچھا کہ وہاں چاند کب دیکھا گیا انھوں نے کہا کہ شب جمعہ کو ابن عباس نے پوچھا کہ تم نے دیکھا انھوں نے کہا اور لوگوں نے دیکھا اور روزہ رکھا حضرت امیر معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا ابن عباس نے کہا ہم نے شب شنبہ کو دیکھا ہے اور اسی حساب سے روزہ رکھیں گے کریب نے کہا کہ کیا آپکے نزدیک حضرت معاویہؓ کا روزہ رکھنا اور دیکھنا کافی نہیں ہے انھوں نے کہا کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے امام ترمذی کے نزدیک ابن عباس کے نہ ماننے کا سبب اختلاف شہر ہے حالانکہ یہ سبب بھی ہو سکتا ہے کہ شہادت باقاعدہ نہ تھی کریب نے اپنا دیکھنا بیان نہیں کیا بلکہ دوسروں کا دیکھنا اور ایسی حالت میں کم سے کم دو آدمی اس بات کے گواہ ہونا چاہئیں کہ وہاں کے لوگوں نے چاند دیکھا اور حضرت معاویہ نے ان کے قول کو قبول کر لیا صرف کریب کا کہنا کافی نہیں ہو سکتا جیسا کہ پہلے میں بیان ہو چکا ہے یہی مطلب اس حدیث کی عبارت ظاہر بھی ہے ورنہ ابن عباس کا ان کی رویت کو پوچھنا بالکل بیکار ہو جائیگا اگر انکار اختلاف شہر کے سبب سے ہوتا تو پہلے ہی سے کہدیتے کہ ہم اس رویت کا اعتبار نہ کرینگے اس پوچھنے کی کیا ضرورت تھی کہ تم نے خود دیکھا یا نہیں حنفیہ کو بھی اس امر کا انکار نہیں ہے کہ دو شہروں میں اختلاف طلوع ممکن نہیں بلکہ جن دو شہروں میں بعد مسافت کی ہے وہاں اختلاف طلوع ضرور ہوگا بحث اس میں ہے کہ اس اختلاف کا شریعت میں اعتبار ہے یا نہیں حنفیہ مثل مزنی کے قائل ہیں اور شافعیہ مثل امام اول کے واللہ اعلم بالصواب ۱۲

(۱۷) اگر صرف ایک آدمی کے کہنے سے لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ور تیسویں دن عید کا چاند نہ دیکھا جائے اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو اکتیسویں دن افطار کر لیا جائے اور اگر مطلع صاف ہو تو پھر افطار جائز نہیں اور حاکم وقت پر اس کو اس جھوٹی خبر کی سزا دینی لازم ہے۔

(۱۸) اگر تیس[ع] تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ شب آیندہ کا سمجھا جائے گا شب گذشتہ کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آیندہ مہینے کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا خواہ یہ رویت زوال سے پہلے[ع] ہو یا زوال کے بعد (ردالمحتار وغیرہ)

(۱۹) چاند دیکھنے کے وقت انگلیوں سے اشارہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے (ردالمحتار)

(۲۰) جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت شرعاً قابل اعتبار نہ قرار پائے اس پر ان دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب[ع] ہے (ردالمحتار)

روزے کے واجب ہونیکی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر پر روزہ واجب[ع] نہیں۔

(۲) بالغ ہونا۔ نابالغ پر روزہ واجب نہیں۔

(۳) رمضان کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں رہنا جو شخص دارالحرب میں رہتا ہو اور رمضان کی فرضیت سے ناواقف ہو اس پر روزہ واجب نہیں (ردالمحتار وغیرہ)

(۴) ان عذروں سے خالی ہونا جن کی حالت میں روزہ نہ رکھنا مباح ہے و

ع تیس تاریخ کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ انتیس تاریخ کو اگر ایسا واقعہ ہوتا تو بالاتفاق شب آئندہ کا سمجھا جائے گا اور لازم آئے گا کہ مہینہ اٹھائیس دن کا ہو جائے اور یہ ممکن نہیں ۱۲ ع یہ مذہب امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا ہے اور فقہائے حنفیہ اسی کے قائل ہیں قاضی ابی یوسف کے نزدیک اگر قبل زوال دیکھا جائے تو شب گذشتہ کا سمجھا جائے گا ۱۲ ع یہ مذہب حنفیہ کا ہے کہ کفار پر عبادات فرض نہیں امام شافعی اسکے خلاف ہیں نتیجہ اس خلاف کا یہ ہوگا کہ ان کے نزدیک کفار پر عبادت کے نہ ادا کرنے کا بھی عذاب ہوگا ..... ہمارے نزدیک نہیں بعض فقہائے مثل صاحب بدایع کے ان دونوں روزوں کو مستحب کہا ہے مگر اکثر فقہا کی تصریحات کے خلاف ہے ۱۲

عذر دس ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے (۱) سفر خواہ[ع] جائز ہو یا ناجائز (۲) حمل بشرطیکہ روزہ رکھنے میں اپنے یا بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو (۳) دودھ پلانا بشرطیکہ بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو خواہ دودھ پلانے والی بچے کی ماں ہو یا دائی[ع] - خواہ اس دائی نے رمضان سے پہلے نوکری کی ہو یا عین رمضان میں - گمان غالب کی یہ چند صورتیں ہیں - اپنے یا کسی کے تجربہ سے مضرت ثابت ہو چکی ہو - یا کسی طبیب حاذق مسلمان کی رائے مضرت کی جانب ہو بشرطیکہ وہ طبیب متقی و پرہیزگار ہو یا اس کا تقوے اور عدم تقوی کچھ نہ معلوم ہو (۴) کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے یا مر جانے کا خوف ہو - مثلاً کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہو اور اگر وہ روزہ رکھے اور دوا کا استعمال نہ کرے تو مر جائے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو درد چشم اور درد سر وغیرہ بھی ان امراض میں ہیں جن کے بڑھ جانے کے خوف سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے -

جو شخص کسی بیمار کی خدمت کرتا ہو اور اس کے روزہ رکھنے سے اس بیمار کی تکلیف کا خیال ہو وہ بھی اسی حکم میں داخل ہے (۵) کمزوری ایسی کہ روزہ نہ رکھ سکتا ہو خواہ یہ کمزوری بڑھاپے کے سبب سے ہو یا بیماری کی خواہ پھر قوت آنے کی امید ہو یا نہیں (۶) جان یا بدن کا خوف مثلاً کوئی دشمن کہے کہ اگر تو روزہ رکھے گا تو ہم تجھ کو مار ڈالیں گے یا تیرا کوئی عضو کاٹ لیں گے (۷) جہاد یعنی کسی دشمن سے خوف خطر کے لیئے لڑنا بشرطیکہ روزہ رکھنے سے کمزوری کا خیال ہو کہ جس سے لڑائی میں نقصان آئے (۸) بھوک ایسی کہ روزہ کا تحمل نہ ہو سکے (۹) پیاس اس قدر کہ روزہ نہ رکھ سکے (۱۰) بے عقل ہونا جنون اور مستی اور بیہوشی کی حالت میں روزہ واجب نہیں (درمختار - ردالمحتار وغیرہ)

ع۱ امام شافعیؒ کے نزدیک ناجائز سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں ۱۲ -

ع۲ بعض فقہا نے مثل صاحب ذخیرہ کے صرف دائی کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت کے ساتھ خاص کیا ہے ماں کو نہیں اس لیئے کہ باپ کسی اور کو دودھ پلانے کے لیئے نوکر رکھ سکتا ہے مگر یہ قول اکثر فقہا کے خلاف ہے ۱۲ (بحر الرائق)

یہ عذر جو ہم نے بیان کیے ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کے رفع ہو جانے کے بعد جس قدر روزے فوت ہوئے ان کی قضا یا عوض کچھ لازم نہیں ہوتا اور بعض ایسے ہیں کہ جن میں روزے کا عوض واجب ہوتا ہے بعض ایسے ہیں جن کے رفع ہو جانے کے بعد قضا لازم ہوتی ہے ان سب عذروں کے تفصیلی حالات عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوں گے۔

روزے کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا روزہ صحیح نہیں۔

(۲) حیض نفاس سے خالی ہونا۔ حیض نفاس والی عورتوں کا روزہ صحیح نہیں ہاں بعد اس کے کہ حیض نفاس بند ہو چکا ہو گو غسل نہ کیا گیا ہو روزہ صحیح ہے اس لیے کہ روزے کے صحیح ہونے میں طہارت شرط نہیں۔

(۳) نیت[ع] یعنی دل سے روزے کا قصد کرنا اگر کوئی شخص بے قصد و بے ارادہ کچھ نہ کھائے نہ پیئے اور تمام ان چیزوں سے جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے بچے تو اس کا روزہ صحیح نہیں۔

نیت کے مسائل۔ (۱) رمضان کے ہر روزے میں نیت کرنا ضروری ہے ایک روز نیت کر لینا تمام روزوں کے لیے کافی نہیں (۲) نیت کا زبان سے ظاہر کرنا کچھ ضروری نہیں صرف دلی قصد کافی ہے حتی کہ سحور کھانا خود قایم مقام نیت کے ہے اس لیے کہ سحور روزہ رکھنے کی غرض سے کھائی جاتی ہے (بحر الرائق)

ہاں اگر کسی کی عادت اس وقت کھانے کی ہو یا کوئی بدبخت سحور کھاتا ہو روزہ نہ رکھتا ہو اس کے لیے سحور کھانا قایم مقام نیت کے نہیں (۳) رمضان کے ادائی روزوں میں اور اس نذر کے روزوں میں جس میں دن تاریخ کی تخصیص کر دی گئی ہو اور نوافل کے روزوں میں غروب آفتاب کے بعد سے نصف نہار[ع] شرعی سے

ع۵ امام زفر رحمۃ اللہ کے نزدیک نیت شرط نہیں ہے یہ ہمارے امام صاحب کے شاگرد ہیں ع۵ نصف نہار یعنی آدھا دن شرعی کی قید اس لیے کہ عرفی نصف نہار تک نیت کی اجازت نہیں شرعی نہار صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے اور عرفی طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک لہذا شرعی نہار کا نصف پہلے ہوگا اور عرفی کا اسکے بعد مثلاً عرفی نصف نہار بارہ بجے ہو تو شرعی گیارہ بجے ہو جائیگا کچھ کم و بیش ۱۲۔

Marfat.com

کچھ پہلے تک نیت کر لینی کافی ہے، اگر کوئی شخص رات کو نیت کرنا بھول جائے صبح کو یاد آئے یا دن چڑھے تو اس وقت بھی نیت کر سکتا ہے (۴) رمضان کے قضائی روزوں میں اور نذر غیر معین اور کفارات کے روزوں میں اور اس نفل کی قضا میں جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو غروب آفتاب کے بعد سے صبح صادق کے طلوع تک نیت کر لینا ضروری ہے بعد صبح صادق کے اگر نیت کی جائے تو کافی نہ ہوگی (۵) کسی روزے کی نیت غروب آفتاب سے صحیح نہیں (۶) رمضان کے ادائی روزوں میں صرف روزے کی نیت کر لینا کافی ہے، فرض کے تخصیص کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اگر کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے اور وہ کسی نفل یا کسی واجب روزے کی نیت کرے تب بھی کافی ہے ہاں مریض کے لیے چونکہ اس پر رمضان کا روزہ فرض نہیں اس لیے فرض کی تخصیص ضروری ہے اور اگر کسی نفل یا صرف روزے کی نیت کرے گا تو پھر رمضان کا روزہ نہ ہوگا بلکہ اسی نفل کا لہٰذا مریض پر رمضان کے روزے کے لیے فرض کی تخصیص ضروری ہے اور مسافر کو یہ ضروری ہے کہ کسی دوسرے واجب روزے کی نیت نہ کرے خواہ رمضان کی نیت کرے یا نفل کی صرف روزے کی (۷) رمضان کے قضائی روزوں میں اور مطلق اور نوافل کی قضا کے روزوں میں ان کی تخصیص ضروری ہے بے تخصیص کے انکی نیت درست نہ ہوگی (۸) نیت میں تبرکاً انشاء اللہ کہہ لینا کچھ مضر نہیں (۹) روزے کی حالت میں افطار کی نیت کر لینے سے روزے کی نیت باطل نہیں ہوتی۔

روزے کے اقسام

روزے کی آٹھ قسمیں ہیں۔ فرض معین[۱]، فرض غیر معین[۲]، واجب معین[۳]، واجب غیر معین[۴]، مسنون[۵]، مستحب[۶]، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی۔

فرض معین۔ رمضان کے ادائی روزے۔

فرض غیر معین۔ رمضان کے قضائی روزے۔

---

۱ معین سے مقصود یہ ہے کہ اس کا وقت مقرر ہو، غیر معین جس کا وقت مقرر نہ ہو۔

واجب معیّن (۱) نذر معین یعنی جسمیں دن تاریخ کی تخصیص مثلاً کوئی شخص منت مانے کہ میں فلاں تاریخ فلاں دن یا فلاں مہینے میں روزہ رکھوں گا تو اس کو اسی دن اسی تاریخ یا اسی مہینے میں روزہ رکھنا واجب ہوگا (۲) جس شخص نے رمضان یا عید کا چاند خود دیکھا ہو اور شرعاً اس کی شہادت قبول نہ ہوئی ہو اس پر ان دونوں دنوں کا روزہ۔

واجب غیر معیّن۔ کفارے[۱] کے روزے (۲) نذر غیر معین جسمیں دن تاریخ کی تخصیص نہ ہو مثلاً کوئی شخص منت کرے کہ میں چار روزے رکھوں گا اور دن تاریخ کا کچھ ذکر نہ کرے (۳) ان نفل روزوں کی قضا جو شروع کرنیکے بعد فاسد ہوگئے ہوں۔ مسنون (۱) عرفہ کا روزہ (۲) عاشورا (محرم کی دسویں تاریخ) کا روزہ ایک دن ملاکر خواہ اس کے بعد کا یا اس کے قبل کا (۳) ہر مہینے کی تیرہویں یا چودہویں پندرہویں کا روزہ۔

مستحب۔ (۱) شوال کے مہینے میں عید کے بعد چھ دن روزہ رکھنا، بہتر یہ ہے کہ یہ روزے درمیان میں فصل دے دیکر رکھے جائیں (۲) دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ (۳) ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے آٹھ دن کا روزہ (۴) صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن بیچ میں ناغہ دے کر سوائے ایام ممنوعہ کے ہمیشہ روزہ رکھنا (۵) خواص کو یوم شک کا روزہ۔

مکروہ تحریمی۔ (۱) عید الفطر کے دن روزہ رکھنا (۲) ایام تشریق میں روزہ رکھنا (۳) خاص کر عاشورا کا روزہ رکھنا (۴) بالتخصیص سنیچر یا اتوار کو روزہ رکھنا

---

[۱] کفارے کے روزوں کو اکثر فقہا نے فرایض میں شمار کیا ہے مگر درحقیقت یہ فرض نہیں اسلیئے کہ انکے منکر کو کوئی کافر نہیں کہتا ہاں واجب کی اعلیٰ قسم میں ہیں اسی وجہ سے محقق کمال الدین بن ہمام نے انکو واجبات میں لکھا ہے اور علامہ شامی لکھتے ہیں کہ یہی مناسب ہے [۲] عرفے اور عاشورے کے روزے کو بعض نے مستحب لکھا ہے اور بعض نے صوم عرفہ کو مستحب لکھا۔ درحقیقت یہ دونوں سنت ہیں ان دونوں کے فضائل حدیث میں بہت وارد ہوے ہیں صوم عرفہ کی نسبت وارد ہوا ہے کہ وہ آگے پیچھے کے دو سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ گناہوں کا کفارہ ہے اور صوم عاشورا ایک سال گذشتہ کا [۳] اسکو بھی بعض فقہا نے مستحب لکھا مگر صحیح نہیں ان تاریخوں کے روزوں کو صیام ایام بیض کہتے ہیں فضائل ان کے بہت ہیں آنحضرتؐ کی انپر مواظبت تھی۔ ۱۲

Marfat.com

(۵) بالتخصیص صرف جمعہ کا روزہ (۶) نوروز[ع۵] کا روزہ (۷) مہرجان کا روزہ (۸) عوام کو یوم شک[ع۶] کا روزہ رکھنا (۹) عورت اور غلام اور مزدور کو نفل کا روزہ بے رضا مندی اپنے شوہر اور مالک اور آقا کے (۱۰) رمضان سے پہلے ایک دو دن بغرض تعظیم رمضان کے روزہ رکھنا۔

مکروہ تنزیہی (۱) بغرض کسی دن کے بیچ میں ناغہ کیے ہوئے ہمیشہ روزہ رکھنا (۲) روزہ میں وصال کرنا یعنی شب کو بھی افطار نہ کرنا اس کی کراہت اس شخص کے حق میں ہے جو اپنی طبیعت پر جبر کر کے ایسا کرے یا اس کو اس سے کچھ تکلیف ہو۔ اگر کوئی آدمی ایسا ہو جس کو ذرا بھی گراں نہ گذرے نہ کسی قسم کی تکلیف ہو تو اس کو مکروہ نہیں سلف صالح خاص کر ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بطرق صحیحہ منقول ہے (۳) سکوت کا روزہ رکھنا۔

روزے کے فرایض

چونکہ روزے سے حق جل شانہ کا اصل مقصود یہ ہے کہ بندوں میں ایک قوت صبر کی پیدا ہو جائے جو ایک اعلیٰ درجہ کا انسانی کمال ہے اور انسان اپنے نفس کی خواہشوں کے خلاف کرنے پر جو تمام خرابیوں اور حکم الٰہی کی نافرمانیوں کا منبع ہے قادر ہو جائے چنانچہ اسی طرف قرآن شریف کا یہ لفظ اشارہ کر رہا ہے لعلکم تتقون پس اصل اپنے نفس کی خواہشوں کے خلاف کرنا یہی روزے کی حقیقت ہے گو شریعت نے تمام خواہشوں کے ترک کو فرض نہیں فرمایا بلکہ صرف بڑی بڑی تین خواہشوں کے

ع۵ نوروز اور مہرجان دونوں عجمیوں کے عید کے دن ہیں مہرجان بڑے دن کو کہتے ہیں اور نوروز شمسی سال کے ابتدائی دن کو کہتے ہیں ۱۲ ع۶ یوم شک یعنی شعبان کی ۳۰ تاریخ جبکہ ۲۹ کو چاند ابر یا غبار کے رویت ہلال نہ ہوئی ہو عوام اسدن احتیاطاً روزہ رکھتے ہیں نیت یہ کرتے ہیں کہ اگر رویت ہوئی ہو تو یہ روزہ رمضان کا ہے ورنہ نفل اور یہ تردد نیت میں مکروہ ہے اسی سے عوام کو اس روزے کی ممانعت کیجاتی ہے اگر قطعی طور پر نفل کی نیت کر لیا تو پھر کراہت نہیں بلکہ مستحب ہے جو شخص قطعی نیت کرنے پر قادر ہو جائے وہ عوام میں نہ سمجھا جائے گا اور اگر رویت ہلال نہ ہوئی تو دوسرے رمضان کا ہو جائے گا یہ نیت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ۱۲ (درمختار وغیرہ)

ترک کو فرض فرمایا ہے جب انسان ان کے ترک پر قادر ہو جائے گا تو اور باقی خواہشیں کوئی چیز نہیں ہیں۔ وہ تین فرض یہ ہیں۔

(۱) صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک کچھ نہ کھانا۔ جن صورتوں میں کہ درحقیقت کوئی چیز کھائی نہیں جاتی مگر کھانے کی مشابہت ان میں پائی جاتی ہے ان کا بھی ترک کر دینا فرض ہے۔ مثال کوئی شخص کان ناک وغیرہ میں تیل ڈالے اور وہ حلق میں پہنچ جائے پس اس صورت میں اگرچہ کوئی چیز کھائی نہیں گئی مگر کھانے کی مشابہت ضرور ہے کھانے میں بھی ایک چیز حلق میں پہنچائی جاتی ہے اور اس میں بھی ایسا ہی ہوا تفصیل ان سب صورتوں کی مفسدات صوم میں انشاءاللہ بیان ہوگی۔

(۲) صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک کچھ نہ پینا۔

(۳) صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک جماع نہ کرنا۔ لواطت بھی جماع کے حکم میں ہے اور جس فعل سے عادۃً خروج ہو جاتا ہے اسکے ذریعہ سے منی کا خارج نہ کرنا بھی فرض ہے۔ مثال کسی جانور کے جماع سے یا بذریعہ حلق کے منی کا خارج کرنا بخلاف کسی عورت کے دیکھنے یا بوسہ لینے یا لپٹانے کے اس لیے کہ ان سے عادۃً خروج منی نہیں ہوتا۔ پس ان افعال سے اگر منی خارج ہو جائے گی تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

صبح صادق کے طلوع سے ابتدائے طلوع مراد ہے اور غروب آفتاب سے جرم آفتاب کا نظر سے غائب ہو جانا کہ اس کی شعاع وغیرہ بالکل باقی نہ رہے جس وقت مغرب کا وقت آجاتا ہے۔

روزے کے سنن اور مستحباب

روزے میں تمام ان چیزوں سے بچنا مسنون ہے جن کے کرنے میں گناہ ہے مثلاً غیبت کرنا جھوٹ بولنا چغلی کھانا کسی کا مال ناحق لے لینا کسیکو ظلماً مارنا یا کچھ سخت کہنا۔

اور بہ نسبت اور دنوں کے اس زمانہ میں عبادت کی کثرت کرنا خصوصاً رمضان کے اخیر عشرے میں شب بیداری کرنا اور مسجد میں اعتکاف کرنا بھی مسنون ہے رات کو پچھلے وقت صبح صادق سے پہلے کچھ کھا لینا مسنون ہے جس کو سحور[۵۵] کہتے ہیں۔

۵۵ حدیث میں اسکے بہت فضائل وارد ہوئے ہیں اور اسکو انبیاء علیہم السلام کی سنت فرمایا گیا ہے یہانتک اسکی تاکید گئی ہے کہ اگر کچھ نہ ممکن ہو تو صرف پانی ہی پی لو یہود و نصاریٰ کے روزوں میں سحور کی اجازت نہ تھی ۱۲۔

روزے کے افطار میں جلدی کرنا یعنی وقت آجانے کے بعد تاخیر نہ کرنا مستحب ہے اور اسی طرح سحور میں دیر کرنا یعنی صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے کھانا مستحب ہے، بہت پہلے کھا لینے میں سحور کا ثواب نہیں، روزے میں تمام ان چیزوں سے بچنا جن سے اور امام کے نزدیک روزہ فاسد ہو جاتا ہے اگرچہ حنفیہ کے نزدیک ان سے فساد نہیں آتا ان چیزوں کی تفصیل انشاء اللہ مفسدات صوم سے معلوم ہو گی۔

روزہ جن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے

یہ بات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ روزے میں اکل و شرب اور جماع کا ترک کرنا فرض ہے، پس جب کوئی امر اس فرض کے خلاف کیا جائیگا تو روزہ فاسد ہو جائے گا یعنی جاتا رہے گا فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز جوف میں پہنچائی جائے گی جس کے نافع ہونے کا خیال ہے خواہ غذا ہو یا دوا تو ایسی حالت میں روزے کی قضا رکھنا پڑے گی اور اس جرم کا کفارہ دینا ہو گا اور اگر کوئی ایسی چیز قصداً نہ پہنچائی جائے بلکہ خود پہنچ جائے یا اس کے نافع ہونے کا خیال نہ ہو تو صرف روزے کی قضا رکھنا پڑے گی۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا فعل کیا جائے گا جس کی لذت جماع کی لذت کے برابر ہے تو قضا اور کفارہ دونوں ورنہ صرف قضا، حاصل یہ کہ روزہ کی فاسد کرنیوالی چیزیں دو قسم کی ہیں ایک وہ کہ جنسے صرف قضا لازم ہوتی ہے دوسرے وہ جن سے قضا کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں ہم ہر قسم کی تفصیل علیحدہ بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

پہلی قسم یعنی وہ صورتیں جنمیں صرف قضا کافی ہے۔

(۱) بے قصد کوئی ایسی چیز جو غذا ہو یا دوا انسان کے استعمال میں آتی ہو جوف[1] میں پہنچ جائے مثال (۱) کسی شخص نے کلی کرنے کے لیے منہ میں پانی لیا اور وہ حلق کے نیچے اتر گیا (۲) سونے کی حالت میں کسی نے کچھ کھانا لیا (۳) کسی کے منہ میں بارش کا پانی تو ایک ہی قطرہ ہو یا برف کا ٹکڑا چلا گیا اور حلق کے نیچے چلا گیا (۴) ناک یا کان میں تیل وغیرہ ڈالا اور دماغ یا پیٹ میں پہنچ گیا (۵) پیٹ یا دماغ کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ

[1] جوف سے جسم کا وہ اندرونی حصہ مراد ہے جو پینے سے شانے تک دماغ جس جوف کے حکم میں شامل ہے جوف مدور ہو اور مثلی

اس زخم کی راہ سے پیٹ یا دماغ میں پہنچ گئی۔
(۲) کسی روزہ دار کو زبردستی کھلا پلا دی جائے۔
(۳) کوئی شخص احتقاناً لے یا ناس کا استعمال کرے۔
(۴) کوئی شخص اس خیال سے کہ آفتاب غروب ہو گیا افطار کر لے یا اس خیال سے کہ ابھی رات باقی ہے سحور کھالے تو اس کی اٹھارہ صورتیں ہیں کہ منجملہ ان کے پانچ میں صرف قضا واجب ہوتی ہے وہ یہ ہیں (۱) اس گمان غالب پر کہ ابھی رات باقی ہے سحور کھالی اور بعد کھانے کے اس گمان کا غلط ہونا ظاہر ہوا یعنی رات نہ تھی (۲) اس شک پر کہ ابھی رات باقی ہے سحور کھالی اور بعد کو اس شک کا غلط ہونا معلوم ہوا (۳) باوجود گمان غالب صبح صادق کے ہو جانے کا تھا اور رات ہو جانے کا صرف مرجوح خیال تھا مگر سحور کھائی اور اس گمان غالب کا صحیح ہونا ظاہر ہوا (۴) اس گمان غالب پر کہ آفتاب غروب ہو گیا افطار کر لیا اور بعد کو اس گمان کا غلط ہونا ظاہر ہو گیا (۵) باوجودیکہ غروب آفتاب میں شک تھا افطار کر لیا اور بعد کو اس شک کا صحیح یا غلط ہونا کچھ نہ معلوم ہوا
(۶) کسی شخص نے بہ سبب اس کے کہ اس کو روزے کا خیال نہ رہا کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا (۷) کسی کو بے اختیار قے ہو گئی یا احتلام ہو گیا یا صرف کسی عورت وغیرہ کے دیکھنے سے انزال ہو گیا اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کے سبب وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اور عمداً اس نے کھا پی لیا۔
(۷) کوئی شخص روزے کی حالت میں عمداً قے کرے بشرطیکہ وہ قے منہ بھر کر ہو خواہ ایک ہی مرتبہ کی قے منہ بھر کر ہو یا کئی مرتبہ کی مگر ایک ہی مجلس میں اور خواہ کھانے یا صفراخون کی قے ہو یا بلغم کی۔

عہ کسی دوا کے مشترک حصہ کے ذریعہ سے پیٹ میں پہنچا دینا احتقان ہے جسکو ہمارے عرف میں عمل کہتے ہیں عہ شک اور گمان میں فرق یہ ہے کہ حالت شک میں دونوں جانب نفی اثبات کے برابر ہوتے ہیں اور گمان میں ایک جانب غالب ہوتی ہے اور اسی جانب غالب کو گمان کہتے ہیں رات باقی ہونیکا شک ہے یعنی دل کو جس طرح رات ہونیکا خیال ہے اور اسیقدر رات نہ ہونے کا بھی خیال ہے ۱۲ عہ یہ مذہب امام ابو یوسف کا ہے انکے نزدیک بلغم کی قے سے بھی وہ روزہ جاتا رہتا ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک روزہ ٹوٹتا ہے نہ وضو جاتا ہے علامہ محقق کمال الدین بن ہمام نے لکھا ہے کہ روزے کے بارے میں امام ابو یوسف کا قول قابل عمل ہے اور وضو کے مسئلہ میں امام صاحب اور امام محمد کا اور ہر حیثیت ان کے اور فقہاء نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے

(۸) کسی شخص نے روزے کی نیت ہی نہ کی یا کی مگر بعد نصف نہار شرعی کے۔
(۹) کسی شخص نے رات کو روزے کی نیت نہ کی بلکہ بعد صبح صادق کے نصف نہار سے پہلے اور اس نے عمداً کچھ کھا پی لیا۔
(۱۰) کسی شخص نے کوئی ایسی چیز اپنے جوف میں پہنچائی جسکے مفید اور نافع ہونے کا خیال نہیں نہ غذا نہ دوا خواہ منہ کے ذریعہ سے پہنچائے یا ناک کان سے یا مشترک حصے سے یا عورت اپنے خاص حصہ سے۔ مرد اگر اپنے خاص حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالے تو وہ چونکہ جوف تک نہیں پہنچتی اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا (درمختار)
مثال (۱) کسی نے کوئی مٹی کی کنکری یا لکڑی کھالی (۲) کسی چیز سے بخارات یا دھواں اٹھ رہا ہو اور کوئی شخص اس کو سونگھے جس کے سبب سے وہ بخارات جوف میں داخل ہو جائیں بشرطیکہ وہ بخارات بخیال نفع نہ پہنچائے گئے ہوں حقہ کا دھواں بھی اسی حکم میں ہے مگر اس شخص کے لئے جس کو حقہ پینے کی عادت نہ ہو اور نہ کسی نفع کی غرض سے اس نے پیا ہو (۳) کوئی لکڑی یا کپڑا روئی وغیرہ مشترک حصہ یا عورت اپنے خاص حصہ میں اس طرح داخل کرے کہ سب اس کے اندر غائب ہو جائے، ایسی چیز کا کھانا جس سے انسان یا طبع کراہت رکھتا ہے اسی حکم میں ہے یعنی روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور صرف قضا لازم ہوتی ہے، جیسے کسی کی قے کھا لینا یا کسی کے منہ سے نکلے ہوئے لقمہ کا کھا لینا بشرطیکہ وہ شخص محبوب نہ ہو اس لئے کہ محبوب کے منہ سے نکلی ہوئی چیز سے کراہت نہیں ہوتی، دیکھو بزرگان دین کے منہ سے نکلی ہوئی چیز انکے مرید کس خوشی سے کھاتے ہیں اور اگر کوئی چیز ایسی ہو جس سے کسی کی طبیعت نفرت کرے کسی کی نہ کرے تو جس شخص کی طبیعت کو نفرت ہو اس پر کھانے سے صرف قضا لازم ہوگی اور جسکو نفرت نہ ہو اسپر اسکے کھانے سے قضا اور کفارہ دونوں (درمختار)
(۱۱) کسی شخص کے منہ میں آنسو یا پسینہ اس قدر قطرے چلے گئے کہ جسکا مزہ یعنی کمیت تمام منہ بھر میں محسوس ہوئی اور وہ ان کو پی گیا۔
(۱۲) کسی نے مرد عورت یا ایسی کمسن نابالغہ لڑکی جس کے ساتھ وطی کی رغبت نہیں ہوتی یا کسی جانور سے جماع کیا یا کسی کو لپٹایا یا بوسہ لیا یا جلق کا مرتکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہو گیا۔

(۱۴) کسی روزہ دار عورت سے زبردستی یا سونے کی حالت میں یا بحالت جنون جماع کیا گیا۔

(۱۵) کسی رنگین دھاگے کو کسی نے بٹنے کی غرض سے منہ میں ڈالا اور اس کا رنگ (لعاب) میں آگیا۔ (ردالمحتار)

(۱۶) کسی شخص کے دانتوں کے درمیان میں کچھ غذا باقی رہ گئی ہو اور وہ اس کو بغیر تھوکے نگل لے ہوئے کھا جائے بشرطیکہ وہ غذا چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو یا چنے سے کم ہو مگر منہ سے باہر نکال کر کھائے۔

(۱۷) کوئی شخص اپنی قے کو نگل جائے بشرطیکہ منہ بھر کر ہو گو پوری قے نہ نکلی ہو بلکہ اس کا بیشتر ہی حصہ چنے کے برابر۔

(۱۸) کسی ناواقف سے روزے کی حالت میں کوئی ایسا فعل ہوا جس سے حنفیہ کے نزدیک روزے میں فساد نہیں آتا اور اس نے کسی عالم سے اس کا مسئلہ پوچھا اور اس نے فاسد ہو جانیکا فتویٰ دیدیا حالانکہ اس کا فتویٰ غلط تھا۔

(۱۹) رمضان کے ادائی روزوں کے سوا اور کسی قسم کا روزہ فاسد ہو جائے خواہ عمداً فاسد کیا جائے یا خطاً ہر حال میں صرف قضا واجب ہوگی، یہ تمام تفصیل جو اوپر بیان ہوئی صرف رمضان کے ادائے روزوں کے لیے تھی۔

دوسری قسم یعنی وہ صورتیں جنمیں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔

(۱) وہ شخص جس میں روزے کے واجب ہونیکے تمام شرائط پائے جاتے ہوں، رمضان کے اس ادائی روزے میں جسکی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو عمداً منہ کے ذریعہ سے جوف میں کوئی ایسی چیز پہنچائی جو انسان کی دوا غذا میں مستعمل ہوتی ہو، یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جسمانی یا لذت متصور ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو گو وہ بہت ہی قلیل ہو حتی کہ ایک تل کے برابر یا جماع کرے یا کرائے، نواطت بھی اسی حکم میں ہے، جماع میں خاص حشفے کے سرکا داخل ہو جانا کافی ہے، منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں بہر صورت قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابل جماع ہو بہت کمسن لڑکی نہ ہو، جس میں جماع کی بالکل قابلیت نہ پائی جائے (بحرالرائق ردالمحتار)

مذکورہ بالا قیود کے فوائد۔ روزے کی شرائط وجوب کا پایا جانا اس لیے شرط کیا گیا کہ نابالغ بچہ اور مجنون پر کفارہ نہیں ہوتا اور اسی طرح وہ شخص جو حالت سفر میں ہو یا حیض و نفاس والی عورت پر بھی کفارہ نہیں واجب ہوتا اگرچہ ان لوگوں نے روزے کی نیت کر لی ہو اور اگر نیت کے وقت ان میں شرائط وجوب پائے جاتے ہوں سفر یا حیض و نفاس بعد نیت کے طاری ہوا ہو۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

رمضان کی قید اس لیے لگائی گئی کہ سوا رمضان کے اور کسی روزے کے افطار سے کفارہ نہیں لازم ہوتا۔

ادائی کی قید اس لیے لگائی گئی کہ رمضان کے قضائی روزے کے افطار سے کفارہ نہیں ہوتا نیت اور پھر اس کا صبح صادق سے پہلے ہونا اس لیے شرط کیا گیا کہ جس روزے میں نیت نہ کی گئی ہو اس کے افطار کرنے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا اسی لیے کہ وہ روزہ ہی صبح [illegible] صحیح ہونے کے لیے نیت شرط ہے اور جب نیت ہی صبح نہ ہوا تو وہ کیسا کفارہ کسی روزے کے افطار سے ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر روزے کی نیت بعد صبح صادق کے کی جائے اس کے افطار سے بھی کفارہ نہیں ہوتا اس لیے کہ امام شافعی کے نزدیک قبل صبح صادق کے نیت کرنا شرط ہے پس ان کے نزدیک روزہ ہی نہیں ہوا اور کفارہ اس روزے کے افطار میں ہوتا جس کے صحیح ہونے میں کسی کا خلاف ہو خلاف ایسا ہو جو بے دلیل یا مخالف اجماع ہونے کے سبب قابل اعتبار نہ ہو۔

عمداً کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر کوئی شخص بغیر قصد کے روزے کو جھول کر یا سہو سے کچھ کھا پی لے یا نلفی سے کوئی چیز اس کے حلق سے اتر جائے مثلاً کلی کرنے کی غرض سے منہ میں پانی لے اور حلق کے نیچے اتر جائے یا کوئی شخص کسی روزہ دار کو کچھ کھلا پلا دے یا زبردستی جماع کر لے تو ان سب صورتوں میں کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

منہ کے برابر سے اور بھرے ہوئے منہ سے پر کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر کوئی شخص کم کھائے اور راستے سے کوئی چیز پہنچائے تو اس پر کفارہ نہ ہو مثلاً کوئی شخص ناک کان کے ذریعہ سے یا مشرک حقنے یا عورت اپنے خاص حصہ سے کوئی چیز داخل کر لے اس اور عمل وغیرہ اور اسی طرح اگر جوف میں نہ پہنچے جیسے کوئی شخص سلائی لے

یا سرمہ لگائے یا مرد اپنے مشترک حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز داخل کرے تو چونکہ یہ چیزیں جوف تک نہیں پہونچتیں اسلئے ان سے کفارہ کیا قضا بھی واجب نہ ہوگی۔

غذائیہ یا دوائیہ اس چیز کا مستعمل ہونا اس لیئے شرط کیا گیا کہ جو چیز ایسی نہ ہو جیسے مٹی کی کنکری یا لکڑی یا درخت کی پتی وغیرہ اس کے استعمال سے کفارہ واجب نہ ہوگا ہاں جو لکڑی دوا میں مستعمل ہو جیسے اصل السوس وغیرہ یا جس درخت کی پتی کھائی جاتی ہو جیسے چنے کی یا املی کی کوپل اس کے استعمال سے کفارہ ہو جائے گا جو لوگ حقہ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے حقہ پئیں انپر بھی کفارہ واجب ہوگا۔

سلیم الطبع انسان کی طبیعت کا نفرت نہ کرنا اس لیئے شرط کیا گیا کہ جس چیز سے نفرت ہوتی ہو اس کے استعمال سے کفارہ واجب نہیں ہوتا جیسے قے پیشاب پاخانہ وغیرہ منہ کا نکالا ہوا لقمہ اس کی تفصیل اوپر ہو چکی، ہاں کچے گوشت کے کھانے سے کفارہ لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ سڑا نہ ہو، علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کا اسمیں اختلاف نہیں دیکھا باوجودیکہ کچے گوشت سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت کرتی ہے شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ گوشت میں غذائیت کا وصف بہت بڑھا ہوا ہے، جماع میں عورت کے قابل جماع ہونے کی شرط اس لیئے کی گئی کہ ناقابل جماع عورت سے جماع کرنے میں کفارہ نہیں ہوتا۔

ناقابل جماع عورت کی تشریح ہم پہلی جلد میں کر چکے ہیں ہاں عورت کے لیئے مرد کا بالغ ہونا شرط نہیں حتی کہ اگر کوئی عورت کسی نابالغ بچے یا مجنون سے جماع کرائے تب بھی اسکو قضا اور کفارہ دونوں کا حکم دیا جائے گا (ردالمحتار)

جماع میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں حتی کہ اگر ایک مجنون ہو اور دوسرا عاقل تو عاقل پر کفارہ لازم ہوگا مثلاً مرد عاقل ہو اور عورت مجنون تو مرد پر بالعکس ہو تو عورت پر۔

(۲) کوئی ایسا فعل کرنے کے بعد جس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور نہ اس میں روزے کی فاسد ہو جانے کی کوئی ظاہری صورت معلوم ہوتی ہو اور نہ اس فعل کا مفسد صوم ہونا اس کسی عالم کے فتوے یا حدیث سے معلوم ہوا ہو بلکہ صرف اپنے خیال میں یہ سمجھ کر کہ فاسد ہو گیا عمداً روزے کو فاسد کر ڈالا مثال پچنے لگائے یا فصد لے یا سرمہ لگایا

Marfat.com

یا کسی عورت کو لپٹایا یا بوسہ لیا یا کسی مردہ یا جانور سے جماع کیا مگر منی کا خروج نہیں ہونے پایا اور بعد ان افعال کے یہ سمجھ کر کہ میرا روزہ جاتا رہا عمداً روزے کو فاسد کر ڈالا۔

مذکورۂ بالا قیود کے فوائد۔ اگر کوئی ایسا فعل کرے جسمیں روزے کے فاسد ہو جانے کی ظاہری صورت معلوم ہوتی ہو جیسے کسی نے روزے میں کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا یا احتلام ہو گیا یا کسی عورت کے دیکھنے یا تصور کرنے سے منی خارج ہو گئی یا بے اختیار قے ہو گئی اور ان افعال کے بعد مسئلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے اس نے یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اور کچھ کھا پی لیا تو چونکہ ان افعال میں ظاہری صورت فساد صوم کی موجود ہے اسلئے اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی عالم سے فتویٰ پوچھا اور اس نے فتویٰ دیدیا کہ اس فعل سے تمہارا روزہ جاتا رہا اور بعد اس فتوے کے اس نے عمداً روزے کو فاسد کر دیا اس صورت میں گو اس عالم کا فتویٰ غلط بھی ہو تب بھی کفارہ لازم نہ ہوگا بشرطیکہ وہ عالم اس شہر کے لوگوں میں معتمد اور معتبر ہو لوگ اس سے فتویٰ پوچھتے ہوں۔ اس لئے کہ حسب تصریح محققین جاہل پر اپنے شہر کے عالم کی تقلید واجب ہے گو وہ کسی مذہب کا ہو شافعی یا حنفی یا مالکی یا حنبلی۔

اسی طرح اگر کسی حدیث کے سننے سے اس فعل کا مفسد صوم ہونا اسے معلوم ہوا ہو اور اس وجہ سے اس نے عمداً روزے کو فاسد کر دیا ہو تب بھی کفارہ لازم نہ ہوگا اگرچہ وہ حدیث صحیح نہ ہو یا اس کا مطلب اس نے غلط سمجھا ہو۔

حاصل یہ کہ جب کسی شبہ سے روزہ فاسد کیا جائے گا تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کفارہ ایک قسم کی سزا ہے اور [illegible] دانستہ خلاف ورزی کرے ہاں اگر مفتی کا غلط فتویٰ یا غیر صحیح حدیث یا صحیح حدیث کا وہ غلط مطلب جو اس نے سمجھا ہے اجماع کے خلاف ہو تو پھر اس فتوے وغیرہ کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور اس صورت میں عمداً روزہ فاسد کرنے سے قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے (فتح القدیر)

ع زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی ہمارے رسالہ فریدیہ میں ہے ۱۲ ع ۵ علم اللہ کے حقوق میں سے بندوں کے حقوق تلف کرنے سے تو ہر حال میں اسکو سیاستہً سزا دیجائیگی گو اسکو مقصود خلاف ورزی نہ ہو ۱۲

مثال۔ (۱) کسی شخص نے غیبت کی یا سر میں تیل لگایا بعد اس کے کسی عالم سے مسئلہ پوچھا اور اس نے روزہ فاسد ہوجانے کا فتویٰ دیدیا یا غیبت سے روزہ فاسد ہوجانیکی غیر صحیح[عہ] حدیث سنکر روزے کو فاسد کر ڈالا (۲) کسی شخص نے پچنے لگائے اور کسی عالم سے مسئلہ پوچھا اور روزہ فاسد ہوجانے کا فتویٰ دیدیا اس نے حدیث صحیح[عہ] أفطر الحاجم والمحجوم کا غلط مطلب سمجھ کر روزہ فاسد کر ڈالا، تو ان صورتوں میں چونکہ یہ فتویٰ اور غیر صحیح یا حدیث صحیح کا غلط مطلب مخالف اجماع ہے لہذا کفارہ لازم ہوگا۔

وہ صورتیں جنمیں روزہ فاسد نہیں ہوتا

روزہ جن چیزوں سے فاسد نہیں ہوتا انکی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جنکے کرنے میں کسی قسم کی کراہت بھی نہیں دوسرے وہ کہ جنکے کرنے میں کراہت ہے۔

پہلی قسم۔ یعنی جن چیزوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا نہ کسی قسم کی کراہت آتی ہے۔

(۱) کسی شخص کو روزے کا خیال نہ رہا اور اس وجہ سے اس نے کچھ کھا پی لیا یا جماع کرلیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا خواہ فرض ہو یا نفل روزے کی نیت کر چکنے کے بعد کھائے پیئے اس سے پہلے بشرطیکہ کسی شخص نے اس کو یاد نہ دلایا ہو، ایسی حالت میں دوسرے لوگوں پر واجب ہے کہ اس کو یاد دلائیں بشرطیکہ اس میں روزہ رکھنے کی قوت ہو ہاں اگر اس میں قوت نہ تو پھر یاد دلانا کچھ ضروری نہیں۔

(۲) کسی شخص کے حلق میں بے قصد و اختیار مکھی یا دھواں یا غبار چلا جائے بخلاف اس کے اگر قصداً کوئی شخص ان چیزوں کو اپنے جوف میں داخل کرے تو اس کا روزہ

عہ غیبت سے روزہ فاسد ہوجانیکی جسقدر حدیثیں ہیں بالکل کوئی صحیح نہیں ہیں کہ علامہ محقق نے فتح القدیر میں لکھا

عہ تمام علماء کا اجماع ہے کہ اس حدیث کا ظاہری مطلب مراد نہیں ہے بلکہ جیسے اذا اقبل اللیل من ھھنا وادبر النھار من ھھنا وغربت الشمس میں ظاہری مطلب مراد نہیں ہے کہ جہاں غروب آفتاب ہوا تو روزہ افطار ہوجاتا ہے خواہ روزہ افطار کرے یا نہ کرے بلکہ یہ مطلب ہے کہ غروب آفتاب کے بعد روزہ کے افطار کا وقت آجاتا ہے اسی طرح اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پچنے لگانے سے کمزور ہوجائے گا یہ روزہ رکھنے سے معذور کر دیگا اور اسکو مجبوراً افطار کرنا پڑے گا اور اگر اسنے اپنے اوپر جبر کیا اور روزہ فاسد کیا تب بھی روزہ مکروہ ہوجاتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روزہ کا ثواب اسکو نہیں ملتا اور ثواب نہ ملا تو روزے کا رکھنا اور نہ رکھنا برابر ہے تو گویا اس نے روزہ افطار کرلیا یعنی فاسد کر ڈالا ۱۲۔

Marfat.com

فاسد ہو جائے گا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

(۴۹۳) سر یا بدن میں تیل ملنا، سرمہ لگانا، روزہ فاسد نہ ہوگا اگرچہ تیل یا سرمہ کا اثر حلق میں محسوس ہو مثلاً سرمہ کی سیاہی تھوک میں دیکھے۔

(۵) پیٹنے لگانا، ہاں اگر ضعف کا خیال ہو تو مکروہ ہے جیسا کہ دوسری قسم میں بیان ہوگا۔

(۶) سونے کی حالت میں منی کا خارج ہونا جس کو احتلام کہتے ہیں اگرچہ بغیر غسل کئے ہوئے روزہ رکھے اس لیئے کہ صوم میں طہارت شرط نہیں۔

(۷) کسی عورت یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہو جائے۔ (بحر الرائق و الدر المختار)

(۸) کسی جانور کے خاص یا مشترک حصہ کو چھونا اگرچہ انزال بھی ہو جائے تب بھی مفسد نہیں۔

(۹) جماع یا لواطت کے سوا اور کسی ایسے فعل کا مرتکب ہونا جس سے عادۃً خروج منی ہو جاتا ہو بشرطیکہ منی خارج ہوئی ہو مثال (۱) حلق (۲) کسی عورت وغیرہ کی ناف وغیرہ سے مباشرت کرنا (۳) کسی جانور یا مرد کے خاص یا مشترک حصہ میں اپنے خاص حصہ کا داخل کرنا (۴) عورتوں کا باہم مباشرت کرنا جس کو عام لوگ چپڑی لگانا کہتے ہیں ان سب صورتوں میں اگر منی خارج نہ ہوگی تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر منی خارج ہو جائیگی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضا واجب ہو جائے گی۔

(۱۰) مرد کا اپنے خاص حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز مثل تیل یا پانی کے ڈالنا خواہ پچکاری کے ذریعہ سے یا اسی طرح یا سلائی وغیرہ کا داخل کرنا اگرچہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اسلیئے مثانہ جوف سے خارج ہے (درالمختار)

(۱۱) کوئی لکڑی وغیرہ یا خشک انگلی کوئی شخص اپنے مشترک حصہ میں یا عورت اپنے خاص حصہ میں داخل کرے بشرطیکہ پوری لکڑی اندر نہ غائب ہو جائے ورنہ روزہ فاسد ہو جائے گا یہی حکم ہے، اگر کوئی عورت اپنے خاص حصہ میں روئی رکھے کہ اگر سب اندر غائب ہو جائیگی تو روزہ فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

عہ نفائس اللغات میں ایسا ہی دیکھا ہے واللہ اعلم ۱۲ ۔ ۵ مرض سوزاک میں اور سنگ مثانہ وغیرہ میں اسکی ضرورت پڑتی ہے ۵ جن عورتوں کو استحاضہ یا زیادہ رطوبت کی شکایت ہوتی ہے ان کو اسکی ضرورت پڑتی ہے ۱۲۔

(۱۲) کسی شخص نے یہ سمجھ کر اسکو روزے کا خیال نہیں رہا یا رات باقی سمجھ کر جماع شروع کر دیا یا کچھ کھانے پینے لگا اور بعد اسکے جیسے ہی روزے کا خیال آگیا یا گمان کی غلطی معلوم ہوئی فوراً علیحدہ ہو گیا یا لقمہ کو منہ سے پھینک دیا اگرچہ بعد علیحدہ ہو جانے کے منی بھی خارج ہو جائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ انزال احتلام کے حکم میں ہوگا۔

(۱۳) کلی کرنے کے بعد پانی کی تری جو منہ میں باقی رہجاتی ہے اس کو نگل جانا مگر اسمیں یہ شرط ہے کہ کلی کرنے کے بعد ایک یا دو مرتبہ تھوک منہ سے نکال دیا جائے اس لیے کہ کلی کرنیکے بعد کچھ پانی باقی رہجاتا ہے، ہاں دو ایک مرتبہ تھوک دینے کے بعد پھر پانی نہیں رہجاتا اس کی خفیف تری رہ جاتی ہے۔

(۱۴) کان میں پانی کے خود بخود چلے جانے یا قصداً ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا بخلاف تیل کے کہ اسکے ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے بشرطیکہ تیل جوف میں داخل ہو جائے۔

(۱۵) کوئی چیز جو غذا وغیرہ کی قسم سے دانتوں کے درمیان میں باقی رہگئی ہو[۵] اس کا نگل جانا بشرطیکہ وہ چنے کی مقدار سے کم ہو اور منہ سے باہر نکال کر نہ کھائی جائے۔

(۱۶) کسی کے دانتوں سے یا منہ کے اندرونی اور کسی جزء سے خون نکلے اور حلق میں چلا جائے بشرطیکہ پیٹ تک نہ پہنچے یا پہونچ جائے مگر تھوک ساتھ خلوط ہو کر اور تھوک سے کم۔

(۱۷) کسی شخص کے زخم لگا اور نیزہ یا تیر جوف تک پہونچ گیا خواہ تیر کی گانسی وغیرہ جوف میں رہجائے بہرحال روزہ فاسد نہ ہوگا۔

(۱۸) بے اختیار قے ہو جانا خواہ کسی قدر ہو منہ بھر کر یا اس سے زیادہ۔

(۱۹) قے ہونے کی حالت میں بے اختیاری سے کچھ حصہ اس کا حلق سے نیچے اتر جائے اگرچہ وہ قے منہ بھر کر ہو۔

(۲۰) اگر کوئی شخص قصداً قے کرے تو اگر منہ بھر کر نہ ہوگی تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

(۲۱) جو قے عمداً کی جائے اور منہ بھر کر نہ ہو وہ اگر بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر کوئی قصداً نگل جائے تب بھی صحیح یہ ہے کہ روزہ فاسد نہ ہوگا (درمختار)

---

[۵] یہ واقعہ پان کھانیوالوں کو اکثر پیش آتا ہے کہ ڈلی کا چھوٹا ٹکڑا ابھی دانتوں کے درمیان میں رہجاتا ہے اور دن میں نکلتا ہے بعض ناواقف سمجھتے ہیں کہ ہمارا روزہ فاسد ہو گیا حالانکہ چنے سے کم ہو اور بے منہ سے باہر نکلے ہوئے نگل لیا جائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا ۱۲۔

(۲۲) کسی شخص کی ناک میں بلغم آجائے[ع] اور وہ اس کو چڑھا جائے یہاں تک کہ حلق کے نیچے اتر جائے جیسا کہ اکثر بے تمیز اور کثیف الطبع لوگ کرتے ہیں۔

(۲۳) کسی کے منہ سے لعاب نکلے اور وہ مثل تار کے لٹک کر ذقن تک پہنچ جائے اور اس لعاب کو پھر وہ اوپر کھینچ کر نگل جائے۔

(۲۴) کسی خوشبو کی چیز کا مثل پھول یا عطر وغیرہ کے سونگھنا بخلاف ایسی چیز کے سونگھنے کے جس سے بخارات اٹھ رہے ہوں۔

(۲۵) مسواک کرنا اگرچہ بعد[ع] زوال کے ہو تازی لکڑی سے ہو یا خشک سے۔

(۲۶) گرمی وغیرہ کے سبب سے کلی کرنا یا ناک میں پانی لینا یا منہ بھر پانی ڈالنا نہانا کپڑا پانی سے تر کر کے بدن پر ڈالنا[ع] (درمختار وغیرہ)

دوسری قسم یعنی وہ چیزیں جن کے ارتکاب سے روزہ فاسد تو نہیں ہوتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے، علامہ محمد بن عابدین شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں کہ بظاہر ان سب چیزوں کی کراہت تنزیہی ہے۔

(۱) کسی چیز کا مزہ چکھنا یا اسکو چبانا[ع] مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ کسی عذر کے سبب سے نہ ہو۔

عذر کی مثال (۱) کوئی عورت یا لونڈی اپنے شوہر یا آقا کے لیے کھانا پکاتی ہو اور اس کی بدمزاجی سے یہ خوف ہو کہ اگر نمک درست نہ ہوگا تو وہ ناخوش ہوگا (۲) کوئی چیز بازار سے ایسی خریدی جائے کہ بے چکھے ہوئے لینے میں اسکے خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور اس چیز کا لینا بھی ضروری ہو اور کوئی دوسری صورت اس نقصان سے بچنے کی نہ ہو۔ (۳) کوئی چھوٹا بچہ بھوکا ہو اور بے اسکے کہ کوئی چیز منہ سے اس کو چبا کر دی جائے اور کچھ نہ کھاتا ہو اور وہاں کوئی شخص

ع امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جبکہ بلغم وغیرہ کے تھوک دینے پر قادر ہو اور نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے ۱۲ ع امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بعد زوال کے مسواک کرنا مکروہ ہے ۱۲ ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پیاس یا گرمی کی شدت سے صوم کی حالت میں اپنے سر پر پانی ڈالا تھا (ابوداؤد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کپڑے کو تر فرما کر اپنے بدن پر لپیٹ لیتے تھے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ افعال مکروہ ہیں مگر فتویٰ انکے قول پر نہیں (ردالمحتار) ع عورتیں اکثر کوئلہ وغیرہ چبا کر اپنے دانتوں کو صاف کیا کرتی ہیں اسکا بھی یہی حکم ہے ۱۲ ع یعنی فقہا کے نزدیک اس کی کراہت صرف فرض روزوں کے ساتھ خاص ہے مگر یہ صحیح نہیں ہر روزہ اس سے مکروہ ہو جاتا ہے ۱۲ (نقار)

بے روزہ نہ ہو۔

(۲) عورت سے بوسہ لینا اور بغل گیر ہونا مکروہ ہے بشرطیکہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو، اگر یہ خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں[۱]۔

(۳) کسی عورت وغیرہ کے ہونٹ کا منہ میں لینا اور مباشرت فاحشہ ہر حال میں مکروہ ہی خواہ انزال یا جماع کا خوف ہو یا نہیں۔ (ردالمحتار)

(۴) حالت صوم میں کوئی ایسا فعل کرنا جس سے ضعف کا خیال ہو کہ اخیر نتیجہ اس کا یہاں تک پہنچے کہ اس کو روزہ توڑ ڈالنا پڑے مکروہ ہے۔

اگر کوئی شخص کوئی پیشہ ایسا کرتا ہو جس کو روزہ رکھ کر کرنا ناممکن نہیں یعنی اگر روزہ رکھے تو ایسا ضعیف ہو جائے کہ وہ کام نہ کر سکے تو اس شخص کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ غریب محتاج ہو کہ اگر وہ اس پیشے کو چھوڑ دے تو بظاہر کوئی سامان کھانے پینے کا نہ ہو اور اس پیشے کے سوا کوئی دوسرا پیشہ جانتا ہی نہ ہو اور اگر کسی شخص کا خود ذاتی کام ہو اور وہ اتنی مقدرت رکھتا ہو کہ دوسرے کو نوکر رکھ کر کام کرائے مگر مزدوری دستور سے زائد مانگتا ہو تب بھی اس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اگر ایسا غریب بھی نہیں یا کوئی دوسرا پیشہ بھی جانتا ہے مگر رمضان کے آنے سے پہلے کسی پیشے کا ٹھیکہ لے چکا اور اب ٹھیکیدار ٹھیکہ توڑنے پر راضی نہیں ہوتا تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

معذورین کے احکام

روزے کے عذر ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جن کی حالت میں شریعت قادسہ نے روزہ نہ رکھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے اب یہاں ہم ان عذروں کے تفصیلی حالات بیان کرتے ہیں جس کا وعدہ اوپر کر چکے ہیں، ان عذروں کو صاحب تنویر الابصار نے پانچ پر ختم کر دیا ہے، صاحب درمختار نے چار اور بڑھائے ہیں علامہ شامی نے ان کو نہایت

---

[۱] ابوداؤد میں بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک بوڑھے آدمی کو ان افعال کی اجازت دی اور جوان کو ممانعت فرمائی معلوم ہوا کہ وجہ ممانعت خوف شہوت ہے ۱۲۔

Marfat.com

خوش اسلوبی سے اپنے اشعار میں نظم فرمایا ہے ؎

وعوارض الصوم التی قد تعتفی — للمرء فیھا الفطر تسع تستطر

جمل وارضاع واکراہ سفر — مرض جھاد جوعۃ عطش کبر

ہم نے جنون اور بیہوشی کو اس پر اضافہ کر دیا اس لیئے کہ ان دونوں سے بھی خالی ہونا شرط صحت ہے پس کل عذر بارہ ہوئے اب انکے احکام سنیئے۔

سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز بے مشقت ہو جیسے ریل کا یا با مشقت جیسے پیادہ یا گدھے وغیرہ کی سواری پر ہر حال میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے مگر بے مشقت سفر میں مستحب یہی ہے کہ روزہ رکھے، ہاں اگر چند لوگ اس کے ہمراہ ہوں اور وہ روزہ نہ رکھیں اور تنہا اس کے روزہ نہ رکھنے میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں ان لوگوں کو تکلیف ہو تو پھر گو مشقت بھی نہ ہو تب بھی نہ رکھے۔

اگر کوئی مقیم رمضان میں بعد نیت صوم کے سفر کرے تو اس پر اس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے لیکن اگر اس روزے کو فاسد کر دے تو کفارہ نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی مسافر قبل نصف نہار کے مقیم ہو جائے اور ابھی تک کوئی فعل منافی صوم کے مثل کھانا پینا وغیرہ کے اس سے صادر نہ ہوا ہو تو اس کو بھی روزہ رکھنا ضروری ہے لیکن اگر فاسد کر دے تو کفارہ نہ دینا پڑے گا (بحر الرائق)

اگر کوئی مسافر کسی مقام میں کچھ دنوں ٹھیرنے کا ارادہ کرے گو پندرہ دن سے کم کی نیت کی ہو پھر بھی جتنے دنوں وہاں ٹھیرے تو اس کو ان دنوں میں روزہ نہ رکھنا مکروہ ہے (ردالمختار)

اگر کوئی مقیم بعد نیت صوم کے مسافر بنجائے اور تھوڑی دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان واپس آئے اور وہاں پہونچکر روزے کو فاسد کر دے تو اسکو کفارہ دینا ہوگا اس لیئے کہ اس پر اس وقت مسافر کا اطلاق نہ تھا گو دن ٹھیرنے کی

ف ترجمہ وہ چیزیں جو صوم میں عارض ہوتی ہیں جنمیں آدمی کو روزہ نہ رکھنا معاف کر دیا جاتا ہے تو ہیں جو کبھی بیان ہوئی ہیں حمل[1] اور رضاع[2] اور اکراہ[3] اور سفر[4] اور مرض[5] اور جہاد[6] اور بھوک اور پیاس اور بڑھاپا[7] ۱۲ عدد ۵ سفر کی تعریف اور تجدید جلد دوم کے مقدمہ میں بیان ہو چکی اور جائز ناجائز کی مثالیں گذر چکی ہیں۔

نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں ٹھیرا۔

حمل[1] - حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی یا اپنے بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو خواہ وہ گمان اس کا واقع کے مطابق نکلے یا نہیں اگر کسی عورت کو بعد نیت صوم کے اپنے حاملہ ہونے کا علم ہوا تب بھی اس کو روزے کا فاسد کر دینا جائز ہے صرف قضا لازم ہوگی۔

ارضاع[2] - یعنی دودھ پلانا۔ جس عورت کے متعلق کسی بچے کا دودھ پلانا ہو خواہ وہ بچہ اسی کا ہو یا کسی دوسرے کا باجرت پلاتی ہو یا مفت بشرطیکہ بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو جیسا کہ اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ حالت صوم میں دودھ خشک ہو جاتا ہے بچہ بھوک کے سبب سے تڑپتا ہے اور کچھ حرارت بھی دودھ میں آجاتی ہے وہ بھی بچہ کو نقصان کرتی ہے ہاں اگر مفت دودھ پلاتی ہو اور کوئی دوسرا دودھ پلانیوالا مل جائے اور وہ بچہ بھی اس سے پینے پر راضی ہو جائے تو پھر ایسی حالت میں اس کو روزہ نہ رکھنا جائز نہیں بعض بچوں کو عادت ہوتی ہے کہ ہر شخص کا دودھ نہیں پیتے جس سے طبیعت مانوس ہو جاتی ہے اس کے سوا دوسرے کی طرف التفات نہیں کرتے اگرچہ بھوک سے مرجائیں (ردالمختار)

جس دائی نے کہ عین رمضان کے دن دودھ پلانیکی نوکری[3] کی ہو اسکو اسدن بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے گو اس سے پہلے صوم کی نیت کر چکی ہو۔

مرض - اگر روزہ رکھنے سے کسی نئے مرض کے پیدا ہو جانے یا مرض موجودہ بڑھ جانیکا خوف ہو یا گمان ہو کہ صحت دیر میں حاصل ہوگی تو اس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ ان سب چیزوں کا گمان غالب ہو صرف وہم و خیال پر فرض روزے کا ترک کر دینا جائز نہیں گمان غالب کی مثال ہم دے چکے ہیں۔

بعد روزے کی نیت کر لینے کے اگر کوئی مرض پیدا ہو جائے مثلاً کسی کو سانپ بچھو

---

[3] بعض فقہا نے مثل علامہ صدر الشریعۃ کے دائی کے لیئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت میں یہ شرط کی ہے کہ اس نے رمضان سے پہلے نوکری کی ہو رمضان کے بعد اگر نوکری کرے تو پھر اس کو اجازت نہیں اس نے نوکری ہی کیوں کی مگر یہ اکثر محققین فقہا کے خلاف ہے ۱۲ (ردالمختار)

Marfat.com

کاٹ لے یا بخار چڑھ آئے یا درد سر ہونے لگے تو اس کو اس دن کا روزہ رکھنا بھی ضروری نہیں بلکہ اس کا فاسد کر دینا بہتر ہے لیکن اگر کوئی ایسا مرض ہو کہ جس میں اس نے خود اپنے کو مبتلا کیا ہو تو پھر روزہ نہ رکھنے یا رکھے ہوئے روزے کو فاسد کر دینے کی اجازت نہیں مثلاً کسی ایسی دوا یا غذا کا استعمال کرے جس سے کوئی مرض پیدا ہو جائے اور اس دوا کا یہ اثر جانتا ہے ضعف[ع] ایسا کہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو خواہ یہ ضعف بڑھاپے کے سبب سے ہو یا بیماری کے اور خواہ پھر قوت آنے کی امید ہو یا نہ ہو فرق یہ ہے کہ جو ضعف بڑھاپے کے سبب سے ہوگا یا ایسی بیماری کے کہ جس میں صحت کی امید بالکل نہ رہی ہو ایسے ضعف کے سبب سے جو روزہ قضا ہوگا اس کے ہر روزے کے عوض میں ایک فدیہ یعنی ایک مقدار صدقۂ فطر کی واجب ہوگی خواہ اسی وقت دیدے یا کچھ دنوں کے بعد اکراہ[ف] یعنی مجبور کیا جانا، جو شخص روزہ نہ رکھنے پر مجبور کیا جائے اس کو بھی شریعت نے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ جان سے مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ لینے یا ضرب شدید کا خوف اسکو دلایا جائے اگر ان چیزوں کا خوف اس کو نہ دلایا جائے بلکہ اس سے کہا جائے کہ اگر تم روزہ رکھوگے تو تم کو قید کر دیں گے یا ایک دو طمانچے ماریں گے یا شراب پلائینگے یا سور کا گوشت کھلائینگے تو ان صورتوں میں اسکو روزہ نہ رکھنا جائز نہیں اس لیئے سور کا گوشت شراب وغیرہ بوقت ضرورت حلال ہیں (ردالمختار)

خوف ہلاک یا نقصان عقل۔ جس شخص کو کسی مشقت یا محنت کی وجہ سے روزہ رکھنے میں اپنی جان کے ہلاک ہو جانے یا عقل میں فتور آجانے کا خیال ہو اس کو بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے اگر بعد روزے کی نیت کر لینے کے کوئی ایسی صورت پیش آجائے تب بھی اس دن کا روزہ فاسد کرنا اس کے اختیار میں ہے صرف قضا اس کے ذمہ ہوگی مثال (۱) گرمیوں کے زمانے میں روزے کی نیت کرنے کے بعد کسی شخص کو دھوپ میں کچھ کام کرنا پڑا خواہ کسی

ع اکثر فقہا نے اس مقام پر صرف بڑھاپے کو ذکر کیا ہے بیماری کے ضعف کو نہیں لکھا مگر علامہ شامی نے قہستانی سے نقل کیا ہے کہ ایسی بیماری کے ضعف سے جس میں صحت کی مایوسی ہو چکی ہو اگر روزہ نہ رکھا جائے تو کفارہ لازم نہ ہوگا۔ بحر الرائق میں اور بھی تعمیم کی ہے کہ جب کسی کو ایسا عذر لاحق ہو جائے جس سے قضا کی امید نہ ہو تو ہر روزے کے عوض میں فدیہ دینا چاہیئے ۱۲۔

دوسرے کے مجبور کرنے سے یا اپنی ضرورت سے۔

جہاد۔ اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان میں کسی دشمن دین سے لڑنا پڑے گا اور اگر روزہ رکھیگا تو لڑائی میں نقصان آئے گا اسکو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

اگر بعد نیت کر لینے کے ایسا واقعہ پیش آجائے تو اسکو اس روزہ کے فاسد کر دینے کا اختیار ہے کفارہ نہ دینا پڑے گا۔

بھوک۔ جس شخص کو بھوک کا اس قدر غلبہ ہو کہ اگر کچھ نہ کھائے تو جان جاتی رہے یا عقل میں فتور آجائے اس کو بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے، بعد نیت کر لینے کے اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے تب بھی اس کو اختیار ہے فاسد کر دے گا تو کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہوگی۔

پیاس کی شدت میں بھی روزہ نہ رکھنا یا رکھے ہوئے روزے کا فاسد کر دینا جائز ہے بشرطیکہ پیاس اسی درجہ کی ہو جس درجہ کی بھوک میں شرط کی گئی۔

بیہوشی۔ بیہوشی کی حالت میں بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے، مگر ان روزوں کی قضا اس پر لازم ہوگی گو یہ بیہوشی رمضان بھر رہے[۱]۔

جس دن یا جس دن کی رات میں بیہوشی پیدا ہوئی ہو اس دن کے سوا باقی تمام دنوں کی قضا ضروری ہوگی اس خیال سے کہ اس دن اس نے روزے کی نیت ضرور کی ہوگی اور کوئی امر مفسد صوم اس سے ظہور میں نہیں آیا پس وہ دن اس کا صوم میں شمار ہوگا، ہاں اگر وہ شخص صوم سے معذور تھا تو یہ سمجھ کر کہ اس نے نیت نہ کی ہوگی وہ دن صوم میں شمار نہ ہوگا اور اس دن کی قضا اس پر لازم ہوگی۔ اور اگر اس کو اپنے نیت کرنے یا نہ کرنے کا حال معلوم ہو تو پھر اپنے علم کے موافق عمل کرے، اگر نیت کرنے کا علم ہو تو اس دن کا روزہ قضا نہ کرے اور اگر نیت نہ کرنے کا علم ہو تو اس دن کا بھی روزہ قضا کرے۔

جنون۔ کی حالت میں بھی روزہ نہ رکھنا معاف ہے خواہ جنون عارضی ہو یا اصلی، اگر ایسا جنون ہو کہ رات میں کسی وقت افاقہ نہ ہوتا ہو اس زمانے کے روزوں کی قضا بھی

---

[۱] ایک ماہ کامل بیہوشی کا رہنا اگرچہ ممکن نہیں مگر احتیاطاً ایک صورت فرض کر کے اس کا حکم لکھدیا گیا ۱۲ عفی عنہ

بعض فقہائے جنون کے اصلی ہونیکی شرط کی ہے مگر ظاہر روایت میں یہ شرط نہیں، اصلی جنون وہ ہے جو بلوغ کے پہلے کا ہو۔ عارضی وہ جو بلوغ کے بعد عارضی ہوا ہو ۱۲

لازم نہ ہوگی اور اگر کسی وقت افاقہ ہو جاتا ہو خواہ رات کو یا دن کو تو پھر اس کی قضا کرنا پڑے گی۔

مذکورۂ بالا اعذار میں سوا ضعف اور بیہوشی اور جنون کے تمام عذروں میں بعد ان کے زائل ہو جانے کے قضا ضروری ہے فدیہ دینا درست نہیں یعنی فدیہ دینے سے روزہ معاف نہ ہوگا اور اگر وہ لوگ حالت عذر میں مر جائیں تو ان پر فدیہ کی وصیت کرجانا بھی لازم نہیں اور وارثوں کو ان کی طرف سے فدیہ دینے کی کچھ ضرورت بھی نہیں اگر بعد عذر کے زائل ہو جانے کے بے قضا رکھے ہوئے مر جائیں تو ان پر وصیت کر جانا ضروری ہے اور اگر ان کے وارث ان کی طرف سے بغیر وصیت کے احساناً فدیہ دے دیں تو ان کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

ضعف کی حالت میں صرف فدیہ دینا ضروری ہے قضا نہیں۔

بیہوشی کے سبب سے جو روزے قضا ہوئے ان کی قضا ضروری ہے ہاں روزہ اول کی قضا ضروری نہیں بشرطیکہ اس دن کے نیت کرنے کے وقت کا حال معلوم نہ ہو نیت کرنے کا حال معلوم ہو۔

جنون کے سبب سے جو روزے قضا ہوئے ہوں ان میں نہ قضا کی ضرورت نہ فدیہ کی ہاں اگر کسی وقت افاقہ ہو جاتا ہو تو پھر اس دن کی قضا ضروری ہوگی۔

قضا اور کفارے کے مسائل

قضا کے روزوں کا علی الاتصال رکھنا ضروری نہیں خواہ رمضان کے روزوں کی قضا ہو یا اور کسی قسم کے روزوں کی۔

قضا کے روزوں کا معاً عذر زائل ہوتے ہی رکھنا بھی ضروری نہیں اختیار ہے جب چاہے رکھے نماز کی طرح اس میں ترتیب بھی فرض نہیں ادا کے روزے پہلے قضا کے روزے رکھے ہوئے رکھ سکتا ہے۔

کفارے کے روزے کئی قسم کے ہیں یہاں ہم صرف رمضان کے کفارے کو بیان کرتے ہیں ایک روزے کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا چاہیئے اگر یہ ممکن نہ ہو عدم استطاعت کے سبب سے یا اس مقام پر غلام نہ ملنے کی وجہ سے تو ساٹھ روزے رکھنا واجب ہے اگر

کسی وجہ سے ساٹھ روزے بھی نہ رکھ سکے تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا واجب ہے ان ساٹھ روزوں کا علی الاتصال رکھنا ضروری ہے درمیان میں کوئی دن ناغہ نہ ہونے پائے اور اگر کسی وجہ سے کوئی دن ناغہ ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع کرنا ہوگا جس قدر روزے رکھ چکا ہے ان کا حساب نہ ہوگا ہاں اگر کسی عورت کو حیض آجائے اور اس سبب سے درمیان کے روزے ناغہ ہو جائیں تو اس کا یہ ناغہ معاف ہوگا اور بعد حیض کے صرف اسیقدر روزے رکھنا ضروری ہوں گے جتنے باقی رہ گئے ہیں، بہتر یہ ہے کہ پہلے قضا کے روزے رکھے جائیں اس کے بعد علی الاتصال کفارے کے روزے اگر کوئی پہلے کفارے کے روزے رکھ لے اس کے بعد قضا کے روزے رکھے یا قضا کا روزہ رکھنے کے بعد کفارے کے روزے تب بھی جائز ہے سوا جماع کے اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کے لیے ایک ہی کفارہ کافی ہے، اگرچہ دونوں کفارے دو رمضان کے ہوں ہاں جماع کے سبب سے جتنے روزے فاسد ہوئے ہوں ہر ایک کا کفارہ علیحدہ رکھنا ہوگا اگرچہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔

اگر کوئی شخص کفارے کے تینوں طریقوں پر قادر ہو یعنی غلام بھی آزاد کر سکتا ہو ساٹھ روزے بھی رکھ سکتا ہو ساٹھ محتاجوں کو کھانا بھی کھلا سکتا ہو تو جو طریقہ اس پر زیادہ شاق ہو اس کو اسی کا حکم دینا چاہیئے اس لیئے کہ کفارے سے مقصود زجر اور تنبیہ ہے اور جب شاق نہ ہوا تو کچھ تنبیہ نہ ہوگی۔

صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ اگر کسی بادشاہ پر کفارہ واجب ہوا ہو تو اس کو غلام کے آزاد کرنے یا ساٹھ محتاجوں کے کھانا کھلانے کا حکم نہ دینا چاہیئے کیونکہ یہ چیزیں اس کے نزدیک کچھ دشوار نہیں ان سے کچھ بھی تنبیہ اس کو نہ ہوگی بلکہ ساٹھ روزے رکھنے کا حکم دینا چاہیئے کہ اسپر گراں گزرے اور آئندہ پھر رمضان کے روزے کو اس طرح فاسد نہ کرے۔

روزے کے متفرق مسائل

(۱) جن لوگوں میں روزے کے صحیح ہونے اور واجب ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں اور کسی وجہ سے ان کا روزہ فاسد ہو گیا ہو انپر واجب ہے کہ جس قدر دن باقی ہو اسمیں کھانے پینے جماع وغیرہ سے اجتناب کریں اور اپنے کو روزہ داروں کے مشابہ بنائیں۔

مثال (۱) کسی نے عمداً روزے کو فاسد کر دیا (۲) یوم شک میں روزہ نہ رکھا گیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا (۳) بخیال رات، باقی ہونے کے سحور کھائی گئی اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ رات نہ تھی۔

(۲) جس شخص میں دن کے اوّل وقت شرائط وجوب یا صحت کے نہ پائے جاتے ہوں اور اس وجہ سے اس نے روزہ نہ رکھا ہو مگر بعد نصف نہار کے شرائط پائے جائیں تو اسکو مستحب ہے کہ جسقدر دن باقی رہگیا ہو اسمیں کھانے پینے وغیرہ سے اجتناب کرے۔

مثال (۱) کوئی مسافر بعد نصف نہار کے مقیم ہو جائے (۲) کسی عورت کا حیض یا نفاس بعد نصف نہار کے بند ہو جائے (۳) بعد نصف نہار کے کسی مجنون یا بیہوش کو افاقہ ہو جائے (۴) کوئی مریض بعد نصف نہار کے شفا پا جائے (۵) کسی شخص نے بحالت اکراہ روزہ فاسد کر دیا ہو اور بعد نصف نہار کے اس کی مجبوری جاتی رہے (۶) کوئی نابالغ بعد نصف نہار کے بالغ ہو جائے (۷) کوئی کافر بعد نصف نہار کے اسلام لائے۔ ان سب لوگوں کو باقی دن میں مثل روزہ داروں کے کھانے پینے وغیرہ سے اجتناب کرنا مستحب ہے اور اس دن کی قضا ان پر ضروری ہو گی سوا نابالغ اور کافر کے۔

(۳) جو نفل روزہ قصداً شروع کیا گیا ہو بعد شروع کر چکنے کے اس کا تمام کرنا ضروری ہے اور درصورت فاسد ہو جانے کے اس کی قضا ضروری ہے خواہ قصداً فاسد کرے یا بے قصد فاسد ہو جائے۔

(۴) حیض آنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے (ردالمختار)

(۵) اگر عیدین یا ایام تشریق (ذالحجہ کی ۱۱-۱۲-۱۳ تاریخ) میں کوئی شخص صوم کی نیت کرے تو اس صوم کا تمام کرنا اس پر ضروری نہ ہوگا اور درصورت فاسد ہو جانے کے اس کی قضا بھی لازم نہ ہو گی بلکہ اس کا فاسد کر دینا واجب ہے اس لیئے کہ ان ایام میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۶) صحیح یہ ہے کہ نفل روزے کا بھی بغیر عذر کے افطار کرنا جائز نہیں ہاں اس قدر فرق ہے کہ نفل میں خفیف عذر کے سبب سے بھی افطار کرنا جائز ہے بخلاف فرض کے مثلاً روزہ دار کسی کی دعوت کرے اور مہمان بغیر اس کی شرکت کے کھانا نہ کھائے یا رنجیدہ ہو جائے تو ایسی حالت میں اگر اس کو اپنے نفس پر کامل وثوق ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا تو نفل روزہ

توڑ ڈالے ورنہ نہیں۔ (ردالمحتار)

(۷) عورت کو بے رضامندی شوہر کے سوا رمضان کے روزوں کے اور کوئی روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر روزہ رکھ لینے کے بعد شوہر اس کے فاسد کر دینے کا حکم دے تو توڑ ڈالنا ضروری ہے پھر اس کی قضا ہے اس کی اجازت کے نہ رکھے (بحرالرائق)

(۸) غلام بھی عورت کے حکم میں ہے کہ بے اجازت اپنے آقا کے نفل روزہ رکھنا اس کو جائز نہیں۔

(۹) شوال کے چھ روزوں کا درمیان میں فصل دے دے کر رکھنا مستحب ہے اور اگر فصل نہ کیا جائے تب بھی جائز ہے۔

(۱۰) اگر کوئی شخص ایام ممنوعہ کے روزوں کی نذر کرے یا یہ نذر کرے کہ میں پورے ایک سال کے روزے رکھوں گا تو اس کو چاہیئے کہ ایام ممنوعہ کے روزے نہ رکھے ہاں اس کے بدلے دوسرے دنوں میں رکھ لے اس لیئے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے نذر کے الفاظ چونکہ قسم کا احتمال بھی رکھتے ہیں یعنی جن الفاظ سے نذر کا مضمون ادا کیا جاتا ہے انھیں الفاظ سے قسم کا بھی مضمون ادا ہو سکتا ہے اس لیئے باعتبار نیت متکلم کے فقہا نے اسکی صورتیں لکھی ہیں (۱) کچھ نیت نہ کرے (۲) صرف نذر کی نیت کرے (۳) نذر کے ہونے اور قسم کے نہ ہونے کی نیت کرے۔ ان تینوں صورتوں میں صرف نذر ہوگی (۴) قسم کے ہونے اور نذر کے نہ ہونے کی نیت کرے، اس صورت میں صرف قسم ہوگی (۵) نذر اور قسم دونوں کی نیت کرے (۶) قسم کی نیت کرے نذر کا خیال ہی دل میں نہ آئے ان دو صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہوں گی۔

ف بعض فقہا نے مثل صاحب درمختار کے اس مسئلہ میں تفریق کی ہے کہ اگر شوہر کا کوئی نقصان ہو یعنی جماع میں اسکے خلل واقع ہوتا ہو تو اسکو منع کرنے کا اختیار ہے ورنہ نہیں مثلاً بیمار ہو یا کہیں سفر میں ہو صاحب بحرالرائق نے اور فقہا نے اسی تعمیم کی ہے صاحب بحرالرائق نے یہ بھی کہا ہے کہ روزہ نذر رکھنے دینے کی غرض صرف جماع میں منحصر نہیں روزے سے لاغری بدن میں آجاتی ہے ممکن ہے کہ اس سے محفوظ رکھنا مدنظر ہو علامہ شامی نے اس کا جواب دیا ہے کہ ایک روزے سے لاغری نہیں آسکتی مگر پھر نہیں لکھا کہ اگر کئے روزوں کے بعد لاغری آتی ہے کہ شوہر کو منع کرنیکا اختیار ہو اسلیئے ہمکو صاحب بحرالرائق کا قول قواعد کے زیادہ مناسب معلوم ہوا اور اسی کو ہم نے اختیار کیا ۱۲۔

(ف) نذر اور قسم میں فرق یہ ہے کہ قسم کے روزوں کو اگر فاسد کر دے تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر عذر نہ رکھے تو ان کی قضا سے کفارہ کی وصیت کرنا اس پر ضروری ہے لیکن نذر کے اس کے روزوں کے فاسد کرنے میں صرف قضا لازم ہوتی ہے کفارہ لازم نہیں ہوتا نہ اس کی وصیت کرنا اس میں بھی ضروری ہے۔

(۱۱) اگر کوئی شخص کسی غیر معین مہینے کے روزوں کی نذر کرے تو ان روزوں کو پے در پے رکھنا واجب ہوگا اور اگر اس مہینے میں ایام منوعہ آ جائیں تو روزہ رکھے اور پھر نئے سرے سے جس روز سے رکھنے پہلے جس قدر روزے رکھے تھے ان کا حساب نہ ہوگا (درالمختار وغیرہ)

نذر کی دو قسمیں ہیں معلق اور غیر معلق معلق وہ نذر جس میں کسی شرط کا اعتبار کیا گیا ہو خواہ وہ شرط مقصود جیسے کوئی مریض کہے کہ اگر مجھ کو اس مرض سے صحت ہو جائے تو میں اتنے روزے رکھوں گا یا غیر مقصود جیسے کوئی کہے کہ اگر میں نماز نہ پڑھوں تو اس قدر روزے رکھوں گا نذر غیر معلق کسی زمانہ کی قید کے ساتھ متعلق نہیں ہوتی جیسے متکلم کہتا ہے

مثال (۱) کوئی شخص یہ نذر کرے کہ میں پیر کے دن روزہ رکھوں گا اور وہ روز شنبہ کے دن رکھ لے تب بھی نذر پوری ہو جائیگی (۲) کوئی شخص نذر کرے کہ میں رمضان میں روزے رکھوں گا اور ۱۵ اپنے گھر ہی میں رکھ سکتا ہے جائز ہے نذر غیر معلق کے روزوں میں البتہ اس پابندی کی ضرورت ہوتی ہے جس کا التزام کیا ہو وہ شخص جو نذر کرے کہ میں لگاتار روزے رکھوں گا تو اس کو روزے رکھنے کا اور جس کا یہ نذر کرے کہ میں روزے رکھوں گا نہیں ہے لیکن اس کی نذر پوری نہ ہوگی اور اجر کا پانی سکے ایک چوتھائی کے احکام یہاں ہم سے بیان نہیں کئے ہیں کیونکہ ان احکام کا تعلق حالات سے ہے اپنے مقام پر ذکر کئے جائیں گے۔

اعتکاف کا بیان

اعتکاف کے معنی لغت میں کسی چیز کو لازم پکڑنے اور اصطلاح شریعت میں مسجد کے اندر نیت کرکے اعتکاف کرنے والے کے اپنے عمل سے ہمیشہ کے لئے ہو یا کسی مقررہ وقت کے لئے ہو اعتکاف کی ابتدا اور انتہا کا بیان اعتکاف کے ارکان کا بیان

واللہ الموافق۔

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ رمضان کا مہینہ خاص کر عبادات کے لیئے زیادہ موزوں ہے اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں بہ نسبت اور مہینوں کے عبادت کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے خصوصاً عشرۂ اخیرہ میں، اس مضمون کی ایک صحیح حدیث بالفاظہٖ ہم نقل کر چکے ہیں اسی اخیر عشرے میں آپ اعتکاف بھی فرماتے تھے، عشرۂ اخیرہ کی تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر اکثر اسی عشرے میں ہوتی ہے جس کی نسبت قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کے علاوہ یہ زمانہ مبارک کا اخیر ہوتا ہے اور قاعدے کی بات ہے کہ جب کوئی عزیز کہیں جانے لگتا ہے اور اس کے جلد واپس آنیکی امید نہیں ہوتی تو اسکے پاس زیادہ تر نشست و برخاست کی جاتی ہے اور اس کی دلجوئی اور رضا طلبی میں اور بھی زیادہ کوشش کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے اخیری رمضان میں بیس دن اعتکاف فرمایا، آپ جانتے تھے کہ اب میری عمر آخر ہو چکی اور آئندہ سال میں یہ عزیز اور مبارک مہینہ مجھکو نہ ملے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اعتکاف ایسا مرغوب تھا کہ ایک مرتبہ کسی مصلحت سے اخیر عشرہ میں اعتکاف نہ فرما سکے تو بجائے اس کے شوال میں دس دن اعتکاف فرمایا۔

ع امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک لیلۃ القدر صرف رمضان میں ہوتی ہے مگر کسی عشرے اور کسی تاریخ کیساتھ خاص نہیں کسی رمضان میں کسی تاریخ اور کسی میں کسی تاریخ اور جن احادیث سے کہ اس کا عشرہ اخیر میں ہونا معلوم ہوتا ہے ان احادیث کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ وہ صرف اسی رمضان کا حال ہے جسمیں وہ حدیث ارشاد ہوئی (ردالمحتار) چونکہ عشرۂ اخیرہ کی نسبت احادیث بہت ہیں اس لیئے کہ اسمیں اکثر ہونیکا انکار نہیں ہو سکتا ابن عربی فتوحات میں لکھتے ہیں کہ رمضان کے ساتھ بھی نہیں ۱۲ ع حق تعالیٰ نے آپ کو اسکی خبر دیدی تھی چنانچہ ایک مرتبہ اشارہ فرمایا تھا پھر ایک بندے کو اللہ نے دنیا و آخرت میں اختیار دیا تو اسنے آخرت کو اختیار کر لیا اس رمز کو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سمجھ گئے اور بہت روئے اور صحابہ نے تعجب بھی کیا کہ اسمیں رونیکی کیا بات تھی مگر آپکی وفات کے بعد سبکو معلوم ہو گیا کہ اس حدیث میں آپنے اپنا ہی حال بیان فرمایا تھا اسوقت حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ابوبکرؓ کو ہم سب سے زیادہ علم تھا صحیح بخاری ۲ سے وہ مصلحت یہ تھی کہ ایک مرتبہ آپ کو اجازت سے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی مسجد میں اعتکاف کے لیئے ایک خیمہ نصب کیا انکو دیکھکر ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے لیئے ایک خیمہ نصب کیا صبح کو جب آپ نے یہ حال دیکھا تو فرمایا کہ تم لوگ کیا اس مسجد میں اعتکاف کرنے کو اچھا سمجھتے ہو یہ کہکر آپ نے اعتکاف ترک کر دیا (بخاری) مقصود یہ تھا کہ عورتیں اسمیں ٹھیرا نہ کریں ۱۲۔

اعتکاف کی حکمتیں علماء نے بہت کچھ بیان کی ہیں منجملہ اسکے یہ کہ جب مسجد میں رہے گا تو بڑی بات یہ ہوگی کہ ہر وقت کی نماز جماعت سے ملے گی اور دوسرے اور لغویات سے بھی بچے گا جو مسجد میں نہیں ہو سکتے، مجھے سخت افسوس اور رنج ہوتا ہے جب یہ خیال کرتا ہوں کہ اعتکاف جیسی پسندیدہ عبادت اور مرغوب سنت اس زمانے میں یک قلم ترک ہو گئی مسلمانوں کی بڑی بڑی بستیوں میں بھی ایک آدمی اعتکاف کرنے والا نہیں ملتا افسوس کوئی اپنے نبی کی ایسی پسندیدہ سنت کو اس بے پروائی سے ترک کرتا ہے میرا افسوس اور بھی بڑھ جاتا ہے جب دیکھتا ہوں کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور مشرکین ہند کیسی کیسی سخت عبادتیں نہایت سرگرمی سے ادا کرتے ہیں۔ یہ مانا کہ اعتکاف سنت مؤکدہ عینیہ نہیں ہے مگر کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ بالکل اسے ترک ہی کر دیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میرا مطلب نہیں کہ ہر شخص اپنی دینی دنیاوی ضرورتوں کو ترک کر دے اور ہمہ تن اعتکاف میں مشغول ہو جائے، نہیں جو لوگ بالکل بیکار رہتے ہیں وہ تو نہ ترک کریں عمر بھر میں کبھی ایک آدھ دفعہ کر لیا کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ رمضان کے اخیر عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے، جہاں رمضان کا اخیر عشرہ آتا تو آپ کیلئے مسجد مقدس میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی اور وہاں آپ کے لئے کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کا ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہو جاتا اور بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز پڑھکر آپ وہاں چلے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھکر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے اس درمیان میں آپ برابر وہیں اکل و شرب فرماتے، وہیں سوتے، آپ کی ازواج طاہرات میں جس کو آپ کی زیارت مقصود ہوتی وہیں چلی جاتیں اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلی آتیں بغیر کسی شدید ضرورت کے آپ وہاں سے باہر نہ تشریف لاتے، ایک مرتبہ آپ کو سر صاف کرانا مقصود تھا اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ایام معمولہ سے تھیں تو آپ نے اپنا سر مبارک کھڑکی سے باہر کر دیا اور ام المومنین نے مل کر صاف کر دیا (صحیح بخاری وغیرہ)

اعتکاف کے مسائل

(۱) اعتکاف کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں (۱) مسجد میں[1] نیت خواہ اس مسجد میں پنجوقتی

[1] بعض فقہا نے مسجد جماعت کی شرط ہے یعنی وہ مسجد جسمیں امام اور موذن مقرر ہو، بعض نے یہ شرط کی ہے کہ اسمیں پنجوقتی نمازیں

نمازیں ہوتی ہوں یا نہیں۔ (۲) بہ نیت اعتکاف ٹھیرنا بے قصد وارادہ ٹھیر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے چونکہ نیت کے صحیح ہونے کیلئے نیت کرنیوالے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے لہذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا (۳) حیض و نفاس سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا، جس اعتکاف میں کہ صوم شرط ہے اسمیں حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط صحت ہے اس لیئے کہ ان دونوں سے خالی ہونا صوم کی صحت میں شرط ہے اور جس اعتکاف میں صوم شرط نہیں اسمیں حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط صحت نہیں بلکہ شرط حلت ہے اور حیض و نفاس سے پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا تو کسی اعتکاف میں شرط صحت نہیں بلکہ شرط حلت ہے شرط صحت اور شرط حلت میں فرق یہ ہے کہ شرط صحت کے نہ پائے جانے سے اعتکاف ہی صحیح نہ ہوگا لہذا اگر کسی نے اعتکاف کی نذر کی یا قسم کھائی تو اس کی نذر اور قسم پوری نہ ہوگی، اور شرط حلت کے نہ پائے جانے سے گو ایک فعل حرام کا ارتکاب ہوگا مگر اعتکاف فی نفسہ صحیح اور درست ہو جائے گا، نذر کرنیوالے کی نذر اور قسم کھانیوالے کی قسم پوری ہو جائے گی، بالغ ہونا یا مرد ہونا اعتکاف کے لیئے شرط نہیں، نابالغ نمیز سمجھدار اور عورت کا اعتکاف درست ہے۔

سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے اس کے بعد مسجد نبوی کا، اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا اس کے بعد اس جامع مسجد کا جسمیں جماعت کا انتظام ہو اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلے کی مسجد اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔

(۴) عورتوں کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے اور کسی دوسری مسجد میں مکروہ تنزیہی ہے

علت غسل ہونے اور پاک ہونے میں یہ فرق ہے کہ جب عورت کا حیض یا نفاس بند ہو جائیگا تو وہ حیض یا نفاس سے خالی سمجھی جائیگی (اور روزے کے صحیح ہونے کے لیئے اسی قدر شرط ہے) مگر پاک اس وقت ہوگی جب غسل کرلے اور کوئی عذر ہو تو تیمم کرلے ۱۲ منہ فعل حرام سے مراد مسجد میں جانا کہ حدث اکبری حالت میں جانا جائز نہیں اور اعتکاف ہے اس کے ہو نہیں سکتا ۱۲ منہ گو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج طاہرات نے اعتکاف کیا جس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا اعتکاف فی نفسہ ایک امر جائز ہے مگر بہت سی مباح چیزیں ہیں جو کسی عارضی فساد کے سبب سے ناجائز ہو جاتی ہیں عورتوں کی مسجد محلہ میں اعتکاف کرنیکی خرابیاں ظاہر ہیں مسجد میں اگر پردہ ڈالا جائے تو بھی رکیگی اسکی ممانعت ہے جیسا کہ چل آثار سے معلوم ہوگا اگر پردہ نہ ڈالا جائیگا تو بے ستری ہوگی ہر قسم کے لوگ مسجد میں آتے ہیں فساد کا خوف ہے اس سبب سے حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا ہے کہ اگر اس زمانے کی حالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو ضرور عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے ۱۲۔

Marfat.com

(۴) اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب، سنت مؤکدہ، مستحب۔

واجب ہے اگر نذر کی جائے نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔

سنت مؤکدہ ہے رمضان کے اخیر عشرے میں، اس عشرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اعتکاف کرتے احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔

مستحب ہے رمضان کے اخیر عشرے کے سوا اور کسی زمانے میں خواہ وہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔

(۵) اعتکاف واجب کیلئے صوم شرط ہے جیسا کوئی شخص اعتکاف کرے اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا بلکہ یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ رکھوں گا اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا اسی وجہ سے اگر کوئی شخص صرف رات کے اعتکاف کی نیت کرے وہ لغو سمجھی جائے گی کیونکہ رات روزے کا محل نہیں ہے اس طرح دو دن سے کم کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات کو بھی روزہ رکھنا ضروری ہوگا، اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات کو روزہ نہ ہوگی، روزے کا خاص اعتکاف کیلئے کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ جو روزہ اعتکاف کے لئے کافی ہے، مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے اس اعتکاف کیلئے بھی کافی ہے، ہاں اس روزے کے بعد اعتکاف کیلئے کافی نہیں، مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھ کے اور بعد اس کے اعتکاف کی نذر کرے تو نہیں، اگر کوئی شخص رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے اس دن بیمار ہو گیا تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے ادا نہیں ہوگا بلکہ اس کو روزہ رکھنا اور اس میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

(۶) اعتکاف مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے اس لیے اس کے واسطے شرط نہیں ہے

(۷) اعتکاف مستحب میں روزہ شرط نہیں۔

(۸) اعتکاف واجب کے لئے کوئی وقت معین نہیں ہے اور نہ کوئی تعداد معین ہے اعتکاف مسنون ایک عشرہ اس لیے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے آخری عشرے میں ہوتا ہے اور اعتکاف

کے لیئے کوئی مقدار مقرر نہیں ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

(۹) حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائیگا اور اسکی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے، تو ختم ہو جائیگا اس لیئے کہ اعتکاف مستحب کیلیئے کوئی مدت مقرر نہیں۔

پہلی قسم معتکف سے بے ضرورت باہر نکلنا ضرورت عام ہے خواہ طبعی ہو یا شرعی طبعی جیسے پاخانہ، پیشاب، غسل، جنابت بشرطیکہ مسجد میں غسل ممکن نہ ہو مسجد میں غسل ممکن ہونیکی دو صورتیں ہیں، مسجد میں غسلخانہ یا حوض وغیرہ بنا ہو یا کوئی ظرف اس قدر بڑا ہو جسمیں بیٹھ کر نہائے اور مسجد میں غسل کا پانی نہ گرنے پائے، کھانا کھانا بھی ضرورت طبعی میں داخل ہے بشرطیکہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو، شرعی ضرورت جیسے جمعہ اور عیدین کی نماز یا پنجوقتی نماز کی جماعت۔

جس ضرورت کے لیئے اپنے معتکف سے باہر جائے بعد اس سے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے اور جہانتک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس کے معتکف سے زیادہ قریب ہو، مثلاً پاخانہ کے لیئے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہو اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے اگر اس کی طبیعت اپنے گھر سے مانوس ہو تو دوسری جگہ جانے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے، اگر جمعہ کی نماز کے لیئے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھیر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

بھولے سے بھی اپنے معتکف کو ایک منٹ بلکہ اس سے کم بھی چھوڑ دینا جائز نہیں۔

جو عذر کثیر الوقوع نہ ہوں انکے لیئے بھی اپنے معتکف کو چھوڑ دینا جائز نہیں، مثلاً کسی مریض کی عیادت کے لیئے یا کسی ڈوبتے ہوئے کے بچانیکو یا آگ بجھانیکو یا مسجد کے گرنیکے خوف سے ان صورتوں میں معتکف سے نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانیکی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قایم نہ رہیگا، اگر کسی طبعی یا شرعی ضرورت کیلیئے نکلے اور اس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونیکے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نماز جنازہ میں شریک ہو جائے کچھ مضائقہ نہیں (بحر وغیرہ)

جمعہ کی نماز کیلیئے ایسے وقت جانا جائز ہے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور

Marfat.com

بعد نماز کے بھی سنت پڑھنے کے لیئے ٹھیرنا جائز ہے اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا (ردالمختار)

اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا مثلاً کسی جرم میں حاکم کی طرف سے وارنٹ جاری ہوا اور سپاہی اسکو گرفتار کر لیجائیں یا کسی کا قرض چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکال لے اسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے کوئی قرضخواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر معتکف تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

دوسری قسم جماع وغیرہ کرنا خواہ عمداً کیا جائے یا سہواً، اعتکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا مسجد سے باہر ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائیگا، جو افعال کہ غالباً باعث جماع ہوتے ہیں مثل بوسہ لینے یا مباشرت فاحشہ وغیرہ کے وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا تاوقتیکہ منی نہ خارج ہو ہاں اگر ان افعال سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

(۱۰) حالت اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا، ہاں اگر کوئی کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانیکو نہ ہو اور اس کے سوا دوسرا کوئی شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے مگر مبیع کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں بشرطیکہ اسکے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانیکا خوف ہو ہاں اگر مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رکجانے کا خوف نہ ہو تو پھر جائز ہے (ردالمختار)

حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھا رہنا بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں بری باتیں زبان سے نکلے جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے، بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے مقصود یہ کہ چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں الحمدللہ کہ صیام کا بیان اور اس کے احکام ختم ہوئے اب میں چالیس احادیث روزے کے متعلق نقل کرتا ہوں۔

چہل حدیث صیام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) عن طلحة بن عبد الله يقول جاء رجل الى رسول الله عليه وسلم من اهل نجد ثائر الراس نسمع دوى صوته ولا نفقه ما يقول حتى دنا فاذا هو يسأل عن الاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس صلوات في اليوم والليلة فقال هل علي غيرها قال لا الا ان تطوع قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وصيام رمضان قال هل علي غيرها قال لا الا ان تطوع قال وذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الزكوة قال هل علي غيرها قال لا الا ان تطوع قال فادبر الرجل وهو يقول والله لا ازيد على هذا ولا انقص قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افلح ان صدق (البخاری)

طلحہ بن عبداللہ رضی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلعم کی خدمت میں ایک شخص نجد کا رہنے والا حاضر ہوا جسکے سر (کے بال) پریشان تھے ہم اسکی آواز کی گنگناہٹ سنتے تھے اور یہ نہ سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہانتک کہ (جب) وہ قریب آیا تو اسوقت (معلوم ہوا کہ) وہ پوچھتا ہے کہ اسلام کے (فرائض) کو پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں ہیں دن رات میں تب اسنے کہا کہ کیا ان کے سوا اور بھی کچھ (نمازیں) فرض ہیں آپنے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور روزے رمضان کے اسنے پوچھا کہ کیا مجھپر سوا اسکے اور (روزے) بھی فرض ہیں ارشاد ہوا کہ نہیں مگر یہ کہ تو بطور نفل کے رکھے طلحہؓ کہتے ہیں کہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا اس نے پوچھا کہ کیا مجھپر سوا اسکے اور بھی فرض ہے ارشاد ہوا کہ نہیں مگر یہ کہ تو بطور نفل کے (صدقہ) دے طلحہ کہتے ہیں کہ پھر وہ آدمی یہ کہتا ہوا چلدیا کہ خدا کی قسم نہ اس سے زیادہ کریگا نہ اس سے کم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ سچا ہے تو کامیاب ہوگا (صحیح بخاری)

(۲) عن ابی هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشياطين (البخاری)

(۲) ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے آسمان کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں (بخاری)

(۳) عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الصيام جنة

(۳) ابوہریرہؓ سے منقول ہیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ سپر ہے پس روزہ دار کو چاہیئے کہ فحش بات نہ کرے اور

Marfat.com

فلا یرفث ولا یجهل فان امرؤ قاتله او شاتمه فلیقل انی صائم مرتین والذی نفسی بیده لخلوف فم الصائم اطیب عند الله من ریح المسك یترك طعامه وشرابه من اجلی الصیام لی وانا اجزی به والحسنة بعشر امثالها (البخاری)

نہ کسی سے جھگڑے، پھر اگر کوئی اس سے لڑے یا اسکو گالی دے تو وہ کہدے کہ میں روزہ دار ہوں دو مرتبہ اسکی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا میرے لیئے چھوڑتا ہے لہذا روزہ میرے لیئے ہے اور میں اس کا بدلہ دونگا اور ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے (بخاری)

(۴) عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال والذی نفس محمد بیده لخلوف فم الصائم اطیب عند الله من ریح المسك للصائم فرحتان یفرحهما اذا افطر فرح واذا لقی ربه فرح بصومه (البخاری)

(۴) ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکی قسم جسکے اختیار میں محمد کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک[عہ] سے زیادہ پسند ہے دو مرتبہ خوشی ہوتی ہے جب افطار کرتا ہے اور جب اپنے پروردگار سے ملیگا (بخاری)

(۵) عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من قام لیلة القدر ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (البخاری)

(۵) ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شب قدر میں ایماندار ہوکر ثواب کیلئے عبادت کرے اسکے اگلے گناہ بخشدیئے جائینگے اور جو کوئی رمضان کے روزے رکھے ایماندار ہوکر ثواب کیلئے اسکے اگلے گناہ بخشدیئے جائینگے۔

(۶) عن سهل عن النبی صلی الله علیه وسلم

(۶) سہلؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں

عہ روزہ داروں کے فخر کے لیئے اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ انکے منہ کی بو خداوند عالم کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے اور روزہ کا ثواب خود اپنے مبارک ہاتھوں سے دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور پھر معلوم نہیں کہ کس قدر دیگا اور نیکیوں کی طرح اس کا ثواب دس گنے تک محدود نہیں رہا ۱۲ منہ ذرا ان احادیث پر غور کیجیے کہ روزے کی کس قدر فضیلت ہے اور وہ شقی سیہ کار کو کیسا پسند ہے اگر احادیث کے پڑھنے سے بھی دل میں روزہ رکھنے کا شوق اور جوش پیدا نہ ہو تو یقیناً وہ دل پتھر سے زیادہ سخت، گناہوں کی کثرت سے بالکل زنگ آلود ہو گیا ہے اس کو صدق دل سے توبہ کر لینی چاہیئے امید ہے کہ غفور و رحیم اس کے گناہ بخش دے اور اس کے دل کی سختی اور تاریکی جاتی رہے ۱۲ منہ افطار سے اگر ہر روز کا افطار مراد لیا جائے تب بھی صحیح ہے فی الجملہ ہر روز بوقت افطار ایک فرحت ہوتی ہے اور اگر عید کا دن کا افطار مراد لیا جائے تو زیادہ مناسب ہے اس دن فرحت کامل ہوتی ہے ۱۲۔

قال ان فی الجنة بابًا یقال له الریان یدخل منه الصائمون یوم القیمة لا یدخل منه احد غیرهم فاذا دخلوا غلق فلم یدخل منه احد (البخاری)

(۷) عن ابی هریرة ان اعرابیا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال دلنی علی عمل اذا عملته دخلت الجنة قال تعبد الله ولا تشرک به شیئًا وتقیم الصلوٰة المکتوبة وتؤدی الزکوٰة المفروضة وتصوم رمضان قال والذی نفسی بیده لا ازید علی هذا فلما ولی قال النبی صلعم من سره ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هذا (البخاری)

(۸) عن ابن عباس رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اجود الناس واجود ما یکون فی رمضان حین یلقاه وکان یلقاه فی کل لیلة من رمضان فیدارسه القرآن فرسول الله صلی الله علیه وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلة (البخاری)

(۹) عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا یصوم عبد یوما فی سبیل الله

ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے اس سے روزہ دار (جنت) میں جائینگے قیامت کے دن ان کے سوا کوئی اس سے نہ جائیگا جب وہ اس سے داخل جائیں گے تو بند کر دیا جائیگا پھر کوئی اس سے نہ جائیگا (البخاری)

(۷) ابوہریرہؓ سے کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھکو کوئی کام ایسا بتائیے جسکے کرنے سے میں جنت کا مستحق ہو جاؤں ارشاد ہوا کہ اللہ کی پرستش کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور فرض نمازیں پڑھا کر اور فرض زکوٰۃ دیا کر اور رمضان کے روزے رکھا کر اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں اس سے زیادہ نہ کروں گا جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس کو دیکھ لے (بخاری)

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ فیاض تھے (خصوصاً) رمضان میں، جب آپ سے جبریل ملتے تھے اور جبریل رمضان بھر ہر رات میں آپ سے ملتے تھے اور قرآن کا آپ سے دور کیا کرتے تھے پس (اس وقت) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نفع رسانی میں ہوا سے بھی زیادہ تیز ہوتے تھے (بخاری)

(۹) ابو سعید خدری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن بھی خدا کی راہ میں روزہ

عہ ذرا اس حدیث کو غور سے پڑھو دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو کس بات پر جنتی کہا اس اعرابی کا دلی خلوص اور قلبی تصدیق قابل قدر تھی کیا اب کسی مسلمان سے یہ ارکان نہیں ادا ہو سکتے؟ اگر ہو سکتے ہیں تو جلدی کرو اور جنت جیسے ابدی عیش کو ہاتھ سے نہ دو قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو اپنا تمسک بنانے سے قوی امید ہے کہ نجات پا جائے۔

ے چہ غم دیوار امت را کہ دارد چو تو پشتیبان — چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

Marfat.com

الا باعد ذلک الیوم النار عن وجهه سبعین خریفا الترمذی وقال حسن صحیح۔

(۱۰) عن زید بن خالد الجهنی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من فطر صائما کان له مثل اجره غیر انه لا ینقص من اجر الصائم (الترمذی)

(۱۱) عن ابن عمر قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا رأیتموه فصوموا واذا رأیتموه فافطروا وان غم علیکم فاقدروا (البخاری)

(۱۲) عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال انی رأیت الهلال فقال اتشهد ان لا اله الا الله اتشهد ان محمدا رسول الله قال نعم قال یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا غدا (البخاری)

(۱۳) عن الربیع بنت معوذ قالت ارسل النبی صلی الله علیه وسلم غداة عاشوراء الی قری الانصار من اصبح مفطرا فلیتم بقیة یومه ومن اصبح صائما فلیصم (البخاری)

(۱۴) عن انس بن مالک ان النبی صلی الله علیه وسلم قال تسحروا فان فی السحور برکة

رکھتا ہے وہ دن اس کو بقدر ستر برس کی مسافت کے دوزخ سے دور کر دیتا ہے (ترمذی)

(۱۰) زید بن خالدؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے اور روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی (ترمذی)

(۱۱) ابن عمر رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند دیکھو تب افطار کرو اگر تمہارے مطلع پر ابر آجائے تو فرض کر لو کہ ماہ گذشتہ تین دن کا تھا (بخاری)

(۱۲) ابن عباسؓ سے کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ میں نے چاند دیکھا ہے آپ نے پوچھا کہ اللہ کی وحدت اور میری رسالت کی گواہی دیتا ہے کہا ہاں آپ نے حکم دیا کہ اے بلال لوگوں کو اطلاع کر دو کہ کل سے روزہ رکھیں (صحیح بخاری)

(۱۳) ربیع بنت معوذ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کی صبح کو انصار کی بستیوں میں یہ کہلا بھیجا جس نے صبح کو کھایا ہو وہ تمام کرے اپنے بقیہ دن کو اور جس نے صبح کو کچھ نہ کھایا ہو وہ روزہ رکھے۔

(۱۴) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحور کھاؤ اس لیے

ف۱ اس زمانہ میں بعض جاہل کسی کے یہاں روزہ افطار نہیں کرتے یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ کا ثواب جاتا رہے گا اگر کسی کے یہاں دعوت کبھی ہوتی ہے تو افطار کرنے کے لیے کوئی چیز گھر سے لیتے جاتے ہیں یہ کتنی بڑی جہالت ہے ۱۲ منہ معلوم ہوا کہ انتیس شعبان کو چاند نہ دکھلائی دے تو اسکے دوسرے دن روزہ نہ رکھنا چاہیئے ۱۲ منہ یہ واقعہ غالباً اس وقت کا ہے کہ جب مطلع صاف نہو مطلع صاف ہونے کی حالت میں تو ایک گواہی کافی نہیں بلکہ ایک بڑی جماعت ہونا چاہیئے ۱۲۔

(الترمذی وقال حسن صحیح)

(۱۷) عن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر (البخاری)

(۱۸) عن ابن ابی اوفی قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فی سفر وهو صائم فلما غابت الشمس قال لبعض القوم يا فلان قم فاجدح لنا فقال يا رسول الله فلو امسيت قال انزل فاجدح لنا قال يا رسول الله فلو امسيت قال انزل فاجدح لنا قال ان عليك نهارا قال انزل فاجدح لنا فنزل فجدح لهم فشرب رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال اذا رأيتم الليل قد اقبل من ههنا فقد افطر الصائم (البخاری)

.....

(۱۸) عن عائشة وام سلمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يدركه الفجر وجنب من اهله ثم يغتسل ويصوم (البخاری)

(۱۹) عن عائشة كان النبی صلى الله عليه وسلم يقبل ويباشر وهو صائم وكان املككم لاربه

کہ سحور میں برکت ہے (ترمذی)

(۱۷) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ نیکی پر رہینگے جبتک کہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے (بخاری)

(۱۸) ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپ روزہ رکھے ہوئے تھے پس جب آفتاب (نظر) سے غائب ہوا تو آپ نے کسی سے کہا کہ اٹھو اور ہمارے لیے ستو گھولو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تھوڑی دیر اور ٹھیر جائیے کہ (شام) ہو جائے ارشاد ہوا کہ (سواری) سے اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو، اس نے عرض کیا کہ ابھی دن ہے (پھر) آپ نے فرمایا کہ اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو تب وہ اترا اور اس نے سب کے لیے ستو گھول دیئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیے اور فرمایا جب تم رات کی سیاہی کو دیکھو کہ سامنے آگئی اس طرف سے تو بیشک افطار کرے روزہ دار (بخاری)

(۱۸) عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی فجر ہو جاتی تھی حالانکہ آپ اپنی ازواج کی (ہمبستری) سے جنب ہوتے تھے پھر غسل کر لیتے تھے اور روزہ رکھتے تھے (بخاری)

(۱۹) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی ازواج سے) بوس و کنار فرماتے تھے حالانکہ آپ روزہ دار ہوتے تھے اور وہ تم سب سے زیادہ

عہ معلوم ہوا کہ سحور کھانا مستحب ہے ۱۲ شہ دیکھئے ان احادیث میں جلد افطار کرنیکی کس قدر تاکید ہے مگر افسوس آجکل عام طور پر روزے کے افطار میں حد سے زیادہ دیر کی جاتی ہے ۱۲۔

Marfat.com

(البخاری)

(۲۰) وعن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم قال اذا نسی احدکم فاکل وشرب فلیتم صومہ فانہ اطعمہ اللہ وسقاہ (البخاری)

(۲۱) عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ عن ابیہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما لا احصی یتسوک وھو صائم (الترمذی)

(۲۲) عن سلیمان بن عامر الضبی عن النبی صلعم قال اذا افطر احدکم فلیفطر علی تمر فان لم یجد فلینظر علی ماء فانہ طھور (الترمذی)

(۲۳) عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ذرعہ القی فلیس علیہ قضاء ومن استقاء عمدا فلیقض (الترمذی)

(۲۴) عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صیام عاشوراء انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ (الترمذی)

(۲۵) عن حمزۃ بن عمرو الاسلمی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصوم فی السفر وکان کثیر الصیام فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر (البخاری)

(۲۶) عن عائشۃ قالت کن نحیض عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم تطھر فیامرنا بقضاء الصیام ولا یامرنا بقضاء الصلوۃ (الترمذی)

(۲۷) عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ

خواہشوں پر قابو رکھتے تھے (بخاری)

(۲۰) ابو ہریرہ رضی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے (روزے کو) بھول جائے اور کھا پی لے تو چاہئے کہ اپنا روزہ تمام کرے، اسلئے کہ اسکو اللہ ہی نے کھلایا پلایا ہے (بخاری)

(۲۱) عبد اللہ بن عامر اپنے باپ سے راوی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار حالت صوم میں مسواک کرتے دیکھا (ترمذی)

(۲۲) سلیمان بن عامر الضبی سے کہ نبی صلعم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے افطار کرے تو چھوہارے سے افطار کرے تو پانی پر اس لیئے کہ پانی پاک کرنیوالا ہے (ترمذی)

(۲۳) ابو ہریرہ رضی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو قے آجائے تو اس پر اس روزے کی قضا نہیں اور جو قصداً قے کرے تو اسکو قضا کرنا چاہئے (ترمذی)

(۲۴) ابو قتادہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے امید ہے کہ عاشورا کا روزہ سال گذشتہ کے گناہ معاف کرا دے گا (ترمذی)

(۲۵) حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں سفر میں روزہ رکھوں، حمزہ نفل روزے اور وہ بہت روزہ رکھا کرتے تھے، آپ نے فرمایا اگر چاہو رکھو چاہو نہ رکھو (بخاری)

(۲۶) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم عورتوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حیض ہوتا تھا تو جب ہم پاک ہو جاتے تھے تو آپ ہمکو روزہ کی قضا کا حکم دیتے تھے نماز کی قضا کا نہیں (ترمذی)

(۲۷) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

وسلم احتجم وھو محرم واحتجم وھو صائم (البخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام اور حالت صوم میں پچھنے لگوائے (بخاری)

(۲۸) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یتقدمن احدکم رمضان صوم یوم او یومین الا ان یکون رجل کان یصوم صومہ فلیصم ذلک الیوم - (البخاری)

(۲۸) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھے مگر ہاں جو شخص اس دن روزہ رکھا کرتا ہو وہ رکھ لے - (بخاری)

(۲۹) عن ابی بکرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شھران لا ینقصان شھرا عید رمضان وذوالحجۃ - (البخاری)

(۲۹) ابوبکرہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مہینے (کبھی) کم نہیں ہوتے (وہ دو مہینے عید کے ہیں) یعنی رمضان کا مہینہ اور ذی الحجہ کا - (بخاری)

(۳۰) عن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصل فواصل الناس فشق علیھم فنھاھم قالوا فانک تواصل قال لست کھیأتکم انی اطعم واسقی - (البخاری)

(۳۰) عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے (روزوں میں) وصل فرمایا، لوگوں نے بھی وصل کیا اور انپر شاق ہوا پھر آپ نے انکو منع فرمایا انھوں نے کہا آپ جو وصل کرتے ہیں ارشاد ہوا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں کھلا پلا دیا جاتا ہوں - (بخاری)

(۳۱) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تصوم المرأۃ وزوجھا شاھد یوما من غیر رمضان الا باذنہ (الترمذی)

(۳۱) ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپنے فرمایا عورت بے اجازت اپنے شوہر کے رمضان کے سوا اور کوئی روزہ نہ رکھے (صورتیکہ اس کا شوہر گھر میں ہو - (ترمذی)

(۳۲) عن عائشۃ قالت ما کنت اقضی ما یکون علی من رمضان الا فی شعبان حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الترمذی)

(۳۲) عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا میرے اوپر رمضان کی جو قضا ہوتی تھی اسکو میں سوا شعبان کے اور کبھی نہ رکھتی تھی یہانتک کہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے - (ترمذی)

(۳۳) عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس اللہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ (البخاری)

(۳۳) ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی فریب کی بات کہنا اور فریب کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کچھ خواہش نہیں - (البخاری)

(۳۴) عن ابی ھریرۃ قال سمعت النبی

(۳۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا

عہ یعنی اگر دونوں کی تعداد کم ہو جائے تو ثواب کم نہیں ہوتا ۱۲ عہ شوہر کے موجود ہونیکی قید اس حدیث میں اتفاقی معلوم ہوتی ہے ۱۲ -

صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یصوم
من احدکم یوم الجمعۃ الا یوما قبلہ
او بعدہ۔ (البخاری)

(۳۵) عن عبد اللہ بن بسر عن اختہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا تصوموا یوم السبت الا ما افترض علیکم
فان لم یجد احدکم الا لحاء عنبۃ او
عود شجر فلیمضغہ۔ (الترمذی)

(۳۶) عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من صام
رمضان ثم اتبعہ بست من شوال
فذلک صیام الدھر (الترمذی)

(۳۷) عن ابی قتادۃ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال صیام عرفۃ انی
احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی
قبلہ۔ (الترمذی)

(۳۸) عن ابی ھریرۃ قال اوصانی
خلیلی بثلث صیام ثلثۃ ایام من کل شھر
وبرکعتی الضحی وان اوتر قبل ان
انام۔ (البخاری)

(۳۹) عن ابی ھریرۃ قال کان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یعتکف فی کل رمضان عشرۃ
ایام فلما کان العام الذی قبض اعتکف
عشرین (البخاری)

(۴۰) عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ
کوئی تم میں سے جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر ایک دن اس سے
قبل یا اس کے بعد ملا کر (صحیح بخاری)

(۳۵) عبداللہ بن بسر کی ہمشیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنیچر کے دن
فرض کے سوا اور کوئی روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ اگر کسی کو
کچھ کھانے کو نہ ملے تو انگور کا چھلکا یا کسی درخت کی
لکڑی ہی چبالے۔ (ترمذی)

(۳۶) ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رمضان کے روزے
رکھے پھر اسکے بعد چھ دن شوال میں بھی رکھ لے تو یہ
سال بھر کے روزے ہیں (ترمذی)

(۳۷) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہے، آپ نے فرمایا میں اللہ سے امید
کرتا ہوں کہ عرفہ کا روزہ ایک سال گذشتہ کے گناہ
مٹا دے گا (ترمذی)

(۳۸) ابوہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے میرے
جانی دوست (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین باتوں کی وصیت
فرمائی ہے، ہر مہینے میں تین دن کے روزے اور دو رکعت نماز
چاشت اور قبل ہونے کے وتر پڑھ لینا (بخاری)

(۳۹) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے
کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف
فرماتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی میں دن
اعتکاف فرمایا تھا۔ (بخاری)

(۴۰) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ (البخاری)

صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان کے اخیر عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی پھر آپ کے بعد آپ کی ازواجؓ نے اعتکاف کیا۔ (بخاری)

(۴۰) عن عائشۃ انہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعتکف ادنی الی رأسہ فارجلہ وکان لا یدخل البیت الا لحاجۃ الانسان۔ (البخاری)

(۴۰) عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تھے تو اپنا سر مجھ سے قریب کر دیتے تھے اور میں کنگھی کر دیتی تھی اور آپ گھر میں بغیر انسانی ضرورت کے نہ آتے تھے (بخاری)

چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) قال عمر لنشوان فی رمضان ویلک وصبیاننا صیام فضربہ (البخاری) تعلیقا

(۱) عمرؓ نے رمضان میں ایک نشہ والے سے فرمایا کہ تیری خرابی ہو ہمارے بچے[عہ] (تک) تو روزہ (سے) ہیں پھر اسکو مارا (بخاری)

(۲) ابو بکر عن ابن عمر ان عمر صام الصوم قبل موتہ بسنتین۔

(۲) ابو بکرؓ بن عمرؓ سے ہے کہ عمرؓ نے اپنی وفات سے دو برس پہلے لگاتار[سہ] روزے رکھے۔

(۳) ابو بکر عن ابی لیلی ان عمر بن الخطاب اجاز شہادۃ رجل فی الہلال۔

(۳) ابو بکر ابو لیلیٰ سے کہ عمر بن الخطاب نے ایک شخص کی گواہی (چاند[للعہ] کے ثبوت میں) کافی سمجھی۔

(۴) البیہقی روی مجالد عن الشعبی ان عمر وعلیا ینہیان عن صوم الیوم

(۴) بیہقی مجالد نے شعبی سے روایت کی کہ عمر اور علی رضی اللہ عنہما اس دن کے روزہ رکھنے سے منع کرتے

عہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا اعتکاف فی نفسہ ایک امر جائز ہے مگر بہت ایسے جائز امور ہیں جو عوارض خارجیہ کے سبب سے مکروہ اور حرام ہو جاتے ہیں ۱۲۔

عہ معلوم ہوا کہ نابالغ بچوں کو عادت پڑنے کے لیے روزہ رکھانا مستحب ہے بشرطیکہ روزہ رکھنے کی قوت آگئی ہو ۱۲۔

سہ اللہ اکبر! صحابہ کو روزہ سے کیسی محبت تھی اسی قسم کا واقعہ اکثر صحابہ سے منقول ہے ۱۲۔

للعہ یہ حکم رمضان کے چاند کا ہے بشرطیکہ مطلع صاف نہ ہو رمضان کے سوا اور مہینوں کے چاند میں اگر مطلع صاف نہ ہو تو آدمیوں کی گواہی ہونی چاہیئے، اور مطلع صاف ہو تو رمضان اور غیر رمضان ہر مہینے کے لیے ایک بہت بڑی جماعت کا ہونا شرط ہے ایک دو آدمیوں کی گواہی کافی نہیں ۱۲۔

الذی یشک فیہ من رمضان -

(۵) ابوبکر والبیہقی عن ابی وائل اتانا کتاب عمر ان الاھلۃ بعضھا اکبر من بعض فاذا رأیتم الھلال نھارا فلا تفطروا حتی یشھد رجلان مسلمان انھما اھلاہ امس -

(۶) ابوبکر عن سویلی بن غفلۃ سمعت عمر یقول شھر ثلاثون وشھر تسع وعشرون -

(۷) عن عاصم بن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل اللیل من ھھنا وادبر النھار من ھھنا فقد افطر الصائم - (البخاری)

(۸) ابوبکر عن سعید بن المسیب کان عمر یکتب الی امرائہ لاتکونوا من المسوفین تفطرکم لاتنظروا الصلاتکم اشتباک النجوم -

(۹) ابوبکر عن عطاء قال عمر لاتزال ھذہ الامۃ بخیر ما عجلوا الفطر -

(۱۰) الشافعی عن حمید بن عبد الرحمن ان عمر وعثمان کانا یصلیان المغرب حین

(۱۱) ابوبکر عن الحسن قال عمر اذا شک الرجلان فی ھلال رمضان لا یستیقنا

تھے جس کے رمضان ہونے میں شک ہو۔

(۵) ابوبکر اور بیہقی ابووائل سے کہ ہمارے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ بعض چاند بعض سے بڑے ہوتے ہیں تو جب تم دن کو چاند دیکھو تو افطار نہ کرو یہانتک کہ دو مسلمان مرد اس بات کی گواہی دیں کہ انھوں نے کل چاند دیکھا ہے۔

(۶) ابوبکر بن غفلہ سے کہ میں نے عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے کوئی انتیس کا۔

(۷) عاصم بن عمرؓ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آجائے رات اس طرف سے اور چلا جائے دن اس طرف سے تو افطار کرلے روزہ دار۔ (بخاری)

(۸) ابوبکر سعید بن مسیب سے کہ حضرت عمرؓ اپنے حکام کو لکھ بھیجتے تھے کہ (اے لوگو) تم روزے کے افطار کرنے میں تاخیر کرنیوالے نہ بنو اور (مغرب کے وقت) اپنی نمازیں ستاروں کے جھمک جانیکا انتظار نہ کرو۔

(۹) ابوبکر عطاء سے کہ فرمایا عمرؓ نے یہ امت خیر میں رہیگی جب تک کہ لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

(۱۰) شافعی حمید بن عبد الرحمن سے کہ عمرؓ اور عثمانؓ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے۔

(۱۱) ابوبکر حسنؒ سے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ جب دو آدمی رات کے ہونے نہ ہونے میں شک کریں تو انکو کھانا جائز ہے یہانتک کہ رات نہ ہونیکا یقین ہو جائے۔

عہ معلوم ہوا کہ عید کے چاند میں دو گواہ ہونا چاہئیں مگر بشرطیکہ مطلع صاف ہو ورنہ ایک دو بھی کافی نہیں ۱۲۔

Marfat.com

(۱۲) ابوبکر عن الشعبی قال عمر لیس الصیام من الطعام والشراب وحدہ ولکن من الکذب والباطل واللغو والحلف۔

(۱۲) ابوبکرؓ شعبیؒ سے کہ فرمایا عمرؓ نے روزہ صرف کھانے پانی سے اجتناب کا نام نہیں ہے بلکہ جھوٹ اور بیہودہ لغو (افعال و اقوال) اور قسم سے بھی بچنا ضروری ہے۔

(۱۳) ابوبکر عن مسروق عن عمر قال لا تقدموا الشهر۔

(۱۳) ابوبکر مسروقؒ سے حضرت عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ خبردار رمضان سے دو ایک دن پہلے روزہ نہ رکھو۔

(۱۴) ابوبکر عن ابی عمرو الشیبانی بلغ عمر ان رجلا یصوم الدهر فعلاه بالدرة۔

(۱۴) ابوبکر عمر شیبانیؒ سے کہ حضرت عمرؓ کو یہ خبر پہونچی کہ ایک شخص علی الاتصال برابر روزے رکھتا چلا جاتا ہے تو انھوں نے اس پر دُرّہ اٹھایا۔

(۱۵) عن عمر بن الخطاب قال غزونا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان غزوتين يوم بدر والفتح فافطرنا فيهما (الترمذی)

(۱۵) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان میں دو جہاد کیے، بدر اور فتح مکہ اور دونوں میں روزہ نہیں رکھا۔ (ترمذی)

(۱۶) عن ابی هريرة قال اتی النبی صلی الله علیه وسلم بطعام بمر الظهران فقال لابی بکر وعمر ادنیا فکلا فقالا انا صائمان فقال ارحلوا لصاحبیکم اعملوا لصاحبیکم۔

(۱۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہا کہ مرالظہران میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے ابوبکر و عمرؓ سے کہا کہ قریب آجاؤ اور کھاؤ تو ان دونوں نے عرض کیا کہ ہم روزہ دار ہیں پس آپ نے فرمایا کہ اے لوگو کجاوا کس دو اپنے دونوں صاحبوں کا (یعنی کام کرا لو اپنے دونوں صاحبوں کا (نسائی)

(۱۷) عن عمر انه سافر في اخر رمضان وقال الشهر قد تشعشع فلو صمنا بقية كنز العمال۔

(۱۷) عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آخر رمضان میں سفر کیا اور فرمایا کہ ماہ مبارک ختم ہو چلا اب کاش ہم باقی دنوں بھی روزہ رکھ لیتے (کنز العمال)

(۱۸) عن عمر قال من كان في سفر رمضان

(۱۸) عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص ماہ مبارک میں سفر میں ہو

ع۵ اس حدیث سے سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت ثابت ہوتی ہے لہذا بعض علماء کا یہ خیال کہ حضرت فاروقؓ کے نزدیک سفر میں روزہ رکھنا جائز نہ تھا صحیح نہیں آگے کی حدیث میں جو ایک مسافر کو روزے کی قضا کا حکم دیا ہے اس لیے کوئی فعل مفسد صادر ہوا ہوگا مگر چونکہ راوی کو اسکی اطلاع نہیں ہوئی اس سبب سے اس نے خیال کیا کہ سفر کے سبب سے قضا کا حکم دیا ۱۲

Marfat.com

فعلم انه داخل المدينة فی اول یومه دخل وهو صائم (کنز العمال)

اور وہ یہ جان لے کہ دن کے اوّل وقت وہ اپنے شہر میں پہنچ جائیگا تو اسکو چاہیئے کہ وہ روزہ دار ہو پہنچے (کنز العمال)

(۱۹) عن عمر انه امر رجلا صام فی رمضان فی سفر ان یقضیه (کنز العمال)

(۱۹) عمرؓ نے ایک شخص کو جسنے بحالت سفر رمضان میں روزہ رکھا تھا روزے کی قضا کا حکم دیا (کنز العمال)

(۲۰) مالک والشافعی عن خالد بن اسلم ان عمر بن الخطاب افطر من رمضان فی یوم ذی غیم ورأی ان قد امسی وغابت الشمس فجاءه رجل فقال یا امیر المومنین قد طلعت الشمس فقال عمر بن الخطاب لیسیر قد اجتهدنا۔

(۲۰) امام مالک و شافعی خالد بن اسلم سے کہ عمر بن خطاب نے ایک ابر والے دن رمضان میں یہ سمجھ کر افطار کر لیا کہ شام ہو گئی اور آفتاب غروب ہو گیا اتنے میں ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین آفتاب ابھی ہے تو انھوں نے فرمایا بہت آسان ہے ہم نے کوشش تو کی تھی۔

(۲۱) ابوبکر عن حنظلة شهدت عمر بن الخطاب فی رمضان وقرب الیه شراب شرب بعض القوم وهم یرون ان الشمس قد غربت ثم ارتقی المؤذن فقال یا امیر المومنین والله الشمس طالعة لم تغرب فقال عمر منعنا الله من شربك مرتین او ثلاثا یا هؤلاء من کان افطر فلیصم یوما مکان یوم ومن لم یکن افطر فلیتم حتی تغرب الشمس۔

(۲۱) ابوبکر حنظلہ سے کہ میں نے عمر بن خطابؓ کی ملازمت ۱۵ رمضان میں حاصل کی اور آپکے سامنے شربت پیش کیا گیا تو بعض لوگوں نے پی لیا اور وہ یہ سمجھے کہ آفتاب غروب ہو گیا پھر مؤذن منارہ پر چڑھا تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ کی قسم آفتاب ابھی ہے پس دو تین مرتبہ یہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (اے آفتاب) تجھ کو اللہ نے تیرے شر سے بچا لیا، اے لوگو جس نے افطار کر لیا ہو وہ ایک دن کے بدلے میں ایک دن روزہ رکھے اور جسنے افطار نہ کیا ہو وہ پورا کرے یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جائے

(۲۲) عن سعید بن المسیب ان عمر خرج علی اصحابه فقال ما ترون فی شیئ صنعت الیوم اصبحت صائما فمرت بی جاریة فاعجبتنی فاصبت منها

(۲۲) سعید بن مسیب سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایکدن اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا رائے ہے تم لوگوں کی اس کام میں جو میں نے آج کیا۔ میں آج روزہ دار تھا اور میرے پاس ایک لونڈی آئی اور وہ مجھکو اچھی

عہ یہ رمضان کا ادائی روزہ نہ تھا بلکہ نفل کا روزہ ہوگا اور حضرت فاروقؓ کو خود بھی یہ مسئلہ معلوم تھا صرف اتفاقاً اور تعلیماً لوگوں سے پوچھا تھا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت کریمہ تھی چنانچہ انھوں نے حضرت علی مرتضیٰؓ کے جواب کی تعریف جو کی اس امر سے صاف ظاہر ہے کہ انھیں یہ مسئلہ معلوم نہ ہوتا تو تعریف کیوں کرتے ۱۲۔

فعظم القوم علیہ لما صنع وعلی رضی اللہ عنہ ساکت فقال ما تقول قال اتیت حلالا ویوم مکان یوم فقال انت خیر لھم فتیا (الدار قطنی)

معلوم ہوئی اور میں اس سے ہم بستر ہوا تو لوگوں نے اس فعل کو بہت بڑا گناہ سمجھا اور علی رضی اللہ عنہ چپ بیٹھے تب آپ نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو انھوں نے کہا کہ آپ نے ایک امر جائز کیا اور اس دن کے بدلے میں ایک دن روزہ رکھ لیجئے، آپ نے فرمایا کہ تم بہت اچھا فتویٰ دیتے ہو۔ (دار قطنی)

(۲۳) ابوبکر عن جابر بن عبد اللہ عن عمر بن الخطاب قال ھششت یوما الی المرأۃ فقبلتھا وانا صائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارأیت لو تمضمضت ساء وانت صائم قلت لا باس فقال نفیم۔

(۲۳) ابوبکر جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں اپنی عورت سے مسرور ہوا اور میں نے اس کا بوسہ لے لیا حالانکہ میں روزہ دار تھا، تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کیا سمجھتے ہو اگر حالت صوم میں پانی سے کلی کرو میں نے کہا کچھ حرج نہیں، آپ نے فرمایا پھر اب کیا حرج[عہ] ہوا۔

(۲۴) ابوبکر عن سعید بن المسیب ان عمر نھی عن القبلۃ للصائم۔

(۲۴) ابوبکر سعید بن مسیبؒ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے روزہ دار کو بوسہ لینے سے منع[عہ] فرمایا۔

(۲۵) ابوبکر عن نافع قال عمر لو ادرکنی البداء وانا بین رجلیھا لصمت او قال ما افطرت۔

(۲۵) ابوبکر نافع سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے اذان (کی آواز) ایسی حالت میں پہنچے کہ میں عورت کے پیر کے درمیان ہوں تب بھی روزہ رکھوں گا یا یہ کہا کہ میں افطار نہ کروں گا۔

(۲۶) ابوبکر عن زیاد بن جریر ما رأیت اد وم سواکا وھو صائم من عمر بن الخطاب۔

(۲۶) ابوبکر زیاد بن جریر سے کہ میں نے روزہ کی حالت میں مسواک پر مداومت کرنے والا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

(۲۷) عن زیاد بن جریر قال رأیت عمر اکثر الناس صیاما واکثرھم سواکا۔ (کنز العمال)

(۲۷) زیاد بن جریر سے انھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ تمام لوگوں سے زیادہ روزہ رکھنے والا اور سب سے زیادہ مسواک کرنیوالا پایا (کنز العمال)

عہ معلوم ہوا کہ روزہ کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا جائز ہے اور اگر شہوت کا خوف نہ ہو تو مکروہ بھی نہیں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے حالت صوم میں اپنے ازواج کو بوسہ دیا ۱۲ عہ جس شخص کو منع فرمایا تھا غالباً اس کو شہوت کا خوف تھا ۱۲ سہ مطلب یہ کہ اگر کسی کو ایسی حالت میں صبح ہو جائے تو وہ فوراً علیحدہ ہو جائے ۱۲۔

(۲۸) عن عمر قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح وانہ لینفض راسہ یتطایر منہ الماء من غسل جنابۃ فی رمضان (کنز العمال)

(۲۸) عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فجر کی نماز پڑھائی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ اپنے سر (کے بالوں) ..... کو جھٹک رہے تھے اور اس سے پانی اڑ رہا تھا غسل جنابت کے سبب[۵] سے واقعہ رمضان میں ہوا تھا۔ (کنز العمال)

(۲۹) ابوبکر عن زید بن وھب کتب الینا عمر ان المراۃ لا تصوم تطوعا الا باذن زوجھا۔

(۲۹) ابوبکر زید بن وہب سے کہ لکھ بھیجا ہمکو عمر رضی اللہ عنہ نے کہ عورت بے اجازت اپنے شوہر کے نفل روزہ نہ رکھے۔

(۳۰) ابوبکر ابو عبید مولی ابن ازھر شھدت العید مع عمر بن الخطاب فبدا بالصلوۃ قبل الخطبۃ وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن صوم ھذین الیومین اما یوم الفطر فیوم فطرکم من صیامکم وانا یوم الاضحی فکلوا منہ من نسککم۔

(۳۰) ابوبکر ابو عبید مولی ابن ازہر سے کہ میں نے عید کی نماز عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ کے ہمراہ پڑھی تو آپ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں (عیدوں) دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ عید الفطر تو تمہارے صوم سے افطار کرنے کا دن ہے اور رہ گیا عید الضحیٰ سو اس میں (تم کو حکم ہے کہ اپنی قربانیوں سے کھاؤ)۔

(۳۱) ابوبکر عن خرشۃ بن حر رایت عمر یضرب اکف الناس فی رجب حتی یضعوھا فی الجفان ویقول کلوا فانما ھو شھر کان یعظم اھل الجاھلیۃ۔

(۳۱) ابوبکر خرشہ بن حر سے کہ دیکھا میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہ ماہ رجب میں لوگوں کے ہاتھ پکڑتے تھے تاکہ وہ برتنوں میں رکھیں اور فرماتے تھے کہ کھاؤ اس لئے کہ اہل جاہلیت اس مہینے کی تعظیم کرتے تھے۔

(۳۲) ابوبکر عوف بن مالک الاشجعی قال عمر صیام یوم من غیر

(۳۲) ابوبکر عوف بن مالک اشجعی سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان کے سوا اور دنوں میں

---

[۵] معلوم ہوا کہ حالت جنابت میں صبح ہو جائے اور بعد صبح کے غسل کیا جائے تو کچھ حرج نہیں اسلئے کہ طہارت روزے میں شرط نہیں حتیٰ کہ اگر دن بھر کوئی شخص حالت جنابت میں رہے تب بھی اس کا روزہ صحیح ہو جائیگا۔ ناپاک ہونے کی جو خرابیاں ہیں وہ روزے سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں ۱۲۔

رمضان واطعام مساکین یعدل صیام یوم من رمضان قلت ھذا فی الذی افطر رمضان بعذر واخر قضاءہ حتی جاء رمضان اخر وھلیہ الشافعی۔

(۳۳) سئل ابن عمر عن صوم عرفۃ قال حججت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یصمہ ومع ابی بکر فلم یصمہ ومع عمر فلم یصمہ (الترمذی)

(۳۴) ابوبکر عن عبدالرحمٰن بن قاسم کان عمر لا یصومہ یعنی یوم عاشوراء۔

(۳۵) ابوبکر عن بکرۃ بن عبدالرحمٰن ان عمر ارسل الی عبدالرحمٰن بن الحارث ان تسحروا صبح صائما۔

۳۶ ابوبکر عن قیس عن ابیہ عن عمر لا باس بقضاء رمضان فی العشر یعنی عشر ذی الحجۃ۔

(۳۷) ابوبکر عن ابن عباس عن عمر لقد علمتم ان رسول اللہ

روزہ رکھنا اور مسکینوں کو کھانا کھلانا رمضان کے روزے کے برابر ہے، میں نے کہا کہ یہ حکم اس شخص (کے حق) میں ہے جو رمضان کا (روزہ) کسی عذر سے افطار کرے اور اس کی قضا نہ رکھے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آجائے اسی مسئلہ پر امام شافعیؒ ہیں۔

(۳۳) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرفہ کے روزہ کے بابت پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ حج کیا اور آپ نے اس کا روزہ نہیں رکھا اور ابوبکر صدیق رضؓ کے ساتھ بھی حج کیا انھوں نے روزہ نہیں رکھا اور عمرؓ کیساتھ بھی حج کیا انھوں نے بھی روزہ نہیں رکھا۔ (ترمذی)

(۳۴) ابوبکر عبدالرحمٰن بن قاسم سے کہ عمر رضی اللہ عنہ اس کا یعنی عاشورا کا روزہ نہ رکھتے تھے۔

(۳۵) ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے کہ عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن حارث سے یہ کہلا بھیجا کہ اے عبدالرحمٰن آج سحور کھانا اور صبح کو روزہ (سے) اٹھنا۔

(۳۶) ابوبکر قیس سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رمضان کی قضا ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں رکھنا کچھ حرج نہیں۔

(۳۷) ابوبکر ابن عباس سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ بیشک تم لوگوں کو معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ

عہ میری فہم ناقص میں اس اثر میں معذور اور بے طاقت بوڑھے کا حکم بیان ہوا ہے معذور کو تو بعد رمضان کے روزے رکھ لینا چاہئیں اور بے طاقت بوڑھے کو ہر روزے کے عوض کھانا کھلانا چاہیئے یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ عہ یہ حکم وجوب ظاہر کرنے کے لیے نہیں ہے ۱۲ عہ دسویں تاریخ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس دن روزے کا جائز نہ ہونا خود حضرت فاروق رضؓ کے قول سے اوپر ثابت ہو چکا ہے ۱۲۔

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم قال فی لیلۃ القدر اطلبوھا فی العشر الاواخر۔

علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کی بابت میں فرمایا ہے کہ اس کو اخیر عشرے میں تلاش کرو۔

(۳۸) ابوبکر عن زر کان عمر و حذیفۃ وابی لا یشکون لیلۃ سبع وعشرین۔

(۳۸) ابوبکر زر سے کہ عمر اور حذیفہ اور اُبی رضی اللہ عنہم لیلۃ القدر کی ستائیسویں تاریخ ہونے میں شک نہ کرتے تھے۔

(۳۹) ابوبکر عن قطبۃ ابن مالک ان عمر رأی قوما اعتکفوا فی المسجد وقد سترو افانکرہ وقال ما ھذا قالوا انما نستتر علے طعامنا قال فاستتروا اذا طعتم فاھتکوہ۔

(۳۹) ابوبکر قطبہ بن مالک سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے مسجد میں اعتکاف کیا ہو اور پردہ ڈال رکھا ہے، پوچھا کہ یہ پردہ کیوں ڈال رکھا ہے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اپنے کھانے کو چھپاتے ہیں، آپ نے فرمایا جب کھانا کھاؤ تو پردہ ڈال لو اور جب کھا چکو تو الٹ دو۔

(۴۰) عن ابن عمر ان عمر سأل النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال کنت نذرت فی الجاھلیۃ ان اعتکف لیلۃ فی المسجد الحرام قال فاوف بنذرک۔ (البخاری)

(۴۰) ابن عمر سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے جاہلیت میں ایک رات کعبہ میں اعتکاف کرنے کی نذر کی تھی آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلے۔ (بخاری)

عہ ہم اعتکاف کے بیان میں حاشیہ پر لیلۃ القدر کے بارے میں علماء کا اختلاف لکھ چکے ہیں، ہاں یہ بھی لکھدیا ہے کہ اکثر احادیث سے رمضان کے اخیر عشرے بلکہ ستائیسویں تاریخ میں لیلۃ القدر کا ہونا معلوم ہوتا ہے ۱۲۔

عہ بعض لوگوں نے اس اثر سے حنفیہ پر اعتراض کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک اعتکاف میں صوم شرط ہے اور اس اثر میں رات کا ذکر ہے رات کو روزہ کہاں معلوم ہوا کہ اعتکاف میں صوم شرط نہیں، اس اعتراض کے دو جواب ہیں (۱) حنفیہ کے نزدیک ہر اعتکاف میں صوم شرط نہیں ہے بلکہ اعتکاف واجب میں شرط ہے اور یہ حضرت عمر کا اعتکاف واجب تھا کیونکہ جاہلیت کی نذر تھی اسلام کے بعد اس کا پورا کرنا ضروری نہیں باقی رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو حکم دینا سو یہ بطور استحباب کے ہے (۲) صحیح مسلم میں اس حدیث میں یوماً کا لفظ بھی ہے پس معلوم ہوا کہ رات دن دونوں کی اعتکاف کی نذر تھی ۱۲۔

فہرست مضامین جلد سوم علم الفقہ

صفحہ نمبر	حاشیہ ماحوض	مضمون
۱	حوض	روزے کا بیان زکوٰۃ سے مقدم کیوں کیا۔
〃	〃	رمضان کے روزے کس سنہ میں فرض ہوئے۔
〃	〃	روزے کی فضیلت اور تاکید میں آیات حدیث اقوال صحابہ۔
〃	〃	رمضان کے مہینے میں جنت کے دروازے کھلجاتے ہیں اور دوزخ کے بند ہوجاتے ہیں۔
۷	〃	روزے کا ثواب بخلاف اور نیکیوں کے دس گنے سے بھی زیادہ ملتا ہے۔
۷	〃	روزے دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک سے بھی زیادہ پسند ہے۔
۸	〃	محض اللہ کی خوشنودی کے لیے ایک دن کا بھی روزہ دوزخ سے بقدر ستر برس کی مسافت کے دور کر دیتا ہے۔
۹	〃	قیامت کے دن روزہ روزہ داروں کے لیے سفارش کرے گا
۱۰	〃	روزے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق و ذوق کی کیفیت۔

صفحہ نمبر	حاشیہ ماحوض	مضمون
۱۱	〃	صحابہ کا حرص روزے پر۔
〃	〃	صحابہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھاتے تھے۔
۱۲	〃	رویت ہلال کے احکام۔
〃	〃	رمضان کے چاند کا دیکھنا کس حالت اور کس وقت میں واجب ہے۔
〃	〃	جس شخص نے رمضان کا چاند دیکھا نہ ہو اس کو کیا کرنا چاہیئے۔
۱۳	〃	رمضان کے چاند میں کے آدمیوں کی گواہی ہونی چاہیئے۔
〃	〃	عید کے چاند میں کے آدمیوں کی گواہی ہونی چاہیئے۔
۱۴	〃	جہاں کوئی قاضی یا حاکم شریعت نہ ہو وہاں چاند کی رویت کس طرح ثابت کیجائے۔
〃	〃	چاند کا ثبوت جنتری وغیرہ سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔
〃	〃	چاند کی خبر تار یا خط کے ذریعہ سے آئے قابل اعتبار ہے یا نہیں۔
۱۵		ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے

		شہر والوں کے لیے قابل اعتبار ہے یا نہیں۔	〃	〃	احتقان لینا یا ناس کا استعمال کرنا۔
〃	حاشیہ	اختلاف مطالع کے معتبر نہ ہونے میں حنفیہ کی دلیل۔	۲۴	〃	روزے کی حالت میں قے ہو جانا۔
〃	حوض	اگر دو آدمیوں کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہوئی اور اس حساب سے تیسویں دن عید کا چاند نہ نظر نہ آئے۔		〃	اگر کوئی ایسی چیز کھائی جائے جو نہ غذا نہ دوا ہو۔
				〃	کسی کے منہ میں آنسو یا پسینے کے قطرے چلے جائیں۔
			۲۲	〃	رنگین دھاگے کو منہ میں ڈالنا۔
۱۶	〃	اگر تیس تاریخ کو دن کے وقت چاند دیکھا جائے تو وہ شب گذشتہ کا سمجھا جائے گا یا آئندہ کا۔		〃	روزہ دار کے دانتوں کے درمیان سے غذا کا ٹکڑا نکلے اور وہ اس کو کھائے۔
		جو شخص خود چاند دیکھے مگر وہ ایسا ہو کہ اس کی شہادت نہیں مانی جاتی تو وہ خود کیا کرے۔	〃	〃	ان مفسدات کا بیان جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔
〃	〃	روزے کے واجب ہونے کی شرطیں۔	۳۰	〃	وہ صورتیں جن میں روزہ فاسد نہیں ہوتا۔
〃	〃	ان دس عذروں کا بیان جنکی حالت میں روزہ فرض نہیں۔	〃	〃	وہ چیزیں جو روزے میں کراہت بھی نہیں پیدا کرتیں۔
۱۸	〃	روزے کے صحیح ہونے کی شرطیں۔	۳۳	〃	وہ چیزیں جن سے روزے میں کراہت آجاتی ہے۔
〃		روزے کی نیت اور اس کے مسائل روزے	〃	〃	کسی غذا کا نمک وغیرہ چکھنا۔
19		کے اقسام اور ہر قسم کے افراد کا بیان۔	۳۴	〃	روزے سے جو لوگ معذور ہیں ان کے احکام۔
۲۱	〃	روزے میں تین باتیں فرض ہیں۔			
۲۳	〃	روزہ جن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے۔	۳۵	〃	مسافر کا حکم۔
	〃	ان مفسدات کا بیان جنکے سبب سے صرف قضا واجب ہوتی ہے۔	۳۶	〃	حاملہ عورت کا حکم۔
			〃	〃	دودھ پلانیوالی عورت کا حکم۔
	〃	کلی کرنے کیلئے پانی منہ میں لیا جائے اور		〃	مریض کا حکم۔
		وہ حلق کے نیچے اتر جائے۔	۳۷	〃	کمزور کا حکم۔

Marfat.com

۳۷	//	روزہ رکھنے سے جس کو مرجانیکا خوف ہو اس کا حکم۔	۵۲	//	ساتویں حدیث روزہ کی فضیلت۔
۳۸	//	جہاد کی حالت میں روزے کا حکم۔	//	//	آٹھویں حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان کے مہینہ میں زیادہ بخشش کرنا۔
//	//	بھوک کی حالت میں روزہ کا حکم۔	//	//	نویں حدیث روزہ کی بزرگی۔
//	//	پیاس کی حالت میں روزہ کا حکم۔	۵۲	//	دسویں حدیث روزہ دار کے افطار کرانیکی فضیلت۔
//	//	بیہوش کا حکم۔	//	//	گیارہویں حدیث چاند دیکھکر روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا حکم۔
//	//	مجنون کا حکم۔	//	//	
۳۹	//	قضا اور کفارے کے مسائل۔	//	//	
۴۰	حوض	روزے کے متفرق مسائل۔	۵۳	حوض	بارہویں حدیث ایک شخص کی گواہی سے رمضان کے چاند کا ثبوت۔
۴۳	//	اعتکاف کا بیان۔	//	حاشیہ	یہ واقعہ ابر کے دن کا۔
۴۴	//	لیلۃ القدر میں علماء کا اختلاف۔	//	حوض	تیرہویں حدیث رات سے روزے کی نیت کرنا ضروری نہیں۔
۴۵	حاشیہ	اعتکاف کی حکمتیں	//	//	چودہویں حدیث سحور کھانیکی ترغیب۔
۴۷	//	اعتکاف کے مسائل۔	//	//	پندرہویں حدیث جلد افطار کرلینے کی فضیلت۔
۴۸	//	اعتکاف کی قسمیں۔	۵۴	//	
//	//	حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں۔	//	//	سولھویں حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلد افطار کرنا۔
۵۰	حوض	صیام کے متعلق چالیس حدیثیں۔	//	//	سترہویں حدیث صبح ہوجانیکے بعد اگر غسل جنابت کیا جائے۔
//	//	پہلی حدیث روزے کی فضیلت۔	//	//	
//	//	دوسری حدیث رمضان کی بزرگی۔	//	//	اٹھارہویں حدیث حالت صوم میں اپنی بی بی کا بوسہ وغیرہ لینا۔
//	//	تیسری حدیث روزے کی فضیلت اور روزہ دار کو لڑنے جھگڑنے کی ممانعت۔	//	//	
۵۱	//	چوتھی حدیث روزہ کی فضیلت۔	//	//	انیسویں حدیث بھول کر کچھ کھا پی لینا۔
//	//	پانچویں حدیث لیلۃ القدر اور رمضان کی بزرگی۔	۵۵	//	بیسویں حدیث حالت صوم میں مسواک کرنا
//	//	چھٹی حدیث روزہ داروں کی عظمت۔	//	//	اکیسویں حدیث چھوہارے پر افطار کرنا

Marfat.com

۵۵	//	بہتر ہے چھوہارا نہ ملے تو پانی۔	۵۷	حوض	چونتیسویں حدیث صرف سنیچر کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت۔
//	//	بائیسویں حدیث اگر کسی کو بے اختیار قے ہو جائے۔	//	//	پینتیسویں حدیث رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت۔
//	//	تیئیسویں حدیث صوم عاشورا کی بزرگی	//	//	چھتیسویں حدیث عرفے کے روزے کی فضیلت۔
//	//	چوبیسویں حدیث مسافر کو روزہ رکھنا نہ رکھنا دونوں کا اختیار ہے۔	//	//	سینتیسویں حدیث ہر مہینے میں تین دن کے روزے کی فضیلت۔
//	//	پچیسویں حدیث حیض کے زمانے میں روزہ رکھنا۔	//	//	اڑتیسویں حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان میں دس دن اعتکاف کرنا۔
۵۵	حوض	چھبیسویں حدیث حالت صوم میں سینگی یا پچنے لگانے کا حکم۔	۵۷	حوض	انتالیسویں حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان کے اخیر عشرے میں اعتکاف کرنا۔
۵۶	//	ستائیسویں حدیث رمضان سے ایک، دو دن پہلے روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۵۸	//	چالیسویں حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت اعتکاف میں بے ضرورت انسانی مسجد سے باہر نہ جانا۔
//	//	اٹھائیسویں حدیث رمضان کا مہینہ چاہے انتیس دن کا ہو چاہے تیس کا ثواب یکساں ملتا ہے۔	۵۸	//	روزے کے متعلق حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے چالیس اقوال۔
//	//	انتیسویں حدیث صوم میں وصال کی ممانعت۔	//	//	پہلا اثر حضرت فاروق کا ایک شخص روزہ نہ رکھنے والے پر غصہ ہونا اور اس کو مارنا۔
//	//	تیسویں حدیث عورت کو بے رضامندی شوہر کے نفل روزہ رکھنے کی ممانعت۔	//	//	دوسرا اثر حضرت فاروق کا اپنی آخر عمر میں دو برس متواتر روزے رکھنا
//	//	اکتیسویں حدیث قضا کے روزے کا فوراً رکھنا ضروری نہیں۔	//	//	تیسرا اثر حضرت فاروق کا ایک شخص کی گواہی سے چاند کا ثبوت مان لینا۔
//	//	بتیسویں حدیث روزہ دار کو جھوٹ کہنے اور فریب کرنے کی ممانعت۔	حاشیہ		یہ حکم رمضان کے چاند کا ہے بشرطیکہ مطلع
//	//	تینتیسویں حدیث صرف جمعے کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت۔			

	حاشیہ	صاف نہ ہو۔	〃	حوض	کا سفر میں روزہ رکھنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منع نہ کرنا۔
	〃	حوض چونتھا اثر حضرت فاروق و حضرت مرتضیٰ کا یوم شک کے روزے سے منع کرنا۔	〃	〃	سترہواں اثر حضرت فاروق کا رمضان میں سفر کرنے پر افسوس کرنا۔
	۵۹	〃 چاند کے بڑے ہونے سے یا دن میں نظر آنے سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ کئی دن کا ہے۔	〃	〃	اٹھارہواں اثر اگر کوئی مسافر دن کے اول وقت اپنے گھر پہونچنے کی امید رکھتا ہو۔
	〃	〃 چھٹا اثر کوئی مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے کوئی انتیس دن کا۔	۶۱	〃	انیسواں اثر حضرت فاروق کا ایک شخص کو جس نے سفر میں روزہ رکھا تھا قضا کا حکم دینا۔
	〃	〃 ساتواں اثر جب دن چلا جائے اور رات آجائے تو افطار کر لینا چاہیئے۔	حاشیہ		اس شخص کو قضا کا حکم سفر میں روزہ رکھنے کے سبب سے نہیں بلکہ کسی اور مفسد صوم کے سبب سے۔
	〃	〃 آٹھواں اثر جلد افطار کرنیکی تاکید	حوض		بیسواں اثر اگر کوئی شخص اپنے نزدیک آفتاب کا غروب ہو جانا سمجھ کر افطار کرے تو اسپر صرف قضا واجب ہے۔
	〃	〃 نواں اثر جلد افطار کرنیکی ترغیب۔	〃	〃	اکیسواں اثر ایضاً۔
	〃	〃 دسواں اثر عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کا مغرب کی نماز سے پہلے افطار کرنا۔	〃	〃	بائیسواں اثر رمضان کے سوا کسی اور روزے کے فاسد کر دینے سے صرف قضا لازم ہوتی ہے۔
	〃	〃 گیارہواں اثر اگر دو آدمیوں کو رات کے ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہو تو سحور کھانا چاہیئے یا نہیں۔	〃	〃	تیئیسواں اثر حالت صوم میں عورت کے بوسے لینا۔
	۶۰	〃 بارہواں اثر روزہ دار کو جھوٹ اور لغو بکنے کی ممانعت۔	〃	〃	چوبیسواں اثر حضرت فاروق کا ایک روزہ دار کو بوسہ لینے سے منع کرنا۔
	〃	〃 تیرہواں اثر رمضان سے دو ایک دن پہلے روزہ رکھنے کی ممانعت۔	〃	〃	پچیسواں اثر اگر کسی روزہ دار کو اس حالت میں کہ جماع کر رہا ہو صبح ہو جائے۔
	〃	〃 چودہواں اثر حضرت فاروق اعظم کا صوم دہر پر ناراض ہونا۔			
	〃	〃 پندرہواں اثر سفر میں روزہ رکھنا۔			
	〃	〃 سولہواں اثر حضرت صدیق و فاروق			

Marfat.com

	حوض	چھبیسواں اثر حضرت فاروق کا حالت صوم میں مسواک کی کثرت کرنا۔	۶۵	حوض اڑتیسواں اثر حضرت فاروق اعظم و صدیقہ رضی اللہ عنہما کا ستائیسویں رمضان کو لیلۃ القدر سمجھنا۔
	〃	〃 ستائیسواں اثر حضرت فاروق کا کثرت سے روزہ رکھنا اور مسواک کرنا۔		انتالیسواں اثر۔ اعتکاف کی حالت میں مسجد میں پردہ ڈالنا۔
۶۱	〃	اٹھائیسواں اثر کوئی روزہ دار صبح ہو جانیکے بعد غسل جنابت کرے۔		چالیسواں اثر حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک دن اعتکاف کرنا۔
	〃	انتیسواں اثر عورت کو بے رضامندی شوہر کے نفل روزہ رکھنا۔		
	〃	تیسواں اثر عیدین کے روزے کی ممانعت۔		
	〃	اکتیسواں رجب کے مہینے میں برسم جاہلیت روزہ رکھنے کی ممانعت۔		
۶۳	عوض	بتیسواں اثر کسی نے دائمی عذر کے سبب سے روزہ نہ رکھا ہو تو کیا کرے۔		
۶۴	〃	تینتیسواں اثر عرفے کے روزے کا حکم		
	〃	چونتیسواں اثر حضرت فاروق اعظم کا عاشورہ کے دن روزہ نہ رکھنا۔		
	〃	پینتیسواں اثر حضرت فاروق کا ایک شخص کو عاشورے کے روزے کا حکم دینا۔		
	〃	چھتیسواں اثر رمضان کی قضا اگر ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں رکھی جائے۔		
۶۵	عوض	سینتیسواں اثر۔ لیلۃ القدر کا رمضان کے اخیر عشرے میں ہونا۔		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس زمانے میں میرے عزیز گرامی نے مجھ سے پے در پے درخواستیں کیں اور مجھے اس امر پر مجبور کیا کہ میں ایک رسالہ مستقل اس مسئلہ میں لکھ دوں کہ نماز کے اذکار میں کس ذکر کا غیر عربی زبان میں پڑھنا جائز ہے اور کس کا نہیں اور جائز ہے تو مع الکراہت یا بدون الکراہت اس لیئے کہ آجکل بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز میں قرآنمجید کا ترجمہ پڑھ لینا کافی ہے حتی کہ بعض لوگوں نے اس کی تائید میں رسالے بھی لکھے اطراف دکن میں اس مسئلہ کا بہت شور ہے کم علم مسلمانوں کو سخت تشویش ہے ان کو یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے لہذا میں نے محض تائید الٰہی پر بھروسہ کر کے اس مبحث میں خامہ فرسائی کی واللہ ولی التوفیق۔

پہلا مسئلہ نماز میں قرآنمجید کی اصل عبارت کا پڑھنا فرض ہے یا اگر اس کا ترجمہ کسی زبان میں کر کے پڑھ لیا جائے تب بھی جائز ہے۔

جواب اصل عبارت کا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بتواتر منقول ہے اسی کا پڑھنا نماز میں فرض ہے اگر اس کا ترجمہ کر کے کسی زبان میں پڑھا جائے گا تو نماز نہ ہوگی حتی کہ خود عربی زبان کا لفظ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر منقول نہ ہو اس کے پڑھنے سے بھی نماز نہیں ہوتی گو وہ لفظ قرآنی کا مرادف ہو۔

س اگر کسی کو قرآنمجید کی کوئی سورت یاد نہ ہو اور نہ یاد کر سکتا ہو یعنی اس کی زبان سے عربی الفاظ نہ ادا ہوتے ہوں یا یاد ہو مگر عربی زبان کے نہ جاننے کے سبب سے اس کے معانی نہ سمجھتا ہو تو وہ کیا کرے اگر بے معنی سمجھے ہوئے طوطے کی طرح زبان سے الفاظ کہدے تو دل پر کچھ اثر نہ ہوگا اور نماز میں خشوع کی کیفیت نہ پیدا ہوگی۔

ج جس شخص کو قرآن مجید کی کوئی سورت یاد نہ ہو اس کو چاہیئے کہ یاد کرنے کی کوشش کرے اور جب تک یاد نہ ہو جائے وہ اصطلاح فقہ میں امی سمجھا جائے گا کہ بمقدار قرأت وہ سکوت کیئے ہوئے کھڑا رہے اور جس شخص کی زبان سے عربی الفاظ نہ ادا ہوتے ہوں اس

Marfat.com

اختیار ہے چاہے سورۂ فاتحہ اور کسی دوسری سورت کا ترجمہ اپنی زبان میں کرا کر پڑھے اور چاہے سکوت کیے ہوئے کھڑا رہے قراءۃ غیر العربی یسمی قراٰنا مجازا کابری انہ یصح لقی القراٰن عنہ فیقال لیس بقراٰن وانما ھو ترجمۃ وانما جوزناہ للعاجز — اذ الاسم یخل بالمعنی لانہ قراٰن من وجہ باعتبار اشتمالہ علی المعنی فالاتیان بہ اولی من الترک ومطلقا اذ التکلیف یحسب الوسع وھو تطیر الایماء (معراج الدرایۃ) واما الی الصحیح الذی رجع الیہ ان القراٰن اسم للنظم والمعنی جمیعا کما ھو قولھما لا یعترض علیہ الا تعلم العربی ولا علم خلافا فی ان القراٰن عندھما اسم النظم والمعنی جمیعا وقد رجعنا عن الاتقانی ان الفارسیۃ عندھما لیست قراٰنا (النفحۃ القدسیہ عشر نبلالی) اور وہ شخص جو عربی زبان نہ جاننے کے سبب سے معانی نہیں سمجھ سکتا اس کو چاہیئے کہ بے معنی سمجھے ہوئے وہی اصلی الفاظ نماز میں پڑھے۔ ہاں اس امر کی کوشش کرنا اس پر ضروری ہے کہ عربی زبان سے اتنی واقفیت کرلے کہ اس سے قرآن مجید کے معانی سمجھنے لگے رہ گیا یہ کہ بے معنی سمجھے ہوئے پڑھنے میں خشوع نہ پیدا ہوگا بالکل غلط اور خلاف مشاہدہ ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہزاروں معنی سمجھنے والوں کو نماز میں کچھ بھی خشوع نہیں ہوتا اور معنی نہ سمجھنے والے بہت لوگوں کو کیفیت خشوع حاصل ہوتی ہے اصل یہ ہے کہ خشوع کا ہونا سمجھنے پر موقوف نہیں بلکہ رقت قلب اور قوت ایمان کا ثمرہ ہے بلکہ اگر کوئی شخص معنی سمجھتا ہو اور اپنا خیال ہمہ تن معنی پر مقصود کردے تو یقیناً یہ بھی ایک سبب عدم خشوع کا ہوجائے گا۔

ھ غیر عربی کو قرآن کہنا مجاز ہے کیا نہیں معلوم کہ قرآن کی نفی اس سے درست ہے اور یہ کہدینا کہ ذکر قرآن نہیں ہے صرف اس کا ترجمہ ہے اور ہم نے اسکو معذور کے لیے اسوقت جائز کیا ہے کہ معنی میں خلل نہ آنے پائے کیونکہ قرآن معنی کو بھی شامل ہے پس اسکو ادا کرلینا بہ نسبت بالکل چھوڑ دینے کے بہتر ہے کیونکہ تکلیف طاقت کے موافق ہے وہ اشارہ ہے کہ نماز کے مثل ہے کہ معذور کو جائز ہے غیر معذور کو نہیں ولیکن اس صحیح نہ ہونے کی نا پر جس کی طرف امام صاحب نے رجوع کیا کہ قرآن عبارت و معنی دونوں کا نام ہے جیسا کہ صاحبین کا قول تو اس پر اعتراض کرنا کہ اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے اسمیں اختلاف کیا ہو کہ صاحبین نے نزدیک قرآن عبارت و معنی دونوں کا نام ہے اور امام اتقانی سے نقل کر چکے ہیں کہ فارسی ترجمہ صاحبین کے نزدیک قرآن نہیں ہے ۱۲۔

س کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ترجمہ قرآن مجید کے پڑھ لینے سے نماز ہو جاتی ہے اگر فی الواقع ان کا یہ مذہب ہے تو ان کی کیا دلیل ہے۔

ج امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی ترجمۂ قرآن مجید کے پڑھ لینے سے نماز نہیں ہوتی، ہاں کسی زمانے میں وہ اس امر کے قائل تھے مگر جب ان کو اس قول کا کمزور اور بے دلیل ہونا معلوم ہوا تو انھوں نے اس سے رجوع کیا ان کا رجوع کرنا فقہ کی تمام کتابوں میں بہت صراحت سے منقول ہے، ہدایہ میں ہے وعنہ رجوعہ فی اصل المسئالۃ الی قولھما وعلیہ الاعتماد بنایہ شرح ہدایہ میں ہے وعنہ رجوعہ ش ای رجوع ابی حنیفہ فی اصل المسئالۃ ش یعنی القراءۃ بالفارسیۃ م الی قولھما ش ای الی قول ابی یوسف ومحمد رواہ ابوبکر الرازی وغیرہ وعلیہ الاعتماد ابن ملک شرح منار میں لکھتے ہیں الا انہ رجع عن ھذا القول کما رواہ نوح ابن ابی مریم کفایہ میں ہے وذکر ابوبکر الرازی انہ رجع الی قولھما وھو الصحیح تلویح میں ہے رواہ ای الرجوع نوح بن ابی مریم شہاب خفاجی حاشیہ بیضاوی میں ہے وقد قیل ان الصحیح من مذھبہ ان القرآن ھو النظم والمعنی تفسیر احمدی میں ہے وقد صح رجوعہ الی قولھما وعلیہ الاعتماد تفسیر روح المعانی میں ہے وکان رضی اللہ عنہ قد ذھب الی خلافہ ثم رجع عنہ وقد صح رجوعہ ان القول بجواز قراءتہ غیر العربیۃ مطلقا جم من الثقات المحققین باقی رہا یہ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے قول کی کیا دلیل بیان کی ہے معلوم نہیں تفسیر احمدی میں ہے

عہ امام صاحب کا اس مسئلہ میں صاحبین کی طرف رجوع کرنا مروی ہے اور اسی پر اعتماد ہے ۱۲ عہ رجوع ان کا یعنی امام صاحب کا اصل مسئلہ میں یعنی قرآن کے فارسی زبان میں پڑھنے میں انکے یعنی صاحبین کے قول کی طرف اسکو ابوبکر رازی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اسی پر اعتماد ہے ۱۲ سہ بہت صحیح ہے کہ امام صاحب نے اس قول سے رجوع کیا جیسا کہ نوح ابن ابی مریم نے روایت کیا ہے ۱۲ للہ ابوبکر رازی نے ذکر کیا ہے کہ امام صاحب نے صاحبین کے قول کیطرف رجوع کیا ۱۲ صہ رجوع کرنے کو نوح ابن ابی مریم نے روایت کیا ہے ۱۲ سہ بے شک کہا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ قرآن عبارت اور معنی دونوں کا نام ہے ۱۲ معہ اور امام صاحب کا اپنے قول سے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرنا صحیح ہے ۱۲ لہ امام ابو حنیفہؒ اس کے خلاف کی طرف گئے تھے مگر پھر اس سے رجوع کیا اور ان کا اس قول سے رجوع کرنا کہ قرآن کی قرأت غیر عربی میں جائز ہے، پرہیزگار محققین کی ایک جماعت نے صحیح کہا ہے ۱۲۔

Marfat.com

ولا یدری ما قال ابو حنیفۃ اولا من عدم لزوم نظم العربی ولم یقل بدلیل شاف یوجب ذلک[ع] تلویح میں ہے قال[ع] فخر الاسلام لان ما قالہ یخالف کتاب اللہ ظاھر احیث وصف المنزل بالعربی وقال ابو الیسر ھذہ المسئالۃ مشکلۃ لا یتضح لاحد ما قالہ ابو حنیفۃ وقد صنف الکرخی فیھا تصنیفا طویلا ولم یات بدلیل شاف مگر بعض لوگوں نے جو دلائل انکی طرف سے بیان کیے ہیں ان سب میں بڑی دلیل یہ ہے قولہ تعالیٰ وانہ لفی زبر الاولین انہ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجع ہے یعنی بیشک قرآن اگلی کتابوں میں ہے پس اگر قرآن الفاظ عربیہ اور معانی دونوں کا نام ہو تو وہ اگلی کتابوں میں کیسے ہو سکتا ہے اگلی کتابیں تو عربی زبان میں تھی ہی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف معانی کا نام ہے گو وہ کسی زبان میں ہوں یہ دلیل بہ چند وجوہ مخدوش ہے اوّل یہ کہ انہ کی ضمیر جیسے قرآن کی طرف پھر سکتی ہے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر سکتی ہے اور ان قصوں کی طرف بھی پھر سکتی ہے جو اس آیت سے پہلے مذکور ہوئے پس ان تین احتمالات میں ایک کے خاص کر لینے کی کیا وجہ ہے اور اگر خاص بھی کیا جائے تو تیسرا احتمال کیونکہ وہ سیاق کلام کے زیادہ مناسب ہے دوسرے یہ کہ اگر مان لیا جائے کہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے تو اسکی کیا دلیل ہے کہ حقیقت قرآن کیطرف ضمیر راجع ہے یہ کیوں کہا جائے کہ ذکر قرآن یا معانی کی طرف ضمیر پھرتی ہے جیسا کہ اکثر مفسرین کا قول ہے معالم التنزیل میں ہے وانہ[ع] ای ذکر القرآن قالہ اکثر المفسرین بیضاوی میں ہے وانہ[ع] لفی زبر الاولین وان ذکرہ او معناہ لفی الکتب المتقدمۃ شہاب خفاجی میں ہے یعنی انہ علی

ع اور نہیں معلوم کہ امام ابو حنیفہؒ نے پہلے عبارت کے ضروری نہ ہونیکو کیوں کہا تھا اور وہ کسی دلیل شافی کیسا تھ جو اسکو ثابت کرے قائل نہ ہوئے تھے ۱۲ ع فخر الاسلام نے کہا ہیکہ جو امام حنیفہ نے کہا تھا وہ کتاب اللہ کے کھلی ہوئی مخالفت رکھتا تھا اسلیئے کہ اللہ نے قرآن کو عربی کہا تھا موصوف کہا ہے اور ابو الیسر نے کہا کہ یہ مسئلہ مشکل ہے کسیکو نہیں معلوم کہ امام حنیفہ نے کیا کہا تھا اور کرخی نے اس مسئلہ میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے مگر انھوں نے بھی کوئی دلیل شافی نہیں بیان کی ۱۲ ع اور بیشک وہ یعنی قرآن کا ذکر یہی اکثر مفسرین کا قول ۱۲ ع اور بیشک اسکا ذکر یا اسکے معنی اگلی کتابوں میں ہیں ۱۲ ع یعنی انہ کی ضمیر قرآن کی طرف ایک مضاف کے مقدر کرنے سے پھرتی ہے اور ذکر کا مقدر کرنا معنی کے مقدر کرنے سے بہتر ہے کیونکہ اس قسم کا محاورہ بہت رائج ہے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص امیر کے رجسٹر میں ہے اور اسی وجہ سے صاحب بیضاوی نے اس کو مقدم کیا اور اس میں اسکے رد کی طرف اشارہ ہے جو امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ فارسی زبان میں قرأت جائز ہے کہ جب مضاف مقدر ہو جائیگا تو یہ معنی نہ بن سکیں گے ۱۲

تقدیر مضاف والاول اقرب لان مثلہ مستفیض کما یقال فلان فی دفتر الامیر ولان اقدمہ وفیہ اشارۃ الی رد ما نقل عن ابی حنیفۃ من عدم جواز القراءۃ بالفارسیۃ فانہ اذا کان علی تقدیر مضاف لم یکن کذلک مدارک میں ہے وانہ ای القرآن لفی زبر الاولین یعنی ان ذکرہ مثبت فی سائر الکتب السماویۃ وقیل ان معانیہ فیہا روح البیان میں ہے وانہ ای ذکر القرآن لعینہ روح المعانی میں ہے وانہ لفی زبر الاولین ای وان ذکر القرآن لفی الکتب المتقدمۃ علی ان الضمیر للقرآن والکلام علی حذف مضاف وہذا کما یقال ان فلانا فی دفتر الامیر تفسیر احمدی میں ہے ای نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی زبر الاولین او القرآن ذکرہ ثبت فی سائر کتب السماویۃ او معانیہ فیہا کشاف میں ہے وانہ ای القرآن یعنی ذکرہ مثبت فی سائر الکتب السماویۃ اور اسکے بعد جو صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ قیل ان معانیہ فیہا وبہ یحتج لابی حنیفۃ فی جواز القرأۃ بالفارسیۃ فی الصلوٰۃ علی ان القرآن وان ترجم بغیر العربیۃ یہ خود صاحب کشاف کے نزدیک بھی ضعیف ہے بلفظ قیل اس کو بیان کرنا اور آیت کے ساتھ اس کو مرتبط نہ کرنا اس طرف اشارہ کر رہا ہے حواشی علوی علی الکشاف میں ہے قولہ قیل ان معانیہ فیہا الخ فیہ اشعار بان الوجہ ھو الاوّل دوسری دلیل جو اس زمانے میں بعض لوگوں نے بیان کی یہ ہے کہ صحابہ اپنی طرف سے قرآن مجید کے الفاظ بدل بدل کے پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جائز رکھتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی اس مضمون کی شہادت نہیں دیتی بلکہ

عہ یعنی ذکر اس کا تمام اگلی کتابوں میں ہے اور بعض نے کہا کہ معانی قرآن کے ان میں ہیں ۱۲ عہ یعنی ذکر قرآن کا نہ خود قرآن ۱۲ عہ یعنی ذکر قرآن کا اگلی کتابوں میں ہے اس بنا پر کہ ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے اور یہ ویسا ہے کہ کہا جائے کہ فلاں شخص امیر کے رجسٹر میں ہے ۱۲ لعہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اگلی کتابوں میں ہے یا قرآن کا ذکر ان میں ہے یا اس کے معانی ان میں ہیں ۱۲ عہ قرآن یعنی اس کا ذکر اگلی کتابوں میں ہے ۱۲ عہ بعض نے کہا ہے کہ قرآن کے معانی کتابوں میں ہیں اور اسی سے امام ابوحنیفہ کے قول کی سند بیان کی جاتی ہے قرأت کے فارسی میں جائز ہونے پر اس بنا پر کہ قرآن کا ترجمہ بھی قرآن ہے چاہے غیر عربی زبان میں کیا جائے ۱۲۔

جس نے حدیث کی کتابیں سرسری نظر سے بھی دیکھی ہیں وہ خوب جانتا ہے کہ صحابہ حفظ قرآن مجید میں سخت اہتمام فرماتے تھے جس لفظ کو جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے اس کو اسی طرح ادا کرتے تھے سرمو فرق نہ ہونے پاتا تھا اور حکم نبوی یہ بھی تھا کہ قرآن مجید کی آیتیں لکھ لی جایا کریں اور اگر کسی صحابی نے کوئی لفظ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا اور دوسرا صحابی اس کو سنتا اور پڑھتا تو وہ سننے والا اس پر بحث و انکار کرتا تھا، حضرت فاروقؓ کا ایک شخص کو اسی بات پر گلے میں رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے حضور رسالت میں لیجانا اور اسی بات پر ان کا اُبی بن کعب سے کئی بار مناظرہ کرنا اور حضرت ابن مسعودؓ کا اسی بنا پر سورۂ واللیل میں لفظ ما خلق کے پڑھنے سے سخت انکار کرنا مشہور ہے اور بروایات صحیحہ منقول ہے اسی قسم کے بہت سے واقعات ہیں جنھوں نے غیر قوموں سے بھی اقرار کرایا ہے کہ قرآن مجید بے کم و کاست بے تغیر و تبدل وہی کتاب ہے جس کی نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ خدا کی کتاب ہے، ولیم میور جو عیسائیوں کا ایک مشہور اور محقق مؤرخ ہے اس کی تاریخ دیکھیے۔ المختصر اسی قسم کی اور بھی دلیلیں ہیں جنکے ذکر سے شرم آتی ہے سمجھدار کے لیئے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر اس قول پر کوئی دلیل ہوتی تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس سے کیوں رجوع کرتے۔

س جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ ترجمۂ قرآن قرآن نہیں ہے اور اس کے پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی وہ کون لوگ ہیں اور ان کی کیا دلیل ہے۔

ج تمام علمائے امت اور مجتہدین شریعت اسی طرف ہیں جیسے امام شافعی اور امام احمد اور قاضی ابی یوسف اور آخر میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم بھی، ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ حق جل شانہ نے قرآن مجید کو عربیت کے ساتھ موصوف کیا ہے (۱) انا انزلناہ قرآنا عربیا (۲) کتابٌ[ع] فصلت ایاتہ قرآنا عربیا (۳) انا[ع] جعلناہ قرآنا عربیا (۴) بلسانٍ[ع] عربی مبین (۵) بلسان[ع] عربی مبین وغیرہ ذلک پس اگر قرآن صرف معانی کا نام ہو تو اس کو عربیت کے ساتھ موصوف کرنے کی کوئی وجہ نہیں

ع بیشک ہم نے اس کو عربی قرآن اتارا ہے ۱۲ ع یہ ایسی کتاب جس کی آیتیں مفصل ہیں عربی قرآن ہے ۱۲ ع ہم نے اس کو قرآن بنایا ہے ۱۲ ع صاف عربی زبان میں ۱۲ ع یہ قرآن عربی زبان ہے ۱۲۔

معنی کو کسی زبان کی خصوصیت سے کیا تعلق یہ شان تو الفاظ کی ہے معنی نہ عربی ہوتے ہیں نہ فارسی نہ ہندی لہذا معلوم ہوا کہ قرآن ان خاص عربی الفاظ کا نام ہے جو معانی مخصوصہ پر دلالت کرتے ہیں اور ان کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے، علاوہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت سے عجمی لوگ اسلام لائے تھے جو عربی زبان بالکل نہ سمجھتے تھے مگر کسی کو آپ نے یہ حکم نہیں دیا کہ تم قرآن کا ترجمہ اپنی زبان میں کرا کر نماز میں پڑھ لیا کرو اور پھر صحابہ کے زمانے میں تو صدہا بلاد عجم مفتوح ہوئے اور وہاں کے لوگ اسلام لائے مگر یہ منقول نہیں کہ صحابہ نے کسی کو اجازت دی ہو کہ تم قرآنجید کا ترجمہ نماز میں پڑھ لیا کرو، اب یہاں چند احتمالات باقی ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے شاید عجمیوں کو یہ اجازت دی ہو مگر کسی روایت نہیں کیگئی یا روایت ہوئی مگر کتب میں درج نہیں ہوئی اسوجہ سے ہمکو وہ روایت معلوم نہیں۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے کچھ اس طرف خیال نہیں کیا اگر خیال آتا تو ضرور اجازت دیتے۔

(۳) اس زمانے میں لوگوں کو عربی زبان سیکھ لینا آسان تھا، اس سبب سے اس اجازت کی ضرورت نہیں ہوئی اب مشکل ہو گیا ہے لہذا اس اجازت کی ضرورت ہے مگر یہ احتمالات ایک معمولی شخص کے نزدیک بھی قابل وقعت نہیں ہیں پہلے احتمال کا جواب یہ ہے کہ جس شخص نے سلف صالح کا حرص نقل شریعت میں بغور ملاحظہ کیا ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ وہ لوگ دیدہ و دانستہ کسی امر شرعی کی روایت میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کرتے تھے اور جس واقعہ کی دن رات ضرورت رہتی ہو اس کے متعلق ایسی بڑی بات بھول جانا خلاف عقل ہے، جس زمانے میں امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) ترجمۂ قرآن سے جواز نماز کے قائل ہوئے تھے اس وقت بڑے بڑے تابعین موجود تھے اگر انھیں صحابہ کی اجازت معلوم ہوتی اور وہ اس کو بھول گئے ہوتے تو اس واقعہ پر ضرور ان کو یاد آجاتی اور ان پر اس مسئلہ کا طعن نہ کیا جاتا اور بعد حدیث مل جانے کے امام صاحب اپنے پہلے قول سے رجوع نہ کرتے حاصل یہ کہ کسی امر کا باوجود کثرت وشدت دواعی اور عدم موانع کے منقول نہ ہونا اس کے عدم کی دلیل ہے، دوسرا احتمال تو ایک اولوالعزم پیغمبر اور اس کے خلفا کی طرف کوئی ذی عقل مسلمان نہیں کر سکتا نماز سے بڑھ کر شریعت میں کسی

Marfat.com

چیز کی تاکید نہیں، پھر جب اس کا خیال نبی نے نہ کیا تو اور چیزوں میں تو نہ معلوم کیا کچھ بے خیالی کی ہوگی۔ معاذ اللہ نبوت کیا ہوئی ایک کھیل ہو گیا۔ تیسرا احتمال بھی بالکل لغو ہے، بلکہ پہلے عربی کا حاصل کرنا مشکل تھا قواعد مدون نہ تھے، باقاعدہ تعلیم نہ ہوتی تھی اب بحمداللہ دونوں باتیں موجود ہیں پہلے اگر ایک سال میں عربی زبان کی مہارت ہو سکتی تھی تو اب چھ مہینے میں وہی کیفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

س اگر باوجود قدرت کے کوئی شخص قرآن مجید کا ترجمہ نماز میں پڑھ دے تو نماز میں فساد آئے گا یا نہیں۔

ج اگر صرف ترجمہ پر اکتفا کی جائے تو ہر حال میں نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ترجمہ بھی پڑھا جائے اور اصل عبارت قرآنیہ بھی پڑھی جائے تو وہ ترجمہ اگر کسی امر یا کسی حکم کا ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر کسی ذکر یا تسبیح کا ترجمہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی فتح القدیر میں ہے الوجہ انہ اذا کان المقروء من مکان القصص والامر والنہی ان یفسد مجرد قراءتہ حینئذ متکلما بکلام غیر قرآن بخلاف ما اذا کان ذکر اتنزیہا فانہ انما تفسد اذا قصد علی ذالک بسبب اخلال الصلوٰۃ عن القراءۃ۔ انتہیٰ۔

دوسرا مسئلہ ۔ اذان واقامت کا عربی کے سوا کسی اور زبان میں کہنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ہر حال میں جائز ہے بشرطیکہ لوگ سمجھ لیں کہ اذان ہو رہی ہے، اور صاحبین کے نزدیک اگر عربی الفاظ کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں مگر امام صاحب کے نزدیک بھی خلاف سنت ہونیکے سبب مکروہ اور بدعت ضرور ہے بعض فقہا نے مثل صاحب مراقی الفلاح وغیرہ کے صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا ہے مگر صحیح نہیں (تبیین الحقائق فتاوی قاضی خاں)

تیسرا مسئلہ ۔ نماز کی نیت عربی زبان میں کہنا چاہیئے یا اپنی مادری زبان میں بھی جائز ہے۔

جواب ۔ اصل تو یہ ہے کہ نیت دلی ارادے کا نام ہے زبان سے کچھ کہنا نیت ہی نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا یہ دستور تھا، ہاں متاخرین نے خیال اس کے کہ

کبھی آدمی متفکر ہوتا ہے اور دلی ارادے کا اس کو خیال نہیں رہتا لہذا اگر زبان سے کہہ لیا کرے گا تو دلی ارادہ بھی ہو جایا کرے گا اور بعض افاضل علماء نے اس کو بدعتِ حسنہ لکھا ہے لہذا اگر ایسا کیا جائے تو عربی زبان کی تخصیص نہیں جس زبان کو سمجھتا ہو اسی زبان میں نیت کے الفاظ کہے۔

چوتھا مسئلہ ۔ تکبیر تحریمہ اور اسی طرح باقی تکبیرات کا غیر عربی زبان میں کہنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ذکر اسم ربہ فصلے اس میں کسی زبان کی تخصیص نہیں کی ہاں اسمیں شک نہیں کہ خلاف سنت ہونیکے سبب سے بدعت اور مکروہ ضرور ہوگا بعض فقہا نے لکھا ہے کہ امام صاحب نے اس مسئلہ سے بھی رجوع کیا مگر یہ صحیح نہیں۔

حق سبحانہٗ کی توفیق سے

علم الفقہ

کی تیسری جلد تمام ہوگئی

تمت

یہ اور ہر قسم کی دینی و علمی درسی و غیر درسی کتب نیز :۔ قرآن شریف سیپارے، و قاعدے، یکجا باکفایت :۔

ملنے کا پتہ

(مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔پی)

(تصحیح کردہ عمر فاروق عثمانی)

Marfat.com

بی ضرورت کے وقت ہندوستان کے مشہور و معروف کتب خانہ اعزازیہ دیوبند یوپی سے طلب فرمایئے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

علم الفقہ

جلد اوّل

مصنّفہ
حضرت حجۃ الاسلام امام
اہل سنت مولانا الحاج الشاہ محمد عبدالشکور صاحب فاروقی مجددی نقشبندی

جس کو

(مولوی) سید احمد مالک
کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے
اپنے کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع کیا

بار سیر دہ کے ہوتے ہوئے اس

کاتبہ (مولوی) سید احمد مالک

بغیر پت ہو

فارسی، اردو اور حما
تلبس عمد